عبدالرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کی رقم کا　　حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

دیباچہ

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد خاکسار مولف بکمال ادب ناظرین ستودہ آئین کی خدمات بابرکات میں گذارش پرداز ہے کہ عموماً تصنیف اور تالیف کا کام نہایت مشکل اور دشوار گذار ہے یہ وہ کٹھن راستہ ہے کہ جس میں قلم کا مسافر بھی باوجود فولاد کا کلیجہ رکھنے کے ہر ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے ۔ اور یہ کسی بزرگ کا قول من صنف فقد استہدف ہمیشہ مولفین و مصنفین کے پیش نظر رہتا ہے اس بنا پر میرا ارادہ سفرنامہ لکھنے کا ہرگز نہ تھا دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ ان مقدس و مبارک مقامات کے متعدد سفرنامے ابتک شایع ہو چکے ہیں اور ہوتے رہینگے جنمیں میری نظر سے بھی بہت سے گذر چکے جو کچھ کہ ان میں لکھا گیا ہے وہ ہماری رہنمائی کیلئے کافی ہے مگر سعدی علیہ الرحمہ کا یہ قول ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت ۔ میں نے بھی دوران سفر میں کچھ حالات اپنی یادداشت کیلئے جمع کرتا رہا جب میں مصر سے واپس آرہا تھا تو راستہ میں جناب مولانا مولوی حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سرسوی سے میری ملاقات ہوگئی ۔ برسبیل تذکرہ میں نے اپنی یادداشت سفر کو سنایا تو آپنے بہت پسند کیا ۔ اور جب میں وطن کو واپس آیا تو چند میرے معزز مخدوم و مکرم دوستوں نے بھی میرے حالات سفر کو سنکر اس بات پر زور دیا کہ ضرور ایک سفرنامہ لکھا جائے اور اسمیں میرے قدیم عنایت فرما اخوہم فی الطریقت جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ حسین صاحب خلیل نقشبندی خلیفہ جناب مرشدنا و مولٰنا مولوی حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علیپوری مدظلہ العالی نے بہت ہی زور دیکر علمی امداد بھی عطا فرمایا میں نے اپنی کچھ بیدلی کچھ عدیم الفرصتی اور نا قابلیت کا اظہار کر کے بہت کچھ عذر خواہی کی لیکن میرے معزز مخدوموں اور مکرم دوستوں نے نہ مانا پر نہ مانا ۔

آخر کار مجبور ہو کر میں نے اپنے اوراق پریشان کو جمع کرنا شروع کیا میرے مکرم دوستوں کا یہ اصرار رہا کہ سفرنامہ ایسا لکھا جائے جسمیں علاوہ جغرافیائی حالات کے کچھ صحیح نقشہ جات ارض مقدس بھی شامل ہوں اور چند مقامات متبرکہ کے عکسی فوٹو بھی جابجا لگائے جائیں بظاہر اسکی تعمیل میرے لئے سخت مشکل تھی مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے ایک حد تک اپنے مکرم دوستوں کی آرزو پوری کر دیا ۔ جتنے سفرنامے ابتک شایع

ہو چکے ہین انمین اگر کچھ کمی ہے تو نقشجات وعکسی تصاویر کی ہے ورنہ یہ سفرنامہ میرے خیال مین اگلے سفرنامون سے کوئی فوقیت نہین رکھتا ہے ۔

مینے اس سفرنامہ کو سوم ربیع الثانی روز جمعہ ۱۳۳۰ھ ہجری بمقام ویلور (ملک مدراس) شروع کر کے بتاریخ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ کو مقام بنگلور (ریاست میسور) مین باوجود اپنی خدمت کی ذمہ داریون کے ختم کیا ہے مین نہین کہہ سکتا کہ یہہ میری سرگذشت کہان تک ناظرین کیلئے دلچسپ ثابت ہوگی اور اہل نظر چشم قبولیت سے دیکھینگے کیونکہ نہ اسمین حسن وعشق کی داستان ہے نہ ہجر ووصل کا افسانہ نہ حکایت اشتیاق ہے نہ شکایت فراق مگر سیدہے سادہے ملک کے جغرافیائی حالات وقابل دید زیارت کا اردہ بھی ٹوٹی پھوٹی اردو مین بیان ہے جس سے مذہب اسلام کو خاص تعلق ہے ۔

قاعدہ قدرت ہے کہ جو چیز عزیز ہوتی ہے اوسکے کثرت ذکر سے قلب کو فرحت او تسکین پہنچتی ہے اسکے برعکس جس چیز سے نفرت ہوتی ہے اسیطرح اوسکے بیان سے دلکو وحشت معلوم ہوتی ہے علاوہ برین سرزمین حجاز سے ابتک کوئی اخبار یا رسالہ نہین نکلا جو واقفیت عامہ کیلئے رہنمائی کا کام دے ایسی صورت مین جسقدر حالات وہان کے لکھے جائین کم ہین ۔

سفرنامہ مین جس قسم کی اطلاعین لازمی اور ضروری ہین یعنے ملک کی اجمالی حالت مع جغرافیہ نقشجات وذکر مقامات متبرکہ۔ قدیم تاریخی واقعات کا انحصار۔ گورنمنٹ کا طریق انتظام وغیرہ وغیرہ جہان تک مجہسے ہوسکا مینے اس سفرنامہ مین لکہدیا ہے۔

مجھے اس سفرنامہ کی تحریر سے کچھ اظہار لیاقت وفصاحت طلاقت لسانی یا نامودری یا شہرت دنیائی طرفی منظر نہین ہے میری نیت خالصاً للہ فقط اظہار حالات سفر حرمین الشریفین وزیارات اماکن مقدسہ وحرم ثالثہ یعنے بیت المقدس وشام ومصر وغیرہ وغیرہ جنکی عازمان بیت اللہ ومشتاقین روضۂ رسول اللہ وزائرین روضۂ خلیل اللہ کو ہنگام سفر مین ضرورت پڑتی ہے بحث کرنی منظور رہے یہہ بھی دیکھا گیا کہ جن بزرگوارون نے سفر حجاز کے بعد جس قدر حالات پبلک کے پیش کئے ہین اونمین اکثر بجز مصیبتون وفتنون اور پریشانیون کے باقی حالات اور ضروری واقعات کو نظر انداز کردیا ہے تجربہ بتلارہا ہے کہ یہہ مقدس سفر جو ایک دلپذیر اور دلکش ہرگاہ و ہونا چاہئے تھا افسوس ہے کہ وہ حیرت ووحشت کی نظرون پہلے ہی سے دیکھا جاتا ہے ۔

مینے اگرچہ اس کتاب مین عربون اور ترکونکی تمدنی یا ملکی حالت پر بحث نہین کی ہے اور نہ اس قسم کی بحث میرے منصب و حالت کے لحاظ سے مناسب تھی تاہم اس سفرنامہ کو پڑھکر ناظرین کے دلوں مین ایک حد تک عربون اور ترکونکی تہذیب و شایستگی کا حال معلوم ہو جائیگا۔

شمس العلماء جناب علامہ شبلی کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ سفرنامہ اگرچہ تاریخی سلسلہ کا ایک دلچسپ حصہ ہے لیکن جسقدر دلچسپ ہے اسیقدر غلطیون کے احتمالات سے مملو ہے ایک بڑی غلطی جو عموماً سفرنامہ لکھنے والون کو واقع ہوتی ہے جزئیات سے کلیات کا قائم کرنا ہے سفر مین انسان کو جن شخصوں سے سابقہ پڑتا ہے وہ اونکے اخلاق عادات و خیالات سے تمام قوم کی نسبت عام رائے قایم کر لیتا ہے حالانکہ ممکن ہے کہ وہ امور انہین چند اشخاص کیساتھ مخصوص ہون اسی طرح ہر واقعہ سے وہ ایک عام نتیجہ نکالنا چاہتا ہے اور واقعہ کے خاص اسباب کی جستجو مین نہ وہ اپنا وقت صرف کرنا چاہتا ہے نہ اوسکو اسقدر فرصت ملسکتی ہے غلطی کا بڑا سبب یہ ہے کہ جو شخص کسی ملک کا سفر کرتا ہے اوسکی نسبت پہلے سے اوسکے خیالات دوستانہ یا مخالفانہ ہوتے ہین وہان پہونچکر اول اول جو کچھ وہ دیکھتا ہے وہ محض سرسری ہوتا ہے اور چونکہ ایسی اجمالی واقفیت استنباط نتائج کیلئے کافی نہین ہوتی اور وہ نتیجہ کے قائم کرنے مین دیر تک انتظار نہین کرسکتا۔ اس لئے وہ ہر واقعہ کیساتھ قیاسات کو دخل دیتا جاتا ہے ان قیاسات کے وقت وہ حسن ظن یا سوء ظن جو پہلے سے اوسکے دل مین موجود تھا چپکے چپکے اپنا کام کرتا ہے اور اوسکو خبر تک نہین ہوتی۔ اور ایک بڑا سبب یہ ہے کہ سیاح کو چونکہ حالات کے دریافت کا نہایت شوق ہوتا ہے اسلئے وہ ہر شخص سے جو اوسکو ملجاتا ہے کچھ نہ کچھ معلومات کا سرمایہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس تعلیم مین وہ ان تحقیقات کی کہ وہ شخص ثقہ ہے یا غیر ثقہ روشن ضمیر ہے یا متعصب و تنگ النظر ہے یا ظاہر بین کچھ پرواہ نہین کرتے اور کرنا بھی چاہئے تو کامیابی نہین ہوسکتی مین نے علامہ شبلی کا یہ مضمون ہمیشہ مدنظر رکھا اور جہانتک مجھسے ہوسکا مینے اپنے سفرنامہ کو ان باتون سے پاک و صاف رکھا ہے جو کچھ لکھا ہے وہ میرا ذاتی تجربہ و مشاہدات پر مبنی ہے بیجا خوشامد و تملق سے قطعی پرہیز کیا گیا ہے۔ اتفاق حسنہ سے مجھے چند ایسے معقول ذرایعہ میسر آئے جن سے دریافت حالات مین کافی مدد ملی تاہم یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس سفرنامہ مین بیت المقدس شام و بحر متوسط وغیرہ کے حالات و زیارات و روایات کے متعلق بجز شہرت اور مزدورین کی حکایات یا اپنے چشم دید واقعات کے قرآن و حدیث یا تاریخ سے کوئی ایسا ثبوت نہین ہے جو وثوق

یسا تھ بیان کیا جائے۔ گو مینے اپنے خیال مین بہت کوشش اور تحقیقات سے کام لیا ہے اسپر بھی کہین اگر غلط روایت لکھدی گئی ہے تو یہہ بتانے والیکی غلطی پر دلالت ہے واللہ اعلم بحقیقت الحال

بعض اصحاب کی نظر مین شاید اس سفرنامہ کا سب سے بڑا نقص اسکی طوالت ہو گی۔ مینے عمداً بعض مقامات کو نہایت تفصیل کے ساتھ معہ تاریخی واقعات وجغرافیائی حالات کے لکھا ہے۔ بہرحال اس طوالت کا سب سے بڑا عذر میرے نزدیک یہہ ہے کہ جن جن مقامات کو مینے دیکھا ہے وہان کے حالات اسقدر ناظرین کے ذہن نشین ہوجائین۔ کہ اگر وہ خود بھی ان مقامات متبرکہ کو جاکر دیکھین تو شاید اتنی قلیل مدت مین اخراجات کثیر کا بار اوٹھاکر بھی اس سے زیادہ دلچسپ اور پرلطف حالات نہ معلوم کر سکین اور میرا سفرنامہ یقیناً انکو رہنمائی کا کام دیگا۔

مین نے اپنے سفر مین امیرون یا دولتمندون سے ملاقاتین کرنے کی کوشش نہین کی اور نہ مجھکو اسکا شوق رہا۔ بااین خداساز اتفاق سے حجاز ریلوے مین ایک معزز امیر ترک سے ملاقات ہوگئی جو شام شریف کے مقامات متبرکہ مین میرے رفیق راہ رہے۔

آخر مین۔ مین اون بزرگون کا شکریہ ادا کرتا ہون جنکی قیمتی تالیفات وتصنیفات سے میرے سفرنامہ کو مدد ملی ہے۔ ونیز حضرات اہل زبان سے اپنی لغزشون کیلئے معافی کا خواستگار ہون اس کتاب کے ناظرین ستودہ آئین سے التماس ہے کہ مجھ خاکسار کے حق مین دعائے خیر فرمائین اور اگر بشرط یاوری قسمت روضۂ اقدس واشرف حضرت سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات پر شرف اندوز زیارت کا اتفاق ہو تو اس کمینہ غلام کی طرف سے بھی سلام عرض کردیوین۔

درگاہ مجیب الدعوات سے امید قوی ہے کہ اس ناچیز تالیف کے کارآمد ہونیکی آرزو کو پوری کریگا

راقم

خاکسار عبدالرحیم

روز جمعہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۳۱ ہجری مقام منگلور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
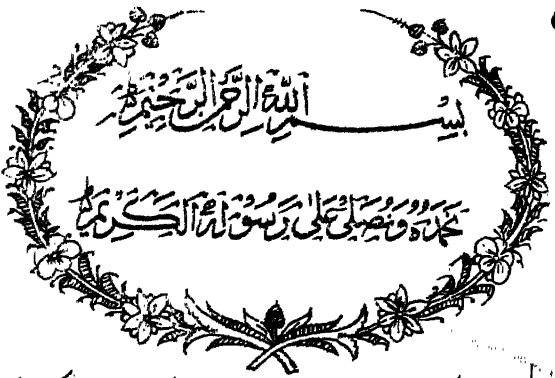
سفر

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ مجھ جیسے گنہگار کو ایک ایسے سفر کا خیال عطا کیا جو بڑے بڑے دولتمندون کو بھی نصیب نہین ہوتا ہے۔ میرے دل مین بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول اللہ کا خیال دو سال سے موجزن تھا بوجوہات چند در چند یہہ سعادت ۱۳۲۸ھ مین نصیب نہو سکی۔ میرے سفرنامہ کے نام سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ مادۂ تاریخی و حج خاص اسی سال کے لئے قدرت نے میرے لئے مقرر کر دیا تھا۔ مین پندرہ ماہ کی رخصت لیکر کے ۱۰ ار اکتوبر ۱۹۱۱ء روز سہ شنبہ مطابق ۱۶ ار شوال المکرم ۱۳۲۹ھ مقدسہ کو حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم پڑہتا ہوا اپنے گھر قصبہ ویلور سے روانہ ہوا۔

میرے والد بزرگوار و برادران عقیدت شعار و احباء صادق المحبت نے ریلوے اسٹیشن تک اپنی مخلصانہ دعاؤن کے ساتھ مجھ کو رخصت فرمایا۔ ۹ بجے دن کا چلا ہوا دس بجے شب کو بنگلور کنٹونمنٹ اسٹیشن پر پہنچا۔ اتفاق سے اس روز بنگلور مین بہت زور شور کی بارش ہو رہی تھی باوجود کثرت بارش کے اسٹیشن پر بہت سے احباب مجھے لینے کیلئے حاضر تھے۔ مین میرے دوست جناب خانصاحب منشی محمد ... ق سروے آف انڈیا کے مکان پر اترا۔

میرے بنگلور آنے کی وجہہ یہہ تھی کہ ان دنون بنگلور مین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جامع شریعت ... واقف رموز معرفت و حقیقت مولانا و مرشدنا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ

نقشبندی قادری محدث علیپوری مدظلہ العالی رونق افروز تھے۔ مین بہت دنون سے ارادہ رکھتا تھا کہ اگر موقعہ ملا تو حضور پرنور کے دست حق پرست پر توبہ کرلون۔ ایسا موقعہ پھر مجھکو نہین ملسکتا تھا۔

روز چہار شنبہ ۱۱ اکتوبر مطابق ۷ ارشوال المکرم کو مین پیرو مرشد کے دست حق پرست پر توبہ کر کے سلسلۂ نقشبندیہ مین داخل ہونے کا فخر حاصل کیا۔ فللہ الحمد والمنہ

پنجشنبہ ۸ ارشوال المکرم کو مین ظہر سے عصر تک اپنے پیرو مرشد کے حضور مین بیٹھا رہا اور بہت سے ارشادات دینیہ سے مستفید ہوا۔ آپ مجھکو ضروری ہدایات سفر حرمین لکھوادئے اور نماز عصر کے بعد مجھکو دعائی خیر کے ساتھ رخصت فرمایا۔ اور یہ شعر زبان مبارک پر لائے ؏ بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و بازآئی۔

مین اسی شب دس بجے بنگلور سٹی ریلوے اسٹیشن سے بمبئی کیجانب روانہ ہوگیا ہفتہ کی صبحکو ۹ بجے گاڑی پونہ پہنچی ۱۰ بجے پونہ سے روانہ ہوکر سوا گیارہ بجے دن کے بمبئی داخل ہوگیا۔ پونہ سے جب گاڑی روانہ ہوتی ہے تو درجۂ اول و دوم کے مسافرونکا اسباب مثل ٹرنک یا بستہ وغیرہ مسافرون سے علیحدہ کر کے دوسری گاڑی مین بحفاظت رکھکر ایک رسید دیدیجاتی ہے بمبئی پہنچکر رسید دکھلانے سے اپنا مال ملجاتا ہے۔ یہ سامان اُس سے علیحدہ ہے جو چلتے وقت جسکی بلٹی کرالی تھی جو بریک مین زیر حفاظت گارڈ تھا۔

راستہ مین بسبب بارش کے جابجا پانی ہی پانی اور کیچڑ نظر آرہا تھا۔ کھیت و باغات سرسبز دکھائی دے رہے تھے کلتھی اور راگی کی پیداوار نظر آرہی تھی۔ پہاڑ دور دور تک صاف اور خوشنما دکھائی دے رہے تھے۔ مگر صبح صادق کے وقت انکی بلند چوٹیان کسیقدر ابر مین ڈھکی ہوی تھین۔

راستہ مین یہ منظر کسیقدر افسوس کے ساتھ دیکھا گیا کہ پونہ اور بمبئی کے درمیان سورتی عورات پردہ کی زیادہ پابند نہین ہین عمدہ لباسونمین پلاٹ فارم پر بغیر نقاب کے بے دھڑک کھائی

دیتے

...ین کہہ سکتا کہ وہ مسلمان تھے یا اہل ہنود۔

پونہ اور بمبئی کے درمیان ریل ۲۶ وقت بھویار سے گذرتی ہے یعنے پہاڑونکو نقب
مہ نکالا گیا ہے۔ درجۂ دوم کی گاڑیان نہایت عمدہ ہین کو جمین دو دو آدمیون کے بیٹھنے کے
لئے علیحدہ علیحدہ ہین۔ رفرشمنٹ کار یعنے کھانے کی گاڑی بھی ہمراہ لگائی جاتی ہے جسمین چاء روٹی
لیمونیڈ اور کھانا ملتا ہے۔ اکثر مسافر اسمین بیٹھکر چاء نوشی مین اپنا وقت گذارتے ہین۔

وکٹوریہ ٹرمنس ریلوے اسٹیشن بمبئی

یہ عالیشان اسٹیشن سمندر کے کنارے شہر کے
درمیان بوری بندر پر واقع ہے۔ عمارت قابل دید ہے متعدد پلاٹ فارم بنے ہین۔ مسافرون سے
ایک اسٹیشن آگے ہی ٹکٹ وصول کر لیا جاتا ہے۔ بہت سے کوچ اور وکٹوریہ گاڑیان اسٹیشن پر
موجود رہتی ہین۔ کرایہ بہ نسبت اور شہرون کے یہان کسیقدر زیادہ ہے۔ مین نے اپنا اسباب ایک
وکٹوریہ گاڑی مین ڈالکر شاہجہان پالیس ہوٹل کو جو سیتا رام بلڈنگ مین ریلوے اسٹیشن سے تقریباً
۳ فرلانگ کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے روانہ ہو گیا جسکا کرایہ ۸ ردینا پڑا۔ اسٹیڈ اسمٰعیل حبیب
کے مسافر خانے مین ٹھہرنے والے مسافرونکے لئے بہائیکلہ کا اسٹیشن اور کمو سیٹھ کے مسافر خانہ مین
اترنے والون کو وکٹوریہ ٹرمنس نزدیک ہے مگر مناسب تو یہی ہے کہ تمام مسافر وکٹوریہ ٹرمنس
ہی پر اترین۔

موسم حج مین اپنی غرض کے لئے حاجیون کے لائیسنس یافتہ دلال یا انکے ملازم ریل کی آمد
کے وقت وکٹوریہ ٹرمنس اور گرانٹ روڈ ریلوے اسٹیشن پر موجود رہتے ہین۔

شاہجہان پالیس ہوٹل

یہ ہوٹل سیتا رام بلڈنگ مین متصل کرافورڈ مارکٹ عمارت
کے دوسرے منزلہ پر واقع ہے جسکا پروپرائٹر ایک پنجابی مسلمان یوسف شاہ نامی ہے جیسا کہ
ہوٹل کا ظاہری نام تاج محل پالیس ہوٹل کے مقابلہ پر شاہجہان پالیس ہوٹل رکھا گیا ہے اسیطرح

اوسکا اندرونی انتظام بہت کچھ قابل اصلاح ہے۔ تاہم بمبئی جیسے امّ الدیار یا باب الہند مین یہ بھی غنیمت ہے۔ متعدد کمرے ہین ہر ایک کمرے مین دو سے لیکر چار بلکہ پانچ اور چھ چارپائیان تک بچھی ہین۔

غسلخانہ فقط کل ہوٹل کے مسافرون کے لئے ایک ہے پائخانے دو ہین جو اس ہوٹل کے لئے میری رائی مین کافی نہین ہین۔ کھانا ملتا ہے عمدہ چانول دئے جاتے ہین کرایہ درجۂ اول یومیہ تین روپیہ مع خوراک اور عہ بغیر خوراک۔ درجۂ دوم کا یومیہ کرایہ عہ مع خوراک اور عہ بغیر خوراک مقرر ہے لباس بدلنے کے لئے کوئی ڈرسنگ روم نہین ہے نہ ڈرائینگ ہال ہے۔

ناظرین کو آگے چلکر معلوم ہوگا کہ ملک شام اور مصر مین اعلی درجہ کی ہوٹلین اس سے کم کرایہ پر ملتی ہین۔ بہت سے مسافر اس ہوٹل مین کھانا باہر کسی ہوٹل مین کھالیا کرتے ہین چنانچہ مین بھی باہر ہی کھانا کھایا۔ اس ہوٹل مین دن کا کھانا اندنون ایک بجے اور شب کا نو بجے کے بعد ملتا رہا۔ جنکو ایک بجے دن تک فاقہ کرنیکی عادت ہو البتہ یہان کے کھانے پر صبر کر سکتے ہین۔

شہر بمبئی مین اور بھی عمدہ ہوٹلین ہین۔ کاشمیر ہوٹل اسی سیتارام بلڈنگ مین ہے مین اندر جاکر نہین دیکھا مگر میرے چند دوستونکی زبانی معلوم ہوا کہ اس ہوٹل کی حالت اچھی ہے میری رائے مین پرنس آف ویلز ہوٹل اچھا ہے سنا گیا کہ امرتسر ہوٹل مین عمدہ انتظام ہے۔ اگر زیادہ دن رہنا ہو تو قیام کرنے سے پہلے ہوٹل کو بچشم خود دیکھکر اترنا مناسب ہے۔ علاوہ ان کے بہت بڑے بڑے انگریزی ہوٹل موجود ہین انمین یومیہ فیس زیادہ ہے اور ان ہوٹلون مین اسلامی طرز کا کھانا نہین ملتا حاجیون کو دیکھ سمجھ کر اپنے قیام و طعام کا انتظام کرنا چاہیئے۔

بمبئی مین کھانے کی دوکانین

بمبئی مین بہت سی کھانے کی دوکانین ہین۔ جہان امیر و غریب سب کھاتے ہین۔ میرے تجربہ مین صرف دو دوکانین پسند آئین ایک کرافورڈ مارکٹ

کے روبرو بہین صبح سے شام تک اقسام کے کھانے موجود رہتے ہین امیر و غریب ہر دو کیلئے ۱؎ سے لیکر عہ روپیہ تک ایکوقت آدمی کھا سکتا ہے۔ صفائی یہان نہین ہے دوسری دوکان گرانٹ روڈ کے موڑ پر ہے وہان بھی عمدہ اور اقسام کے کھانے ملتے ہین۔ اسمین کسیقدر صفائی ہے اور انگریزی وضع سے کھانا دیا جاتا ہے علاوہ ان دوکانون کے بھنڈی بازار مین چند دوکانین عمدہ ہین مناسب قیمت پر کھانا ملتا ہے۔

معمولی دوکانون مین جو عام طور پر بازار مین غذا ملتی ہے اُن مین اکثر گائی اور بھینس کا گوشت استعمال ہوتا ہے جو مضر صحت ہونیکے علاوہ امراض ہیضہ یا اسہال مین مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے موسم گرما مین تو ضرور ایسی غذا بمبئی مین نقصان پہنچادیگی۔ مگر یہ بات بھی اپنی اپنی مزاج اور طبیعت پر موقوف ہے جہان تک ہوسکے سفر مین ایسی غذاؤن سے پرہیز کرنا اچھا ہے۔

تھامس کوک اینڈ سنز

۲۴ ار اکٹوبر کو جب شاہجہان ہوٹل مین اپنا اسباب وغیرہ رکھکر کوک کمپنی کے دفتر کو گیا دفتر مذکور اسپلینڈ روڈ پر واقع ہے۔ اس ایجنسی کے ذریعہ روئی زمین پر کسی حصہ کا ٹکٹ جہان ریل اور جہاز ہو مل سکتا ہے کمپنی مذکور کی تعریف کرنے کی ضرورت نہین ہے کل تعلیم یافتہ اصحاب اس کمپنی کو جانتے ہین اسکی شاخین روی زمین پر بڑے بڑے شہرونمین موجود ہین۔ اسکی معرفت ٹکٹ لینے سے بہت آسانی ہوتی ہے اور ہمکو کچھ زیادہ روپیہ دینا نہین پڑتا اس تکلیف سے بھی نجات ملتی ہے جو عموماً ریل یا جہازی کمپنیونمین جاکر ٹکٹ خرید کرتے وقت ہوتی ہے جسقدر معزز انگریز یا ہندوستانی یوروپ وغیرہ کو جاتے ہین انکا زیادہ حصہ اسی کمپنی کی معرفت جہاز اور ریل کے ٹکٹ خرید کرتا ہے۔ چنانچہ مین بھی قبل روانگی بیت اللہ شریف کے کوک کمپنی کی معرفت خط و کتابت کر کے اپنا ٹکٹ بمبئی سے جدہ تک درجہ اول کا خرید کرچکا تھا۔ قانون کمپنی کے موجب ٹکٹ خریدنے سے پیشتر نصف کرایہ روانہ کرنا چاہئیے مین نے بھی حسب دستور

نصف قیمت ٹکٹ کی روانہ کرچکا تھا باقی نصف قیمت ادا کرکے جہاز خسرو جو بمبئی پرشیا اسٹیم نائگیشن کمپنی کا ہے ڈیڑھ سو روپیہ مین درجۂ اول کا ٹکٹ لے چکا۔

کارکنان کوک کمپنی نہایت پراخلاق و بامروت ہین جو کچھ دریافت کرو خوشی سے بتاتے ہین۔ جہان تک ہوسکتا ہے مسافرون کے سوالات کا جواب دینا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہین۔ مین اپنے ناظرین کو سفارش کرتا ہون کہ بروقت روانگی حجاز مقدس یا دیگر سیاحت کے لئے موقعہ ہو تو اسی کی معرفت اپنا ٹکٹ خریدین بہت آرام ملیگا۔

کوک کمپنی کے سرکلر نوٹ اس کمپنی کی معرفت اپنا مبلغ حفاظت سے لیجا سکتے ہین سرکلر نوٹ پانچ دس یا بیس پونڈ کے روپیہ ادا کرنے پر ملجاتے ہین۔ روی زمین پر کل کوک کمپنی کے آفسون یا مشہور بینکون مین یہہ نوٹ پیش کرتے ہی بلا عذر ایک منٹ کے اندر روپیہ ملجاتا ہے یہان ان مقامات کے نام لکھتا ہون جہان مین نے اس قسم کے نوٹ بھنائے ہین۔ دمشق حلب بیروت۔ حیفا۔ بیت المقدس۔ اسکندریہ۔ پورٹ سعید اور مصر۔

مین حفظ ماتقدم کے طور پر لکھتا ہون کہ نقد روپیہ یا سورن وغیرہ لیجانے کے عوض کوک کمپنی کے سرکلر نوٹ لیجانے مین بہت آرام ہوگا۔

مین بیت اللہ شریف کو جانے سے قبل ڈیڑھ ہزار روپیہ کے سرکلر نوٹ فی نوٹ ۵ پونڈ کے حساب سے لیگیا تھا۔ یہہ نوٹ ایکسال کے اندر جہان کہین بھنانا چاہین بھنا لین۔

روپیہ لیتے وقت ولایتی ایکسچنج کے موافق روپیہ ملیگا۔ مجھکو ڈیڑھ ہزار روپیہ مین کل بارہ روپیہ بٹہ لگا تھا جو آرام کہ مین نے ان نوٹون سے اٹھایا اسکے مقابلہ مین یہہ معاوضہ کچھ نہ تھا۔

اگر نوٹ گم جائے تو معقول ذمہ داری پر روپیہ واپس ملسکتا ہے۔

ان حاجیون کو جو ارض مقدس ہوتے ہوے مصر وغیرہ کی سیاحت کرنا ہو ضرور اس کمپنی

کے سرکلر نوٹ فائدہ دینگے۔ نقد روپیہ لیجانے مین بہت مشکلون کا سامنا اور ہر وقت چوریکا خوف بدؤنکا ڈر لگا رہتا ہے علاوہ اس کے روپیہ کی حفاظت کرنا بھی بڑی مشکل ہے کمر مین ہمیانی کے اندر اشرفیونکا رکھنا بھی حجاز مقدس مین خطرہ سے خالی نہین ہے۔

بمبئی مین حاجیون کی کثرت اس سال حج اکبر کی وجہ سے بمبئی مین بہت حاجی جمع ہو گئے ہین جن کی صحیح تعداد معلوم کرنا بہت مشکل ہے نہ عملۂ محافظ حجاج ہی کو خبر ہے نہ کسی اور کو کہ اس وقت بمبئی مین کتنے حاجی موجود ہین اور کتنے واپس چلا گئے۔ البتہ ان حاجیون کا پتہ تو محافظ حجاج کو رہتا ہے جو ساحل بمبئی سے جدۂ شریف کو روانہ ہوئے۔

۱۴ ار اکتوبر کو مین شام کے وقت مسافر خانۂ کموسٹیھ اور اسماعیل سٹیھ کو جاکر دیکھا میری رائے مین دونون مسافر خانے اسلامی ہوٹلین اور سرکاری کیامپ وغیرہ مین ملاکر تقریبا چھے ہزار حجاج موجود تھے اور ہر روز حاجیون کی آمد برابر جاری تھی مسافر خانے اور اُن کے قریب کے راستہ سب حاجیون سے بھرے تھے جو راستون کے اوپر پڑے تھے اُنکو دن کی گرمی اور رات کی خنکی کو بچانے کے لئے بجز قدرتی نیلگون چادر کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ سرکاری قوانین کی پابندی۔ چیچک کے ٹیکہ کا لگانا۔ جہاز کے ٹکٹون کا نہ ملنا۔ دلالون کا عین وقت پر مایوسانہ جواب دیکر ٹکٹ کے دام دوگنے بلکہ تگنے وصول کرنا نفسی نفسی کی حالت تھی۔ اس وقت ان کی حالت بمصداق اس شعر کے تھی ؎ کون سنتا ہے فغان حجاج ÷ قہر حجاج بجان حجاج +

۱۵ ار اکتوبر بروز اتوار مطابق ۱۶ شوال المکرم مین صبح کے وقت مشی کرتا ہوا ریلوی اسٹیشن کی جانب چلا گیا۔ اسٹیشن پر معمول سے زیادہ لوگ جمع تھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آج بہت سے حجاج بسبب نہ ملنے ٹکٹ اور زیادہ ہوجانے کرایہ جہاز کے اپنے اپنے وطن کو واپس چلا جا رہے ہین جنمین زیادہ تر بنگالی تھے۔

آج حسن اتفاق سے علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی مصنف تاریخ اسلام و مترجم قرآن سے نیاز حاصل ہوا علامۂ موصوف بلند خیال اور عالی دماغ بزرگ ہین مولانا موصوف سے ملکر مجھے بڑی مسرت حاصل ہوی مختلف معاملات و سیاحت چین و بڑی دیوار چین کی نسبت گفتگو ہوتی رہی۔ آپ بغرض علاج و تبدیل آب وہوا بمبئی تشریف لائے تھے شام کو مولانا موصوف کے ہمراہ اپولو بندر پر جاکر دریا کی سیر کرتا رہا مولانا صاحب یہان سے غار الورا کے دیکھنے کو اورنگ آباد کی طرف دوسرے روز چلے گئے۔

اس سال کرایہ تتق کا یعنے جہاز کے درجۂ پنجم کا اس قدر بڑہ گیا تھا کہ گذشتہ دس سالون مین اس کی نظیر کہین نہین ملیگی۔ کہان چالیس اور پچاس روپیہ گذشتہ سال کا کرایہ کہان اسوقت سنو بلکہ ایک سو پچاس روپیہ تک لوگون سے دلالون نے لیکر ٹکٹ خریدا۔ اس سال کرایہ کی حالت تقریباً یہ تھی۔ کرایۂ درجۂ اول ۱۵۰ روپیہ سے ۲۰۰ تک درجۂ دوم ۱۲۰ سے ۱۵۰ تک۔ درجۂ سالون ۸۰ سے ۱۰۰ تک۔ درجۂ پوپ یعنے عرشہ ۶۰ سے ۱۱۰ تک۔ اور تتق ۵۰ سے ۱۰۰ تک بلکہ موقع پر ۱۱۰ تک ہوگیا تھا۔

بہت سے لوگ اس سال وہی دقیانوسی خیالات اور حساب کے موافق ۱۳سو روپیہ سے ۱۴سو تک ہمراہ لیکر حج کے لئے چل کھڑے ہوے انکو بمبئی داخل ہوکر اپنی غلطی پر سخت ندامت اٹھانی پڑی اسی ندامت سے آج تقریباً ڈیڑہ ہزار حجاج اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔

بمبئی کے مسافر خانے کیامپ اور ہوٹلین سب بھرے تھے بخاری بلوچی اور افغانیون نے تو سڑکون ہی پر اپنا بستر جما دیا تھا جنکو ٹکٹ جہاز کے ملگئے وہ تو خوش تھے اور جنھین ٹکٹ نہین ملا تھا جو دلالون کے ہاتھ مین پھنسے ہوے تھے بڑی بیتابی سے ٹکٹ کا انتظار کر رہے تھے۔ جہاز کے ٹکٹ کے ہمراہ خوراک نہین ملتی ہے خوراک کا انتظام آپ خود کرنا چاہئے خواہ کسی درجہ کا ٹکٹ ہو

تو دیکھ نہیں پاتی ہے۔

اشیاء ممنوعات مذکورۂ ذیل وزن سے زیادہ اشیاء ممنوعہ کا بمبئی مین یا جہاز مقدس کو لانا یا بیچنا بالکل خلاف قانون ہے اگر بوقت تلاش زیادہ شئی برآمد ہو تو مسافر مبتلائے مصیبت ہوگا۔ تمباکو ۴ سیر بخچہ۔ افیون ۳ تولہ۔ چانڈو ۱ تولہ۔ مدک ۱ تولہ۔ گانجہ ۵ تولہ بھنگ ۲۰ تولہ۔ چرس ۲۰ تولہ۔ کوکین ۶ گرین۔ ایرانی افیون کی ممانعت کلی۔ دیسی ریاستون سے آنے والون کے لئے گانجہ اور اوسکی ساختہ اشیاء کے لئے تولہ سے زیادہ لانے کی ممانعت ہے (منقول از باب مکہ)

بمبئی کے مسافرخانے حاجیون کو ٹہرنے کے لئے بمبئی مین دو مسافرخانے ہین ایک مرحوم سیٹھ اسماعیل حبیب کا۔ دوسرا لکمو سیٹھ کا۔ آخر الذکر فقط حاجیون کے لئے مخصوص ہے داؤدی بھونرون کیلئے سرآدم جی پیربھائی کا جماعت خانہ حضرات اثنا عشریہ کیلئے میر ببر علی کا امام باڑہ وجماعت خوجہ کیلئے احمد دیوجی کا مسافرخانہ موجود ہے۔ میری رائے مین اگر زیادہ دن ٹہرنے کا اتفاق ہو تو گرانٹ روڈ یا بھنڈی بازار مین کوئی مکان کرایہ پر لیکر ٹہرنا اچھا ہے ایام حج مین مسافرخانون کی حالت اچھی نہین رہتی ہے۔ مسافر کو زیادہ تر صفائی کا خیال رکھنا چاہیئے۔

حاجیون کے لئے جہازی کمپنیان (۱) مغل لائن (۲) جرمن ایسٹ آفریقی لائن (۳) بمبئی اور حجاز لائن (۴) برٹش انڈیا لائن کے جہازات حاجیون کو موسم مین لایا اور لیجایا کرتے ہین۔ میری رائے مین تھامس کوک اینڈ سنز کی معرفت خط وکتابت کر کے ٹکٹ کا انتظام کر لینا مناسب ہے۔ اگر ایک شہر یا قصبہ سے دو چار آدمی جائین تو ایک کے نام سے بندوبست کر سکتے ہین مگر ٹکٹ علیحدہ ہر ایک کے نام کا لینا چاہیئے۔

جہاز کے درجے سوائے برٹش انڈیا لائن کے شاید دوسری کمپنیون مین پانچ درجے

ہوتے ہین میرے خیال مین سالون کا ٹکٹ دوسری کمپنیون کے جہازمین اور دوسرے درجہ کا ٹکٹ برٹش انڈیہ کے جہازمین لینا کافی ہے۔ مغل کمپنی مین درجۂ اول ۔ دوم ۔ سالون ۔ عرشہ اور تتق یعنے ڈک جملہ ۵ درجے ہین۔

اول و دوم مین کوئی بیّن فرق نہین ہے۔ نہ عرشہ اور تتق مین خاص امتیاز ہے۔ میری رائی مین مغل لائن کے جہازون پر جو جدۂ شریف جاتے ہین سالون یا عرشہ کا ٹکٹ لینا کافی ہے

مجھکو سینکڑون دفعہ بحری سفر کا اتفاق ہوا ہے مین مختلف یوروپین کمپنیونکے جہازون پر سفر کیا ہون جنمین فقط تین ہی درجے ہوتے ہین۔ مساجری ماڑیم کے جہازون مین تیسرے درجے کو بھی کمرہ ہے جو برٹش انڈیہ کمپنی کے دوسرے درجہ سے کسیقدر پست حالت مین ہوتا ہے۔ بستر منھہ دہونیکا برتن۔ آئینہ سبھی کچھہ ہوتا ہے فرق یہی ہے کہ ۹ سے ۱۲ مسافر تک ایک کمرے مین رکھے جاتے ہین۔

حجازی کمپنی کے درجۂ اول و دوم کی تشریح کرنے کی ضرورت نہین ہے سالون وہ درجہ ہے جہان پر درجۂ اول کے مسافرون کو اور جہازون مین کھانا کھلایا جاتا ہے۔ مغل کمپنی والون نے وہانکے میز اور کرسیون کو ہٹاکر ۵ سے ۱۰ تک کوچین اسمین بچھادی ہین اور اسکو درجۂ دوم سے کم نہیں سمجھا جاتا ہے

عرشہ وہ ہے جسکو پوپ بھی کہتے ہین یعنی اوپر کا ڈک یعنے تختۂ صحن ہے۔ یہہ جگہہ ہوادار ہوتی ہے مگر ساتھہ ہی جہازمین اگر صفائی کا انتظام باقاعدہ رہا تو روزمرہ اسباب وغیرہ کے اٹھانے مین بہت تکلیف ہوگی۔ اور برسات مین پانی کی بوچھاڑ اور طوفان کے سمندر کا پانی آکر بہت سخت مصیبت گذرتی ہے تاہم یہہ درجہ متوسط اشخاص کے لئے نہایت موزون ہے۔

تتق سب سے کم درجہ اور ہوا کا گذر اسمین ذرا کم ہوتا ہے گرمی کے سوا اگر صفائی روزمرہ نہو تو بدبو پھیل کر بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔

ادویات ضروری سفر حجاز

کونین کی گولیان یا بانٹی والے کا بخار کا مکسچر۔ فناسٹین پسینہ آور دوائی۔ کھانسی کی گولیان یا چیمبرلین کاف ریمیڈی کلوروڈین یعنے پیچش کی دوا۔ اپیریٹ پلس یعنے دست لانے والی دوا۔ کالراپلس یعنے ہیضہ کی گولیان یا کوئی مجرب دوا۔ موم روغن کی شیشی۔ امرت دھارا لاہوری نیک مگنیشیا۔ مرہم زخمون کے لئے۔ پپرمنٹ پلس۔ برمن کا عرق پودینہ بدہضمی کے لئے۔ امراض چشم کے لئے آئی ڈراپس۔ تھوڑی لنٹ اور کپڑا پٹی باندھنے کیلئے بورک لنٹ جسمین دوائی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ مقراض اور ناپنے کا پیمانہ۔ ایک آلہ مقیاس الحرارت یعنے بخار آزمائیکا آلہ۔ اسکے علاوہ اپنی اپنی طبیعت ومزاج کے موافق یونانی ادویات بھی ہمراہ رکھنا چاہئیے یا انگریزی دوائی ہی لیجائیں۔ میرے تجربہ مین زیادہ تر بدہضمی وپیچش کی دوائی کی ضرورت ہے۔ اگر موسم گرما مین حج ہو تو تشنگی دفع کرنے کے لئے کئی قسم کی شربتین ضرور رکھ لئے جائین۔ یہہ کل ادویات بمبئی کر کسی دوائی خانے سے خرید کرلین۔ سرزمین حجاز مین یونانی ادویات کا استعمال اور پرہیز ذرا مشکل ہے۔

چیچک کا ٹیکہ

عازمان حجاز مقدس پر ضروری ہے کہ وہ گھرون سے نکلنے کے قبل یا بمبئی مین جہاز سوار ہونے سے پہلے چیچک کا ٹیکہ لگوالین بغیر ٹیکہ لگوائے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت ازروی قانون نہین ہے۔ اس سال بہت سے لوگ بغیر ٹیکہ لگائے ہوے بھی سوار ہو گئے میری رائی مین ٹیکہ لگانا ضروریات سے ہے اگر سرکاری حکم بھی نہو تو اپنے حفظ ما تقدم کے لئے اچھا ہے مناسب تو یہی ہے کہ اپنے گھر سے نکلنے کے پہلے ان سب باتون سے فارغ ہولین اگر بمبئی مین ٹیکہ لگایا جائیگا تو ممکن ہے کہ بخار آئے اور سفر مین تکلیف ہو۔ مین بیت اللہ شریف جانے سے ۵ ماہ پہلے طاعون کا ٹیکہ اور دو ہفتہ پہلے چیچک کا ٹیکہ لگا کر سرٹیفکٹ حاصل کر لیا تھا۔

محکمۂ محافظ حجاج بھی چیچک کا ٹیکہ لگانے مین مدد کرتا ہے بمبی مین ہر دو مسافر خانون کے پاس بیٹھ ٹیکہ لگایا جاتا ہے اگر اتفاقاً کوئی مسافر مرض چیچک مین مبتلا ہو جائے تو آرتھر روڈ ہاسپٹل مین روانہ کر دیا جاتا ہے۔ جہان پر ہر طرح کا آرام و بندوبست ہے۔

پاسپورٹ عازمان حجاز مقدس کو لازم ہے کہ سفر سے پہلے اپنے ضلع کلکٹر سے پروانہ یعنے پاسپورٹ حاصل کر لے۔ درصورت نہ ملنے اپنے ضلع سے بمبئی مین جب جہاز کا ٹکٹ خریدلو تو پاسپورٹ بھی عملۂ محافظ حجاج سے اس مقام پر ملجاتا ہے جہان ترکی کانسل جنرل کا نائب یا کلرک پروانون پر ترکی کانسل کا دستخط مہری ثبت کرتا ہے جسکی فیس نئے قانون کے رو سے تین روپیہ دینی پڑتی ہے بغیر پاسپورٹ کے حاجی جدہ مین اگر اترینگے تو انکو چھے روپیہ جرمانہ دینا ہوگا جدہ مین پاسپورٹ کی آدھی نقل نائب کونسل گورنمنٹ برطانیہ کا لے لیتا ہے جس سے اسکو صحیح تعداد ہندوستانی حجاج کی معلوم ہو جاتی ہے۔

مفلس حاجی اگر اپنے شہر کے مجسٹریٹ سے اپنے افلاس کی شہادت لکھوا لائینگے تو گورنمنٹ عثمانیہ ایسے حاجیون سے کوئی فیس تصدیق کرنے کی نہین لیگی۔ لیکن ایسے مفلس لوگون پر حج کب فرض ہے پردہ نشین خاتونین جنکے ہمراہ خویش واقارب ہون محکمہ حجاج تک پاسپورٹ کے لئے جانیکی ضرورت نہین اونکے پاسپورٹ انکے عزیز یا رشتہ دار تیار کرا سکتے ہین۔ پاسپورٹ مین نام عمر ولدیت وسکونت ونام وارث وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے اور جو لوگ حج سے پہلے بیت المقدس ومصر وغیرہ کا سفر کرنا چاہتے ہین تو وہ سکرٹری مدراس گورنمنٹ یا بمبئی گورنمنٹ کے سکرٹری سے پاسپورٹ لے سکتے ہین جسکی فیس شاید عہ دینا ہوگی۔

ہز اکسلنسی ٹرکش کانسل جنرل کی ملاقات میرے ایک دوست کپتان شہر صاحب نے مہربانی سے ایک خط ٹرکش کانسل جنرل ہز اکسلنسی جعفر بے کے نام دیکر مجھے تعرفی کرایا تھا۔

مین کونسیلیٹ مین جاکر اپنا کارڈ اور خط اندر روانہ کیا۔ ہزاکسلنسی کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی میرے پاسپورٹ پر آپ نے دستخط کر کے مہر لگا دی اور میرے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آئے اور بغیر میری درخواست کے ایک سفارشی خط گورنر جنرل حجاز کے نام لکھدیا اور میرے ہاتھ مین خط دینے سے پہلے اوسکا مضمون پڑھکر سنا دیا خط ترکی زبان مین تھا اور میرے روبرو ہی لکھا گیا حسن اتفاق سے فرید بے ایک معزز آفسر قسطنطنیہ سے بمبی آئے ہوے تھے جو انگریزی بہت اچھی طرح بولتے تھے اونھون نے مہربانی سے میرے اور جعفر بے کے درمیان مین مترجمی کا کام کیا۔ مین خط لیکر ہزاکسلنسی کا شکریہ ادا کیا اور اجازت حاصل کرنا چاہا تو آپ نے نہایت مہربانی سے مجھکو قہوہ پلایا اور میرے ساتھ کمرے کے باہر تک آکر خدا حافظ کہکر یہ شعر پڑھا۔ ؎ بسفر رفتنت مبارک باد ✤ بسلامت روی و باز آئی ✤ مین نے ہزاکسلنسی کو ایک فرشی سلام کر کے رخصت لیا۔ یہان پر مین عالیجناب فرید بے کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونھون نے ازراہ مسافر نوازی اپنا پتہ قسطنطنیہ کا لکھکر مجھے دیا اور تاکید کی کہ اگر قسطنطنیہ آنا ہو تو ضرور میرے مہمان رہنا۔ آنے سے قبل ایک تار روانہ کر دینا مین گودی پر آکر حاضر رہونگا۔ اسوقت ترکی اور اطالیہ کی جنگ چھڑ گئی تھی اسلئے مین اُن سے کسی قسم کی گفتگو پولٹکل معاملات مین کرنا نہین چاہا۔

تاریخ روانگی جہازات جہازون کی تاریخ روانگی کا پتہ سوا ے خدا کے اور کسیکو نہین تھا۔ نہ محکمہ حجاج ہی کو معلوم تھا نہ جہاز والے بتاتے تھے نہ تھامس کوک کمپنی کو تاریخ روانگی کی اطلاع تھی۔ محکمہ حجاج اور کمپنی کی آفس مین برائے نام تختون پر مرقوم الذیل جہازون کے نام مع تاریخ روانگی حسب ذیل درج تھے۔ کوئی جہاز ان مقررہ تاریخ پر بمبئی سے روانہ نہین ہوا۔

نام جہاز	تاریخ روانگی بطرف ؟
شاہجہان	۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۱ع

نام جہاز	تاریخ روانگی بطرف جدہ
سایبریا	۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
خسرو	۱۸ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
مجیدی	۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
فخری	۲۵ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
رحمانی	۲۸ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
اسلامی	۳۰ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
صیفی	ار نومبر ۱۹۱۱ء
ہمایون	۵ر نومبر ۱۹۱۱ء
شاہ میر	۴ر نومبر ۱۹۱۱ء

جہاز خسرو کو اپنی تاریخ مقررہ پر چھوٹنے کا یقین نہین تھا۔ ٹکٹ پر تو تاریخ ۱۸ر درج ہے اور لوگ کہتے ہین دو یا چار روز کے بعد روانہ ہوگا۔ سخت حیرانی ہے کہ ٹکٹ پر جو تاریخ درج ہے اوس کا اعتبار کرین یا لوگون کا کہنا صحیح مانین۔ جس قدر مسافر حجاز مقدس کو جانے والے تھے ان کو سخت پریشانی تھی۔ ہر شخص فکر مین پھرتا تھا کوئی مالکان جہاز کو باتین سناتا تھا کوئی محافظ حجاج کی تلاش کرتا تھا۔

یقیناً ہماری عادل و مہربان گورنمنٹ کو اس بات کا پتہ نہین ہے کہ ادن حجاج کی حالت جو حرمین الشریفین کو جاتے ہین تھوڑے سے وقت کے بھی ضایع ہونے پر کیسی بیچین ہوجاتی ہے یہان پر مجھے محض بنظر رفاہ عام صاف طور پر یہ کہنے مین ہرگز دریغ نہین کہ جس غرض کے واسطے کہ گورنمنٹ صرف کثیر کا بار اوٹھا کر پروٹکٹر اور اسکے معاون مقرر فرمائی ہے۔

اس مقام پر اوسکا ہونا یا نہونا برابر ہے جبکہ حجاج کو صحیح خبر روانگی کی نہین ملتی اور وہ غلط افواہون سے مغالطہ مین ڈالے جاتے ہین تو ان کو بجائے حفاظت کے جسکے لئے محکمہ حجاج قایم ہے زحمت و مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ کی میعاد تک جہاز کا روکنا گو قانوناً جائز ہو مگر بہ لحاظ محافظت حجاج سخت مضرت رسان ہے کیونکہ تاریخ معینہ سے تجاوز کرنا اور بار بار نئی تاریخ کا اعلان دینا اون لوگون کو جو جہازی کمپنیون کے سوداگرانہ چالون سے محض ناواقف ہین بالخصوص اوس صورت مین جبکہ محکمہ محافظ حجاج کے دفتر سے بھی صحیح اخبار اونکو نہین ملسکتی سخت پریشانی اور مصیبت مین ڈالتا ہے۔ چونکہ ہماری رحمدل گورنمنٹ اپنی رعایا کی دلسے حامی ہے اسلئے امید ہے کہ وہ ضرور اس مسئلہ پر غور فرما کر آئندہ مصائب سے محفوظ رکھنے کی کوشش فرمائیگی۔

گذشتہ شب کو جناب ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی کے چلے جانے پر مین تنہائی سے گھبرا رہا تھا کہ جناب سید نذیر علی صاحب وکیل ریاست نابھہ بعزم سفر حرمین الشریفین تشریف لائے کچھ تسلی ہوگئی۔

۱۹ اکتوبر کی صبح انگلش میل مین ہز ہائنس جناب بیگم صاحبہ بھوپال و ہز ہائی نیس مہاراجگان ہولکر و اندور انگلستان سے مراجعت فرمائے بمبئی ہوے۔ اونکے استقبال اور انتظام کے لئے اونکی ریاستون سے بمبئی مین معزز عہدہ دار موجود تھے۔ اپولو بندر پر جاکر اپنے اپنے والیان ریاست سے ملے۔

خدا کا شکر ہے کہ آج شام کو مغرب کے وقت جہاز خسرو کی روانگی کی گتھی سلجھ گئی اور مجھکو کوک کمپنی کی معرفت ایک چٹھی ملی کہ کل ۲۰ اکتوبر کو برابر ۱۲ بجے دن کے اپنا سامان

وغیرہ لیکر بھپارہ گھر کے پاس حاضر رہو جہاز خسرو ۲ کو روانہ ہو جائیگا۔ اس خبر سے جیسی کچھ خوشی ہمکو ہوی اوس کا بیان کرنا خارج از امکان ہے۔ عصر کے قریب مین محافظ حجاج کے ایک کلرک سے جو مسافر خانہ اسماعیل سیٹھ کے پاس پاسپورٹون پر نمبر لکھا کرتا ہے جاکر اپنے پاسپورٹ پر بھی نمبر وغیرہ درج کرالیا۔ بازار سے میوہ اور ضروری کھانے کا سامان جو ہمکو جہاز مین کام آنے والا تھا خرید لیا۔

میرے دوست سید نذیر علی صاحب کو ابھی تک ٹکٹ نہین ملا تھا اگر محافظ حجاج نے ٹکٹ کے ملنے کی امید دلادی تھی۔ اس امید پر میر صاحب بھی سامان جہاز کے لئے خرید کر لیے ہم دونون بہت دیر تک بمبئی کی سیر کئے۔

۱۲ اکتوبر روز جمعہ مطابق ۲۶ شوال المکرم ۱۳۲۹ھ میرے اور کل مسافرین خسرو کے لئے نہایت خوشی کا روز تھا۔ آج ہم اوس مقدس میزبان کے مہمان بنکر جانے والے تھے جس کے لئے اس قدر دور و دراز سے سفر کی مصیبتین اوٹھا کر آئے اور یہان آجکی تاریخ کے منتظر بیٹھے رہے تھے۔ صبحکو اور تھوڑا میوہ راستہ کے لئے خرید کر لیا گیا۔ ۱۲ بجے دن کے ہوٹل کا کرایہ اور بل ادا کرکے اپنا سامان اوٹھا کر بھپارہ گھر کو جو داری بندر پر واقع ہے روانہ ہو گئے۔

میرے اور سید نذیر علی صاحب کے سامان کو جو تقریباً ۲ من وزن تھا ہوٹل کے دوسرے منزلہ سے نیچے اوتار کر گاڑیون پر لاد کر بھپارہ گھر کو لیجانے اور بعد بھپارہ وغیرہ کے جہاز کے اندر پہنچا دینے کے لئے گاڑیون کی اجرت مع مزدورونکے تین روپیہ مقرر ہوی۔ میری دانست مین یہہ اجرت زیادہ تھی۔

مین سامان کو گودی پر روانہ کر کے سرسری نظر سے بمبئی کی سیر ٹراموے مین بیٹھ کر کیا۔ اور ٹراموے ہی پر بھپارہ گھر کو چلا گیا۔ جہان پر کل عازمین حجاز جو خسرو جہاز پر جانے والے

تھے معہ سامان اور جنکے ساتھ اہل وعیال تھے وہ معہ عورت بچون کے بھپارہ گھر کے پاس منتظر حکم کے بیٹھے تھے دہوپ سخت تھی سایہ وہان کافی نتھا۔

بھپارہ گھر بغیر طبی معائنہ کے کسی حاجی کو جہاز پر سوار ہونے کی اجازت نہین ہے مکان برای معائنہ طبی و بھپارہ لموسیٹھ کے مسافر خانے سے گذرتے ہوئے فریر روڈ کے شمالی حصہ پر پرنسس ڈاک کے مقابل واقع ہے مستورات معائنہ کیلئے مغربی دروازے سے بھپارہ گھر کے اندر داخل ہوتی ہین۔ اور مرد شمالی دروازیسے داخل کئے جاتے ہین۔

حاجیون کو لازم ہے کہ بھپارہ گھر مین داخل ہوتے وقت تمام صندوق کی کنجیان اور جہاز کا ٹکٹ اپنے ساتھ رکھین پہلے اسباب معائنہ گھر مین لیا جائیگا اور اُسکے ساتھ اون کے مالک لئے جائینگے لازم ہے کہ معائنہ کیلئے وہی حاجی اندر جاوین جنکا اسباب بھپارہ گھر مین داخل ہو چکا ہو جو حاجی اپنا اسباب چھوڑکر اندر داخل ہونگے اونکے اسباب کے کھو جانیکا احتمال ہے۔ نئے یا صاف دُھلے ہوے کپڑے و کتب و کاغذ و چرمی اشیا علیحدہ صندوق مین بند کرنا چاہئے ایسے صندوقون کو بعد معائنہ بھپارہ گھر مین لیجاکر بھپارہ مین نہین ڈالے جائینگے بستر رسّی سے باندہین بستر باندہنے کی رسّیان بھپارہ گھر مین طلب کرنے پر عاریتاً ملتی ہین۔ چمڑے کے بستر بند بھپارہ مین خراب ہو جاتے ہین۔ اناج یا اور اشیا رخوردنی کے بورون کے ہمراہ میلے کچیلے کپڑے یا بستر یا تکیہ ہرگز نہ باندہا چاہئے۔

اسباب کے صندوق اور پلندے کھولکر ڈاکٹر کو دکھائے جائین اور صندوق یا پلندے پر مہر لگائی جائے میلے کپڑے اگر صندوق مین ہونگے تو تمام کپڑے بھپارہ مین ڈالے جائینگے الغرض بغیر مہر شدہ اسباب اور ایسا اسباب جو بھپارہ گھر مین داخل نہوا ہو اور باہر پڑا ہوا ملیگا تو لاوارث سمجھ کر پولیس کمشنر صاحب بہادر کے دفتر مین داخل کیا جائیگا جسکا نتیجہ فضول تکلیف کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ درجہ اول و دوم و سالون کے مسافر ونکو اگر وہ بروقت موجود ہون تو اونکا معائنہ سب سے اول

علیحدہ کیا جائیگا اور اونکا اسباب سب سے پہلے بیمارہ گھر مین داخل کیا جائیگا۔ مستورات کے معائنہ کے لئے لیڈی ڈاکٹر مقرر ہے۔ پردہ کا خاص خیال رکھا جاتا ہے محکمہ محافظ حجاج کی یوروپین اور دیسی لیڈی خادمہ بھی مدد دیتی ہین۔ ڈاکٹر کی رائے مین کوئی حاجی ہیضہ یا طاعون یا اور کوئی متعدی بیماری مین مبتلا ہو یا کسی خطرناک پھیلنے یا چھوت والی بیماری مین گرفتار معلوم ہو یا اوسمین اوسکے آثار نظر آئین یا مشتبہ علامتین پائی جائین تو ایسے حاجی کو سوار ہونے کی اجازت نہ دیجائیگی۔ حاجی معائنہ کیلئے اگر اونکی صحت جسمانی اچھی ہو تو کسی قسم کا اندیشہ نکرین بروقت معائنہ شبہ پر ہی حاجی فی الفور سوار ہونیسے باز نہین رکھے جاتے بلکہ الگ کرکے دوبارہ اونکا معائنہ کیا جاتا ہے اسپر بھی اگر ڈاکٹر کی رای قائم ہو تو مجبور ارو کدیا جاتا ہے۔ بعد از معائنہ پاس شدہ حاجی کے ہاتھ کے پیچھے سینہ پر کے کپڑے اور ٹکٹ پر طبی معائنہ کی مہر لگائی جاتی ہے اوس مہر کے بغیر کسی حاجی کو جہاز پر چڑھنے کی اجازت نہین جہاز پر سوار ہونیکے قبل ہاتھ ہرگز دھویا نجائے۔

بعد از حاجی بیمارہ گھر کے مشرقی دروازہ سے باہر کئے جاتے ہین گودی مین جہاز کے مقابل جو جگہ ہوتی ہے اور کٹھرے کے ذریعہ بند کی جاتی ہے اور اس احاطہ کے دروازے سے یکے بعد دیگرے حاجی اندر لئے جاتے ہین اس گنتی کے وقت افسران کسٹم و میڈیکل آفسر ہاتھ اور سینہ اور ٹکٹ پر لگا ہوا نشان دیکھکر اندر چھوڑتے ہین اگر ہاتھ یا سینہ یا ٹکٹ پر مہر چسپان نہو تو حاجی ہرگز جہاز کے اندر داخل نکیا جائیگا اور مبتلائے مصیبت ہوگا۔ ہر حاجی کو لازم ہے کہ اپنا ٹکٹ اوس وقت اپنے پاس رکھے۔

مستورات کیلئے علیحدہ دروازہ رکھا جاتا ہے جہان لیڈی ڈاکٹر اور دیسی خادمہ انکے ہاتھ اور ٹکٹ کا ملاحظہ کرتی ہین۔ ضرور ہے کہ اوسوقت عورتونکے ٹکٹ اونکے پاس ہون مستورات کے ساتھ چھوٹے بچے بھی اوسی دروازے سے داخل کئے جاتے ہین۔ اس احاطہ کے اندر کسی حاجی کے

رفیق یا رشتہ دار کو ہرگز داخل نہین کیا جاتا۔ اس احاطہ مین داخل ہونے کے بعد حاجی پھر واپس باہر نہین جا سکتا۔ (منقول از باب مکہ)

میرا ذاتی تجربہ جیسا کہ مین آگے بیان کر چکا ہون بھپارہ گھر مین داخل ہونے کے لئے دو دروازے ہین۔ درجۂ اعلیٰ کے حجاج یا وہ معززین جو اپنی دریادلی سے کچھ نذر و نیاز کرتے ہین اونکو تو بڑے دروازے سے داخل کیا جاتا ہے۔ عام مسافرونکو وہی تنگ رستہ جہان دھینگا مشتی ہوا کرتی ہے داخل کرتے ہین۔ انتظار کرنے والونکو نہ بیٹھنے کیلئے جگہ ہے نہ کھڑے ہونیسے آرام۔ دہوپ کی سختی اور گرمی کی شدت سے نہ روی ماندن و نہ پائے رفتن کا معاملہ ہے۔ مین تو ایک پولیس کی چوکی مین جا کر بیٹھ گیا۔ ادہر مین اپنے اسباب کو بھپارہ گھر مین پہنچانے کی فکر مین تھا کہ ایک فسٹ کلاس کے مسافر کی زبانی معلوم ہوا کہ درجۂ اول کے مسافرونکا سامان اگر پاک و صاف ہے تو بغیر بھپارہ دئے ہوئے جہاز پر چڑہا لیا جاتا ہے مجھے یہ سنکر تعجب ہوا کہ خلاف قانون ہے مگر جب اونھون نے یہ کہا کہ مین اپنا سامان جہاز پر پہنچا آیا ہون تب تو مین فوراً اٹھا اور اپنا اسباب لیکر سیدہا جہاز پر چلا گیا وہان جو عہدہ دار وغیرہ تھے میرے اسباب کو پاک و صاف دیکھکر بلا کسی روک ٹوک کے جہاز مین جانے کی اجازت دیدئے۔ مین اپنے اسباب کو جہاز مین اپنے کمرے کے اندر پہنچا آیا اور بھپارہ گھر کے پاس ڈاکٹر صاحب محافظ حجاج کا منتظر بیٹھا رہا۔

۳ بجے دن کے بھپارہ گھر کھولا گیا آن کی آن مین دھینگا مشتی شروع ہو گئی۔ ایک پر ایک گرنے لگا ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ مین ہی سب سے پہلے بھپارہ گھر مین داخل ہو جاؤن۔ غرض ایک آدھ گھنٹے کے اندر بہت سے آدمی اندر داخل کئے گئے جو لوگ اپنا اسباب پہلے جہاز پر چڑھا آئے تھے وہ تو بہت بیفکر رہے اور جنکا سامان باہر پڑا تھا اور خود بھپارہ گھر مین جلدی کے باعث داخل ہو گئے تھے اونکی حالت اونکا دل ہی جانتا ہو گا کہ کیا تھی۔

بھپارہ گھر کے اندر فقط ایک بنچ پڑا ہوا تھا ادسپر جسکا قابو بنا وہ بیٹھ گیا اور دوسرے اِدہر اُدہر کھڑے ہوے تھے۔ پولیس کے سپاہیون نے لوگون کی قطار باندہنی شروع کی بلا امتیاز مدارج سب صف باندہے کھڑے ہوگئے جیسی نماز مین صفین سیدہی کرتے ہین اسیطرح پولیس کے سپاہی یہان صفین سیدہی کر رہے تھے۔

جب صفین تیار ہو چکین تو ڈاکٹر صاحب کا حکم ہوا کہ اپنا اپنا شکم کھولو یعنے کرتا اُتار کر پیٹ دکھاؤ حکم کی دیر تھی کہ سبھون نے اپنے شکم کھولکر دکھائے۔ ڈاکٹر صاحب نے اچھی طرح سے لوگون کو دیکھا کہ کوئی مبتلائی امراض متعدی نہو اسکے بعد ایک پولیس کانسٹبل جسکے ہاتھ مین ایک ربر کی مہر تھی جسپر یہہ نشان [illegible] تھا حاجیون کے بائین ہاتھ اور سینہ اور ٹکٹ پر چسپان کرتا گیا۔ گویا کہ تمغۂ خوش نصیبی تھا جو ہمین ملگیا۔ اسکے بعد ڈاکٹر نے گنتی کی اور باہر جانے کی اجازت دیدی۔ جتنے اندر تھے وہ ایک پر ایک گرتے ہوے دوسرونکو ڈہکیلتے پھاندتے باہر نکلے۔

باوجود اس قدر عجلت کے کسیکو جہاز پر جانے کی اجازت نتھی سب ایک جگہ باہر جہاز کے مقابلہ مین کھڑے ہوگئے اور یہہ سنا گیا کہ ڈاکٹر صاحب معہ عملۂ پولس کے بعد فراغت بھپارہ گھر سے جب یہان آوینگے تو کل مسافرون کو بلا امتیاز مدارج ایک ہی راستہ سے چھوڑا جائیگا اب وہان پر نہ بیٹھنے کیلئے جگہ تھی نہ کھڑے ہی رہنے کا ٹھکانا تھا غرض اسیطرح سے اِدہر اُدہر ٹہلکر گذرا۔ ۲ بجے کے بعد ڈاکٹر صاحب معہ عملۂ پولیس کے اس مقام پر آگئے جہان سب حاجی منتظر تھے اجازت ملتے ہی آدمی پر آدمی گرنے لگے ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ مین ہی سب سے پہلے کود کر معہ سامان کے سوار ہو جاؤن۔ اللہ اکبر نوسو آدمیون کیلئے ایک چھوٹا سا مختصر تنگ دروازہ نہ مسافران درجۂ اول و دوم کا امتیاز نہ سالون وعرشہ کا لحاظ سب کو ایک ہی راہ سے جانا پڑا۔ اس ڈہکلا ڈہکلی مین بوڑہون کی پکار بچون کے رونے کی آواز عورتون کا ایسے جم غفیر مین مردون کے ساتھ رہنا ایک عجیب سمان تھا۔

باوجود اس قدر تشدد کے خدا کے مہمان اپنے دینی فرایض کے ادا کرنے مین ایسے ثابت قدم تھے کہ انکو پھر تمام تکالیف اللہ جلشانہ کی رحمتین نظر آتی تھین۔ ایک نوے سالہ بوڈھا سیکے دیکھنے مین آکر ایک چیخ ایسی مار کر بیہوش ہوگیا اور بہت دیر کے بعد ہوش مین آیا خیر یہہ عرشہ او تیتی والون کی حالت تھی کہ وہ جلدی کرتے تھے اور ایسا کرنا بھی اونکو فطرتاً ضروری تھا ورنہ جگہہ کے ملنے مین ضرور تکلیف ہوتی برخلاف اسکے مسافرین درجۂ اول و دوم جنکے جہاز مین کمرے مخصوص ہوگئے تھے وہ بھی اسی غول کے ہمراہ جلدی کرتے رہے اونکی جلدی تیتی والون سے بھی بڑھکر تھی درحصل یہہ سارا اضطراب تعجیل جہاز کے حالات کی عدم دانستگی کا باعث ہے۔

غرض خدا خدا کرکے کل حاجی جنکی تعداد ۹۰۹ تھی ۶ بجے تک جہاز پر سوار ہوگئے۔ سامان جو بیچارہ گھر مین چھوڑا گیا تھا سرکاری قلیون کے ذریعہ جہاز پر آگیا اور ایکطرف رکھا گیا جن جن کا اسباب تھا وہ ڈھونڈھکر اوٹھا لیا کرتے تھے بعضونکا سامان دو روز تک نہین ملا ایسے وقت پر بہت احتیاط لازم ہے ورنہ ہمیشہ کیلئے سامان کو الوداع کہنا ہوگا اسوقت بہت سامان گم ہوجاتا ہے جہاز ہی کے اندر ایک دوسرے کا مال اوٹھا کر رکھ لیتے ہین باوجود خدا کے گھر کو مہمان بنکر جانے کے دوسرے کے مال پر تصرف کرلینا راستہ کی آسانی سمجھتے ہین۔ میرے دو بوتل شربت کے اور میوہ کی ٹوکری ایسی ہضم ہوگئی کہ پھر اوسکا پتہ ہی نہ لگا۔ جہاز پر مسافر جب تک سوار ہو رہے تھے کسی رشتہ دار یا کوئی ملاقاتی کو جہاز کے نزدیک آنے کی اجازت نہ تھی جب کل مسافر سوار ہوچکے اور سیڑھیان گرادی گئین اور جہاز کے تختے اوپر کو لگ گئے تب ملاقاتیونکو اندر کٹہرے کے آنیکی اجازت ملی جن جن کے دوست رشتہ دار یا ملاقاتی تھے اپنے حاجیون کو حسرت بھری نظرونسے دیکھ رہے تھے بعضون نے تو اپنے لئے دعاء مغفرت اور روضۂ مبارکہ پر سلام عرض کرنیکا اقرار لیا اور پھر سبھون نے بالاتفاق دعائیہ الفاظ کہتے ہوئے خدا حافظ کہا۔ اسوقت کا بھی ایک عجیب منظر رہا۔

جہاز کی روانگی جہاز خسرو جب حاجیون کو لے چکا جنکی تعداد نوسو نو تھی تو ۲۰ اکٹوبر بروز جمعہ سوا آٹھ بجے ساحل بمبئی کو الوداع کہا۔ مین بسم اللہ مجریھا و مرسٰہا پڑھکر عرشہ پر جا بیٹھا جہاز کی رفتار اول اول فی گھنٹہ ۷۔ اور ۸ میل کے درمیان رہی دوسرے روز ۹۔ اور ۱۰ میل کے درمیان چلنے لگا۔ تنگ کے مسافرون کو بوجہ گرمی اور غلاظت کے قی پرقی ہونا شروع ہوے اور کسی کو متلی ہوتی رہی مگر عموماً جہاز کی حالت ایام سفر مین اچھی رہی سمندر تالاب کے مانند تھا کسی قسم کی بھی جنبش یا طلاطم نتھا نہ سمندر مین زور دار موجین ہی نظر آتی تھین۔

قبل اسکے کہ مین یہان کچھ اور لکھون گورنمنٹ گزٹ کا اقتباس آگاہی کے لئے ترجمہ کرنا مناسب سمجھتا ہون جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری عادل و مہربان گورنمنٹ کو اپنے مسلمان رعایا کا کسقدر خیال ہے گورنمنٹ تو ہمارے لئے اسقدر سہولتین پیدا کرے اور مالکان جہاز گورنمنٹ قوانین کی پابندی نکرین کہان تک انصاف طلب ہے۔ مین نے ترجمہ مین فقط وہی دفعات لکھے ہین جو ہمارے مطلب کے ہین باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ گزٹ کا اقتباس جنرل ڈپارٹمنٹ بمبئی کیاسل مورخہ ۱۸ اکٹوبر ۱۹۱۱ء

نمبر ۲-۱۹۰ مقام شملہ۔ مورخہ ۴ ار اکٹوبر ۱۹۱۱ء

دفعہ ۱۳۔ جہاز ساحل کو چھوڑتے ہی کمانڈر کو لازم ہے کہ کل حاجیون سے بھک سے اڑ ہنے والی اشیا مثل ماچس یا بارود کے صندوق یا اس قسم کی دوسری اشیا لیکر جمع کرلیوے۔

دفعہ ۱۴۔ بغیر کسی خاص نگرانی کے مخزن یا گودام گھر یا ڈک پر کھلا ہوا چراغ ہرگز استعمال نہین کرنا چاہئے۔ کسی شخص کو اپنے بستر پر چراغ رکھکر پڑہنے کی اجازت نہین دینی چاہئے۔ چرٹ یا حقہ کشی بھی ڈک پر سخت منع ہے۔

دفعہ ۱۹۔ انسپکٹر کو اسکا دیکھنا ضروری ہے کہ ہر ایک حاجی کیلئے ہوا دان سے کافی طور پر ہوا

آتی ہے یا نہین پہلے ڈک مین اوسکا طون و عرض ۵ مربع انچہ اور دوسرے ڈک مین ۱۰ مربع انچہ رہنا چاہئے۔ اور یہہ دریچے ہواوان اسطور پر لگائے جائین جس سے بغیر کسی روک ٹوک کے ہوا آیا کرے اور نیچے کے ہواوانون مین بھی ہوا بغیر کسی روک ٹوک کے آئے اس کام کیلئے انسپکٹر جو ہوادان مناسب سمجھے وہ استعمال کرے۔ انسپکٹر کو یہہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہوا کے سوراخ اسطور پر رکھے جائین جس سے گندی ہوا نکلکر دوسری طرف کو پھیلنے نپائے۔ اور ایسی ہوا باہر سیدہی چلی جائے اور یہہ ہوادان بالکل علیحدہ علیحدہ ہون کسی سے کسیکا تعلق نرہے۔

دفعہ ۲۷۔ ایسا سامان مہیا کیا جائے کہ جس سے نیچے کے (ڈک کے) مسافرون کو معقول طور پر ہوا اور روشنی ملے۔ اور انسپکٹر کو ضرور یہہ دیکھنا لازم ہے کہ حاجیون کو ہوا اور روشنی کافی طور پر ہے یا نہین اور انکو دہوپ اور بارش سے بچنے کا کافی انتظام ہے یا نہین۔

دفعہ ۲۸۔ حاجیون کی جگہہ بالکل صاف اور خشک رہنا چاہئے اوس جگہہ سوائے لائف بلٹ (ڈوبنے سے بچنے کا کمر بند) کے وہ بھی اوپر لٹکتی رہے دوسری کسی قسم کی چیز وہان نہین رہنا چاہئے۔ روزانہ جب حاجی ڈک پر یا اور کہین ہوتے ہین تو اون کی جگہہ پانی سے اچھی طرح صاف کی جائے۔ صاف کرتے وقت بدبو کو دفع کرنے والی دوائی چھڑکی جائے اور اوس مقام کو خشک کیا جائے۔ اوپر کے ڈک (یعنی عرشہ) پر سوای معمولی روزانہ استعمال کی چیزون کے اور کوئی فالتو سامان نہ رکھا جائے۔

دفعہ ۳۱۔ پانی کی ٹانکیان اور بالٹیان اور وہ برتن جسمین خاص کرکے مہترون کے استعمال کے لئے پانی رکھا جاتا ہے جو بیت الخلا یا استنجے وغیرہ کے استعمال مین آتا ہے اون پر چھپے ہوے اشتہارات لگانا چاہئے تاکہ حاجیون کو معلوم ہو کہ یہہ پانی پکانے یا پینے کیلئے نہین ہے۔

دفعہ ۳۲۔ ہر ایک جہاز مین جو حاجیون کو لیجاتا ہے فی حاجی بلا لحاظ عمر مندرجۂ ذیل اشیاء خوردنی

کا ذخیرہ روزانہ حساب سے موجود رہنا چاہئیے۔ چانول ایک پونڈ۔ آٹا یا جہازی بسکوٹ ۴ اونس دال ۴ اونس۔ پیاز ۲ اونس۔ نمک ½ اونس۔ املی ایک اونس۔ مرچ دہنیان ½ اونس گھی ۱½ اونس۔ ترکاری ۲ اونس۔ لکڑی ۲ پونڈ۔ آب شیرین ایک گیالن۔ ان مذکورہ بالا اشیا مین پانی بلالحاظ عمر ہر ایک کو ایک گیالن دینا چاہئیے۔

ایک تختہ پر یہہ اشتہار اردو گجراتی اور فارسی زبانون مین لکھا ہوا چسپان رہے یہہ اوس مقام پر چسپان ہونا چاہئیے جہان مذکورہ بالا رسد کا ذخیرہ رکھا ہو اوس پر قیمت بھی درج ہو تا کہ مسافرون کو خرید کرنے کے قبل شرح قیمت معلوم ہو جائے۔ و نیز کون کون سی اشیا برائے فروخت موجود ہین۔

دفعہ ۳۳ - اون حاجیون کے لئے جو اپنی غذا ہمراہ رکھتے ہین سوای پانی لکڑی یا کوئلہ کے اور کوئی شئی مذکورہ بالا اشیا مین سے رکھنے کی ضرورت نہین ہے مگر یہہ بندوبست انسپکٹر کی رائے پر موقوف ہے کہ وہ اسکا اطمینان کرلے کہ اونکے پاس کافی غذا موجود ہے یا نہین۔

دفعہ ۳۴ - ہر ایک حاجیون کے جہاز کو انسپکٹر کی تجویز پر غذا کا کافی ذخیرہ رکھنا چاہئیے تاکہ وہ اوسوقت کام آئے جب کوئی حادثہ سے جہاز کو غیر ضروری توقف کرنا پڑے۔

دفعہ ۳۵ - ہر ایک حاجیون کے جہاز مین دو مقام ایسے سلسلہ دار کھانا پکانے کے لئے پاک و صاف رکھنے چاہئیے جنمین بخوبی کل حاجیون کیلئے صبح کے ۶ بجے سے رات کے ۹ تک کھانا پکانیکی تکلیف نہو۔ یہہ جگہہ بالکل کھلی ہوئی مگر سایہ دار ہو ہر ایک مقام پر ۵ یا ۶ عدد چولھے لگے ہون ہر سات سو حاجیون کے لئے ایک ایسا مقام علیحدہ ہونا چاہئیے۔ یہہ باورچی خانہ کی جگہہ ڈک پر لوہے کے تگڑ سے بنائی جائے جس پر اینٹین بچھائی ہوئی ہون۔ اور یہہ مقام کم از کم ڈک سے ۴ انچہ بلند ہو اور اسمین دہوان نکلنے کیلئے چمنیان لگی ہون اور کپتان جہاز کو لازم ہے کہ وہ دیکھے کہ چولھے صبح کے ۶ سے رات کے ۹ بجے تک برابر سلگتے ہین۔ کسی

حاجی کو اپنے چولھے یا اسٹو پر کچھ پکانے کی اجازت نہین ہے فیصدی ۳ مسلمان باورچی سے زائد نہ مقرر کئے جائین سوای اون مسافرون کے جو اپنا انتظام آپ کرلین باورچیون کا تقرر مالک جہاز انسپکٹر کی رائے سے کرے۔

دفعہ ۳۶۔ خلاصیان اور دیگر ملازمانِ جہاز کو ان چولھون اور حاجیون کے پاخانون کو استعمال کرنے کی اجازت نہین ہے ملازمان جہاز کیلئے یہ سب ہر دو مقامات الگ ہونا چاہئے۔

دفعہ ۳۷۔ ہر ایک حاجی کے جہاز مین ایک آلہ پانی صاف کرنیکا ہونا چاہئے جس کے ذریعہ روزانہ ایک گیالن عمدہ پانی بلالحاظ عمر ہر ایک حاجی اور ملازم جہاز کیلئے مہیا ہوسکے۔

دفعہ ۳۸۔ انسپکٹر کو اوسوقت تک سرٹیفکٹ دفعہ ۲ کے موافق نہ دینا چاہئے کہ فی مسافر ایک گیالن کے علاوہ ہر ۲۴ گھنٹے مین ۵ سو گیالن عمدہ اور ٹھنڈا پانی آلۂ مقطر کے ذریعہ مہیا نہو۔

دفعہ ۳۹۔ ٹاکیان جنمین پانی رکھا جاتا ہے بیت الخلا سے دور ہونا چاہئے اوسمین کسی قسم کا کچرا کوڑا نہو اور اسقدر نزدیک ہونا چاہئے کہ پانی کو بذریعہ پمپ یا اسکرو کے آسانی سے لیا جاوے اور پھر ٹاکیان ہمیشہ بند رہا کرین اور تالا لگا رہے۔

دفعہ ۴۰۔ اگر ٹاکیون کے پانی کو مڈیکل آفسر خراب بتائے تو فوراً پانی نکالدینا چاہئے اور ٹاکی یا تالاب کو قبل بھرنے پانی کے صاف کرنا چاہئے۔

دفعہ ۴۸۔ جہاز ساحل کو اوسوقت تک نہین چھوڑ سکتا ہے جبتک کہ اوپر کے ڈک سے تمام سامان گھانس وغیرہ یا اس قسم کے دوسرے اشیاء جو حجاج کی تکلیف کا باعث ہون اوٹھا لیجائین

دفعہ ۵۳۔ حاجیون کا وزنی سامان نیچے گودام مین رکھنا چاہئے اور صرف ضرورت کا سامان اوپر اون کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہے اور ایسا اسباب جو اوپر رکھا جاوے وزن مین ایک من سے زائد نہو مگر اون حاجیون کیلئے جو اپنی خوراک کا آپ بندوبست کرلیتے ۱½ من تک

رکھنے کی اجازت ہے۔

انتظام شفاخانہ دفعہ ۵۴۔ دفعہ ۱۲ کے بموجب ہاسپٹل اوس جگھ رہنا چاہیئے جہان مناسب اور آرام کا مقام ہو۔ اس ہاسپٹل مین جاے اسقدر ہونی چاہیئے کہ تمام حاجیون کی تعداد سے ۵ فیصدی بیمارون کے لئے کافی ہوا اور ہر بیمار کے حصہ مین ۳۶ مربع فیٹ جگھ آوے۔ اگر جہاز پر مستورات ۵۰ یا اوس سے زائد ہون تو اونکے لئے ایک علیحدہ شفاخانہ بنایا جاوے جسمین سواے عورتون اور ۱۲ سالہ لڑکون تک کے اور کوئی نہین رہسکتا ہے اس ہاسپٹل کو بخوبی ہوا ہونی چاہیئے اور انسپکٹر کو اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ ہوا کا گذر اسمین اچھی طرح سے ہے۔ اور یہہ شفاخانے اگر لوہے کے تگرڈ سے بنائے جائین تو ۹ انچہ تختے سے اونچے ہون۔ ان شفاخانون مین ہیضہ۔ طاعون۔ چیچک یا زرد بخار کے بیمارون کو ہرگز نرکھین۔ ایسے بیمارون کیلئے ایک عارضی ہاسپٹل دوسرے مقام پر بنائی جائے۔ دامی شفاخانہ معمولی امراض کیلئے مخصوص ہے۔

مڈیکل اسٹورس مندرجۂ ذیل شرح کے موافق بیمار حاجیون کو جہاز پر کمپنی کی طرف سے مفت خوراک ملنی چاہیئے اور یہہ خوراک مڈیکل آفسر کی تجویز پر مقرر ہوگی۔ ہر سو حاجیون کے شمار پر اسقدر سامان جہاز مین ہونا لازم ہے۔ ساگو ۵ پونڈ۔ اراروٹ ۱۰ پونڈ۔ دودھ کے ٹن ایک درجن۔ ماء اللحم ایک پونڈ۔ شکرہ ۵ پونڈ۔ رم ایک بوتل۔ علاوہ اسکے ادویات ضروری جسکی فہرست بہت طول ہے ہاسپٹل مین وہ بھی رکھنی ہے یہہ جو کچھ کہ لکھا گیا ہے وہ سو حاجیون کے لئے ہے سو سے ۲۵۰ تک کی مقدار کو اوسکا ڈیرہ حصہ ہونا چاہیئے۔ ۲۵۰ سے ۳۵۰ تک اوسکے دو حصے۔ ۳۵۰ سے ۴۵۰ تک اس مقدار کے تین حصے۔ ۴۵۰ سے ۵۵۰ تک چار حصے۔ ۵۵۰ سے ۶۵۰ تک پانچ حصے علیٰ ہذا القیاس اسی قدر تعداد حجاج کے موافق مڈیکل اسٹور بھی زیادہ رہنا چاہیئے۔ جہاز ساحل سے روانہ ہونے کے قبل دو سرٹیفکیٹ اس قسم سے لکھنا چاہیئے۔

(1) Certified that we have supplied medicines etc for......... pilgrims proceeding to............ in the s.s............... according to the above scale dated...................... Chemists.

(2) Certified that I have carefully compared the above list with the medicines etc examined by me on the board the pilgrim ship and am satisfied that they are correct

.... Medical officer

Dated.............. ...Ship.... Health officer

دفعہ ۶۰۔ حاجیون کو اپنے کپڑے بستر رضائی وغیرہ کو ہوا مین ڈالنے کی اجازت دینی چاہیئے

دفعہ ۶۱۔ حاجیون کیلئے کھانا پکانے کے بڑے برتن بھی جہاز مین ہونا چاہیئے اسکی فہرست بھی بہت طول ہے مگر سب اشیا ضروری کارآمد ہین۔

دفعہ ۶۲۔ سو حاجیون کیلئے دو پاخانے اگر اونمین عورات ہین تو اون کے لئے ایک پاخانہ مخصوص کردیا جائے۔ ہر سو حاجیون یا حجاجیون کیلئے ایک پاخانہ علیحدہ ہونا چاہیئے۔ اور ہر بیت الخلاء مین ۳ شخصون کو بیٹھنے کی جائے رہنا چاہیئے یعنے ۳ اشخاص علیحدہ علیحدہ ایک وقت جا ئین۔ اور پاخانہ ہمیشہ ایسے مقام پر ہونا چاہیئے کہ اوسکے لئے موزون ہو اور نظر آیا کرے کسی حالت مین پاخانہ نیچے کیطرف اور اندر تنگ کے نہونا چاہیئے۔

تمام بیت الخلاء اچھی حالت مین رکھنا چاہیئے اور روزانہ تین وقت اونکو پاک و صاف

کرنا ضروری ہے ہر جہاز مین کم از کم دو مہتر رہنا چاہئے اور سو حاجیون کیلئے ایک مہتر مگر ۵ سے زائد کسی جہاز پر مہترون کی ضرورت نہین ہے جو ہزار حاجیون کو دیکھ سکتے ہین۔ ہزار سے اوپر پھر فی سیکڑا ایک مہتر کی ضرورت ہے۔

ہر حاجی کے جہاز مین ۱۲ استنجے کی جای ضرور ہونی چاہئے۔

دفعہ ۶۶ ۔ دو جائے جہاز پر دہونے اور غسل کرنے کے واسطے ضرور ہونا چاہئے۔ انمین نل کے ذریعہ پانی سمندر کا ہمیشہ آتا ہے اور اس جگہ کو کیا نویس کے پردون سے اچھی طرح گھیر کرآڑ کرنا چاہئے۔

اجرای ٹکٹ **دفعہ ۶۷** ۔ ٹکٹ ایک کتاب سے جسکی نقل مثنیٰ بھی ہو دینی چاہئے۔ نام خریدار معہ شرح قیمت اردو یا انگریزی مین یا اس زبان مین جسکو گورنمنٹ منظور کرے درج ہو مستورات کے نام لکھنے کی ضرورت نہین ہے مگر جنکے ساتھ وہ ہون اونکا نام لکھنا کافی ہے ٹکٹ پر معہ خوراک یا بلا خوراک لکھنا چاہئے ٹکٹ مین سوائے فیس قرنطینہ کامران اور جدہ کے اور کوئی محصول شامل نہین کرنا ہوگا۔

دفعہ ۶۸ ۔ اگر کوئی حاجی ٹکٹ خریدنے کے بعد حجاز مقدس کو جانے سے قانوناً روکا جاوے تو اوسکے ٹکٹ کی قیمت واپس کرنی ہوگی۔ اگر کوئی حاجی قبل اترنے کامران کے جہاز پر انتقال کرجاوے تو فیس قرنطینہ اور جدہ اوسکے وارثون کو واپس ملیگا۔

اگر کسی حاجی کو کسی بیماری کے باعث ارض مقدس کو جانیسے روکدیا جاویگا تو اوس کے ٹکٹ پر اسطرح لکھا جائیگا "دریائی سفر کی اجازت نہین ہے" اور اس ٹکٹ کو حاجی مالکان جہاز کو محافظ حجاج کی وساطت سے بتلا کر روپیہ واپس لے سکتا ہے اگر مالکان جہاز یا دلال وغیرہ روپیہ کے واپس دینے مین عذر کرینگے تو اونکو سزا ہوگی جو دو سو روپیہ تک بطور جرمانہ کے دینا ہوگا اور اس تاریخ

سے یومیہ پچیس روپیہ کے حساب سے ادا کرنا پڑیگا جس تاریخ کو حاجی نے واپسی روپیہ کے لئے درخواست دی ہے۔

یہہ قوانین ہین جو ہماری عادل اور مہربان گورنمنٹ نے حاجیون کے آرام اور فوائد کے واسطے جاری کئے ہین روئے زمین کی کسی گورنمنٹ مین ایسے قوانین جو مسلمانونکے آرام کے لئے ہون نہین ہونگے دنیا کی اور گورنمنٹ اس قسم کا انتظام اپنی مسلمان رعایا کے لئے ہرگز نہین کرتی ہوگی خواہ وہ اسلامی ہی گورنمنٹ کیون نہو۔

اب ہمکو یہان یہہ دیکھنا ضروری ہے کہ گورنمنٹ کے قوانین کی پابندی کہان تک مالکان جہاز خصوصًا مغل کمپنی کے جہازون مین ہوا کرتی ہے غور طلب ہے۔ میری تحریر سے ناظرین آگے چلکر خود نتیجہ نکال لین۔

ہماری مہربان گورنمنٹ کے انصاف پسند حکام آیندہ ان باتونکا خیال رکھکر اوس کا انتظام کرینگے تو ضرور گورنمنٹ کی مسلمان رعایا جو اپنا فرض مذہبی ادا کرنے کو اسقدر دور دراز کے مقام پر صرف کثیر کا بار اوٹھا کر جاتی ہے ہمیشہ دعاء خیر کرتی رہیگی۔ یہہ کل باتین قابل توجہ محافظ حجاج وحج کمیٹی کے لئے ہین اور مالکان جہاز بھی ان کا ضرور خیال کرینگے اور آیندہ کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دینگے۔

مدراس گورنمنٹ کا اعلان

(۱) فورٹ سنٹ جارج مورخہ ۲۸ ڈسمبر ۱۹۱۰ء مین گورنمنٹ کا اعلان دوبارہ مشتہر کیا جاتا ہے۔ جنرل ڈپارٹمنٹ ۱۱ نومبر ۱۹۱۰ء

نمبر ۵۶۱۶ بمبئی کی انجمن حج نے جو شہر کے اعیان اہل اسلام سے مشتمل ہے گورنمنٹ بمبئی کو حال ہی مین مطلع کی ہے کہ حاجیون کی تعداد کثیر مکہ سے سفر پر باین امید کہ واپسی کیلئے ضروری خرچہ بطور لفافہ ملجائیگا اسقدر رقم لیکر روانہ ہوتے ہین جو مکہ تک کے پہنچنے کے لئے کافی ہوتی ہے

بمبئی کو تو اکثر واپس ہوتے ہین مگر اندرون ہندوستان یا اور مقامات کو جہان انکے گھر وار ہوا کرتے ہین روپیہ کے نہونے کی وجہ سے جا نہین سکتے انجمن کی سفارش یہہ ہے کہ انھین اس امر کی ہدایت کیجائے کہ جہاز سوار ہونیسے پہلے یہہ لوگ واپسی کا ریل ٹکٹ خریدلین یا محافظ حجاج بمبئی کے پاس اسقدر رقم امانت رکھین جو بوقت واپسی کرایہ ریل کیلئے کافی ہو۔ ہز اکسلنسی گورنر صاحب بہادر باجلاس کونسل کو اس سفارش کے مقاصد سے دلی ہمدردی ہے کیونکہ کسی ایک طریقہائے مذکورہ کے اختیار کرنے سے ممکن الرفع تکالیف سے تو لوٹنے والے حاجیون کو پناہ ملیگی۔

(۲) ہز اکسلنسی باجلاس کونسل کا بہرحال یہہ خیال ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جو احکام قرانی ہین اور خصوصًا اون سے (جن سے اس سفر کیلئے کافی سرمایہ ساتھ رکھنے کے لئے ہدایت کیگئی ہے) حاجیون کی یاددہانی کیجائے لہذا آپنے خواہش ظاہر کی ہے کہ مسلمانونکی توجہ ذیل کے احکام قرانی اور دیگر مستند کتب حج کی جانب کی جائے۔ تاکہ اونھین ائمہ اسلام کی تحریرات سے واقفیت حاصل ہو۔

(۱) قرآن پاک سورہ ۲ (ترجمۂ سیل) زادراہ مہیا کرو (تمھارے سفر کیلئے) لیکن بہترین زادراہ تقوٰی ہے اور ای ارباب دانش مجھ سے خوف کرو۔ اور اس آیۃ کا شان نزول جلد سادس صحیح بخاری باب ۱۰۔۱۴۱ اور جلد ثانی مشکوٰۃ حدیث ۳۶ مین اسطرح ہے کہ "ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یمن والے حج کو کھانے پینے کے کافی سامان کے بغیر جایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم خدا پر متوکل ہین مگر مکہ جاکر بھیک مانگنے لگتے تھے اسلئے خدائی کریم نے اوسکو (آسمان سے) نازل فرمایا۔"

(۲) قرآن پاک سورہ ۳ (ترجمۂ سیل) اور وہ بھی خدا کی اطاعت ہے (فرض) اون پرجنھین طواف بیت اللہ کے سفر پر استطاعت ہے۔ ترجمۂ سیل مین یہہ حاشیہ دیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو زادراہ اور سواری کے جانور پر استطاعت ہو وہ حج کو جائے (حضرت) شافعیؒ

نے فتویٰ دیا کہ ارباب دول بالذات اگر حج نکر سکین تو اپنے عوض اور کسی سے حجِ بدل کرائین۔ مالک بن انسؓ کی رائے مین جو شخص تندرست اور توانا ہے اور جس کو سواری کے جانور کے موجود نر ہنے سے پیدل چلنے کا بار ہوا در جو راستہ مین اپنی قوت پیدا کر سکتا ہے وہ حج پر قادر ہے۔ مگر (امام) ابو حنیفہؓ کے عندیہ مین جب کافی رقم اور صحت جسمانی ہر دو میسر ہون تو اوس وقت حج فریضہ ہو سکتا ہے۔

جلد ثانی مشکوٰۃ۔ حدیث ۳۰۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سفر کے لئے کیا ضروری سامان ہے۔ ارشاد فرمایا کافی قوت اور سرمایہ۔ حدیث ۲۹ مین عمر رضہ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کن باتون سے حج فرض ہوتا ہے ارشاد فرمایا کہ "(اوسپر فرض ہے) جسکو سفر کیلئے کافی زادِ راہ اور سواری میسر ہو۔

(۳) علاوہ برین نور الہدایہ (کتاب الحج) جسپر احناف کا دارو مدار ہے اور مطابع المنہج شافعی جسپر شافعیون کا دارو مدار ہے دونون سے یہہ بات ثابت ہے کہ حاجی پر اپنے سفر کے زاد راہ کیلئے کافی رقم رکھنا واجب ہے۔

(۴) حج سے واپس آنے والے حاجیون مین جو فلاکت و مفلسی کہ ہوا کرتی ہے اوسپر نظر کرنیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقدس عازمین حج بطور کفایت اُن احکام کی نسبت خبرداری نہین کیا کرتے ہین اسوجہ سے ہر سال بڑی سختیان اور تکالیف سہا کرتے ہین اور فلاکت زدہ عازمین حج کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور اوسسے جو ابدار حکام پر جنکا کام یہہ ہے کہ اونکے وطن کو واپس ہونے کیلئے ضروری سرمایہ بہم پہنچایے ایک ایسا بار پڑتا ہے جو فی الحال غیر قابل برداشت ہو رہا ہے۔ ہز ایکسلنسی باجلاس کونسل یہہ بات معلوم کراتے ہوے کہ حج بیت اللہ کے متعلق احکام شریعت کیا ہین اور عازمینِ حج کی غفلت کی وجہ سے

کیسی کیسی سختیاں اور تکالیف سہنا پڑتی ہیں ظاہر فرماتے ہین کہ اس بڑے کام مین کسیطرح مداخلت کرنا نہین ہے حفظان صحت کے متعلق جو احتیاطین لازمی مین اور علاوہ برین جو خاصکر حجاج کی صحت و تندرستی کیلئے نہایت مناسب مین ایسی احتیاطون کے سوائے اون احکام کے روسے اون مقدس مسلمانون پر کوئی قید لگانی مقصود نہین ہے جو مکہ کو بنا بر حج جانا چاہتے ہین۔ غرض یہہ ہے کہ عازمین حج کو یاد رہے کہ قرآن شریف اور احادیث نبوی مین اور اسلام کے بڑے بڑے مفسرین سے یہہ بات قرار پاچکی ہے کہ کل عازمین حج کا فریضہ یہہ ہے کہ اس سفر کیلئے مکتفی زاد راہ لیجائین۔

(۵) جیساکہ حج کمیٹی والونکی رائے دی ہے ویساہی عازمین حج بمبئی مین جہاز سوار ہونیسے پہلے سفر واپسی کی ٹکٹ خرید کرلین یا محافظ حجاج کی معرفت بمبئی کے پولیس کمشنر کے پاس اتنی رقم امانت رکھادین جو بمبئی سے اپنے اپنے گھرون کو واپس جانے کیلئے کافی ہو۔

میری رائے مین کیا انتظام ہونا چاہیئے گورنمنٹ سے باادب التماس ہے کہ (۱) محکمہ حجاج کو ایما کرے کہ بھپارہ گھر مین جسوقت جانا ہو اوسکا وقت بذریعہ اشتہار ہر حاجی کے ٹکٹ ساتھ دیدیا جائے جسمین داخلی بھپارہ کا وقت اور سامان کی نقل وحرکت کی نسبت ضروری احکام ہون جسطرح گورنمنٹ مدرس چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ برٹش انڈیا اسٹیم نا ویگیشن کمپنی کے جہاز کے مسافرون کو جو مدراس سے برہما وغیرہ جاتے مین عموماً اور درجہ اعلی کے مسافرون کو خصوصاً اون کے ٹکٹ کے ہمراہ ڈاکٹری ملاحظہ کا وقت اور تاریخ روانگی اور گھنٹہ اور منٹ سے اطلاع کرتی ہے جس سے مسافرون کو بہت آرام ملتا ہے اسیطرح بندر بمبئی اور کراچی مین بھی انتظام کیا جائیگا تو بہت راحت ہوگی اور قبل از وقت لوگ جمع ہوکر دہوپ کی گرمی اور جگہہ کی تنگی کی تکالیف برداشت نہین کرینگے

سب سے پہلے درجہ اول و دوم کے حاجیون کو بھپارہ گھر مین علیحدہ راستہ سے لیجانا چاہئے بعد مڈیکل امتحان کے اونکا اسباب الگ راستہ سے جہاز پر چڑہایا جائے اور اون کے اسباب کے

نقل وحمل مین بہ نسبت تتق والون کے خاص امتیاز رہے۔ بھپارہ گھر سے نکلنے کے بعد جہاز کے قریب ڈاکٹر وغیرہ کا انتظار جو ایک تکلیف دہ امر ہے اوس کا انتظام بھپارہ گھر کے دروازہ پر ہی ہو جائے تو حجاج کو بڑی سہولت ہو جائیگی۔ صرف حجاج کی گنتی جہاز کے سیڑہیون پر ہو۔ جہاز چڑہنے کیلئے جیسے اور انگریزی کمپنیون کا دستور ہے کہ درجۂ اول ودوم کے مسافر ایک طرف سے مع اون کے اسباب کے چڑہتے ہین اور تیسرے درجہ کے مسافر دوسری جانب سے سوار ہوتے ہین اس مین ہر دو قسم کے مسافرون کو آرام وراحت ہے۔

اعلیٰ درجہ کے مسافرونکا سامان بغیر بھپارہ دئیے جہاز پر لیجانے کی اجازت ہونی چاہئیے البتہ اگر کوئی میلی یا خراب چیزین جو قابل اعتراض ہون بلاشک بھپارہ کے قابل ہین۔

مہر جو لگائی جاتی ہے وہ ٹکٹ اور بائین ہاتھ کی پشت پر کافی ہے قمیص یا کرتہ پر لگانی زیادتی ہے۔

پاسپورٹ اگر ممکن ہو تو جہاز کے نزدیک مسافر سوار ہوتے وقت دینا چاہئیے اور اوسی جگہہ ٹرکش کونسل کا کلارک تصدیق کر دیا کرے۔

بھپارہ گھر کے پاس ایک سبیل سرد پانی کی گورنمنٹ کے طرف سے یا کسی چندے سے ضرور ہونی چاہئیے حاجیون کو جہاز پر چڑہتے وقت جب دیر ہو جاتی ہے تو سرد وشیرین پانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور حسب دلخواہ پانی نہین ملتا۔

پولس کے ملازم حاجیون کے ساتھ جو جہاز پر سوار ہوتے وقت بڑی بے ادبی سے پیش آتے ہین مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ ایک صاحب بہادر جو حاجتکہ وہ سالون کا پا تجربہ افسوس ہے بہت سے غریب حاجیون کو لکڑی سے بزمار کر دور کرتے تہ سکو یہ حق ہر گز حاصل نتھا گردن پر ہاتھ رکھکر زور سے آگے کو ڈھکیلا کرتے تھے یہ اونکے لئے ایک تعزیر اور محکمۂ حجاج والون کا

تہذیب کے خلاف ہے۔ محکمہ حجاج کو چاہئیے کہ آیندہ اسکا خیال رکھے۔ محافظ حجاج کو مین نے دیکھا
کہ وہ بھی بیچارہ گھر کے اندر تشریف لائے ہوے تھے اور حتی المقدور لوگون کی دلدہی کیا کرتے رہے
اور جو ضرورت پڑتی رہی اوسمین اونھون نے امداد کی۔

جہاز پر کیا انتظام ہونا چاہئیے مالکان جہاز کو لازم ہے کہ اول و دوم درجہ کے حاجیون
کے نام جہاز کی روانگی سے قبل اون کے پلنگون پر لکھ کر لگا دے جیسا کہ اور کمپنیون مین دستور ہے
اس مین نہ مسافرون کو تکلیف ہوتی ہے نہ ملازمان جہاز کو وقت اوٹھانی پڑتی ہے جیسے مسافر آئے
اپنے اپنے کمرون مین چلا گئے۔ یہان اوسکے برخلاف دیکھا گیا۔ کمپنی والون نے نہ معلوم کس مصلحت
سے بعض مسافرون کے ٹکٹ پر اونکے کمرونکا نمبر دیدیا تھا۔ طرفہ یہ کہ وہی نمبر دوسرون کے ٹکٹ پر
پر بھی تھا۔ جو پہلے آیا اوس نے قبضہ کر لیا جو زرا دیر مین آیا وہ جائے ڈہونڈہتا رہگیا۔ جب اپنے ٹکٹ
کے نمبر کے کمرون مین دوسرونکو دیکھا تو بہت کچھ شور مچانا شروع کیا۔

۱۲ آدمیون کی ایک جماعت رنگون سے آئی تھی وہ جہاز خسرو کا نام سنکر اور پہلے آنکر
جہاز پر اچھا سا ہوادار کمرہ دیکھکر گئے اور اوسی کمرہ کا نمبر کمپنی والون سے لکھا لیا۔ آدمی متمول تھے ذرا
دیر مین آئے۔ بارہ آدمیون نے ۱۰۵ روپیہ کے حساب سے اپنا ٹکٹ خرید اتھا۔ جب آکر دیکھا تو دوسرے
حاجی صاحب اوسمین بیٹھے ہوے تھے پس رپورٹ ہوی تو دونون کے نمبر اوسی کمرے کے تھے اتفاق
سے ایجنٹ جہاز پر موجود تھا جس نے پہلے قبضہ کیا تھا اسکو نکالکر رنگونکی متمول جماعت کو وہ کمرہ
دلا دیا۔ اس قسم کے اور دو ایک واقعات ہوے مین کہانتک تحریر کیا جائیگا۔ کیا یہ انصاف ہے۔
ہوگی اور قبل از وقت ... الون کو لازم ہے کہ نمبر دیتے وقت جہاز کا پلان اپنے روبرو رکھین جو کمرہ
جس کا نمبر دوسرون کو دیکر اوسمین لڑائی جھگڑا نہونے دین۔

اس کی مجموعی حالت بعد مڈیکل امتحان کے جہاز خسرو کا رجسٹر شدہ وزن ۱۰۴۲ اور

سوداگری حساب سے ۲۷۶۰ ٹن ہے اوسکی رفتار فی گنٹھ ۸ اور ۹ میل کے درمیان ہے جہاز مین ۳۴ درجۂ اول اور ۴۲ درجۂ دوم ۴ سالون اور باقی کل عرشہ اور تتق کے مسافر تھے جنکی مجموعی تعداد ۹۰۹ تھی۔ اکثر حجاج جنکو سفر کا اتفاق نہوا تھا وہ اپنے اپنے درجہ مین جگھ لیکر جہان جسکا جی چاہا بیٹھ گئے اور جنکو پہلے اس مقدس سفر کا اتفاق ہوا تھا اور جہاز کی بیقاعدگی سے واقف تھے اونھون نے جگھ کی پرواہ نہ کی اور وقت وقابو کے منتظر رہے جیسے جسکو قابو ملا اور موقعہ ہاتھ آیا اپنے درجہ سے بڑہکر درجہ مین بیٹھ گئے مین نے بعضون کو جو عرشہ کا ٹکٹ تھا درجۂ اول کے مسافرون کی تفریح کی جائے مین بستر الگائے ہوئے دیکھا۔ دوسرے جہازون پر یہ غیر ممکن ہے کہ عرشہ والا مسافر درجۂ اول کے مسافرون کے مخصوص ڈک پر بیٹھے رہے اور اپنا بستر اجمادے اوسکو کوئی نپوچھے کہ تم کسلئے یہان بیٹھے ہو۔ جہاز خسرو مین جیسا مین اوپر بیان کر آیا ہون ۳۴ درجۂ اول کے حاجی تھے اور اپر ڈک جو تفریحگاہ تھا وہ بالکل بھرا ہوا تھا یعنے اسمین سو سے زائد لوگ اپنا بستر اجمائے ہوئے تھے پس اگر تکلیف ہوی تو اون لوگون کو ہوی جو اول و دوم درجہ کا ٹکٹ پورا پیسا دیکر خرید کئے تھے۔ تھوڑے روز کے بعد کل حاجی اپنے کو جو اپر ڈک پر تھے درجۂ اول مین شمار کرنے لگے۔

جہاز خسرو مین درجۂ اول کے کمرون کے نزدیک کل ۴ بیت الخلاء تھے دو مردانہ اور دو زنانہ۔ اسمین سے ایک پاخانہ کو کسی خود غرض نے اپنے آرام کا خیال اور دوسرونکی تکلیف کو محسوس نکرکے اوسکی چابی کمانڈر جہاز سے کہکر لے لیا تھا اور آخر وقت تک اوسکی چابی اوسی کے پاس رہی دوسرے شخص کو وہ اپنے مقبوضہ بیت الخلاء مین ہرگز جانے نہین دیتا تھا حالانکہ وہ سالون کا پانجر تھا جو درجہ اول و دوم سے بھی کم ہے۔ اگر وہ اعلیٰ درجہ کا مسافر ہوتا تو بھی اوسکو یہ حق ہرگز حاصل نتھا کہ وہ اپنے اور اپنے متعلقین کے لئے ایک پورا بیت الخلاء پر قبضہ کرلیتا۔ ناظرین اور محکمہ حجاج کو لکان

جہاز کو اودہر توجہ دلائی جاتی ہے کہ آیندہ اسطرح کی حرکت حاجیون کے جہاز مین ہونے دین اسطرح
کی حرکت کرنا ایسے مقدس سفر مین زیبا نہین ہے۔ اب رہا یہ کہ اُس نے کسطرح سے ایک پورے
پاخانہ پر اپنا قبضہ کرلیا مین اسکو کہہ نہین سکتا۔ یہہ تو ملازمان جہاز ہی جانتے ہین یا وہ شخص جسنے قبضہ کیا۔
مین نے اس بیجا قبضہ کی شکایت چیف آفسر اور کمانڈر جہاز سے کی تھی مگر دونون نے میری فریاد کو جو
واجبی اور کل حاجیون کے طرف سے تھی نہین سنا اور یہی کہکر ٹالدیا کہ اگر تم بھی ہمسے یہہ کہکر چابی مانگتے
کہ ہمارے پاس بہت سے عورات اور مرد ہین ایک پاخانہ کی ضرورت ہے تو مین بلاشبہ تمکو بھی ایک
چابی دیدیتا۔ اس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اگر اسطرح سے ۴ یا ۶ اہل ثروت کمانڈر جہاز سے کہکر ایک
ایک چابی لے سکتے ہین تو بھلا تبلائیے کہ اور اسقدر حجاج جو درجۂ اعلی مین سفر کرتے ہین وہ کہان اپنی
ضرورت رفع کرینگے۔ مین نے بہت غور سے دیکھا کہ انہی ۴ یا ۶ پاخانون مین درجہ اول و دوم سالون
بلکہ عرشہ کے مسافر بھی رفع حاجت کیلئے آیا کرتے تھے مین ۱۲ روز جہاز مین سفر کیا مجھکو کسی وقت
دس یا پانچ منٹ انتظار کئے بغیر پاخانہ مین جگہ نہین ملی خاصکر اول درجہ کے مسافرون کیلئے جو گنتی
مین ۳۴ یا ۳۵ تھے کسقدر افسوس کا مقام ہے اونکا روپیہ کس بدانتظامی کے ساتھ کمپنی والون نے
لیا۔ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ درجۂ اول والون کو جہاز مین پاخانے اور استنجے کیلئے تکلیف ہوئی ہو درجۂ
اول کے مسافرون کیلئے کھانیکا سالون ہی ندارد۔ اوسی کو اکھاڑ کر درجۂ سالون بنا دیا گیا تھا۔ اوسی
سالون مین تقریبًا ۴۰ یا ۵۰ مسافرون کیلئے کوچین بچھا کر فی حاجی ۱۱۰ روپیہ کمپنی نے وصول کرلیا۔ یہہ
خیال بھی نہین کیا کہ درجۂ اول کے مسافر کہان کھانا کھاوینگے آیا اپنے اپنے کمرون مین یا اوپر کے عرشہ
پر جہان تمام مسافر نماز پڑہا کرتے ہین یا تفریح کیلئے آن بیٹھتے ہین۔

جہاز کے باورچی خانے

یہہ تو مین وثوق سے نہین کہہ سکتا ہون کہ جہاز خسرو مین
کتنے باورچی خانے کمپنی کے طرف سے بنے تھے مگر جہان تک مین نے دیکھا اپنا اپنا آہنی چولہہ

لیٹے ہوے جہاز کے عرشہ پر لوگ روٹی پکا رہے تھے بلکہ بعض خودغرض لوگون نے جنکو کسی قدر
روپیہ کا گھمنڈ تھا اور جو قوانین حجاج و جہاز کے سفر سے محض ناواقف تھے اپنے گیاس کے چولھون
مین اپنے کمرون کے اندر علانیہ روٹی وغیرہ پکایا کرتے تھے۔ میرے کمرکے روبرو ایک حیدرآبادی
صاحب تھے اونھون نے تو اپنے خیال مین پورے کمرے کو باورچی خانہ بنا رکھا تھا اس کمرے مین
فقط وہ اکیلے ہی تھے کمرے مین ۴ پلنگ تھے ایک پر تو خود سوار تھے باقی تینون پر میوہ اور ڈبل
روٹیان پیاز وغیرہ پھیلا دیا تھا کہ خراب ہوا اور کمرے کے درمیان گیاس کا چولہہ سلگا کر اس سے
برابر دو وقتہ روٹی پکا کرتی تھی مین نے ایکوقت چیف آفسر سے کہا بلکہ اون کو لاکر دکھلا دیا آفسر کو
نے اپنی آنکھون سے دیکھکر چشم پوشی کرلی۔ فرض کرو کہ اگر کمرے مین کسی بے احتیاطی سے آگ لگ
جاتی یا غیر واقعہ حادثہ ہو جاتا تو اسمین شک نتھا کہ جہاز جلجاتا اور یہہ مسافر ۹۰۹ کہان جاتے اور
پھر اوسکا جوابدہ کون ہوتا۔ کیا یہہ سب باتین گورنمنٹ سے اصلاح طلب نہین ہین کیا گورنمنٹ مالکانِ
جہاز کو اس معاملہ مین چشم نمائی کر کے آیندہ کے لئے ایسی بیجا حرکتونکو روک نہین سکتی۔

جہاز مین پانی اور لکڑی جہاز مین ہر درجہ کے مسافرون کو پانی اور لکڑی کمپنی کیطرف
سے مفت ملا کرتی تھی۔ مگر یہان بھی جس نے کچھ اسٹور کیپر کو دیدیا اسکو لکڑی پانی برابر بلکہ ضرورت
سے زاید ملا کرتی تھی۔ جس نے زرا کنجوسی کیا وہی ایک گیلن پانی اور معمولی لکڑی اسکو ملتی رہی۔

جہاز کے غسل خانے جہاز خسرو مین فقط تین غسلخانے تھے ان ہی تینون مین زنانہ و مردانہ
شمار کئے جاتے تھے اور درجہ اول و دوم و سالون کے مسافرونکی تعداد تقریبًا سو کی تھی جنمین ایک
تہائی مستورات تھین۔ علاوہ اوسکے وہ مسافر جو کچھ دے دلا کر ڈک پر بستر جمائے تھے اگر اونکو بھی
ملا لیا جائے تو کل کی تعداد دیڑہ سو سے زائد ہو جائیگی اسمین بھی ایک ڈاکٹر جہاز کے لئے بند رہا کرتا
تھا۔ غسلخانے جہاز مین زیادہ تعداد مین رہنا چاہیئے۔ چونکہ مسلمان اپنی پاکی کا زیادہ خیال رکھتے ہین

اور مذہبا بھی انکو ہمیشہ پاک وصاف رکھنا چاہیئے کیونکہ غسل و وضو تو اسلام کا جزو اعظم ہے وضو اور استنجے کیلئے ضرور جہاز مین جگہ ہونی چاہیئے۔ لیکن استنجے کیلئے تو جہاز خسرو مین نہین جگہ نہ تھی۔ پاخانون مین ہی لوگ اس حاجت کو رفع کیا کرتے تھے جو سخت تکلیف کا باعث تھا۔ اکثر ناواقف حجاج جنھون نے پہلے جہاز کا سفر کبھی نہین کیا تھا وہ غسلخانون کو استنجہ گھر سمجھ کر وہین جایا کرتے تھے غسلخانے جیسے تھے ویسے رہے مگر پاخانے اسقدر غلیظ اور ناپاک تھے کہ مین بلامبالغہ یہہ کہہ سکتا ہون کہ درجۂ اول و دوم کے پاخانونمین جاکر پیشاب کرنیسے کبھی کپڑا پاک نہین رہسکتا تھا۔ جبکہ اعلیٰ درجونکی یہہ حالت ہے تو درجۂ ادنیٰ کے پاخانونکا موازنہ اس سے خود ناظرین کرسکتے ہین

حاجیون کے جہازمین پاخانون کی تعداد بڑہانا زنانے غسلخانے وغیرہ مردون سے علیحدہ رکھنا وضو کیلئے علیحدہ مقام کا ہونا نہایت ضروریات سے ہے۔ اون بیچاری عصمت مآب بی بیون کو جنکو کہ غسل کی ضرورت جہاز پر ہوی ہوگا البتہ تکلیف ہوی ہوگی۔ زنانے غسلخانے نہ صرف اعلیٰ درجہ مین علیحدہ ہونے چاہیئے بلکہ عرشہ اور تتق کے مستورات کیلئے بھی متعدد اور وضو کرنے کی جگہ ہونا چاہیئے۔ ان دونون ضروری باتون کے نہ ہونیسے بہت سے مرد و عورات اپنے فرایض مذہبی کے ادا کرنیسے مجبوراً قاصر رہجایا کرتے ہین۔

جہازمین وزنی اسباب جہاز خسرو مین یہہ بات بھی خلاف قانون دیکھی گئی کہ جتنے اہل ثروت حجاج درجہ اعلیٰ مین تھے وہ سب اپنا اسباب بڑے بڑے صندوق تھیلے بستر وغیرہ ضروری وغیر ضروری سب اپنے اپنے پاس کمرون مین اندر اور باہر رکھے ہوے تھے لیکن غریبون کا سامان قانون کی پابندی کے لحاظ سے نیچے جہاز کے گودام گھر مین پہنچادیا گیا تھا۔ اہل ثروت جو اپنا سامان اوپر آمد و رفت کے راستہ مین رکھدئے تھے اوس سے ہوا رک کر ایک قسم کی عفونت آمیز بدبو جو بالعموم سامانون کے انبار سے آیا کرتی ہے آرہی تھی جس سے صحت عامہ مین خلل ہونیکا

اندیشہ تھا کوئی مسافر یہہ نہین چاہتا تھا کہ میرا اسباب نیچے گودام گھر مین رکھا جاوے۔ نہ کمپنی والون
نے ہی کچھ تشدد کر کے بڑے بڑے صندوقون کو گودام گھر مین رکھوایا۔ چاہئیے کہ سامان غیر ضروری
حاجیون سے قانوناً لیکر گودام گھر مین رکھدیا جائے۔ علاوہ اسکے ایک اور طوفان بے تمیزی یہہ
تھا کہ جتنے درجۂ اعلے کے مسافر تھے ہر شخص دس سے لیکر بیس مرغیون تک جہاز مین لائے تھے
ان مرغیون کے ٹوکرون کو جہاز کے اوپر جہان درجۂ اعلیٰ کے لوگ بطور تفریح بیٹھتے تھے وہین
ایک سمت مین رکھے تھے جنکی وجہ سے بدبو نیز روزمرہ صفائی ہونے کی وجہ نفاست پسند طبیعتون
کو سخت ناگوار ہوتا تھا۔ اگر کمپنی کی طرف سے مرغیون کے رکھنے کیلئے علیحدہ جگہ بنا دی جائے
یا مرغیان کمپنی کے طرف سے مناسب قیمت پر جہاز مین فروخت ہوا کرین تو زیادہ مناسب ہوتا۔
کمپنی کو بھی فائدہ رہیگا اور حاجی بھی اس زحمت سے بچے رہینگے۔ اون مرغیون کو نہ دانہ دیا جاتا تھا
نہ پانی۔ شاید ہی کسینے مہربانی سے کبھی کچھ چاول وغیرہ ڈالدیا ہو۔

درجۂ اعلے کے بستر جہاز خسرو مین درجۂ اعلے کے مسافرون کو نہ بستر دیا گیا نہ تکیہ۔ وہ بستر
جو زمانۂ قدیم سے پڑے ہوے تھے جنکا رنگ بسبب میلے ہوجانے کے تبدیل ہوگیا تھا۔
روپیہ تو معمول سے زیادہ اس سال لیا گیا لیکن نہ سفید چادرین بسترون کی بدلی گئین نہ تکیونکا غلاف
ہی دیا گیا۔ نہ کسی کمرے مین منھ ہاتھ دھونیکا صابون تھا نہ ٹویلیہ جنھون نے اس سے قبل کسی اور
یوروپین کمپنیون مین جہاز کا سفر کیا تھا انکو یہہ تمام بدانتظامیان بہت بُری معلوم ہوئین جنکے شکایت
کرنے پر ایک چادر اور ایک پرانا غلاف تکیہ کا دیا گیا جو آخر سفر تک اونکا ہمدم رہا۔ برٹش انڈیا اور
پی۔ انڈ او اور دیگر ولایتی کمپنیون مین جنکو بحری سفر کرنیکا اتفاق ہوا ہوگا وہ میری اس تحریر کی تائید کرینگے
کہ مغل کمپنی کے انتظام مین اور اونمین کیا فرق ہے۔ کیا یہہ سب شکایتین اصلاح طلب نہین ہین
گورنمنٹ اعلی کی ایک وفادار رعایا کا حصہ اپنے فرایض دینی کو ادا کرنے اسقدر دور دراز مقام کو صرف

کثیر کا بار اوٹھا کر جاوے اور اون پر یہ تکالیف گزرین اور محکمۂ حجاج کو اوس کی خبر تک نہو. کہان تک انسداد طلب ہے۔

جہاز کی ہاسپٹل جہاز مین ہاسپٹل ایک مقام مین بنائی گئی تھی. جو درجۂ دوم کے نزدیک تھی۔ جائے اچھی اور وسیع تھی اوسمین بیمارون کیلئے بستر اور پاک وصاف چادرین بھی نہین تھین۔ اس کا بہت چرچا ہوا تھا اس چرچے کی نسبت ہاسپٹل کا ایک مسلمان کمپونڈر بدنام کیا گیا اور وہ شخص اپنے کو سمندر مین گرا دیا جسکا ذکر اور کہین کرونگا۔ صرف ایک ڈاکٹر پارسی تھا اور جہاز مین تقریباً دوسو سے زاید عورات تھین اونکے واسطے کوئی لیڈی ڈاکٹر یا نرس نتھی۔

جہاز خسرو کے افسر جہاز خسرو کا کمانڈر مسٹر جے۔ ہانا J. Hana اور چیف افسر جے۔ ڈبلیو۔ کاٹرل J. W. Cottrell بڑے خلیق انگریز تھے اور دوسرے انجنیر وغیرہ جو انگریز تھے وہ بھی نہایت نیک خلق اور ملنسار تھے کبھی کسی قسم کی شکایت انکی نہ سنی گئی خصوصاً مسٹر ہانا نہایت خلیق اور اونکا برتاؤ تمام سفر مین کل حاجیون کے ساتھ اچھا رہا. اگر کچھ عیب تھا تو یہی تھا کہ کسی حاجی کی واجبی فریاد کو سنتے تو تھے مگر اونکی ہردلعزیزی قانون کے پابندی کو کسی قدر دور کر دیتی تھی۔

جہاز مین جائے نماز جہاز مین ایک طرف نماز کے لئے کچھ جگہہ ضرور مخصوص کرنا چاہئے اوس حصہ مین بجز اوقات نماز کے کسی مسافر کو ہمیشہ رہنے کی ہرگز اجازت نہین دینی چاہئے. اس بندوبست سے عام رہت مین خلل نہین آویگا. اور کمپنی کو کچھ زیادہ تکلیف بھی اوٹھانی نہ پڑیگی. حجاج آسائش سے اپنی نماز پنجگانہ ادا کیا کرینگے. جہاز خسرو مین درجۂ اول کے مسافر جہان بیٹھا کرتے تھے اور جہان پر اکثر مسافر اپنا بستر اجمائے ہوئے تھے اوس مقام پر نماز کے وقت لوگ عرشہ اور نیچے سے اور درجۂ سالون وغیرہ سے آنکر جمع ہوجایا کرتے تھے اول اول پنجوقتہ نماز مین تقریباً چالیس یا پچاس

آدمی تک برابر آیا کرتے رہے بعد کو جب احرام باندہ لیا گیا تو تعداد سو کے اوپر ہو گئی اور باقی لوگ اپنی اپنی جگہ نماز ادا کر لیا کرتے رہے۔

بعض وقت اس قسم کی تکلیف ہوتی رہی کہ سوتے ہوئے حاجیون کو اٹھادیا کرتے تھے کوئی سوتا ہی رہتا تھا اوسکو ردبرو رکھکر نماز پڑہ لیا کرتے تھے اسکی دو وجہ تھی ایک تو نماز مین شرکت کی غرض سے تہتی والے اور عرشہ والے بھی اوپر آجایا کرتے تھے کوئی منع تو کر ہی نہین سکتا تھا کہ تم تہتی سے یہان کیونکر آئے۔ نماز کا بہانہ کافی تھا جماعت کی شرکت کو کوئی منع ہی نہین کر سکتا تھا اور اچھی ہوا کے ملنے سے لوگ ظہر کے آئے ہوئے عشا کے بعد ہی واپس جایا کرتے تھے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ اب نماز ہو چکی چلے جاؤ۔ اگر کوئی شکایت کمانڈر جہاز سے کرتا تو وہ یہی کہکر ٹالدیتا تھا کہ جب تم نماز کیلئے سب اکٹھے ہو جاتے ہو تو مین کیونکر علیحدہ کردن۔ اگر مین ایسا کرونگا تو لوگ مجھے مطعون کرینگے یہ اوسکا اعلیٰ درجہ کا اخلاق تھا۔

جہاز کی صفائی مجھے بہ حیثیت ملازمت بارہا بحری سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ رنگون چین۔ کلکتہ۔ آنڈمان وغیرہ کو گیا اور آیا ہون۔ کل روئی زمین کے جہازی کمپنون کے جہازات پر ہر روز صفائی اور دہلائی ہوا کرتی ہے۔ صبح ہوتے ہی ملازمان جہاز صفائی کے کام مین لگ جاتے ہین۔ مگر جہاز خسرو کو صفائی سے بہت پرہیز بلکہ عار تھا۔ جہان پر درجۂ اول و دوم کے مسافر اوپر بستر جماتے تھے جہان نماز پڑہی جاتی تھی بمبئی سے کامران تک تو نہین دہویا گیا۔ ہمارے کامران کو جانے کے بعد اگر صاف کیا گیا ہے تو واللہ اعلم۔ عرشہ پر کبھی کبھی لوگون کو بچا کر سمندر کا نمکین پانی گرادیا جاتا رہا جس سے اور غلاظت جمع ہو جاتی تھی۔ شاید یہ خیال کر کے کہ حاجیون کو تکلیف ہو گی۔ مالکان جہاز نے صفائی کرنے کو بند کر دیا ہو مگر میری رائے مین صفائی کا ہونا صحت عامہ کے لئے از حد مفید ہے۔ آیندہ کمپنی کو صفائی کا خیال ضرور رکھنا چاہئے۔ اسقدر میلا جہاز مین نے کبھی کسی انگریزی

کمپنی کا نہین دیکھا ایسے میلے کچیلے جہازون مین امراض وبائیہ کا ہونا کوئی تعجبات سے نہین ہے جدہر جاؤ ادہر استنجے کی بدبو جسکی وجہ سے مسافر کو تنفے پڑتے کا ہونا اور پھر فوراً اسکی صفائی کا خیال نکرنا ناظرین خود سمجھ سکتے ہین کہ کہان تک صحت کیلئے مضر ہے۔

بغیر ٹکٹ کے دو آدمی باوجود اس قدر دیکھا بھالی اور سخت نگرانی کے دو آدمی بغیر ٹکٹ کے جہاز خسرو پر داخل ہو گئے سنا گیا کہ دو روز قبل یہہ لوگ جہاز کو دیکھنے کے بہانہ سے اندر جا کر گودام گھر مین چھپے رہے انکو کسی نے نہین دیکھا۔ جہاز خسرو کو روانہ ہوے دو روز ہو گئے تو یہہ لوگ بھوک اور پیاس کے غلبہ سے گودام گھر کے منھ کو مارنے لگے جو لوگ اوپر تختون کے بیٹھے تھے انھون نے اس آواز کو سنکر اطلاع دی اور ملازمان جہاز نے اونکو نیچے سے باہر نکالا اون کے پاس سوائے بدن کے میلے کچیلے کپڑون کے اور کچھ نتھا۔ اونکو پکڑ کر جہاز والون نے اول تو بند رکھا جب دیکھا کہ اس بند رکھنے سے کوئی نتیجہ نہین ہے تب انکو ساتھ لیکر لگے بھیک مانگنے۔ چند مخیّر حاجیون نے اون کو چندہ دیکر اون کا کرایہ پورا کر دیا۔ مگر مین اس کاروائی کے سخت خلاف تھا مجھ سے بھی لوگون نے چندہ دینے کو کہا مین نے انکار کر دیا میری رائے مین عدن پہنچکر انکو پولیس کے حوالے کرکے عبرتناک سزا دلانی ضرور تھی تاکہ آیندہ ایسی بیجا حرکت کوئی نکرے۔ حاجیون نے تو اون کو جدہ تک پہنچا دیا اب وہ آگے چلکر کیا کرینگے یہہ خود ناظرین سمجھ سکتے ہین اون پر فرض نتھا کہ وہ ایسی کس مپرسی کی حالت مین حج کو جاتے۔ مسلمانون نے خود چندہ دیکر انکو سرزمین مقدس مین لوگون کو مزید تکلیف دینے کیلئے پہنچا دیا۔ جہاز والون کو کیا پڑا تھا کہ وہ سرکار کے سپرد کرتے اونکو تو روپیہ سے غرض تھی جو کچھ چندہ سے وصول ہو گیا وہ انکا مال ہو گیا۔

بمبئی سے عدن تک کے حالات بمبئی سے عدن ۱۶۶۰ میل کے فاصلہ پر جانب غرب بحر عرب و بحیرۂ قلزم کے دہانہ پر واقع ہے۔ ڈاک کا جہاز بمبئی سے عدن پانچوین دن

پہنچتا ہے مگر ہمارا جہاز خسرو نوین دن داخل ہوا۔

۲۱ر اکٹوبر روز شنبہ مطابق ۲۷ر شوال المکرم آج تمام دن آپس مین لوگون کی ملاقاتین ہوتی رہین۔ بہت سے دوست اور احباب نیئے پیدا ہو گئے مختلف ملک و اضلاع مثلاً برہا سورت بمبئی۔ پنجاب۔ ممالک متحدہ۔ مدراس۔ بنگال وغیرہ کے لوگ موجود تھے چند ملیباری بھی سوار تھے میرے ہمراہ یعنے اوس کمرے مین جسمین مجھے جگہ ملی تھی بنگلور سے حاجی عبد الغفور صاحب تاجر پارچہ معہ اپنے فرزند حاجی زین العابدین و متعلقین کے سوار تھے عبد الغفور صاحب کے ساتھ ۸ مستورات ۲ بچے اور ۵ مرد جملہ ۱۵ آدمی تھے۔ عبد الغفور صاحب بڑے نیک بزرگ ہین۔ مین نے اونکی بزرگی کا خیال کر کے اپنے کمرے مین اونکا سامان رکھوا کر بٹھا لیا اونکے ۲ درجۂ اول کے ٹکٹ تھے اور باقی سب تھرڈ کے۔ ۳ بچون مین ایک بالکل سال بھر کا تھا دوسرا ۲ سال کا اور تیسرا بھی شاید ۳ سال کا ہوگا۔ افسوس کہ کمپنی والون نے سوای اوس ایک شیرخوار بچے کے باقی دو کا کرایہ برابر پورا لے لیا دوسری کمپنیو نمین یہہ دستور نہین ہے ۱۲ سال کے اندر کے بچو نکا کرایہ نصف لیا جاتا ہے بڑی رعایت اون بچون کے ساتھ یہہ رکھی گئی کہ فیس کامران و جدہ معاف کر دیگئی۔

جہاز خسرو مین ایک حادثہ ایک ایرانی مسلمان منشی محمد علی کمپونڈر کی ڈیوٹی پر مامور تھا اوس نے کہین کپتان جہاز سے یہہ کہدیا کہ جو دو شخص جہاز مین چھپے بیٹھے تھے اون سے کرانی جہاز کا ایک نوٹ دس روپیہ کا اور نقد چھے روپیہ لیا ہے۔ اسبات کا تدارک تمام دن ہوتا رہا آخر کار محمد علی کا بیان جھوٹا نکلا۔ چھپے ہوے لوگون نے یہہ کہدیا کہ ہمنے کوئی روپیہ نہین دیا۔ اسبات پر محمد علی کو نوکری سے برخواست کرنے کا تحریری حکم منجانب کمانڈر جہاز صادر ہوا۔ علاوہ اوسکے محمد علی پر یہہ الزام بھی لگایا گیا کہ یہہ شخص امن عامہ مین خلل ڈالنے والا ہے اس حکمنامہ پر دو چار معزز حاجیونکے دستخط بھی کرالئے گئے آجکا دن اسی جھگڑے اور فساد مین طی ہوا۔

۲۴ اکتوبر بروز سہ شنبہ مطابق یکم ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ سمندر بہت خاموشی کی حالت مین تھا۔ اب ہماری نمازین باجماعت ہونے لگین۔ جہاز پر ہم پانچ جگہ جماعتین ہوا کرتی تھین مگر سب سے زیادہ کثرت ہمارے درجہ مین تھی۔

جناب مولانا مولوی محمد عبدالباری صاحب لکھنوی فرنگی محلی بھی اسی جہاز پر بہمراہی بیگم صاحبہ جہانگیر آباد سوار تھے مولانا موصوف بھی دوسری جگہ جماعت سے نماز پڑھا یا کرتے تھے۔

مین عصر کے وقت غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر ٹہلتا ہوا جہاز کے پیچھے کی جانب چلا گیا۔ جہان جہاز کا کرانی یعنے منشی رہتا تھا مین اوس سے باتین کرتا ہوا بیٹھ گیا۔ اوسوقت سوای میرے اور اوس کلرک کے اور کوئی شخص اوس جگہ پر نہین تھا مگر اور دو آدمی عصر کی نماز مین مشغول تھے اتنے مین محمد علی آیا جسکا ذکر مین اوپر کر آیا ہون۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ اوس مقام پر گیا جہان پر آلہ پیمایش جہاز کا لگا رہتا ہے جو جہاز کی رفتار بتاتا ہے وہ ایک گھڑی کے طور پر ہوتا ہے اوسکا آلہ تو جہاز پر رہتا ہے مگر ایک لانبی ڈوری کے ذریعہ ایک چھوٹے لوہے کے ساتھ لگا کر سمندر مین گرا دیتے ہین دوڑی جب جہاز کی رفتار کے ساتھ حرکت کرتی ہے تو اوپر کے جانب وہ آلہ فاصلہ بتاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنے میل جہاز آیا۔ اور پھر ناپ ہر روز ۱۲ بجے دنکے برابر ملاتے ہین اور شمار جہاز کی رفتار کا ۱۲ بجے دن سے دوسرے ۱۲ بجے دن تک ہوا کرتا ہے محمد علی اوس آلہ کے پاس آیا۔ تو میرا خیال یہہ ہوا کہ شاید اوسکو دیکھتا ہوگا یا اسکے متعلق کوئی صفائی وغیرہ کرنے کا کام بھی اوسکے ذمہ رہیگا مین یہہ سمجھکر کرانی سے باتین کرتا رہا محمد علی نے ایک پیر اپنا لوہے کے باڑ پر سے نکالکر اپنے ہاتھون سے لوہے کی سلاخ کو مضبوط پکڑا اور دوسرا پیر بھی باہر نکال کر میری طرف مخاطب ہوکر سلام کیا اور کہا کہ خانصاحب ہم جاتے ہین اور دھڑم سے سمندر مین کو د پڑا۔ اوسکی نظر مین اوسنے بہت جوانمردانہ کام سمجھا ہوا اور شائد اپنے زعم مین یہہ شعر بھی پڑھا ہو۔

* کودا تو سمندر مین کوئی دیم سے نہوگا * جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہوگا *

مگر میری رائے مین وہ بہت بیجا حرکت کا مرتکب ہوا۔ مین نے فورًا کلرک سے کہا۔ وہ وہان سے اوٹھکر کپتان جہاز کی جانب دوڑا۔ اور ایک لائف بلٹ جسکو پکڑ لینے سے انسان سمندر مین ڈوبنے سے بچتا ہے فورًا سمندر مین پھینکدیا۔ اوسوقت جہاز تقریبًا ۲ فرلانگ آگے نکل گیا تھا اور لائف بلٹ ایک طرف اور محمد علی دوسری جانب تیر رہا تھا۔ رپورٹ ہوتے ہی جہاز کی رفتار دہیمی کردیگئی اور چیف آفیسر نے فورًا پھرتی سے ایک کشتی جہاز سے اوتا کر دو چار جہازی خلاصیون کو لیکر سمندر مین اوتر گیا اور کشتی کو اوسکی طرف چلایا وہ بہت اچھی طرح سمندر مین تیر رہا تھا۔ کشتی کو لیجا کر اوس مردود کو اوسمین ڈال کر دوبارہ جہاز پر لایا گیا اس کاروائی مین تقریبًا ۴۵ منٹ جہاز رک گیا۔ وہ مرا نتھا مگر ہوش بالکل بجا نتھے بے دم ہوگیا تھا پانی وغیرہ نہین پیا تھا منھ سے کف جاری تھا اوسنے اقدام خودکشی کا جرم کیا تھا۔ اوسکو زیر حراست رکھا گیا۔ نہ معلوم عدن پہنچکر کیون چھوڑ دیا گیا۔ میری رائے مین بموجب قانون کے جو کچھ بھی سزا ہو ضرور ملنا چاہئے تھی۔ مگر اوسکو سزا نہ ملی تو ہر ملازم جہاز ذرا ذرا سی بات پر سمندر مین کودا کرینگے۔ جہاز کو بھی بلا سبب تاخیر کرنا پڑتا ہے۔ اور ملازمان جہاز کو بھی سخت تکلیف ہوتی ہے۔

۲۶ر اکتوبر روز جمعرات۔ آج مچھلیان بہت نظر آئین شام کو ساحل مکلہ (مخلہ) کا کنارہ اور پہاڑ نظر آئے ۔سوڈا اور لیمنڈ کی بوتلین معہ برف کے اول دودم روزہر مین ملجایا کرتی تھین آج ۵ ر ہوگئے۔ برف بھی جہاز کا قریب الختم تھا۔ پانی کا رنگ گذشتہ دوروز سے سبزی مائل نیلگون رہا۔ خلیج بنگال کی طرح گہرا سیاہی مائل رنگ نتھا۔ آج ہی لوگون نے اپنے دوست احباب کو خطوط لکھنے شروع کئے جو عدن سے روانہ کئے جائینگے۔

۲۷ر اکتوبر روز جمعہ۔ آج مین نے بھی بہت سے خطوط ہندوستان۔ برہما اور چین کو لکھے

گذشتہ شبکو رنگون کے سیٹھون نے محفل میلاد جہاز پر منعقد کی تھی۔ نماز جمعہ شافعی امام کے پیچھے باجماعت چند لوگون نے پڑہی ایک جہاز ساحل آفریقہ سے جانب ہندوستان جاتا ہوا نظر آیا۔

جہاز مین چوری اکثر لوگون کو شاید یہہ سنکر تعجب ہوگا کہ حاجیون کے جہاز مین سرقہ کے جرائم۔ مگر مین جو کچھ لکہہ رہا ہون وہ بالکل صحیح ہے۔

جب سے جہاز خسرو ساحل بمبئی کو چھوڑا متعدد چوریان ہوئین نہ معلوم یہہ چور کون ہین پہلے روز تو میرے ایک دوست کا برف جو ایک من تھا اڑا لیا گیا۔ اوسکی تلاش ہی مین تھے کہ دوسرے ایک حاجی کا بستر اکھو جانے کی آواز سنائی دی۔ میرے دو بوتل شربت کے اور میوہ کی ٹوکری ہضم ہوگئی ہر روز کہین نہ کہین کچھ نہ کچھ چوری ہونیکی خبرین ملتی تھین۔

یہہ تو کوئی باور نکریگا کہ جو مسلمان حج کو جاتے ہین وہ چوری کرینگے اور بوجوہ عقلی یہہ بھی کہا نہین جاسکتا کہ ملازمان جہاز یا خادمانِ حجاج سرقہ کے مرتکب ہوں۔ ان سب وجوہ پر نظر کرنے سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور کوئی سارق بہ لباس حاجی یا ملازم حجاج بنکر ہمیشہ ایسے جہازون پر سفر کرتے ہین جنکو ہم پارسائی کے لباس مین دیکھکر فریب کھاتے ہین۔

ایسے بھی بندۂ خدا بہت ہین کہ گناہونکا خیال نہین کرتے نہ اپنی حالت کو دیکھتے ہین اور نہ اونکے پاس کافی سرمایہ ہی ہوتا ہے بس حج کو چل کھڑے ہوتے ہین جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون اسی جہاز مین دو شخص ایسے موجود ہین جنھون نے باوجود اس قدر سخت نگرانی کے بغیر ٹکٹ و پاسپورٹ حاصل کرنے کے جہاز پر دو روز قبل ہی سے آکر چھپ رہے۔ مالک جہاز کو اپنے دغل فصل سے محصول جائز کے لینے سے محروم کیا۔ اور خود بھیک کے ٹکڑون پر گذر کر رہے ہین۔ خدا جانے انکا کیا حشر ہوگا۔ خداوند کریم ان چورونکو نیک توفیق عطا کرے۔

۲۸ راکتوبر روز شنبہ مطابق ۵ شوال المکرم۔ آج تمام دن کنارہ شمالی نظر آتا رہا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جہاز بہت نزدیک کنارے کے جاتا ہے۔ ولایتی جہاز اسقدر نزدیک سے نہین جاتے ہین۔ اور بمبئی چھوڑنے بعد ولایتی جہازون مین سوائے عدن کے اورکہین کنارہ نہین ملتا۔ دور دور کے پہاڑ بھی نظر آرہے تھے۔ دو ایک جہاز بھی آتے اور جاتے دکھائی دئیے۔ لوگون نے ابھی سے کامران کیلئے اسباب باندہنا شروع کردیا اور ہمارا جہاز قریب ۵ بجے رات کے ساحل عدن پر پہنچگیا۔ نماز مغرب اور عشا کی ہمنے آج شمال مغرب طرف پڑہی۔ بعض تو بالکل شمال ہی کے طرف کھڑے ہوگئے جنکے پاس سفرنامے تھے اونھون نے سفرنامونکی تحریرات کو بالکل سچی جانکر نماز مین اپنی سمت بھی خراب کردی مجھے چونکہ نقشہ سے پوری وقفیت حاصل ہے اور یہ معلوم تھا کہ مکہ مکرمہ کدہر ہے اوسطرف نماز پڑہی ہمکو تو کعبہ کی سمت نماز پڑہنا ہے نہ مغرب یا شمال رُخ پر۔ آسانی نماز کے لئے مین نے ایک نقشہ نماز بھی اس سفرنامے کے آخر مین لگادیا ہے جو بالکل ٹھیک ہر جگہہ سے مکہ معظمہ کی سمت دکھادیگا۔

عدن اور اوسکے حالات عدن باب المندب سے ۹ میل۔ کامران سے ۲۷۰ میل جدہ سے ۷۰۰ میل - بمبئی سے ۱۶۵۵ میل اور سویز سے ۲۰۰۰ میل کے قریب ہے۔ اس حساب سے جہاز کی رفتار معلوم ہوجائے تو ناظرین خود نکال لے سکتے ہین کہ کب اور کسوقت کون مقام آویگا۔ جہاز کی رفتار فی گھنٹہ مغل کمپنی کے جہازون کی ۹ اور ۱۰ دس میل کے درمیان ہے اور ولایتی ڈاک کے جہاز کی ۱۵۔ اور ۱۶ میل کے قریب قریب ہے۔ ہر روز ۱۲ بجے دن کے رفتار کا حساب ہوتا ہے جو کپتان سے دریافت کرنے پر کہدیتا ہے۔

جہاز بندر عدن پر داخل ہوتے ہی ایک انگریز آیا اور خیر عافیت حجاج اور ملازمان جہاز کی دریافت کرکے روانہ ہوگیا۔

۲۹ اکتوبر بروز یکشنبہ ہم لوگ نماز صبح پڑہ رہے تھے کہ جہاز خسرو کی رفتار ذرا دھیمی

شروع ہوگئی۔ ختم نماز تک خسرو جو تمام شب خواب راحت مین تھا ساحل عدن کے قریب لنگر انداز ہوا۔ شہر عدن اور اوسکی عالیشان عمارات معہ پہاڑو ٹاپو کے ایک عمدہ منظر مین دکھائی دے رہے تھے۔ ہوٹل دی یورپ۔ ہوٹل دی یونیورسل کی عالیشان دو منزلہ عمارات دور سے نظر آتی تھین بہت سے عمارات دو منزلہ اور پختہ تھین کسی کسی موقعہ پر لکڑی کی عمارتین سہ منزلہ بھی نظر آئین۔ پہاڑ بالکل صاف ہین درخت کا نام و نشان کہین نہین۔ نہ کہین سبزی یا باغات ہی دکھائے دئے۔ مقابلہ پر دو بڑے اونچے پہاڑ نظر آتے رہے اوسپر بھی عمدہ اور پختہ عمارتین دکھائی دیتی ہین۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر نشان (جسپر جھنڈیان لگائی جاتی ہین جو جہازون کی آمد و رفت کا پتہ دیتا ہے) نصب تھا ظاہرا پہاڑ بڑے اور اونچے نظر آتے ہین اون پر راستے گھومتے ہوے گئے ہین۔ بیل گاڑیان گھوڑ گاڑیان اور اونٹون کی گاڑیان شہر عدن مین ہین۔ جہاز پر سے عدن کا منظر معہ پہاڑون کے بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی کشتیون مین بہت سے آفریقی عرب اسباب فروخت کرنے کو لائے تھے۔ مچھلی۔ آٹا۔ انار۔ سیب۔ لیمو۔ آلو۔ بیگن اور حلوائے سقط وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت کرتے تھے حاجیون کے اضطراب کی بھی کوئی حد نتھی۔ ہر ایک حاجی یہی چاہتا تھا کہ سارا سامان مین ہی خرید کرلون اور دوسرا محروم رہجائے۔ ایسے لوٹ پڑتے تھے کہ ایک پر ایک گرتا تھا۔

امیرون نے جلدی کرکے زیادہ قیمت پر چیزونکو خرید لیا وہی چیزین زرا دیر کے بعد غریب حاجیون کو سستے دامون ملگئین۔ اول اول گوشت ۶ر پونڈ ملا بعد وہی گوشت ۳ر پونڈ فروخت ہوا۔ بازار کی گرم بازاری دس بجے تک رہی اوسکے بعد کل اشیاء کی قیمت نسبتاً کم ہوگئی۔ اور ہر چیز نصف قیمت پر فروخت ہونے لگی۔

یہان کے لوگ عمدہ طور سے اردو بول لیا کرتے ہین۔ خرید و فروخت مین لوگون کو

کوئی تکلیف نہین ہوتی ہے۔ گرمی عدن مین زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ اس سیاہ فام لوگ زیادہ نظر آئے جہان ہمارا جہاز کھڑا تھا اوس جگہ سمندر کے اندر ایک بالکل چھوٹا جزیرہ ہے اوسمین امراض وبائیہ کے مریضون کو اوتار کر قرنطینہ کیا جاتا ہے اور اون کے کپڑے وغیرہ بھپارہ سے گرم کئے جاتے ہین۔

ایک کلاک ٹاور بھی چھوٹی پہاڑی پر نظر آرہا تھا جس سے بہت حاجیون نے اپنی اپنی گھڑیون کو درست کیا۔

عدن ایک خشک مقام معلوم ہوتا ہے پیداوار کا حال مجھے کچھ معلوم نہوا اگر عدن کو باب الہند کہا جائے تو موزون ہے کیا مجال کہ بروقت کسی غیر کا جہاز بلا اجازت گورنمنٹ علیہ برطانیہ یہان سے گذر سکے۔ سنا گیا ہے کہ پانی یہان اسقدر گران ہوجاتا ہے کہ فی ٹن ۱۲؎ قیمت پر ملتا ہے

جہاز پر نئے بیمار جہاز پر ہیضہ اور اسہال کا ہونا میری دانست مین یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے حاجی بمبئی سے عدن تک وقت پر کھانا نہین کھاتے اور نہ کوئی انتظام جہاز پر کمپنی کے طرف سے کھانیکا ہوتا ہے۔ وہ مجبوراً اپنی کاہلی سے چنے یا ستو یا ایسے ہی مختصر اشیا کھا کر گذران کرتے ہین۔ جب جہاز عدن آتا ہے اور عرب لوگ اشیا فروختنی لاکر فروخت کرتے ہین تب یہ لوگ جو آٹھ روز سے وقت پر خوراک نہین کھاتے تھے جو کچھ الا بلا ملتا ہے خرید کے کھانا شروع کرتے ہین۔ تربوز کے ساتھ چاول بھی کھا جاتے ہین جس سے اسہال کی بیماری مین مبتلا ہوجاتے ہین۔ کوئی کسیکو منع تو کر ہی نہین سکتا۔ اور کرنے پر سنتا کون ہے جسکا جی جو چاہا لیا اور کھا لیا

اگر پورٹ افسر یا مالکان جہاز اور گورنمنٹ کا محکمۂ حفظان صحت اسبات کا خیال رکھے کہ اس سے اکثر بیماریان نمود ہونے کا احتمال ہے تو اس خرید و فروخت کو یکدم موقوف کردے یا کم از کم اون اشیا کا طبی معائنہ ہوجایا کرے جو اندیشہ ور اشیا ہون اونکو فروخت کرنے کی اجازت ہرگز نہ دیجائے۔ گوشت جو آتا ہے وہ بہت چربدار ہوتا ہے۔ کہان ان بھوکے حاجیونکا خالی معدہ

جو اس چربدار گوشت دنبہ کھا کر ہضم کر سکے۔ مگر کھانے مین ہرگز نہین چوکتے۔ کچا پکا جیسا بنا پکایا اور کھا گئے۔ کوئی نہین خیال کرتا کہ اس کھانے مین یا برابر ہضم نہونے مین کیا فائدہ اور نقصان ہے مگر انکو تو فقط شکم پُری سے کام ہے۔ جب ہمارا جہاز عدن چھوڑا تو بیمار بھی زیادہ ہوگئے۔ اسہال اور بخار کی شکایت بھی عدن کے بعد ہی رہی۔ اس سے مین نے یہی نتیجہ نکالا کہ عدن کی غذائین مضر صحت ہین

عدن کا نرخ | جہاز پر جو اشیاء فروخت کیلئے لائے گئے اون کا نرخ حسب ذیل تھا بعد کو کم ہو گیا

گوشت دنبہ پونڈ ۶ر۔ آلو پونڈ ۲ر۔ بیگن فی عدد ۱ر۔ پیاز پونڈ ۶ر۔ انڈے درجن ۸ر۔ مچھلی ۴ عدد خورد ۱ر انار فی عدد ۱ر۔ تربوز فی عدد ۸ر سے ۱۰ر تک۔ پھوٹ فی عدد ۶ر۔ سیب خوردنی درجن ۶ر۔ انجیر سوکھے پونڈ ۸ر۔ اناناس کا ٹن ۶ر۔ دودھ کا ٹن معمولی قسم ۸ر۔ حلوا مسقطی فی ٹن ۸ر۔ سگرٹ سو عدد ۴ر۔ تیل کرسن کا سو بوتل ۳ر

عدن کی سیر | ہمکو عدن مین اترنے کی اجازت نہین دی گئی۔ مگر جہاز کے ملازم اس حکم سے مستثنیٰ تھے۔ جہاز کا کپتان اور اوسکی بیوی اور جتنے جہاز کے افسر و ملازم تھے وہ سب برابر عدن کی سیر کر کے آئے فقط حاجی ہی گنہگار تھے جو سیر عدن سے محروم رکھے گئے۔ حاجیون کو اترنے کی سخت ممانعت تھی مین اور دیگر حاجیون نے جو درجۂ اول کے مسافر تھے بہت کوشش کی کہ عدن مین اترکر سیر و زیارت کرلین بلکہ مین نے کپتان جہاز سے بھی دریافت کیا تو اونھون نے کہا افسوس ہے کہ حاجیون کو اتارنے کی اجازت نہین ہے۔ جب مین واپس سفر حج سے آیا تو ایک فرنچ جہاز مین سوار تھا اوسوقت کوئی نہین پوچھتا تھا کہ کون ہو۔ جس کا جی چاہا اترا اور خوب سیر کی۔

جہازون کی آمد و رفت | ساحل عدن پر ہر وقت کوئی نہ کوئی جہاز ڈاک۔ مال یا جنگی آتا ہی رہتا ہے۔ بہت سے جہازات ہمیشہ لنگر زن رہا کرتے ہین اور حجاج کے جہازات کیلئے تو قانوناً ٹھہرنا لازم ہے۔ حجاج کا جہاز یہان ٹھہرے بغیر آگے نہین جا سکتا ہے۔

جتنے جہازات یہان آتے ہین وہ تقریباً سب کے سب کوئیلہ اور لکڑیان لیا کرتے ہین۔ گورنمنٹ عالیہ کو کوئیلے سے بہت فائدہ ہے۔ اگر یہہ مقام انگریزون کے ہاتھ نہوتا تو ولایتی جہازون کو کوئیلہ کے سپلیشن کیلئے سخت تکلیف ہوتی۔ رات کے وقت سرچنگ لائٹ کے ذریعہ سے دور دور تک دیکھا جاتا ہے۔ آج ایک جرمن جنگی جہاز آیا۔ اسکی سلامی روسی جنگی جہاز نے دی۔ توپین چھوڑی گئین جب روسی جنگی جہاز عدن سے روانہ ہوا تب اوسکی سلامی جرمن اور برٹش جنگی جہازون نے دی۔ کسی نے ۲۱ توپین چلائین کسی نے ۹ کسی نے کچھہ۔ شام کو ۵ بجے کے قریب انگلش میل لنڈن سے آیا۔ جہاز بہت بڑا تھا۔ رات کو شہر اور ساحل عدن پر اسقدر روشنی نظر آرہی تھی گویا دیوالی کا سمان معلوم ہوتا تھا۔ ڈاک کے جہاز کی روشنی تمام دوسری روشنیون پر سبقت لیجا رہی تھی۔ صبح کی نماز کے پہلے ڈاک کا جہاز جانب ہند روانہ ہوگیا۔ جہاز خسرو جو ہند سے جو سامان لایا تھا اتوار کے روز اتارا گیا ہوا مختلف پہلو پر چلا کی تشکو بھی ہوا سخت رہی۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء روز دوشنبہ مطابق ۷ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ صبح سے جہاز پر آٹے کی بوریان لدنے لگین جو جدہ اور عرب کے لئے تھین۔ سنا گیا کہ یہہ مال پہلے جہازون مین کامران اور جدہ کے لئے لایا گیا تھا بسبب جنگ ترکی و اطالیہ کے اسی مقام پر اتار دیا گیا۔ اب سنا گیا ہے کہ لڑائی کچھہ موقوف ہے۔ اور مال لیجانے کا حکم ہوچکا ہے۔ گرمی آج زیادہ رہی۔ میرے کپڑے جو میلے ہوگئے تھے جہاز پر مہتر کے ہاتھ سے دہلوائے فی کپڑا ۱ھ دیا گیا۔ مگر صاف نہین ہوئے میل تو کچھہ کم ہوگیا مگر کرا بہت اور بڑھ گئی۔ چونکہ مہتر کے دہوئے ہوئے تھے مجبوری تھی کوئی چارہ نہ تھا۔

آج شام کو حاجیون نے بہت شور مچایا اور کہنے لگے کہ جہاز کو اسقدر دیر یہان کیون ٹہرایا گیا۔ جتنے حاجی تھے اوتنی باتین کرتے تھے۔ مجھہ سے چند دوستون نے کہا کہ تم ہماری نیابت قبول کرکے کپتان جہاز سے اس معاملہ کی شکایت کرو۔ مین نے اسبات کو منظور نہ کیا۔ بہت کچھہ ٹالا مگر میرے

انکار کو کسی نے نہین سنا۔ وہان ایک طوفان بے تمیزی کا سمندر پھیلا ہوا تھا۔ آخر یہہ امر طے پایا کہ ہم معزز اشخاص کپتان جہاز کے پاس جاکر ان باتونکی شکایت کرین (۱) یہہ جہاز حاجیون کا ہے نہ کہ مال کا۔ (۲) ہمسے بمبئی مین کیون یہہ نہ کہا گیا کہ عدن مین اسقدر دیر ہوگی اور مال لادا جائیگا (۳) ہم عبادت کیلئے جاتے ہین نہ کہ اپنا وقت ضائع کرنے کو۔ ہمارا ایک گھنٹہ فضول کسی اور مقام پر ضائع کرنا ایک لاکھ گھنٹے فضول گذارنے کے برابر ہے (۴) مال کی ہمکو ذرا بھر پرواہ نہین۔ جہاز یہان سے فوراً روانہ ہوجانا چاہئے (۵) اگر مال کا لیجانا اشد ضروریات سے ہے تو ہمکو کامران یا جدہ پہنچاکر پھر مال لایا جائے۔ اس وفد مین رنگون کے متمول پیشہ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب آنریری مجسٹریٹ حاجی پیران محمد سیٹھ تحصیلدار سید حسین علیشاہ صاحب اور مین تمام حاجیون کے طرف سے نائب بنکر کپتان جہاز کے پاس گئے اور اوسکو بہت سمجھایا۔ اوسوقت تقریباً ۴۰۰ سو حجاج نیچے سے اوپر کیطرف آگئے اور کپتان جہاز کے کمرے کے طرف اضطرابی سے بڑہنے لگے کہ سن تولین کپتان صاحب کیا کہتے ہین اور حکم کیا ملتا ہے اور اپنی مختلف آوازون سے ہمکو اور کپتان جہاز کو چوکنا بنا دیا۔ کپتان جہاز نے اوسوقت ایسی شرافت برتی اور ہمکو اعتراف کرنا پڑا کہ وہ بہت ہی شریف اور خلاق مجسم انگریز ہے مجھے ایسا سابقہ تمام عمر مین کبھی کسی سے نہ پڑا تھا۔ اوسنے بہت بردباری کو کام فرمایا سمجھایا کہ حاجیو اسمین میرا کیا قصور ہے مین کمپنی کے احکام کی تعمیل کررہا ہون۔ نہ وہ صاف یہہ کہتا تھا کہ بغیر سامان چڑہائے چلا جائیگا نہ اسکو یہہ جرأت تھی کہ کمپنی کی حکم عدولی کرے۔ مگر بہت سوچ سمجھکر اوسنے ہمارے سوالات کا یہہ جواب دیا کہ مین ضرور کل یعنے منگل کے روز ۱۲ بجے جہاز کو ساحل عدن سے چلادونگا خواہ مال لدے یا نہ لدے۔ مگر حجاج اس نرمی کے جواب کو کب ماننے والے تھے پھر شور و پکار مچاکر بیچارے کپتان کو عاجز و لاچار کردیا تب اوسنے ۱۲ سے ۱ بجے دن کا وعدہ کرکر اپنا پیچھا چھڑایا۔ مین نے اوسوقت ایک ایسا مسئلہ چھیڑ دیا کہ کل امیر و غریب حجاج میرے سوال سے خوش ہوگئے

انتظام سامان جہاز پر روانگی کامران کیوقت مین نے کپتان جہاز سے کہا کہ جب ہم کامران مین قرنطینہ کے لئے اتار دئے جائینگے تو ہمارا سامان کہان رکہا جائیگا۔ تب کپتان صاحب نے کہا کہ جہان جسکا سامان اسوقت رکہا ہے اسی جگہہ حفاظت کے ساتھ چھوڑ دو جنکے پاس کمرے مین وہ اپنا سامان کمرون مین بندکر دین جو عرشہ اور تہتہ کے حاجی مین وہ اپنے سامان کو ایک جگہہ جمع کرکے ڈہیر کر دین ملازمان جہاز اوسکی نگرانی کرینگے بلکہ مین (یعنے کپتان جہاز) خود اوسکو دیکہتے رہونگا۔ تب ہمنے دریافت کیا کہ اس رکہائی کا کچھہ معاوضہ جیسا کہ سنا جاتا ہے فی صندوق ۸ر اور فی بستہ یا سترا ۴ر دینا ہوگا۔ تب اوسنے کہا کہ ہرگز نہین کسیکو ایک پیسہ مت دو۔ یہہ سن کر سب حاجی بہت خوش ہوگئے اور کپتان صاحب کے جان ومال کو دعائین دیتے ہوے اوسکے کمرے سے نیچے اوترآئے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو روپیہ ملازمان جہاز اس سے قبل وصول کیا کرتے تہے وہ کپتان کی مرضی سے نہین تہا۔ واقعی جہاز خسرو کا کپتان سراپا ایسا شریف اور حلیم الطبع تہا جسکا بیان نہین ہے۔ اوسکی نسبت کسی قسم کی بدگمانی کرنا میری رائے مین گناہ ہے کیونکہ کپتان کو مین نے اخلاق مجسم اور خیر خواہ حجاج پایا ہے۔ لوگونسے پانی کے پاک وصاف نہونے کی شکایت سنکر اوسکی تلافی کا بہی اقرار کیا۔ آج نماز عشا کے بعد مولانا مولوی محمد عبد الباری صاحب لکہنوی فرنگی محلی کا وعظ بہی ہوا۔ رنگون کے حاجیون نے جنمین محمد اسمٰعیل صاحب شامل ہین اپنی دریادلی سے سامعین کو چاء اور بسکوٹ سے تواضع کی۔

۳۱ر اکتوبر بروز سہ شنبہ مطابق ۸ ذوالقعدہ صبح سے بڑی پہرتی اور جلدی کے ساتھ جہاز پر مال لدنا شروع ہوگیا کپتان بنفس نفیس معہ دیگر افسران جہاز مال کے لدوانے مین سعی کررہے تہے۔ ایجنٹ پرشیہ اینڈ مغل کمپنی کا مسٹر کو اسجی بہی جہاز پر آیا ہوا تہا۔ کپتان جہاز اوسوقت کنارے پر چلا گیا تہا۔ اب کیا تہا جہاز پر ایک طوفان بے تمیزی چلنے لگا۔ کشتی پر کشتی سامان سے بہری ہوی جہاز

پر لدوانے کی غرض سے آرہی تھی جنکو دیکھکر حاجیون کو مایوسی ہوگئی کہ افسوس آج بھی جہاز کی روانگی
مین اندیشہ ہے۔ جیسے جیسے اونکو مایوسی ہوتی گئی اونکا جوش فطرتًا بڑھتا گیا۔ آخر سبھون نے بالاتفاق
ایجنٹ جہاز کے پاس جاکر قسم قسم کے سوالات کرنے لگے۔ بہتون نے تو غریب کو برا بھلا بھی کہا اُس
وقت واقعی بہت سے حاجی لوگ حد اعتدال سے بڑھ گئے تھے۔ آخر یہی بات طے ہوی کہ دس بجے
سے زائد ہم اسباب لادنے نہین دینگے۔ ایجنٹ نے بہت کچھ امید دلائی مگر کسی نے اوسکی ایک نسنی۔
اور وہ بھی اسقدر مجمع کو دیکھکر بہت گھبرا گیا۔ حاجی ایسے پُر جوش ہو گئے تھے کہ خدا کی پناہ۔ یہ حالت دیکھکر
جہاز کا ایجنٹ مسٹر کواس جی جہاز پر سے نیچے چلا گیا۔

مولانا مولوی محمد عبد الباری صاحب لکھنوی نے ایک مضمون جو قبل ہی سے تیار کر
رکھا تھا کواس جی کے روبرو ہی لوگون کے عام مجمع مین پڑھکر سنانے لگے اور اوسکی نقلین فورًا لوگون
نے کرنی شروع کر دین۔ میرے پاس بھی ایک نقل جو اوس مضمون کی تھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔

مولوی محمد عبد الباری صاحب کا مضمون — الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام
علی سیّدنا رسولہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اگرچہ فریضۂ حج ادا کرنے مین عمومًا اہل اسلام
اپنے اعتبار سے زیادہ بردبار اور متحمل ہو جاتے ہین اور ولا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج
کے امتثال کی کوشش کرتے مین اور اہل بصیرت اس سفر مبارک مین مصیبت کو رحمت اور راحت کو
تکلیف تصور کرتے ہین پھر شکایت کرنا ایک خلاف مقصود فعل ہو جاتا ہے۔ مگر شارع علیہ السلام نے
ایمان کے شعبے سے اماطۃ الاذیٰ عن الطریق راہ سے موذی چیز کے دور کرنے کو شمار کیا
ہے اُسکے فحواسے ضروری ہوا وہ تکلیف اور اذیت رسا امور جو حجاج بیت اللہ عزوجل و زائرین روضۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آتے ہین اونکے دفعیہ کے بابت امکانی کوشش کیجاوے کیونکہ
اس سال کے تجربے سے ہمکو معلوم ہوا کہ وہ دشواریان جو عازم حجاز مقدس کو ہوتی ہین انسانی تحمل کے

حد سے باہر ہین۔ اپنے اعزا اور اقارب اہل وعیال اور اپنے عزیز وطن سے جسوقت وہ جدا ہوتا ہے تو مصائب کے گھٹا ٹوپ آندہی کیطرح اوسکی ہر جانب سے اوسکو گھیر لیتے ہین۔ اور یہ آفات محض اہل ملک کی بے توجہی سے ہین جو اونکی توجہ سے دفع ہو سکتے ہین۔ اقصائے ہند جنوبی کرشمالی برہما بخارا اور کابل تمام جانب سے حجاج ایک بندر بمبئی مین مجتمع ہوتے ہین اونکو جائے قیام کی تنگی اور خوراک کی گرانی اور دلالون کی یورش اور خود غرضی دغا اور فریب وخلاف وعدگی کمپنی کی طمع اور خود غرضی قرنطینہ کی وقت گرمی اور دہوپ کی تپش اور پانی کی تکلیف اور ایک دروازے سے تمام حاجیون کا داخل ہونا مثل بے زبان مویشی کے جہاز مین گنجایش سے زائد حجاج کا بھر دیا جانا اون کی راحت اور آرام کا لحاظ نہونا فسٹ اور سکینڈ کی تمیز نکرنا اونکی صحت اور تندرستی کے اسباب کو نظر انداز کرنا ہاسپتال مین چند بے کار دوائیونکا برائے نام موجود رہنا اور مفید اور کار آمد دوائیونکی عدم موجودگی۔ ملازمان جہاز کی حجاج سے بے اعتنائی اور لاپروائی اور کس نپرسی اور بقدر ضرورت پانی اور لکڑی کا میسر نہوتا اور مضر صحت بودار بدرنگ پانی کا دیا جانا اور اکثر حجاج کو قطعی پانی نہ دینا اور اونکی نشستگاہون کو مال لادنے اور اتارنے کی ضرورت سے معطل رکھنا جس سے عورتونکی بے پردگی حوائج ضروری سے فارغ ہونے کی تکلیف اور باقی لوگون کو دہوپ کی تپش برداشت کرنے کی زحمت اور بے احتیاطی بوریان مال لادنے مین حاجیون کو چوٹ لگنے کا خوف اور ذرا چوک جانے پر چوٹ کھا جانا اور مال کے بوریون سے آٹا اوڑ کر ناک اور مونھ اور پانی مین جانا جس سے امراض سینہ وشُشش مین مبتلا ہونے کا قوی خطرہ بلا وجہ معقول محض اپنے نفع باربرداری کی غرض سے جہازون کا راہ مین وقت معین سے زیادہ ٹھہرنا سب ایسے امور ہین کہ جنکو خوشی سے کوئی باحمیت اور باغیرت عزت دار شخص مسلمانون کے لئے پسند نہین کرسکتا۔ لہٰذا ہم اہل جہاز جنکو خود اون تکالیف کا سامہنا ہو چکا ہے تجویز کرتے ہین کہ ایک مجلس بغرض دفع تکالیف حجاج

بالفعل قائم کیجائے اور جو لوگ اس مجلس کے ممبر ہونا چاہین وہ اپنی دستخط کردین اور اپنا فرض منصبی سمجھین کہ رفع تکالیف حجاج کے تا بامکان کوشان و ساعی رہینگے اور اس غرض کو وطن پہنچکر فراموش نکردینگے بلکہ اوسکی جانب دیگر اہل اسلام اور خصوصًا با اثر لوگون کو متوجہ کرینگے تاکہ سب متفقانہ کوشش سے تکالیف حجاج کو دور کرنے مین کامیابی حاصل کرین۔ عدن

۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۱ء

مضمون مندرجۂ بالا مولانا موصوف کے قلم سے نکلا تھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا موصوف نے بھی کل تکالیف کو محسوس کیا ہے مگر اس لکھنے کے بعد کوئی عملی کارروائی نہین کیگئی جب ایجنٹ جہاز نے دیکھا کہ اس قسم کے مضمون پڑہے اور لکھے جارہے ہین اوس نے کپتان جہاز سے کچھ کہا۔ کپتان صاحب نے اپنی خوش خلقی سے مولانا صاحب کو سمجھا دیا اور پھر کارروائی پھر لوگون کے جی کے جی ہی مین رہگئی۔ وہی کاغذ جو لکھا ہوا میرے پاس موجود تھا مین نے یہان لکھدیا ہے۔ واقعی اگر مسلمانان ہندوستان مختلف مقامات مین ایک ایک کمیٹی رفع تکالیف حجاج کے لئے مقرر کرکے اپنی قیمتی رائے سے حج کمیٹی یا پولس کمشنر بمبئی کو اطلاع کرین تو بہت سی بے جا تکالیف رفع ہوسکتی ہین کوشش شرط ہے۔

دس بجے کے قریب چند افغانی ہندوستانیون کی مدد سے یکجائے جمع ہوکر اسباب کے ہیچ پر آگئے اور اس مشن کی رسی کاٹ دی جس سے سامان آلۂ جر ثقیل سے چڑہایا اور اتارا جاتا ہے الکدم سبھون نے ملکر سامان چڑہانے کو روکا۔ افسران جہاز نے سرخ نشان جہاز کے مستول پر چڑہا دیا جس سے پولس کی امداد ضروری تھی۔ مگر فورًا ایک اور رحمل چیف آفسر کے حکم سے نشان سرخ اوتار دیا گیا۔ اس درمیان مین کپتان جہاز بھی بلا لیا گیا جو شہر عدن مین گیا ہوا تھا۔ پائلیٹ کی درخواست کی گئی۔ اسباب کی بھری ہوی کشتیان ساحل عدن کو واپس کردیگئین۔ کپتان جہاز بھی جہاز پر آگیا

پائلیٹ یسے ارکاٹی جو بندرون کے قریب جہازون کی آمد و رفت کی نگرانی کرتے مین جہاز پر پہنچگیا مسٹر کواس جی جہاز سے اترگیا۔ اور ہمارا جہاز خسرو ساحل عدن پر ۶۲ گنٹھے ٹہر کر جانب کامران روانہ ہوگیا۔ عدن سے جب جہاز روانہ ہوا تب ۱۱ بجکر دس منٹ ہوے تھے جہاز کی روانگی سے حاجیون کو جو خوشی حاصل ہوی وہ اونکا دل ہی جانتا ہے۔

بات تو اتنی ہی تھی جتنی مین نے اوپر لکھی ہے نہ معلوم ایجنٹ کمپنی یا دیگر اخبارات نے اوسکی نسبت کیسی خبرین ہندوستان کو روانہ کی مین واللہ اعلم۔ میری رائے مین نہ تو کمپنی کو لازم تھا کہ اس قدر جہاز کو روک رکھے اور نہ حاجیون کو حق حاصل تھا کہ تجارتی معاملات مین دست اندازی کر کے اسباب کی روانگی کو روکین۔ اگر کوئی انگلش کمپنی کا جہاز ہوتا تو ایسی بد انتظامی ہرگز نہوتی۔

تمام دن باتون مین گذرا کسی نے کہا کہ اگر ہم ایسا نکرتے تو جہاز اور دو روز یہان ٹہرتا۔ غرض جتنے آدمی تھے اوتنی ہی باتین تھین۔ اوس دن سے افسران جہاز بھی کل حاجیون سے بدظن ہو گئے۔

شہر عدن اس شہر کو ۱۸۳۹ء مین انگریزون نے سلطان المعظم سے مانگ لیا تھا جب سے اون کے قبضہ مین آیا ہے اوسکی حالت بدل گئی ہے تجارت کو روز افزون ترقی ہو رہی ہے ہر مقام پر پختہ سڑکین تنگی مین باغات کثرت سے نظر آتے ہین۔ عدن کی آبادی گذشتہ مردم شماری کے رو سے ۳۵ ہزار نفوس کے قریب ہے مسلمان یہودی اور کچھ نصرانی بھی ہین بمبئی کے پارسی بھی یہان تجارت کرتے ہین قوم سمالی کے لوگ بھی یہان بہت ہین۔

ہوٹلون کے علاوہ انگریزی ہندوستانی پارسی اور انگریزون کی عالیشان دوکانین ہین۔ یہہ بازار نہایت خوشنما بنا ہوا ہے جہان پر تار اور ڈاکخانہ بھی ہے۔ ہمارے کل خطوط کپتان

جہاز کے ذریعہ عدن کے ڈاکخانے کو روانہ کردیئے گئے جن حاجیون نے ہندوستان کو تار دینا چاہا وہ بھی ایجنٹ جہاز کی معرفت روانہ کیا گیا۔ محصول تار کا بہت زیادہ ہے فی لفظ ۳؎ روپیہ ۸ آنہ ہے لاکھون من کوئلہ جہازمین جلانیکا عدن مین جمع رہتا ہے میٹھا پانی اور برف بنانے کی کلین بھی ہین۔ کپڑا دہونے کی مشین بھی ہے جسمین بہت جلد کپڑے دہوکر صاف ہوجایا کرتے ہین اجرت ایک کپڑے کو ۳؍ لیجاتی ہے۔

اصل شہر عدن بندرگاہ سے تقریبًا ۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اعلیٰ درجہ کے وکٹوریہ کرایہ پر ملجاتے ہین۔ کرایہ کچھ ایسا زائد نہین ہے۔ گدھے اور اونٹ گاڑیان بھی ہروقت کرایہ پر ملسکتے ہین۔ میٹھا پانی انھین اونٹ گاڑیون کے ذریعہ دور دور سے لایا جاتا ہے۔ عدن کے چارونطرف پہاڑونکا قدرتی حصار قائم ہے۔ گورنمنٹ عالیہ نے بندرگاہ کیجانب پہاڑون کو کاٹ کر نہایت عمدہ اور مضبوط دروازہ بنایا ہے اوپر کیطرف ایک عالیشان پل تیار کیا گیا ہے جسپر سے دونون جانب آسکتے اور جاسکتے ہین۔ اسمقام پر توپونکا مورچہ بھی ہے۔

عدن مین بہت سے بازار ہین سب سے زیادہ خوشنما وہ بازار ہے جہان دُنبہ و بکری کا گوشت مچھلی مُرغیان اور انڈے وغیرہ فروخت ہوتے ہین۔ ہر چیز کی دوکانین علیحدہ علیحدہ ہین میوہ فروش الگ ہین اور سبزی فروش الگ۔

یہان شتر مرغ کے سفید پر اور شہد بہت اچھا ملتا ہے جب ولایتی جہاز آتا ہے تو یہان کے لوگ اکثر ایسی چیزین لاکر فروخت کرتے ہین۔ جب مین پورٹ سعید سے واپس آیا تو فرنچ میل کے جہاز مین سوار تھا۔ اوسوقت مجھکو سیر عدن کا خوب موقعہ ملا۔ جہاز پر بھی بہت سے لوگ شتر مرغ کے پر اور دیگر اشیا جو انگریزونکی خواہش کے ہوتے ہین لیکر آئے تھے۔ ٹیبل کلاتھ اور عمدہ دسترخوان بھی یہان بکتے ہین جنپر زری کا معمولی کام ہوتا ہے۔

یہان کی عام زبان عربی ہے بازار مین لوگ کچھ کچھ اردو بھی بولتے مین ہندو اور بمبئی لوگونکی زبان سے جو عربی الفاظ نکلتے ہین انھین سنکر دلکو ایک مسرت آمیز کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

عدن کے قدیم تالاب زمانہ قدیم کے تالاب خشک پڑے ہین انکو ٹانکیان کہتے ہین ان مین اکثر بارش کا پانی جمع رہتا ہے اور یہی پانی پینے کے کام مین لایا جاتا ہے ہر ایک تالاب پر پانی کا وزن (یعنے اسمین کتنے گیالن پانی جمع رہسکتا ہے) لکھا ہوا ہے۔ ایک ٹانکی پر لکھا دیکھا گیا کہ اسمین ۲ ۳ لاکھ اسی ہزار گیالن پانی آتا ہے. گورنمنٹ کے قبضہ مین بارہ ٹانکیان ہین انمین جو پانی برسات کا جمع ہوتا ہے وہ فروخت کیا جاتا ہے. باقی جو ٹانکیان عربون اور دیگر اقوام کے ہین ان مین جو پانی جمع ہوتا ہے وہ فروخت نہین ہوتا بلکہ ہر شخص مفت جسقدر چاہے لیجا سکتا ہے عدن مین پانی کی قیمت زیادہ ہے علاوہ ان ٹانکیون کے سمندر کے نمکین پانی کو میٹھا بناکر بھی فروخت کرتے ہین۔

عدن کے مزارات یہان دو چار مشہور زیارات بھی ہین جنمین سیدنا ایدروس رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابان رحمۃ اللہ علیہ و شیخ عبداللہ و شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہما مشہور ہین۔ اول الذکر بزرگ کو ابوبکر بن ایدروس بھی کہتے ہین روضہ کے قریب ایک مسجد ہے جہان قبلہ شمالی رُخ پر ہے اندرون روضہ انکے بڑے فرزند اور اہل خاندان کے مزارات ہین۔ انکا عرس ربیعُ الاول مین اور آخر الذکر بزرگون کا ماہ رجب مین ہوتا ہے۔ اطراف واکناف کے لوگ دور دور سے اس عرس مین حاضر ہوا کرتے ہین۔

عدن مین کشتی اور گاڑی کا کرایہ کشتی کا کرایہ جہاز سے کنارہ تک آمد و رفت کے لئے فی کس ۸ر گھوڑا گاڑی فی یوم ضابطہ کے رو سے ۵ روپیہ ہے مگر اس سے کم مین بھی آجاتے ہین مین نے دو گھنٹے کیلئے ۶ر دئے تھے جسمین ۴ آدمی بخوبی بیٹھ کر سیر کر سکتے ہین فی کس ۸ر کے

حساب سے بڑی خوشی سے لے لیتے ہین

عدن کے سمالی غوطہ زن جہاز کے قریب بہت سے سمالی لڑکے آجاتے ہین جو سمندر
مین دوانی یا چونی ڈالنے سے غوطہ مار کر نکال لیتے ہین فن پیراکی مین خوب ماہر ہین گاتے ہین بغلین
بجاکر عجیب غریب مضحکہ خیز حرکات کرتے ہین مسافرونکو جو کچھ دینا ہوتا ہے وہ دریا مین ڈالدیتے
ہین اور یہہ لڑکے وہ دوانی یا پیسہ جو کچھ کہ گرایا جاتا ہے تہ نشین ہونے کے پہلے غوطہ لگاکر نکال لاتے
ہین۔ ہماری روانگی کے وقت تو یہہ لڑکے نہین آئے تھے مگر واپسی کے وقت فرنچ جہاز اینڈا ہیک
پر بہت سے آگئے تھے۔ مولانا مولوی حاجی محمد اسمٰعیل صاحب رسوی نے دیکھکر انکی حرکات پر
سخت افسوس ظاہر کیا۔ اکثر انگریز انکی لیڈیون کے ساتھ اس تماشہ مین مشغول تھے لیکن میری اور مولوی
صاحب کی کچھ اور حالت تھی ہم سمجھتے تھے کہ یہہ لڑکے مسلمان اور قوم عرب سے ہین اور وہ انعام لینے کے
لئے ایسی ذلیل حرکتین کرتے تھے کہ کسی طرح طبیعت کو گوارا نہین ہوسکتا تھا۔ عبرت ہوتی تھی کہ عرب
کی اب یہہ حالت ہے کہ غیرون کے سامنے اس قسم کی حرکات سے انکو شرم نہین آتی۔ مگر بعد کو تحقیقات
سے ثابت ہوگیا کہ یہہ قوم عرب نہین ہے سمالی ملک کے جاہل لوگ ہین۔ روپیہ پیسہ تو درکنار ایک ایک
روٹی کے ٹکڑے پر سینکڑون لڑکے گر پڑتے تھے۔ انکا افلاس انتہا درجہ کا تھا۔ یہان کا موسم ہمیشہ
گرم رہتا ہے جسم کو تمازت آفتاب سے بچانا لازمی ہے۔

عدن مین ہمارے جہاز پر فقط ایک شخص پنجاب کا رہنے والا سوار ہوا۔ جو حج کی نیت سے
جدہ کا ٹکٹ لیا تھا اور کوئی دوسرے مسافر سوار نہین ہوے۔

یکم نومبر چہارشنبہ مطابق ۹ ذوالقعدہ صبحکو جہاز مین شکایت پر شکایت کپتان جہاز
کے پاس حاجی کرنے لگے۔ ایک درجۂ اول کے حاجی صاحب نے جن کے ہمراہ انکی بیوی اور بچے
بھی تھے اپنی وجہی شکایت کپتان جہاز کے پاس لیجانا چاہا مگر وہ انگریزی نہین بول سکتے تھے۔

حاجی صاحب نے مجھ سے کہا کہ ذرا ہمراہ چلکر کپتان جہاز کو سمجھا دینا۔ اوسوقت ہمارے پُر اخلاق کپتان کی عجیب حالت تھی بہت غصہ مین تھا اور ہمکو دیکھکر سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یون ہی شکایات میرے پاس آیا کرینگی تو میرا تمام وقت شکایتون کے سننے ہی مین گذر جائیگا اور پھر مین جہاز کے چلانے اور اوسکے متعلق ضروری ہدایات کب دیسکتا ہون۔ اور مجھ پر بھی ذرا آنکھین تیز کر کے کہنے لگا کہ تم کون ہو جو شکایت سنانے آئے ہو۔ مین نے کہا مین ایک سرکاری ملازم ہون بس اسپر اور بگڑا اور کہنے لگا کہ تم سرکاری ملازم ہوکر لوگون کی شکایت میرے پاس لاتے ہو تمھارا نام کیا ہے اور کیا پتہ ہے۔ مین نے اوسوقت نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ مین اپنا پورا نام معہ پتہ وغیرہ کے لکھکر دیدونگا مگر آپ اپنے مزاج کو اسقدر گرم نکیجئے۔ حاجیون کی واجبی شکایات کو سننا آپکا فرض منصبی ہے۔ اور ہمارا کام ہے کہ ہم اپنی واجبی شکایات کو آپ تک سنجیدگی سے پہنچائین۔

تب کپتان نے کہا کہ آج جہاز کو بمبئی چھوڑے ہوے بارہ روز ہوے کسی نے کچھ شکایت میرے پاس نہین کی۔ اب صرف عدن مین جہاز معمول سے زیادہ ٹھیرا رہا اسلئے ہر کوئی شخص شکایت پر شکایت لاتا ہے۔ مین نے کہا کہ یہہ خیال آپکا صحیح ہویا نہو اس سے مجھے بحث نہین مگر آپ ہمکو ہماری شکایت کا جواب سنجیدگی سے دین والا کہدین کہ ہم نہین سنتے۔ تب کہا کہ شکایت بیان کر دینے مین کہا (۱) اس جہاز پر اور دیگر یورپین کمپنیون کے موافق درجۂ اول و دوم اور تیسرے والون کا کوئی امتیاز نہین ہے جس سے درجۂ اعلیٰ کے حاجیون کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ دیکھئے درجۂ دوم اور سالون بلکہ عرشہ کے مسافر بھی اپنا بستر درجۂ اول والون کے پاس جمائے ہوئے ہین جس سے ہمکو سخت تکلیف ہے اوسکا کوئی بندوبست آپنے نہین کیا۔ جواب دیا کہ حاجیون کے جہاز مین سب مسافر حنبل مین ہوتے ہین کوئی امتیاز مدارج نہین ہے اور یہہ بھی کہا کہ تم لوگ اپنی نماز کے لئے سب یکجائے جمع ہوتے ہین اور بیٹھکر باتین کرتے ہین تو پھر یہہ شکایت بیجا ہے۔ واقعی جو کپتان صاحب نے کہا صحیح تھا۔ لوگ

برابر نماز کے بہانہ سے وہ اگر مصلے بچھایا کرتے تھے ملازمان جہاز اونکو منع نہین کر سکتے تھے اگر وہ دست اندازی اگر کرکے روکتے تو غالباً وہ مسافر جنھون نے اس سے پہلے کبھی دریائی سفر نہین کیا ہے ضرور برا مانتے اور اسکو مذہبی دست اندازی سمجھکر شکایت پر آمادہ ہو جاتے۔

اس سوال و جواب سے مین نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ آئندہ حاجیون کے جہاز مین اگر ایسا ہی قانون رہا تو وہ حضرات حجاج جو ایسی باتون کو ناپسند کرتے ہون ہرگز درجۂ اول مین سفر نکرین۔ بلکہ درجہ سوم کا ٹکٹ کسی ولایتی جہاز کا پورٹ سعید تک لے لین اور وہان سے خود ریل میل کے ذریعہ جدہ شریف آجائین۔ ہر طرح کی راحت ہوگی۔ روپیہ بھی کم لگیگا اور آرام بھی بہت ہوگا۔ کامران کے قرنطینہ سے بھی محفوظ رہینگے۔

یا حاجیون ہی کے جہاز مین عرشہ کا ٹکٹ لیکر ملازمان جہاز سے کچھ بندوبست کر لین اسمین بہت آرام ملیگا۔ اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ مین قانون جتا کر کام لونگا اعلےٰ درجہ کا ٹکٹ لیگا تو اوسکو بجز تکلیف کے ہرگز راحت نہوگی۔ ہان وہ مسافر جنھون نے کبھی جہاز کا سفر ہی کیا نہین وہ سب کچھ برابر سمجھتے ہین۔

اگر میرے تجربہ سے کوئی شخص فائدہ نہ اوٹھائے تو اوسکو اختیار ہے۔ مگر مین نے تو ۲۲ سال کے بحری سفر کے تجربہ سے اپنی یہ رائے قائم کی ہے۔

کپتان جہاز سے ہمارا دوسرا سوال یہ تھا۔ درجۂ اول کے پاخانے زنانہ اور مردانہ علیحدہ علیحدہ نہین ہین نہ کسی بیت الخلا پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ فلان کے لئے مخصوص ہے۔ نہ غسلخانے ہی علیحدہ ہین۔ جواب ملا کہ سب علیحدہ علیحدہ ہین۔ یہ محض غلط جواب تھا اگر بیت الخلا اور غسلخانے علیحدہ ہوتے تو پھر شکایت ہی کیون ہوتی۔ چالیس پاخانے عرشہ اور تتق والونکے لئے تھے اور ۸ پاخانے درجۂ اول و دوم و سالون کے مسافرون کیلئے۔ یہ تو کل تقریباً ہزار آدمیون کیلئے تھے۔

میرا تجربہ یہی کہتا ہے کہ جبتک کسی یوروپین کمپنی کے جہازات باقی [illegible]
پر حاجیون کو لیجایا کرینگے تب تک ایسی شکایات ہمیشہ ہوتی رہینگی۔ جہان قاعدہ ہی نہین وہان
شکایت کرنا ہی بیجا ہے۔

تیسری شکایت غربا اور تیق کے مسافرون کے لئے سرخ رنگ کا پانی جسمین بدبو آتی
تھی ملا کرتا امرا اور وہ حاجی جنھون نے ملازمان جہاز کو کچھ دیدیا تھا عمدہ اور صاف پانی پیتے تھے
اور سپر کپتان جہاز نے کہا کہ جسے کوئی ایک واقعہ بیان کردے جو رشوت لیکر پانی دیا گیا ہو۔ اب یہہ ہمارے
لئے ناممکن تھا کہ ہم کسیکو پھنسا دیتے۔ وہان تو نفسی نفسی کا معاملہ تھا حاجی خود اپنے آرام کے لئے
ایسی رشوت دہی کے حرکات کرتے تھے اگر نہ کرتے تو آرام نہین ملتا ادہر مجبوری بھی تھی۔ جب مین
واپس آیا تو فرنچ جہاز مین ایسا عمدہ انتظام پانی کا رہا کہ جسکا بیان نہین اوپر متعدد ٹانکیان پانی سے
خود بخود بھر جاتی تھین اوسکو ایک پیچ لگا ہوا تھا جسکا جی جسقدر پانی چاہے لے سکتا تھا قبل از
خالی ہونے ٹانکی کے پھر خود بخود مشین کے ذریعہ بھر دیجاتی ہین۔

حاجیون کے جہاز مین شکایت تو ہر کوئی کرتا تھا مگر اوس کے دفعیہ کرنے کا بندوبست
کوئی نہین کرتا تھا۔

جہاز خسرو مین رانی صاحبہ جہانگیر آباد بھی سوار تھین اور اونکے ہمراہ بہت سے لوگ
تھے۔ کپتان جہاز نے اونکے لئے جہاز پر خاص انتظام کر دیا تھا اور ایک سیٹھ صاحب بھی معہ اپنی
بیوی کے جہاز پر ایک کونے مین کپتان جہاز کے کمرے کے متصل ہی جہاز کے ترپالون سے دس
آدمیون کی جگہہ گھیرے ہوے بیٹھے تھے۔ سیٹھ صاحب کے لئے کپتان جہاز نے پردے کا اہتمام بھی
کر دیا تھا اور وہ خوش تھے کہ ہمارا سفر بہت آرام و راحت سے ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر حاجی محمد یعقوب صاحب
جنکا فرم نصیر الدین اینڈ سنز کے نام سے لاہور انارکلی مین مشہور ہے اونھون نے اپنی بیوی اور بچے

کے لئے درجہ اعلےٰ کے یعنے فی ٹکٹ دوسو روپیہ کے حساب سے تین ٹکٹ ۶سو روپیہ مین خریدے تھے جب کپتان صاحب سے کہا کہ میرے لئے بھی زرا پردہ کا انتظام کردو. تب صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس پردے نہین ہین. مجبورًا حاجی صاحب نے اپنا انتظام آپ کر لیا. اگر کوئی انگریزی کمپنی ہوتی تو ایسا کبھی نہوتا سبکو ایک نظر سے دیکھتے.

ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب بڑے لائق شخص ہین وہ اپنی طرف سے سینکڑون روپیہ کی انگریزی ادویہ جہاز پر بیمارون کو مفت تقسیم کیا کرتے تھے سینکڑون مریض اونکی دوائی سے اچھے ہوے. مین نے دیکھا کہ جہاز کے ہسپتل مین کوئی دوائی کیلئے نہین جاتا تھا مگر ڈاکٹر صاحب کے پاس اکثر لوگ آیا کرتے تھے اور دوائی بھی ایسی پُرتاثیر اور نہایت پاک وصاف کسی ولایتی کارخانہ کی بنی ہوی تھی. مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ مین بھی آپ نے بہت سا علاج مریضون کا مفت کیا ہے. خداوندکریم آپ کو اسکا اجرِ جزیل عطا فرمائے.

جیسے کہ مین اوپر لکھ آیا ہون چارٹس کا تین کپتان جہاز سے کی گئین تو اوسنے نہایت سنجیدگی سے اون سب کے جواب دیدئے. بعد مین نے اوسکو اپنی رام کہانی سُنائی اور ملک چین وغیرہ کی جانے اور بحری سفر پے درپے کرنیکا ذکر کیا تو کپتان جہاز نے کہا کہ افسوس ہے تم نے آج آخری وقت مین مجھ سے ملاقات کی اگر اس سے پہلے تمھاری ہماری ملاقات ہوجاتی تو بہت لطف سے ہمارا سفر گذرتا تھا. اور یہ بھی کہا کہ اب ہمارے سفر کے دو چار دن ہی رہگئے ہین ان دو چار روز دن مین تو کبھی کبھی مل لیا کرو.

بابُ المندب اسکو باب اسکندریہ اور پیرم بھی کہتے ہین دو پہاڑون کے درمیان سے جہاز گذرتا ہے. داہنے طرف سلطانی قلعہ شکستہ حالت مین اور بائین طرف پہاڑ پر انگریزی قلعہ نہایت مستحکم بنا ہے. رات کو یہان ہی بجلی سے بڑا لائیٹ ہوز بنا ہوا ہے. کہتے ہین کہ سکندر ذوالقرنین کے

جہاز اسی مقام پر آ کر ڈوب گئے تھے اس لئے اسکو باب اسکندریہ کہتے ہین واللہ اعلم

آجکا روز برابر دور دور سے ساحل یمن کے پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ چار بجے شام کو حدیدہ دکھائی دیا۔ جہاز خسرو کامران کے پاس برابر ۵ بجے شام کو لنگر دیدیا۔ اس حساب سے ۳۰ گھنٹے کے عرصہ مین ہم عدن سے کامران پہنچے جسکا فاصلہ ۲۰۰ میل بحری ہے جیسے جہاز لنگر دیا کپتان جہاز معہ ڈاکٹر کے کشتی کے ذریعہ ساحل پر گئے اور ایک گھنٹے کے بعد واپس آ کر یہ حکم سنایا کہ کُل حجاج کل صبح ۸ بجے قرنطینہ کامران مین اتارے جاوینگے۔ لوگون نے اپنا اپنا اسباب ناگستو باندھنا شروع کر دیا۔ بہتون نے ۵ روز کا سامان احتیاطاً اپنے ہمراہ لیا۔

کامران

کامران ایک چھوٹا سا جزیرہ بحر قلزم مین حدیدہ کے نزدیک واقع ہے جہان درخت بہت کم ہین کہین کہین دو ایک درخت وہ بھی چھوٹے چھوٹے دور دور پر دکھائی دیرہے تھے۔ یہہ جزیرہ گورنمنٹ علیہ عثمانیہ کے تحت حکومت ہے اسکا رقبہ تقریباً ۴ ۱/۲ میل ہوگا۔ اور گورنمین کے زیر اقتدار ہے جسکا ہیڈ کوارٹر حدیدہ مین ہے۔ پیداوار اس جزیرہ مین کچھ نہین البتہ برف کی ایک مشین ہے جو آب شور کو میٹھا کر کے اس سے برف بنایا جاتا ہے آبادی یہان کی دو ڈہائی ہزار نفوس کے قریب ہوگی۔ چند پختہ مکانات گاؤن مین ہین ہمکو رات کے وقت اون مکانون مین چراغ تک نہین دکھائی دئیے شائد خالی پڑے ہون۔ سنا گیا کہ یہان پر ۴ گاؤن ہین۔ آب و ہوا نہایت عمدہ ہے۔ ایک ڈاکخانہ بھی ہے۔ مگر یہان سے ڈاک حدیدہ جاکر پھر دوسرے ملکون کو روانہ ہوتی ہے۔ ہندوستان اور ممالک غیر کیلئے ۲/۱ اور ممالک محروسہ عثمانیہ کیلئے ۱/۰ کا ٹکٹ لگتا ہے ایام حج مین برٹش وائس کانسل حدیدہ سے آنکر یہان رہتا ہے مگر مین نے تو اوسکو دیکھا نہین۔ البتہ وائس کونسل کا کلرک ایک وقت آیا تھا جسکا ذکر مین بعد کو کرونگا۔

قرنطینہ کامران کے مجموعی حالات

۲ نومبر بروز جمعرات مطابق ۱۰ ذوالقعدہ سے ۸ نومبر

مطابق ۱۰ ذوالقعدہ تک کے اجمالی حالات مین یہان پر لکھتا ہون۔

دوسری تاریخ صبح کے ۶ بجے ایک مختصر لانچ جسکا نام کامران تھا جسپر ترکی پھریرا لہرا رہا تھا (مجھکو اپنی تمام عمر مین یہہ پہلا موقعہ تھا کہ ترکیون کا جہاز یا لانچ جسپر ہلالی نشان لہراتا ہو دیکھنا نصیب ہوا) اوسکے ساتھ دو بڑی بڑی کشتیان بھی تھین جنکو وہ رسون کے ذریعہ باندھکر لایا تھا دونون کشتیون کو جہاز کے نزدیک لگا کر خود دور جاکر کھڑا ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ترکی لانچ ہم ہندوستانیون کی بو باس بھی سونگھنا پسند نہین کرتا ہے۔ یا ترکیون کو اس بات کا خیال ہوگا کہ ان مین کسی قسم کی متعدی بیماری نہ ہو۔

جیسے کشتیان جہاز کے پاس آگئین اور حجاج کو اترنے کا حکم ملگیا۔ اب کیا تھا یہان پر بھی وہی جلدی اضطرابی اور بیقراری یعنے ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ سب کے اول مین ہی کامران مین پہنچ جاؤن۔ اور میرا ہی سامان جلد اتر جائے۔ ایک پر ایک گرنے لگے کسی نے اپنے اسباب کو حالت اضطرابی مین جلدی سے جہاز پر کھڑے ہوکر کشتیون مین گرادیا۔ ایسا نہو کہ دیر ہو تو پھر کوئی مصیبت آجائے غرض اسطرح سے لوگون نے کشتی مین اترنا شروع کیا وہان ایک طوفان بے تمیزی جوش مین تھا قدرت نے بھی انکی اضطرابی پر نظر کر کے سمندر کو بھی حرکت دیدی۔ بڑی بڑی موجین سمندر سے اوپر اوٹھ رہی تھین کشتی کا یہہ حال نظر آتا تھا کہ اب ڈوبی یا تب۔ اِدہر ہماری مہربان اور روحانی تعلق رکھنے والی اسلامی گورنمنٹ نے جو کچھ ہمارے آرام و آسایش کیلئے انتظام کر رکھا تھا ہم اوس کے دل سے ممنون تھے۔ اول تو یہی کہ کل ساحل کامران پر ایک لانچ دخانی تھا جو آنے اور جانے والے حاجیون کی کشتیون کو کھینچکر لایا اور لیجایا کرتا تھا۔ قسم کھانے کو بھی دوسرا لانچ نتھا اور نہ کوئی دکھایا ہی گیا۔ اور کشتیون کی تعداد بھی بہت قلیل تھی سننے مین کہ یہہ کشتیان بھی ضرورت کے وقت جدہ سے منگوائی جاتی ہین۔ ہمارے جہاز خسرو کے ۹۰۰ حاجیون کے لئے کل دو کشتیان تھین اسمین بھی

ایک چھوٹی اور ایک ذرا بڑی چھوٹی کشتی مین ۲۰ سے ۳۰ حاجی تک مع سامان کے بیٹھ جاتے تھے اور بڑی مین ۹۰ مسافر تک سما سکتے تھے۔ جہاز سے حاجیون کو لیجا کر کامران مین پہنچا کر واپس آنے کو برابر دو گھنٹہ لگتا تھا۔ ۶ بجے سے حجاج اترنے لگے ۹ تک سمندر ٹھنڈا رہا اوسکے بعد جیسے کہ مین ابھی لکھ آیا ہون اسکو بھی ایک ایسا جوش ہو گیا کہ خدا کی پناہ۔ جو حجاج ۹ تک اوتر گئے وہ آرام مین رہے جو ۹ سے ۱۲ تک اوترے اونکا حال اور انکی کیفیت قابل رحم تھی۔ مین قریب ۲ بجے کے اپنے ہمراہیون کے ساتھ بڑی کشتی پر اترا۔ ہمارا ہردلعزیز کپتان مسٹر ہانا جہاز پر سے ہمکو دیکھتا رہا اور کشتی جب چلنے لگی تو مجھے خدا حافظ کہا۔

بعض حاجیون نے جو اپنے آرام کو دوسرونکی تکلیف پر مقدم سمجھتے تھے اپنے اپنے ملازمون کو اول روانہ کر دیا تاکہ وہ انکے خیال مین جگہہ اونکو اچھی ملیگی اور دوسرے لوگ تکلیف مین رہینگے۔

رنگون کے متمول سیٹھ سب سے پہلے بہت عمدہ عمدہ کپڑے پہنکر اوتر گئے اور ڈاکٹر قرنطینہ سے ملکر قرنطینہ کیمپ مین پہنچکر پختہ مکان مین جو درجہ اول و دوم کیلئے مخصوص ہے اپنا بستر اجما دیا تھا۔ اور یہہ نہین سمجھے کہ ہمسے بڑھکر بھی ایک درجۂ اول کا مسافر ہے۔ گو کرایہ کچھہ کم یا زیادہ دیا ہو دنیاوی حیثیت کے لحاظ سے اوسکا مرتبہ بہت زیادہ تھا۔

کل حجاج ۴ بجے تک کیمپ قرنطینہ مین داخل ہو گئے۔ جناب رانی صاحبہ جہانگیر آباد معہ اپنے ساتھیون کے سب سے آخر اترین۔ کشتی پر سے جو ساحل پر جا کر ٹہرتی تھی۔ ترکی مزدور یعنے سرکاری قلی حاجیون کا سامان اوتار کر چھوٹی چھوٹی ٹرالیونمین رکھکر بھیارہ گھر تک لیجاتے تھے۔ قلیونکو سامان کے لانے اور لیجانے کا کرایہ کچھہ نہین دیا گیا۔ یون کسی نے بطور بخشش کے دیا ہو تو اور بات ہے قانوناً کچھہ نہین دینا ہوتا ہے جیسے سامان اور مسافر بھیارہ گھر مین داخل

ہوے یہان دو باتون کا خیال ضرور رکھا گیا۔ (۱) درجۂ اول کے مسافرون کو اور ان حاجیون
کو جو نہایت عمدہ اور سفید پاک و صاف لباس پہنے ہوے تھے بھپارہ مین جانیسے مستثنےٰ کر دیا گیا۔
ونکا پتری سامان اور صاف بستر سے بھی بھپارہ سے علٰحدہ کئے گئے مگر میرا ایک بستر غلطی سے قلی نے
اوٹھا کر بھپارہ مین ڈالدیا۔ اوسوقت مین ترکی ڈاکٹر سے باتین کر رہا تھا اتفاق سے کیمپ کی لیڈی
ڈاکٹر جو قوم انگریز سے تھی وہ بنگلور کی باشندہ تھی اوسنے مجھے دیکھکر بہت خوشی کا اظہار کیا اور بہت دیر
تک بنگلور کے حالات دریافت کرتی رہی اور میری درخواست پر ترکی آفسر سے کہکر ایسا ٹھنڈا پانی پلایا
جو اوسوقت میرے لئے آب کوثر سے کم نتھا۔ مین بہت روز تک اس ٹھنڈے اور مزہ دار پانی کو یاد رکھونگا
میرے سوا اور بہت سے پیاسون کو بھی آب شیرین برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پلایا گیا۔

(۲) میلے کچیلے حاجیون کو بلا امتیاز مدارج بھپارہ گھر مین لیجا کر اونکو قانون کے
موافق غسل وغیرہ دیکر اونکے کپڑے اور بستر ونکو معہ سامان کے بھپارہ دیا گیا۔ ۱۲ روز کی مسافت
کے بعد جو گرم پانی نصیب ہوا بہت سے حاجیون نے شوق سے نہایا اور خوشی ظاہر کی کسی قسم کی
سختی یا تکلیف اس بھپارہ گھر مین نہین ہوی۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ فی حاجی عہ روپیہ اسی مقام پر
وصول کئے جاتے تھے مساکین سے کچھ نہین لیا جاتا تھا مسکین و تونگر کی تحقیق بھی بہت سرسری تھی
اسقدر پوچھا جاتا تھا "انت مسکین" جب حاجی نے کہا "مسکین" پھر ترکی افسر دریافت
کرتا "بالصدق والایمان" جب کہا جاتا کہ "بالصدق والایمان" پھر کچھ تعرض نہین کرتے
تھے۔ فیس قرنطینہ اونکو معاف تھی اسمین گورنمنٹ ترکی کا بیشک نقصان تھا اور چند صاحب ثروت
بھی اپنے کو مسکین بنانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے۔ اب تو بمبئی ہی مین ٹکٹ کے ہمراہ محصول
قرنطینہ کامران اور جدہ وصول کر لیا جاتا ہے خواہ وہ مسکین ہے یا مالدار کوئی اس محصول سے مستثنیٰ
نہین ہے فقط خورد سال بچون کو فیس قرنطینہ معاف کر دی گئی ہے جو اسلامی حکومت کا فیض ہے

ورنہ مالکان جہاز نے تو اون خورد سال بچون سے بھی پورا کرایہ وصول کرلیا تھا۔

جن لوگون کو بھپارہ گھر مین داخل ہونا پڑا اون سب کے گلون مین سفید قمیص اور زرد تہ بند پہنائے گئے۔ یہ جلسہ بھی پرلطف تھا۔ ان لوگون کو ترکی ڈاکٹر ایک دروازے سے دوسری طرف چلے جانیکا حکم دیا۔ جہان بخور دالی کل یعنے بھپارہ کی مشین رکھی تھی۔ ایک فرنچ ڈاکٹر بھی تھا جو انگریزی کچھ کچھ بول لیا کرتا تھا۔ مگر ہمارے ہموطن ہندی ڈاکٹر سے مجھے بہت سی باتین معلوم ہوئین۔ کچھ دیر تک تو حاجیون کو اس احاطہ مین انتظار کرنا پڑا۔ کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہے۔ جب اسی ہیئت کذائی سے بہت سے حاجی ایک ہی لباس سے ملبوس ہوکر جمع ہوگئے اور اونکا اسباب جو کٹھریون یا صندوقون وغیرہ مین بند تھا اوسپر تو دوا کا پانی چھڑکا گیا اور جو کپڑے اونکے بدن سے اتارے گئے تھے مع بسترون کے گڈ مڈ کرکے بلالحاظ ما و شما سب اوسی کل مین ڈالے گئے اور انکو خوب اچھی طرح سے بخور دیا گیا۔ میرے خیال مین ۲۰ منٹ سے کم بخور نہین دیا جاتا ہے جب بخور دیا جا چکا تو بستر اور کپڑے ملازمان بھپارہ گھر نکال نکال کر صحن احاطہ مین پھینکنے لگے اوسوقت سبکی نگاہین اپنے اپنے کپڑون کی تلاش مین جمی تھین۔ کپڑون کی انبار کے گرد اگرد سفید قمیص اور زرد تہ بند والون کا ہجوم تھا۔ لیکن پہچاننے پر بھی کوئی شخص فورًا اپنا بستر یا کپڑا نہین نکال سکتا تھا۔ اسوجہ سے کہ متواتر کپڑون پر کپڑے پھینکے جا رہے تھے اور اگر کسی تیز دست نے جرأت کرکے نکال لیا یا نکال لینے کی کوشش مین ہاتھ کپڑون پہ مارا تو بھبکتے گرما گرم کپڑون کے انبار مین پھر گرا دیا۔ نہ تو ہاتھ ایسا بیجان کہ گرم بھاپ کا متحمل ہوسکے نہ کپڑون مین اتنی جان کہ بغیر پھٹے اس انبار سے نکل سکے میرا بستر جو غلطی سے ڈالدیا گیا تھا اسلئے مین غلطی سے کہتا ہون کہ میرا بستر بظاہر بہت صاف تھا اور نہایت اچھے انگریزی بستر بند مین بند تھا مین نزدیک ہوتا تو ہرگز نہین ڈالنے دیتا تھا بستر کا رنگ ایسا سبز تھا کہ جسکو دیکھنے سے طبیعت خوش ہوتی تھی۔ مگر اب جو بھپارہ گھر سے باہر آیا تو پہلے

مین نے بڑی مشکل سے اپنے بستر ے کو پہچانا اوسکا رنگ خاکی مایل بسیاہی ہوگیا۔ باہر ڈالکر فوڑا کھولا گیا اور اندر کے قیمتی کپڑے اور بلانکٹ جلدی سے دہوپ مین پھیلا دئے گئے میرے مکرم دوست سید نذیر علی صاحب نے میرے بستر کو کھولنے اور سکھانے مین خود مدد دی تھی۔

میرے تجربہ مین یہان یہی آیا کہ لیڈی ڈاکٹر نہایت پُراخلاق اور ہر ایک کی خیرخواہ تھی خصوصًا عورتون کو بہت اچھی طرح سے تسلی دیا کرتی رہی۔ برخلاف اسکے آفریقی ملازمان بھپارہ گھر جو سب کے سب مسلمان تھے اور ترکی ادنٰے ملازم بڑی بے اعتنائی سے حاجیون کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ بعض چیزونکی صورتین تو دہر پٹکنے مین ایسی مسخ ہوگئی تھین کہ مالکون کو بھی اُنکی پہچان مین اشکال تھا۔

کسی کا چرمی اسباب جو بھول سے بھپارہ مین دیدیا گیا وہ تو پھر کسی کام کا ہی نرہا بہت سی زنانہ اور مردانہ جوتیان سکڑ کر کباب بنگئی تھین۔ بہت سی جوتیان کیمپ مین پھینکی ہوئی نظر آئین۔ کاش اسکا خیال پہلے ہی کر لیا جاتا تو غریبون کی اس قدر جوتیان کیمپ کے حوالہ نہوتین جب کل حاجی مع سامان کے بھپارہ گھر سے جو ایک وقت مین گئے تھے فارغ ہوگئے تو دوسری طرف سے راستہ کھولکر باہر لائے گئے۔ اور سامان وہی ٹرالی یعنے چھوٹی گاڑیون مین جو ریل کی پٹری پر چلا کرتی ہین ڈالکر کیمپ کے قلی کیمپ مین لائے۔ مگر اندر نہین لاتے تھے۔ اپنے اپنے ملازم یا خود مالک سامان اوٹھا کر لایا کرتے رہے۔ جو کسی نے ان قلیون کو کچھ دیکر بند وبست کر لیا تو سرکاری قلی بھی لاکر کیمپ کے اندر پہنچا دیا کرتے تھے۔ ٹرالی تو برابر کیمپ کے دروازے تک آسکتی ہے فقط ۴۰ یا ۵۰ گز تک سامان اوٹھا کر لانا پڑتا ہے۔

قرنطینہ کیمپ کامران مین ۶ کیمپ ہین۔ ہر ایک کیمپ علیحدہ علیحدہ آہنین سلاخون کی جالیدار حصار کے اندر گھیرا ہوا ہے۔ ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ کو بھی کسیقدر فاصلہ ہے مگر ایک دوسرے

مین سے نظر آتا ہے۔ ہر کیمپ مین دو پختہ مکانات ہین جنپر مارسلینز ٹائیل کا چھپر پڑا ہوا ہے ۶ سے ۱۰ تک پھوس کی بارکین بنی ہوی ہین۔ مین تو پھوس کی مگر نہایت مضبوط بنی ہین۔ پختہ مکان مین ۲۵ مسافر اور پھوس کے مکان مین معہ دو طرفہ ورانڈون کے ۵۰ مسافر بخوبی رہ سکتے ہین پختہ مکانون کو ورانڈے نہین ہین۔ پھوس کے بارکون مین دو طرف بڑے بڑے وسارے یا سائبان بنے ہین۔ ایک باورچیخانہ پختہ مگر سائبان اوسکا بھی پھوس کا۔ اور ۱۲ سے ۱۵ تک بیت الخلاء۔ دو دوکانین اور ایک پانی کا گھرفی کیمپ مین ہے۔ دو بڑے بڑے واشنگٹن لیامپ یعنے گیاس کے چراغ درمیان موقعہ پر لگے ہین۔ یہی حالت قریب قریب تمام کیمپون کی ہے۔ بارکین گو پھوس کی ہین مگر عمدہ ہوادار اور آرام دہ ہین۔ ان کیامپون کے نمبر بھی ہین چنانچہ ہمارے کیمپ کا نمبر ۲ تھا۔

ان کیمپون مین بھی ایسا طوفان بے تمیزی ہو رہا تھا کہ الاامان۔ باوجود اس قدر کشادہ جگہ ہونے کے یہی ۹۰۹ حاجیون نے سارے کیمپ کو ایسا روک لیا تھا کہ ایک خاصہ شہر معلوم ہوتا تھا۔ ہر ایک نے اپنے آرام کی غرض سے دوسرونکی تکلیف کی کچھ بھی پرواہ نکر کے اسقدر جگہ روک لی کہ اگر ناپ کر جگہ دیجاتی تو اور اتنے حاجی سما سکتے تھے اسپر بھی ہر طرف سے جگہ نہین ملی کا شور برابر رہا۔ رنگون کے حاجی جو متمول تھے جنھون نے اپنا بسترا پختہ مکان مین سب سے اول جما دیا تھا وہ سب کے سب بعد ۲ گھنٹے کے اس بنا پر نکالدیئے گئے کہ یہ مکان رانی صاحبہ کے لئے ریزرو ہو گیا ہے۔ اونھون نے وہان سے بغیر کسی عذر کے اوٹھکر پھوس کے گھرون مین جگہ بنالی۔

ایک پختہ مکان تو رانی صاحبہ کے لئے ریزرو ہو گیا۔ دوسرے مین ڈاکٹر رہا کرتے ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ فی کیمپ ایک ہی پختہ مکان ہے۔ رانی صاحبہ کی تشریف آوری سے بہت

درجۂ اعلےٰ کے حجاج جو اوسمین رہنے کے مستحق تھے محروم کر دئے گئے۔ رانی صاحبہ کا معہ چند ملازمون
کے جو ادنےٰ درجہ کے مسافر تھے ایک پختہ مکان پر پورا قبضہ ہوگیا۔ ہمنے اپنے زعم مین کہ ہم بھی درجہ
اول کے مسافر ہین ہمین برابر جگہہ ملجائیگی۔ پہلے کوئی جلدی نہین کی۔ ہمکو بھروسہ تھا کہ ترکی حکام ضرور
خیال رکھینگے اس خیال سے اپنا بندوبست تو نہین کیا دوسرون کے بندوبست مین لگے آخر
آخر یہہ نوبت آگئی کہ سونے کو جگہہ نہین ملتی تھی جہان دیکھو وہان لوگونکا قبضہ ہے ایک شخص ہے
تو تین آدمیون کی جگہہ پر اپنا کمبل یا چٹائی بچھائے ہوے ہے کس سے کہہ سکتے ہین کہ ذرا ہٹاؤ
تو ہم رہین۔ میرے ہموطن جناب عبدالغفور صاحب تاجر باوجود معہ اہل وعیال کے باوجود درجۂ اوّل
کا ٹکٹ رکھنے کے ایک پھوس کے گھر کے دراندے مین پڑے ہوے تھے۔ مین نے بھی اسی نعمت
کو غنیمت جانکر انکے پاس ہی اپنا سامان رکھوا دیا۔ مین نے اپنے جانب سے بہت کوشش کی کہ
ڈاکٹر کے پاس ہی پختہ مکانمین رہجاؤن مگر میری کوشش بیکار ثابت ہوی۔ ڈاکٹر گریک یعنے یونانی تھا
انگریزی بہت کم سمجھتا تھا کسیطرح راضی نہوا اور یہی کہتا رہا کہ جہان تم چاہو جگہہ ڈہونڈہ کر مجھ سے
کہو مین وہ جائے تمھارے لئے خالی کرادیتا ہون۔ مین یہہ مناسب نہین سمجھا کہ اپنی راحت کی غرض
سے دوسرے حاجیون کو اوٹھواؤن۔ اور اوٹھیگا بھی کون سبھون نے برابر فیس قرنطینہ دیا ہے
خواہ درجہ اعلےٰ کا مسافر ہو یا ادنیٰ کا فیس قرنطینہ تو سب سے برابر ہی لیا گیا ہے تو پھر کیون ترک ہم کو
اچھی جگہہ دینگے۔ اسباب تو جیسے تیسے فرودگاہ پر پہنچگیا مگر کھانے پینے کا کہین ٹھکانا نہین۔ نہ
تو یہہ معلوم تھا کہ اس خرابی سے حالت پریشانی مین جہاز سے مقام قرنطینہ پر پہنچینگے۔ نہ یہہ علم تھا
کہ جگہہ ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے شام ہوجائیگی۔ نہین تو یہہ ممکن تھا کہ جہاز ہی پر سے کچھہ ناشتہ
پکوا کر ہمراہ لاتے۔ یہہ تو جو ہوا سو ہوا بھوک کے مارے دم نکلا جاتا تھا۔ اودہر پانی کا کہین پتہ
نہین ملتا تھا نہ معلوم کہان سے اور کیونکر ملیگا۔ نہ تو ملازمان قرنطینہ ہمارے پاس آتے ہین نہ ہم کو

پاس آنے دیتے ہین نہ بھوک پیاس کی خبر لیتے ہین عجب حیرانی ہے کس سے کہین دیکھکر پانی
مانگین جسکو دیکھا پانی پانی پکارتا ہوا نظر آیا۔ عجیب تماشا ہے نرالا بندوبست ہے کہ تحفظ صحت کی غرض
سے توہم قرنطینہ مین اتارے جائین اور پھر ایسے پیاسے مارے جائین۔ پانی اور لکڑی کے انتظار مین شام
ہوگئی مگر دونون ہمکو آخر تک نہین ملے۔ پہلا روز تھا ہر ایک کو نہ تکلیف ہوئی۔ مین کچھ دیر تک ڈاکٹر کے
پاس بیٹھا باتین کرتا رہا۔ ڈاکٹر نے اپنے نوکر سے کہکر برف ملا ہوا پانی منگوایا۔ اوسنے اپنی دانست مین بڑی
نہایت خیرخواہی اور مہمان نوازی کی سچ تو یہہ ہے کہ میرے لئے بھی وہ پانی اوسوقت آبحیات سے کچھ
کم نتھا سارے گلاس مین برف ہی برف تھا پانی کے کل دو گھونٹ ہی تھے۔ مین نے پیکر شرم سے گلاس
اوسکے ہاتھہ مین دیدیا تو اوس نے مزید عنایت یہہ کی کہ نوکر سے جسکا نام احمد تھا کہا کہ اور ذرا پانی ملا دو تھوڑا
پانی احمد نے ملا دیا۔ مین اوسکو شربت سمجھکر پی گیا۔ ڈاکٹر کے پاس سے جب مین ادہر آیا تو یہہ خبر ملی کہ
تھوڑا تھوڑا پانی تقسیم ہوگا۔ ٹکٹ لینے کو جھونپڑے سے باہر نکلو۔ الغرض جھونپڑے سے باہر نکلے تو ایک
سیاہ بدشکل آفریقی عرب نے ایک ٹکٹ ٹین کا مثل دستور جہاز کے ایک ایک کے ہاتھہ مین رکھدیا اوسکو
بھی نعمت غیر مترقبہ سمجھکر لے لیا۔ اور لگے آدمی پر آدمی گرنے کہ جلدی سے پانی لائین۔ باین سعی موفور
ایک آدمی کو اتنا پانی ملا کہ سوائے اپنے کسی دوسرے کی پیاس نہ بجھا سکے۔ خوشی اسکی تھی کہ پانی تو ملا خواہ
کتنا ہی قلیل کیون نہو۔ لیکن جب منھہ سے لگایا تو معلوم ہوا کہ پانی جو ملا وہ شیرین نہین ہے مگر ایسا بھی
نہین جیسا سمندر کا پانی۔ جب بالکل اندھیرا ہوگیا تب عرب چوکیدار ہر جھونپڑے مین ایک ایک
لالٹین روشن کر گیا۔ اسکے علاوہ فی کیمپ مین دو دو اسٹنگلش بڑے بڑے لیامپ لگا دئے گئے جو کل کیمپ
کو روشن کر رہے تھے غرض ہمنے تو کسی ڈھب سے کام نکالا اور شام کا کھانا عشا کے بعد کھا کر سو رہے
مگر بہت سے غریب بھوکے ہی سو رہے۔

قرنطینہ مین چارپائیان | پانی اور لکڑی کا بندوبست تو کسی قدر ہوگیا اب سونے کی فکر لگی۔

یہان پر چارپائیان کرایہ پر ملجایا کرتی ہین۔ لوگ اسپر بھی بہت دوڑتے ہین جس کو جیسے بنا اوس نے ایک ایک چارپائی کرایہ پر لے لی۔ جنکے پاس سفری چارپائیان تھین وہ تو بغیر کسی تجسس کے اپنا بسترا سب سے پہلے جماکر سورہے۔ پہلے پہلے فی چارپائی ۸ ر کو ملی۔ اوسکے بعد وہی ایک روپیہ کو ہوگئی شام تک عہ فی چارپائی کا کرایہ ۵ یوم کے لیئے ہوگیا۔ بلکہ لوگون نے ع۱ تک بھی کرایہ پر چارپائی لے لی ہین۔ ایسا بدقسمت تہا کہ مجھے عشا تک کوئی چارپائی نہین ملی۔ مین اک ہی مین تھا کہ ایک چارپائی عہ پر ملی۔ مگر جب اوسپر سویا تو آدہے پیر میرے چارپائی سے باہر نکلے ہوے تھے۔ عرب لوگ پست قد ہوا کرتے ہین جو چارپائی کہ مجھے ملی تھی شاید کہ وہ معمول سے زائد پست قد کی تھی۔ ایک چارپائی زرا لانبی تھی جسکو میرے دوست سید نذیر علی صاحب نے اپنے واسطے لیا تھا وہ مجھ کو دینے لگے مگر وہ ایسی گہری تھی کہ مین اوسمین سو ہی نہین سکتا تھا۔ اگر سو جاتا تو پھر صبحکو اوٹھتے وقت اوس گڑہے سے بغیر کسیکی مدد کے ہرگز نہین نکل سکتا تھا۔ غرض جون تون وہ رات گذر گئی جب صبح ہوی تو مین نے ایک عرب کی معرفت ایک عمدہ اور لانبی چارپائی کرایہ پر منگوالی۔

کیمپ کے چارون طرف آہنی جالی لگی ہوی ہے۔ کل حاجی اوس کے اندر بند کردیئے گئے جیسے قیدی کسی جیل مین بند کردیئے جاتے ہین۔ اور تمام دروازے شب کے وقت مقفل کرکے ترکی پہرہ لگا دیا گیا۔ عازمان بیت اللہ اپنے پاک پروردگار کا شکر کرتے ہوے اوسکی دی ہوی قید محض کو بڑی خوشی سے ادا کرنے مین مستعد ہوگئے۔

قرنطینہ کے بیت الخلاء ہمارے کیمپ مین ۱۵۰ یا ۱۴۰ عمدہ اور پختہ بیت الخلاء بنے ہوے تھے جس کے اندر سمندر سے بذریعہ پمپ کے پانی آتا رہا۔ ترکی گورنمنٹ نے اوسکے بنانے مین بہت ہی عقلمندی سے کام لیا ہے مگر ہمارے برادران ہند نے اون پاخانون کی ایسی مٹی پلید کی کہ اوس کے اندر جانیسے بجز تیں ہوے کے باہر نہین آسکتے تھے۔ جہان جسکا جی چاہا بیٹھ گیا صبح تک کل پاخانے

ایسے پیدا اور غلیظ ہو گئے کہ اندر تو کیا ہے اوسکے نزدیک تک جانے کو دل گوارا نہین کرتا تھا ان
کے علاوہ سمندر کے ساحل پر تین پاخانے ہر ایک کیمپ کے متعلق چٹائیوں سے بنائے گئے ہین ایک تختہ
کے ذریعہ ایک وقت مین ۹ آدمی جا سکتے ہین میلا سمندر مین گر جاتا ہے۔ عورت و مرد کیلئے کوئی امتیاز
مین پاخانون کی کوئی تمیز نہین ہے۔ جن اشخاص کی ۹ بجے دن سے ۱ بجے تک کی عادت تھی ان کو
تو آرام رہا۔ اور جو علی الصباح کے عادی تھے اونکو سخت تکلیف رہی۔ مہتر بھی کیمپ مین کوئی نہین
ہے۔ اور نہ کبھی یہ پاخانے صاف ہوتے ہین۔ شاید ہمارے جانے کے بعد صاف ہوتے ہون تو
ہمکو علم نہین ہے۔

قرنطینہ کی دوکانین سودا سلف کے لئے ایک طرف معمولی سی دوکانین ہین جنمین اناج۔ چاول۔
شکر۔ حقہ۔ تمباکو اور دیگر ضروری اشیاء مناسب قیمت پر دستیاب ہوتی ہین۔ ہمارے ایام قرنطینہ مین
نرخ حسب ذیل تھا۔ آٹا سیر ۶/۔ چانول سیر ۸/۔ روٹی ۲/۔ پانی ۸/۔ دودھ کے ٹن ۸/۔ برف کی ایک
سل ۱۲/۔ اچار کی بوتلین ۱۲/۔ خورد صراحیان معہ پانی ۹/۔ دنبہ عہ۔ مرغی عہ۔ انڈا ۲/۔ صابون ۲/۔ کپڑے
کی دھلوائی بغیر استری کے فی عدد ۲/۔ مگر حجاج اپنا انتظام آپ بمبئی سے کر لیکر آتے ہین۔

قرنطینہ مین پانی اور لکڑی بعد قطار کے ایک سیاہ بدرو سیدی کل حاجیون کو ایک ایک
ٹن کا ٹکٹ حوالہ کر دیا کرتا تھا فی ٹکٹ ایک گیالن پانی ملتا رہا اور اسیطرح شام کو۔ یعنے جس قدر
ٹن کے ٹکٹ آپ پانی تقسیم کرنے والے کو دکھا دینگے اوتنے گیالن پانی آپ کو ملجائیگا۔ پانی کی یہان
پر سخت دقت رہی کبھی آسانی کے ساتھ پانی نہین ملا۔ ہر کسیکو پانی ہی کی شکایت رہی۔ البتہ اون لوگون
کو جنھون نے ترک باشی سے ملکر کچھ رشوت وغیرہ دیدی تھی۔ یا شیدی کو کچھ دے دلا کر زیادہ ٹکٹ
لے لیا کرتے تھے پانی کی تکلیف نہین تھی۔ مین نے یہان تک دیکھا کہ بعض متمول حجاج جنکو رشوت دہی
کی عادت تھی وہ اس پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔ بغیر رشوت کے ایک قطرہ پانی کا یہان ملنا

غیر ممکن ہے خواہ کسی ذریعہ سے ملے۔ بعض ترک چار پلاؤ اور زردہ ہی ترکی باشی کو کھلا کر اپنا کام نکال لیا کرتے تھے۔ بغریبون کو جو رشوت کے عادی نتھے اور دے بھی نہین سکتے تھے فقط ایک گیالن پانی ملتا تھا جو کسی طرح سے کافی نتھا۔ اودہر پانی دینے والا بھی دو چار آنے اسکے ہاتھہ مین رکھنے سے بغیر حساب کے ایک مشک بھر دیا کرتا تھا اصل بات تو یہہ ہے کہ جسنے مبلغ علیہ السلام کو بے پرواہی سے خرچ کیا وہ آرام مین رہا جسنے زراسی کنجوسی کی یا قانون جتا کر کام نکالنا چاہا وہ سخت تکلیف اور مصیبت مین پڑا رہا۔

یہان کا پانی جہاز کے پانی سے کسیقدر اچھا رہا۔ اگر ترکی گورنمنٹ پانی کی اس قلت کو دور کرکے تبوک وغیرہ کے مانند پانی کے نل لگا دیگی تو اسقدر اوسکے ہم مذہب عازمین حرمین الشریفین بقاء سلطنت کیلئے ہمیشہ دعاء خیر کیا کرینگے۔ ایک نل سمت سمندر کے پانی کا بھی حاجیون کے آرام و آسائش کے لئے اندرون کیمپ لگا دیا جائے۔ اسوقت حجاج سمندر سے پانی لایا کرتے ہین جو وضو اور دیگر ضروری حوائج کے استعمال مین آتا ہے۔

یہہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب جہاز سے اُترتے ہی بھپارہ گھر مین جاؤ تو اوسی جگہہ پانی کے ٹکٹ لے لو تب کیمپ مین آتے ہی فوراً پانی ملجائیگا۔ ورنہ ایسی تکلیف تمھین بھی سہنی پڑیگی جیسی ہمنے سہی اور بیان کی ہے۔ جن لوگون نے بھپارہ گھر مین غسل نہین کیا اونکو تو ٹکٹ وہان نہین ملا جس سے زیادہ تکلیف ہوی تھی۔ مین نے جب پانی کے نہ ملنے کی شکایت گریک ڈاکٹر سے کی جو مسلمان بھی نتھا تو اوس نے ترکی باشی کو جو پانی پر متعین تھا کہا مگر اس رشوت خوار مسلمان نے زرا بھی پروا نہین کی اور بے پروائی سے چلا گیا۔ مین نے اوسکی اس بے مروتانہ حرکت کو بڑی نفرت سے دیکھا اور جب تک وہان رہا اوسکی صورت سے بیزار رہا کرتا تھا۔ مجھکو اوس سے ایک دلی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ بہت سے میرے دوست اوسکی تعظیم کرتے تھے اوسکو چار پلاتے تھے جب وہ آتا تھا تو سروقد اوسکی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا

کرتے تھے وہ یہہ بھی نہین جانتے تھے کہ یہہ کون ہے اور اوسکا رتبہ کیا ہے۔ بس ترک کا ہونا ہی اونکے لئے تعظیم کرنے کو کافی سبب تھا۔ اوس شخص کو رشوت کا چسکا پڑ گیا تھا کسی نے اگر کچھہ دیدیا تو اوسکو اس قدر پانی دیتا تھا کہ ضروریات سے بھی بڑہکر ہو۔ برخلاف اسکے ڈاکٹر جو نصارے تھا ہمکو الفت کی نظر سے دیکھتا رہا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

ہمارا حساب ۲ دوسری تاریخ سے قرنطینہ مین شمار ہوگیا۔ لکڑی قرنطینہ مین مفت ملا کرتی تھی۔ لکڑی کا کوئی گھاٹ نتھا۔ عرب ملازم چھوڑ دیا کرتے تھے۔ لکڑی کی کوئی شکایت نتھی ضرورت سے زاید لکڑی ملجایا کرتی تھی انبار لکڑی کے پڑے ہوے تھے جسکا جی جتنی چاہتا تھا اوتنی اوٹھاکر لاتا رہا۔ عرب ملازمون کو کچھہ پیسے دیدینے سے خود چیر دیا کرتے ہین ایسے موقعہ پر ایک کلھاڑی یا بسولہ اپنے نزدیک رکھنا ضروریات سے ہے۔ ورنہ دوسرون کا منھہ تکتے رہنے کا کام پڑتا ہے۔

قرنطینہ کی قطار ۳ نومبر کی صبحکو ۸ سے۔ ابجے تک عرب ملازم پکارتے رہے تھے کہ "قطار قطار" قطار سے مراد یہہ ہے کہ مرد اور عورتین علیحدہ علیحدہ صفوںمین اپنے اپنے جھونپڑون کے نزدیک کھڑے کردئیے جاتے ہین اور اونکی گنتی ہوا کرتی ہے۔ ڈاکٹر صرف گنتی لیکر روانہ ہوجاتا ہے۔ نہ کسی کو دیکھتا ہے نہ پوچھتا ہے اوسکو فقط گنتی سے مطلب ہے۔ ہر روز صبح اور شام دو وقت قیدیان خدا کی گنتی ہوا کرتی ہے۔ بعد گنتی کرنے کے ایک ایک ٹکڑا ٹن کا دیا جاتا ہے جسکو دکھاکر پانی لیتے ہے۔ قطار کی ایسی پابندی تھی کہ نماز عصر بھی نہین پڑہنے دیتے تھے اور قطار مین کھڑے ہونا پڑتا تھا۔

غسل خانہ قرنطینہ کا مرا مین کوئی غسلخانہ مردانہ یا زنانہ نہین ہے۔ سب حاجی مرد و عورت بلا امتیاز سمندر مین جاکر نہاتے اور دہوتے ہین جہان بہت گندگی ہوتی ہے۔ حد سے آگے پہرہ دار سپاہی جانے نہین دیتے۔ اگر کوئی چلے جاتا ہے تو اوسکو بڑی بے عزتی سے لاکر تاکید کرتے ہین

ڈاکخانہ خاص کیمپ مین کوئی ڈاک خانہ نہین اور نہ ہی ٹکٹ و لفافہ مل سکتا ہے کامران کے
گاؤن مین ایک ڈاکخانہ ہے جہان سے ہفتہ مین دو وقت ڈاک جدیدہ کو روانہ ہوتی ہے خطوط
لکھکر لفافہ مین بند کرکے اوس ملازم کو حوالہ کرنا چاہیے جسکی مین نے اوپر شکایت کی ہے یا ڈاکٹر
کو دیدینا چاہیے۔ فی ٹکٹ مہر کے حساب سے دینا پڑیگا۔ ۲۔ ر کا ٹکٹ تو وہ لگا دیگا اور ۱۔ ر اوس
کے جیب مین جاتا ہے۔ اگر نہ لگا کر کل پیسے خود رکھ لیگا تو بھی اوسکو اختیار ہے اسلیے بہت کم لوگ
یہان سے خطوط روانہ کرتے ہین انتظام ڈاک یہان پر برابر نہین ہے۔ البتہ خطوط لکھکر جدہ پہنچے
پر ڈالنا بہت اچھا ہے۔

قرنطینہ مین آسایش کیونکر ملسکتی ہے تجربہ نے یہہ ثابت کردیا کہ جسنے ملازمان قرنطینہ کو خوش
رکھا وہ ہر طرح کے آرام و آسایش مین رہا۔ گویا اوسکو یہہ ایام ایک باغ تماشہ کے مانند گزرجائینگے
جسنے عرب بدو کو روٹی کھلا کر انعام کچھہ زرا سا اوسکو دیدیا اوسکا کام بہت اچھی طرح سے چلیگا لازم
ہے کہ سب سے پہلے قرنطینہ داخل ہوتے ہی اون ملازمون کو جو تمھارے بارک کے نگہبان ہین کھانا
کھلادو۔ انکو کچھہ مٹھائی یا میوہ دیدو اور مزید بران مہر فی کس اونکے ہاتھہ مین رکھدو۔ بلکہ ہر صبح مہر فی اسم
دیدیا کرو اور جو ٹکٹ پانی کا دیتا ہے اوسکو بھی لالچ دیکر اپنا کرلو۔ بلکہ اوس ترکی باشی کو بھی کچھہ دے
دلا کر تابعدار بنالو۔ گو مین خود اوسکے سخت خلاف مین ہون ایسی حرکات سے اپنا تو آرام ہوتا ہے مگر
اون غریب حاجیون کو جو کچھہ دے نہین سکتے بہت تکلیف اور سخت مصیبت مین ڈالنا ہے۔ اُن
حاجیون کو جنکے ہمراہ اہل و عیال ہین اشد ضرورت ہے کہ ایسی حکمت کرکے اپنا آرام نکالین۔ ورنہ
شکایت پھر نکرین۔ مین نے دونون باتین بتادی ہین خواہ کونسی بھی اختیار کرو۔ اگر تم اون کو خوش
اور راضی رکھوگے تو وہ بھی تمھین اچھی نظرون سے دیکھینگے اور تمھارا کام سب سے اول کرینگے۔ اگر تم
اونکو حقارت کی نگاہ سے دیکھوگے تو وہ تمکو سخت حقیر جانینگے اور تمھارا کام ہرگز نچلیگا۔ سرزمین عرب

مین راحت و آرام کی کنجی بخشش ہے جس نے اس کنجی سے کام لیا وہ آرام سے رہا جس نے زرا بخالت کی وہ رنج و تکلیف اوٹھایا۔

ترکی افسر جو باشی کہلاتا ہے اوسکے لئے اسقدر کافی ہے کہ اوسکو کرسی پر بٹھلا کر دو دو وقت عمدہ ترکی فنجان مین چا ر یا چائی جائے اور سگریٹ سے تواضع کرتے رہین۔ دیکھتے رہین جب وہ گذرا تب اوسکی خاطر کر دیا کرین۔ کم از کم جب وہ آئے تو اوسکو دیکھکر تعظیما سرو قد اوٹھ جائے ایسی خوشامد سے وہ اسقدر خوش ہوگا کہ آپ کو پھر کسی طرحکی تکلیف قرنطینہ کی نہوگی برف بھی آپ کو ملجائیگا پانی اور لکڑی کی بھی قلت نہوگی۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی خوشامد کر کے اوسکو ہمیشہ کیلئے ان باتون کا عادی کر دینا کہان تک غربا کے حق مین سم قاتل ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہون مین نے اوس افسر سے پانی کی واجبی شکایت کی تھی۔ مگر چونکہ میری درخواست خوشامد نہ تھی زرا پروا نہ کی۔ اور مجھے پانی کا ایک قطرہ نہین دیا۔ حالانکہ مین کسی طرحسے اون لوگون کے مقابلہ مین جنھون نے اوسے لالچ دیا تھا ظاہری شان و شوکت اور وجاہت مین کم نتھا۔ بلکہ سارے کیمپ مین مین موٹا تازہ اور جسیم آدمی تھا۔ مین نے اس مقدس سفر مین اپنا تجربہ بڑہانے کی غرض سے زیادہ تر غربا کی حالت پر نظر کرتا رہا اور امرا کی طرز رہایش پر بھی خیال کرتا گیا۔ یہ بات مسلم ہے کہ غربا عاجزی اور خوشامد تو کر سکتے ہین مگر ساتھ ہی اوسکے نذرانہ ہرگز پیش نہین کر سکتے۔ برخلاف اون کے امرا خوشامد کے ساتھ نذرانہ بھی پیش کرتے ہین۔ مین نے ناظرین کو ہر دو طریقہ بہت کھلے طور سے دکھائے ہین۔

قرنطینہ کی پابندی جیسے مین لکھ آیا ہون کہ ہر کیمپ کے گرداگرد ایک آہنی جال قد آدم اونچی لگی ہے اوسکے چارون طرف دروازے ہین۔ دن بھر تمام دروازے کھلے رہتے ہین عشا کے بعد یعنے قریب ۹ بجے شب کے کل دروازے بند کر دئے جاتے ہین۔ قطار کے وقت بھی سب

دروازے بند کر دئیے جاتے ہین تاکہ کوئی شخص گنتی کے وقت باہر آنے اور جانے نپائے۔ ایک دن اتفاق سے میرے ایک دوست احمد علی خان صاحب ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ پولس ریاست جیپور بھولے سے سمندر کے کنارے رفع حاجت کیلئے چلا گئے وہی ترکی باشی نے فوراً دو آدمی روانہ کر کے انکو بلوایا اور تاکید کی کہ آیندہ ایسا نکرین چونکہ وہ معزز آدمی تھے اونکو اور کچھہ نہ کہا۔ اوسی روز دو ایک غریب حاجی بھی بھولے سے باہر چلے گئے تھے اور حد قرنطینہ سے آگے بڑھ گئے تھے اون کو بلوا کر ایک گھنٹے تک بند رکھا گیا اور دو ایک معززین کی سفارش پر مشکل رہا کیا۔ نہ کوئی نوٹس بورڈ یعنی تختۂ اعلان ہے نہ کوئی احکام چسپان ہین نہ ملازمان قرنطینہ اردو جانتے ہین نہ ہندوستانی حجاج عربی سمجھ سکتے ہین بھلا ایسی صورت مین ہندوستانیون کو تکلیف نہو تو کیا ہو۔ تکلیفات قرنطینہ اگر دریافت کرو تو غربا سے دریافت کرو جنکا بہت بڑا حصہ ہر سال حرمین الشریفین کو جایا کرتا ہے۔

قرنطینہ کے بیمار پھر قرنطینہ انٹرنیشنل گورنمنٹ کی تحریک سے اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے ہندی۔ عجمی۔ برہمی۔ جاوی اور شرقی حجاج کیلئے جو بحر ہند و بحر عرب سے آتے ہین کامران مین مقرر کیا ہے جو جہاز کہ بندرگاہ عدن سے گذریگا وہ ضرور ترکی قرنطینہ مین داخل ہوگا۔ یہ قرنطینہ بحیرۂ قلزم کے مشرقی کنارے پر ایک ویران جزیرۂ کامران مین بنایا گیا ہے۔ تیز رفتار جہاز عدن سے دوسرے روز یہان پہنچ جاتا ہے۔ کیمپ کا بڑا ڈاکٹر مسلمان ہے جسکے ماتحت بہت سے چھوٹے ڈاکٹر یہودی گریک اور نصاریٰ بھی ہین۔ ہاسپٹل برائے نام قرنطینہ مین ایک جانب ہے مگر ہمنے تو نہین دیکھا۔ جس کیمپ مین ہم تھے نہ وہان دوائی تھی اور نہ بیمارون کو رکھنے کیلئے جائے تھی فقط ایک گریک ڈاکٹر رہتا تھا اوسکا کام صبح اور شام قطار در قطار حاجیون کو بٹھا کر گنتی لینے کا ہے اور بس۔ اگر کوئی شخص بیمار ہو گیا تو اوسکو فوراً ڈاکٹر کامران کی ہاسپٹل کو روانہ کر دیتا ہے۔ ایسے دو واقعہ یہان پر قابل ذکر ہین۔

(۱) ایک باپ اور بیٹی حج کو آئے تھے اتفاق سے باپ یہان بیمار ہو گیا اور ڈاکٹر

قرنطینہ کو اوسکی اطلاع ملنے پر اوس نے اُسکو فوراً کامران کی ہاسپٹل کو روانہ کر دیا۔ اسکی نیک بخت بیٹی بھی چاہتی تھی کہ خود بھی ساتھ جاکر اپنے پیارے باپ کی تیمارداری مین حصہ لے مگر یہہ بالکل غیر ممکن تھا۔ وہ ایسی زار زار روتی تھی کہ بیان سے باہر۔ تمام کیمپ مین اوسنے رو رو کر شور مچا دیا۔ میری دانست مین وہ عورت غالباً مخبوط الحواس ہو گئی ہو۔ دوسرا ایک مولوی نہال احمد نامی متوطن خورجہ معہ بیوی کے آئے تھے۔ مولویصاحب عارضۂ اسہال مین جہاز ہی پر مبتلا ہو گئے۔ ڈاکٹر محمد یعقوبصاحب نصیر الدینصاحب انڈسنز لاہوری نے بہت کچھ علاج کیا مگر بے سود۔ غرض بیماری ایسی ہی رہی اون کی بیوی بہت بے قرار تھی چارہ نتھا علاج جاری رہا۔ قرنطینہ مین کسی رحمدل نے غالباً اس خیال سے کہ شاید بیماری اسکو نہ لگ جائے جھکے سے رپورٹ کر دی بس کیا تھا ڈاکٹر آیا اور فوراً اکشان کشان مولوی صاحب کو کامران کے ہاسپٹل مین روانہ کر دیا۔ اب جو اونکی بیوی کا حال تھا اوسی نیک بخت عصمت مآب خاتون سے پوچھا جائے۔ یا وہ شخص اس تکلیف اور بُرے وقت کو محسوس کر سکتا ہے جسکو ایسا موقعہ پیش آیا ہو یعنے اُسکا بیمار شوہر اوس سے علیحدہ کر دیا گیا اور اسکو طاقت اور قدرت اسکی خدمت کرنے کی نہتے پر بھی ترکی حکام نے اسکے ساتھ اسکو جانے کی اجازت نہ دی۔ غرض وہ بیچاری بہت حیران و پریشان رہی۔ مگر کسی نے اسکی فریاد نہ سُنی۔ بیمار اور قریب الموت شوہر سے اسکو جدا کر دیا گیا اور اسکی کوئی فریاد نہین سنی گئی۔ ہائے افسوس شفاخانۂ کامران کا حال تو خدا ہی پر روشن ہے کہ دوائی بھی ہے یا نہین۔ ایک کامران سے آیا اسکے پیر پر زخم ہو گیا تھا ہائے دوست و ہمدرد عزیز ڈاکٹر حاجی محمد یعقوب صاحب سے دوائی مانگی۔ ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ ہاسپٹل سے کیون تم اپنا علاج نہین کراتے جواب دیا کہ جب دوا ہی نہین ہے تو علاج کیا کراؤن۔ اگر اوسکا قول صحیح ہو تو پھر ان بیمارون کو اونکے عزیز دوستون سے جدا کرکے وہان لیجانا۔ دوائی کا نہونا زبان کی ناواقفیت کسقدر تکلیف کا

مقام ہے۔ "مُردہ بدست زندہ" تو ہوتا ہی ہے مگر یہان اُس سے بھی بدشکل نظر آئی یعنے "زندہ در گور" کا معاملہ ہے مسکین حاجیون کے مصائب اور تکالیف مین سے یہہ بہت بڑی تکلیف ہی کہ ترکی حکام ہندیون کو مجسم طاعون وہیضہ سمجھتے ہین۔

مین نے ہندوستان مین بھی زمانۂ طاعون مین دوچار قرنطینہ دیکھے مگر ایسا ظلم کسی قرنطینہ مین نہین دیکھا گیا جو ایک اسلامی سلطنت اپنے ہم مذہبون پر روا رکھتی ہے۔ جولارپیٹ کے کیمپ مین جو صوبہ مدراس مین واقع ہے ایک وقت مجھے اتفاق ہوگیا تھا کہ ایک شیرخوار بچہ کو بخار آگیا منتظم کیمپ نے حسب ہدایت ڈاکٹر ۸ آدمیونکو جو اوس بچہ کے ساتھ تھے یعنے اوسکے مان. باپ بہن بھائی وغیرہ اونکی درخواست پر اوتار لیا اور آٹھ آدمیون کا راشن یعنے خوراک ہماری سرکار دولت مدار روزانہ مفت دیا کرتی تھی۔ واللہ مین بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ترکی گورنمنٹ کی شکایت نہین کرنا چاہتا ہون مگر اُن دونون مظلوم عورات سے جنکا ذکر مین نے ابھی کیا ہے کوئی دریافت کرلے تو جو کچھ وہ کہینگی یقینا سچ ہوگا۔

مولوی نہال احمد صاحب کا دو روز بعد کامران مین انتقال ہوگیا (خدا غریق رحمت کرے) اونکی بی بی کو میت کے دیکھنے کی اجازت ملی تھی۔ وہ بہت روتی رہی لوگون نے سمجھا سمجھا کر تسلی دی۔ کامران کے عربون نے تجہیز وتکفین مین حصہ لیا۔ مگر کسی کو کیامپ سے جانیکی اجازت نہ ملی شاید یون کہنا درست ہے کہ کسی نے مارے خوف کے اجازت ہی نچاہی۔

وایس کانسل حدیدہ شہر حدیدہ مین انگریزی وائس کونسل رہتا ہے ایام حج مین کبھی کبھی خود اور اپنے کلرک کو اکثر کیمپ کو روانہ کر کر دریافت حالات کرتا ہے دستور کے موافق ہمارے ایام اقامت قرنطینہ مین ایک مسلمان کلرک شاید پنجاب کا باشندہ ہے آیا۔ ۳ نومبر کی شام کو مین نے اسکو باہر جالی کے کٹھرے سے دیکھکر اسکے پاس جاکر سلام کیا۔ اوسکے ہمراہ ایک ترکی پولس مین تھا

لوگون نے اقسام کی شکایتین پیش کین۔ مگر وہ سب کا ایک ہی جواب دیکر فنفرد بنا کہ "یہان کا قرنطینہ ہزار درجہ بمبی کے قرنطینہ سے اچھا ہے اور یہان بہت آرام ہے" جب پانی کی شکایت ہوی تو کہنے لگا کہ "ہزار ہا حاجی ابتک آئے اور چلے گئے کسی نے بھی ایسی شکایت نہین کی۔ اب تعجب ہے کہ تم کرتے ہو مین کچھ نہین کرسکتا۔ اگر کچھ کرنا ہے تو ہندوستان جاکر اخبارون مین شور وپکار مچاؤ۔ شاید گورنمنٹ کچھ خیال کرے"۔ آفرین ہے ایسے سرکاری عہدہ دار پر کہ اوس نے ڈر کے مارے ترکیون کی طرفداری کی مگر جسکا وہ نوکر ہے (یعنے گورنمنٹ برطانیہ) اسکی اسقدر رعایا کے وجہی شکایات کو سننا تک اسکو ناگوار گذرا۔ اوسوقت مولانا عبدالباری صاحب لکھنوی نے بھی پانی کی شکایت کی۔ اور ترکی چاؤش بھی کھڑا اُسن رہا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم لوگو ۔ ابجے دن تک کسی کو پانی کا ایک قطرہ نملا۔ حاجیون نے بہت شور وفریاد مچائی مگر کون سنتا ہے فغان حجاج + فہر حجاج بجان حجاج + ترکی چاؤش یہی سمجھا کہ ہندیون نے پانی کی شکایت اپنے وائس کونسل سے کی ہے ہم انکو ۱ ابجے دن تک ایک بوند پانی نہین دینگے بھلا دیکھین تو یہ کیا کرسکتے ہین۔

اے رب العلمین! تو ان مسلمان آفسرونکو جو ایک اسلامی سلطنت کے (جسکے بادشاہ کو ہم اپنا روحانی خلیفہ مانتے ہین) ملازم ہین نیک توفیق اور نیک راہ عطا کر۔ بہت سے حاجیون کو مین نے اُس وقت نہایت استقلال سے یہہ کہتے سنا کہ موافق لا تتحرك ذرة الا باذن الله جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے حکم سے اور اوسکی خواہش سے ہے ہمکو صبر اور شکر کرنا اور اسکی راہ مین ثابت قدم رہنا چاہئے۔ ای خدا ہم تیرے مہمان ہوکر جا رہے ہین اور تو اپنے عاجز اور بیکس مہمانون کی تکالیف کو دیکھتا ہے اونپر رحم کر رحم کر۔ سوای تیرے دنیا مین کوئی انکا خبر گیران نہین ہے ایسے موقعون پر برٹش گورنمنٹ کے احسانات جو مسلمانون پر ہین یاد آجاتے ہین۔ اس میری تحریر کو غالبًا ناتجربہ کار لوگ برٹش گورنمنٹ کی جانب خوشامدانہ تحریر سمجھینگے۔ میرے معزز ناظرین اس سے

پہلے میرا بھی ایسا ہی خیال تھا کہ ہمکو اپنی گورنمنٹ مین بعض ناخدا ترس حکام کی بے توجہی سے کسی قدر تکلیف ہوتی ہے اب تجربہ نے ثابت کر دیا کہ ہمکو اس سے بڑھکر تکلیف ایک اسلامی سلطنت مین جسکے فرمانروا کو ہم اپنا روحی خلیفہ سمجھتے ہین کامران سے لیکر سرزمین حجاز بلکہ ارض مقدس مین اوٹھانی پڑتی ہے۔ کاش مسلمانان ہندان تکالیف کو محسوس کر کے باقاعدہ گورنمنٹ برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ سے اپیل کرین۔ تو غالبًا دونون گورنمنٹین حتی الامکان ان تکالیف کے رفع کرنے مین ضرور کوشش کرینگی۔

قرنطینہ کی مسجد ہر کیمپ مین دروازے کے باہر ایک پھونس کی مسجد بھی ہے جہان ایک امام منجانب ترک مقرر ہے وہی اذان دیتا اور امامت بھی کر لیتا ہے۔ زیادہ لوگ جب کیمپ مین ہوا کرتے ہین تو ا نہیں سے کسی ایک عالم یا فاضل شخص کو نماز کیلئے کھڑا کر دیا کرتے ہین۔ صبح کی نماز سے عشا تک مسجد کھلی رہتی ہے عشا کی نماز کے بعد جب کیمپ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تو مسجد مین بھی کسیکو نہین رہنے دیتے ہین۔ جائے تنگ رہنے کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنے اپنے جھونپڑون کے پاس ہی جماعت سے نمازین پڑھ لیا کرتے تھے۔ بہت کم لوگ مسجد کو جاتے تھے۔ چار پانچ جگہ اچھی خاصی جماعت ہوا کرتی تھی۔ رنگون کے سیٹھ جانماز یعنے صفین اپنے ہمراہ رکھے ہوے تھے۔ جہاز پر بھی وہ بڑی بڑی دریان نماز کے لئے بچھایا کرتے تھے جس سے نماز کے لئے بہت آسانی تھی۔

کامران کے لوگ سیاہ فام بے ڈول اور بدرو لیکن کسیقدر خلیق اور ایماندار ہین۔ یہان جو افسر نظر آیا کرتے ہین ا ونمین زیادہ تر گریک یونانی ہین جو فرنچ زبان کرتے ہین گدھون کے سواے اُن کے پاس سواری کو کچھ نہین ہے۔ یہان کے لیڈی ڈاکٹر کی زبانی ہے کہ ہمقام کی آب وہوا اچھی ہے اور قرنطینہ کے واسطے نہایت مناسب ہے۔ اس جزیرے کی زمین بھی

جو ریت جمع ہے وہ بالکل دریائی جانوروں کے ہڈیوں کی ہے اور چونکہ روں کا بڑا ٹیلہ ہے
اس کو بغور دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنگھ۔ کوڑی۔ گونگھا اور مچھلی وغیرہ اقسام کی ہڈیوں
سے مجتمع ہو کر ایک اونچی جائے ہو گئی ہے اور اُن میں پتھر کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ جن
جھونپڑوں میں ہم رہا کرتے تھے انکی زمین بالکل ریتیلی تھی۔ اور ریت کا ہونا بہت ہی سودمند ہے
اس وجہ سے کہ یہ ریت ہر قسم کی رطوبت کو فوراً جذب کر لیتی ہے چاہے حجاج جسقدر پانی
ڈالیں اور نرچیزیں پھینکیں بالو کی قوت جاذبہ سے وہ بالکل خشک ہو جاتی ہیں اور عفونت
ہونے نہیں پاتی۔ اس جزیرے میں رطوبت زیادہ ہے۔

آفسران خسرو کیلئے سرٹیفکٹ میری ۲۲ سالہ ملازمت میں تقریباً سو دفعہ سے زائد جہاز
پر سوار ہونے کا اتفاق ہوا ہے مگر میں نے آجتک کسی جہاز کے ملازموں کو نہیں دیکھا کہ مسافروں
سے اپنی نیک چلنی یا خوش برتاؤ کا سرٹیفکٹ لیا ہو۔ مگر اس جہاز خسرو کے آفسروں نے باین خیال
کہ وہ ایک ایشیاٹک کمپنی کے ملازم ہیں ہم ہندیوں سے سرٹیفکٹ لینا چاہا یا اُنھوں نے جنکو
خصوصیت کے ساتھ آرام ملا تھا سرٹیفکٹ دیا ہو۔ مضمون سرٹیفکٹ یہ تھا " ہم مندرجہ
ذیل دستخط کنندگان اسبات کا اقرار کرتے ہیں کہ جہاز خسرو کے جملہ آفسروں نے ہمسے اچھا برتاؤ
کیا اور ہماری ہر ایک واجبی شکایت پر توجہ کی۔ ہم اُن سے بہت خوش ہیں" سب سے اول مولوی
محمد عبد الباری صاحب نے دستخط کیا۔ جنھوں نے عدن میں سب سے پہلے کمپنی کے خلاف مضمون
تیار کیا تھا جو کسی جگہہ درج کیا گیا ہے۔ اوسکے بعد رانی صاحبہ جہانگیر آباد کے طرف سے کسی نے
اُردو میں دستخط کر دیا۔ اور بعد بیٹھوں نے دستخط کئے۔ اور پھر عرب سید حسن مکی کی معرفت سارے
کیمپ بھر میں ہر ایک خواندہ و ناخواندہ شخص کے پاس دستخط کیواسطے وہ کاغذ پھرا یا گیا مجھے تعجب
اور تعجب کے ساتھ سخت افسوس ہوا کہ اونمیں بہت سے ایسے دستخط تھے جنھوں نے جہاز پر کمپنی کے

خلاف شکایات کی تعین۔ میرے پاس بھی بغرض دستخط سید حسن عرب وہ کاغذ لایا مین نے حقارت کے ساتھ اس کاغذ کو واپس کر کے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور یہی کہا جو کچھ مجھے لکھنا ہوگا وہ مین اپنے روزنامچہ مین لکھہ لونگا۔ اور بروقت ضرورت پبلک کے پیش کرونگا۔ دو روز تک کاغذ برابر کیمپ مین پھرا کیا۔ جب میرے پاس آیا تھا تب اوسپر تقریباً ڈیرہ سو آدمیون کے دستخط تھے جنکو چار یا پانچ آدمیون نے لکھدیا تھا۔

قطار اون حاجیون کے لئے جنھون نے اعلیٰ درجہ کا ٹکٹ لیا ہو اس قطار کے اندر کھڑے رہنا کسقدر ناگوار ہے۔ یہی نہین کہ قطار مین کھڑا کیا جاتا ہے۔ بلکہ صبح اور شام برابر ایک ایک گھنٹہ ہماری اسلامی گورنمنٹ کے بدولت پاخانہ اور پیشاب بھی بند کرنا پڑتا ہے۔ مین نے دیکھا کہ چند سندہی عورات ۴ نومبر کی شام کو رفع حاجت کیلئے سمندر کے کنارے پر گئی تھین۔ عرب ملازمون نے یہان جنکو گارجین کہا جاتا ہے ترکی پاشی کے اشارہ پر اون عورتون کو بغیر اونکی حاجت رفع ہونے کے وہان سے کھینچ لایا۔ ہماری مہربان گورنمنٹ درجۂ اعلےٰ کے مسافرون کو ریل مین جہان کہین میڈیکل انسپکشن ہوتا ہے قطار کی حاضری سے معافی دیتی ہے ڈاکٹر خود ریل کے اندر جاکر اعلےٰ درجہ کے مسافرون کو دیکھا کرتے ہین۔ علاوہ اسکے درجۂ سوم کے زنانہ مسافرون کو بھی اونکے پاس ہی جاکر لیڈی ڈاکٹر ملاحظہ کیا کرتی ہے۔ شاید ترکی گورنمنٹ کا یہ خیال ہو کہ جب وہ ہر ایک حاجی سے خواہ وہ کسی درجہ کا کیون نہو ایک ہی متعینہ رقم وصول کرتی ہے تو پھر کیون امتیاز کیا جائے۔ میری رائے مین درجۂ اعلیٰ کے مسافرون سے کچھ زیادہ فیز لیکر اون کے درجہ کے موافق اونسے سلوک کیا جائے۔

ترکی گورنمنٹ کو ضرور ہے کہ مستورات کی گنتی کے وقت پردے کا خیال رکھے کامران مین قطار کے وقت کسی قسم کا لحاظ عورتون کے ساتھ نہین کیا جاتا ہے۔ نہ کوئی عورت

مقرر ہے کہ ان پردہ نشین عورات کی گنتی لیا کرے۔ ڈاکٹر خود گنتا ہے اور ترکی آفسر مجید دگنتا ہر
پھر اور ملازم الگ گنتی کرتے ہین ایک یا دو گھنٹے تک ان پردہ نشینونکو صف مین کھڑا کیا جاتا ہے
بیچار یان خدا کی مہمانین اپنا برقعہ اوڑہی ہوی چپ چاپ کھڑی ہوتی ہین۔ جنکے ہمراہ شیر خوار
بچے ہوتے ہین اون کو اس حاضری مین سخت تکلیف ہوا کرتی ہے۔ بچے بھی اونکے ہی گود مین
رہا کرتے ہین۔

شاید گورنمنٹ علیہ عثمانیہ اس گنتی کے لئے عورتون کا رکھنا اسلئے ضروری نہ
سمجھی ہو کہ جیسے ترکی عورات بیساختہ برقعہ سے اِدہر اُدہر پھرا کرتی ہین اسی طرح ہندوستانی
مستورات کی نسبت بھی خیال کیا گیا ہو۔ مگر ابھی چند سال تک ترکون کو اس خیال سے باز رہنا چاہئے
اوسکے بعد شاید انکا یہہ خیال درست نکلے کیونکہ بمبئی مین ابھی سے کچھ کچھ مسلمان عورتین بازارون
ٹرام کارون مین بغیر برقعہ کے یا برائے نام برقعہ کے ساتھہ دیکھی گئی ہین۔

جہاز کے ٹکٹونکا واپس لینا ۴ رنومبر کو جہاز کے آفسرون نے آنکر قرنطینہ سے کل ٹکٹ
واپس لے لئے۔ اکثر یہی دیکھا گیا کہ جہاز پر ٹکٹ واپس لینے کا قاعدہ ہے۔ شاید یہان لینے مین
اونھون نے کچھہ مصلحت اور آرام دیکھا ہوگا۔ اب کیا تھا کل حجاج بے ٹکٹ تھے جہاز پر سبھونکا
حق برابر تھا کون کہہ سکتا تھا کہ تم کسدرجہ کے مسافر ہو بہتون نے تو جہاز پر واپس آکر درجہ اول مین
بستر اجما دیا۔ کوئی پوچھنے والا نتھا۔

۵ رنومبر کو قطار کی پکار کے ساتھہ پاسپورٹ کی مانگ بھی ہوی۔ ترکون نے
قبل از وقت شور مچانا شروع کردیا۔ لوگون کے حوائج ضروری بند کرادئے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ دس مین
ایک کا پاسپورٹ برائے نام دیکھکر واپس کردیا گیا۔ بھلا اس بیجا تکلیف دہی سے کیا نتیجہ۔

شفاخانہ کامران سنا گیا کہ ٹرکش ہاسپٹل کا انتظام بہت اچھا ہے۔ صاف اور ستھری جگہ

دوائیاں بکثرت موجود ہیں۔ چارپائیاں بہت عمدہ قرینہ سے بچھی ہوی ہیں۔ اون پر سفید چادریں اور کمبل بچھائی گئی ہیں جب کوئی بیمار ہاسپٹل میں جاتا ہے تو اوسکا روپیہ اور نقدی ڈاکٹر قرنطینہ لیکر رکھ لیتا ہے صحت یاب ہوے پر اوسکو واپس دیدیا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ وہاں فوت ہوجائے تو اوسکی تجہیز و تکفین کے اخراجات جاتے باقی شاید اُس کے ورثا کو دیدیا جاتا ہو۔

جنرل ڈاکٹر قرنطینہ ۲ نومبر روز دوشنبہ مطابق ۱۴ ذوالقعدہ۔ آج صبح ہی سے کیمپ کی صفائی ہونے لگی۔ سنا گیا کہ اصلی ڈاکٹر یعنی کل کیمپونکا جنرل ڈاکٹر آنے والا ہے ۹ بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب کی سواری ٹرالی کے ذریعہ پہنچی جو ایک شریف ترکی افسر معلوم ہوتا تھا۔ ہمارے کیمپ کا ڈاکٹر گریک تھا اوسنے ٹوپی اوتار کر سلام کیا۔ پھر دونوں نے ملکر کیمپ کا ملاحظہ کیا اور بچون کو سبز ٹکٹ دینا شروع کیا جنکا فیز قرنطینہ معاف تھا اوسکے بعد سفید ٹکٹ تقسیم ہونے لگے۔ جن پر بیس پیاسٹر کا عثمانی ٹکٹ چسپان تھا جسکے تین روپیہ ۱۲ ہوے۔ اب لوگونکو امید ہوگئی کہ آج انشاء اللہ خلاصی ہوجائیگی۔ مگر اس بدانتظامی کو خیال کیجئے کہ آج کسیکو پانی کا ٹکٹ ہی نہیں ملا۔ آج جنھون نے روپیہ خرچ کیا انکو تو پانی ملا جو غریب تھے وہ پیاسے رہگئے۔ یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جسروز جہاز سے اُترتے ہیں جہاز والے پانی نہیں دیتے۔ اور جب سوار ہوتے ہیں اوس روز کیمپ والے پانی نہیں دیتے۔ دو روز غرباء کو پانی کی سخت تکلیف رہا کرتی ہے ان دونوں باتوں کو حج کمیٹی و محافظ حجاج ضرور خیال رکھنا چاہئے۔ زیادہ حصہ اس میں غریبون کا تکلیف اوٹھاتا ہے۔

قرنطینہ سے رہائی ۱۲ بجے کے بعد آج حجاج جہاز پر سوار ہونے کی تیاری کرکے کیمپ سے روانہ ہوگئے۔ اس حساب سے ہم لوگون نے ۹۶ گھنٹے رات ودن ملاکر کامران کے قرنطینہ

مین گذارے - کوئی شخص کامران کی آب وہوا کی وجہ سے بیمار نہین ہوا جملہ ۴ بیمار شفاخانہ کو روانہ کئے گئے تھے جنمین ایک فوت ہوگیا دو واپس آگئے - اور ایک شفاخانہ ہی مین رکھ لیا گیا تھا - اگر کوئی شخص کمپ کے اندر فوت ہوجاتا تو غالبًا میعاد قرنطینہ کی بڑہجاتی - ۵

جواز حاجی یکے میر د بہینہ * نہ کہ رامنزلت ماندنہ مرا * نمی بینی کہ گاوی دہلیت ار * بیالاید ہمہ گاوان دہ را

بس اکی موت سے دونی ہوئی میعاد * قرنطینہ کا ہی دستور ایسا * عجب ہیم ورجا کی یہ جگہ ہے * زبان پر الحفیظ والامان تھا

مین یہہ لکھنے بھول گیا کہ بمبئی سے عدن تک جہاز پر کوئی موت واقع نہین ہوئی مگر دو بچے قوم میمن مین پیدا ہوے - ایک تو مرگیا دوسرا زندہ رہا جسوقت کامران پہنچے ہین تو دونون جانین بھی قرنطینہ مین اتاری گئین - ترکیون نے کوئی لحاظ اونکا نہین کیا دو یا تین روز کی زچاؤن کو جہاز کی سیڑھیون پر سے اترنا اور پھر سمندر کے تلاطم مین کشتیون پر سوار ہوکر کنارے تک آنا کسقدر تکلیف کا باعث ہے -

لیڈی ڈاکٹر قرنطینہ سنا گیا کہ تھوڑی سی بخشش پر لیڈی ڈاکٹر نے کسی عورت کو پانی مین نہلایا بہت یون ہی برائے نام دو چار بوندین بطور کھیل تماشے کے اوپر چھڑکی گئین - بیچارہ گھر مین داخل ہوتے وقت مستورات کے پاس ضرور ایک روپیہ کا خوردہ ہونا چاہئے جسطرح سے اپنا کام نکال لیا جاسکتا ہے -

۶ رنومبر کی شام تک کل آدمی جہاز پر سوار ہوگئے بجز بیگم صاحبہ اور اونکی پارٹی کے - شام کو دو ترکی افسر جہاز پر آکر لوگون کے حالات دریافت کرتے رہے خصوصًا بیگم صاحبہ کا نام دریافت کیا تو اونکے ملازمون نے زیب النسا بیگم صاحبہ بتلایا - کہان کے حاکم اور فرمانروا ہین کسقدر ملک اون کے تحت حکومت ہے دریافت کرتے رہے - لوگون نے مختلف قسم سے بیان کیا - آج ہر ایک خوش اور بشاش نظر آتا تھا قرنطینہ سے نکل آنے کی ہر ایک خرد وکلان کو بہت خوشی تھی جہاز پر سے

قرنطینہ کامران کے جھونپڑیون کو الوداعی نظر سے دیکھا کرتے رہے۔

۷ رنومبر سہ شنبہ مطابق ۱۵ ذوالقعدہ علی الصباح جو لوگ کیمپ مین رہگئے تھے آ گئے حاجیون نے حجامت بنوائی اور غسل کرنا شروع کردیا۔ آج جہاز والون نے بھی قرنطینہ والون کی دیکھا دیکھی پانی دینے مین اپنی عادت سے زیادہ کمی کردی۔ اور ہر وقت یہی کہا کرتے تھے دیکھا تم کو کیمپ مین پانی کا آرام تھا یا جہاز مین۔ تم مسلمان ہو اور ترکی گورنمنٹ مسلمان ہے کسقدر تمکو آرام ملا یعنے کل طعن آمیز باتین کیا کرتے تھے۔

آج ہر حاجی کے ہاتھ مین کتاب مناسک الحج تھی جتنی کتابین تھین اوتنی قسم کی باتین کرتے رہے اوسوقت کا بھی ایک عجیب منظر تھا۔ اب وہ وقت آنے والا تھا کہ جہان بادشاہ اور فقیر ایک ہی لباس مین ایک ہی طریقہ پر اوس مالک حقیقی کے روبرو جانے والے ہین جس نے انسان کو خواہ وہ سلطان روم ہی کیون نہو اتنی اجازت نہین دی کہ وہ اپنے بدن سے ایک بال بھی توڑ سکے یا میل دور کرسکے اور یہ ثبوت اس امر کا ہے کہ ہم مین کوئی چیز ہماری نہین پس ہم محض ناچیز ہین اور وہ مالک حقیقی اُسکا ہے۔ آج کامران سے حسینی جہاز جو بصرہ سے آیا تھا قرنطینہ کی میعاد پوری کرکے ہمسے آگے جانب جدہ روانہ ہوگیا۔

جہاز خسرو کو بھی اجازت روانگی ملگئی۔ اور ضروری کاغذات کپتان جہاز حاصل کرنے کے بعد ۳ بجے دن کے ہم بھی کامران سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ تقریبًا ایک گھنٹے تک جہاز کی حالت معمولی رہی اسکے بعد ہوا کا زور ہوا اور جہاز بہت ڈولنے لگا۔ اسقدر رہا کہ تمام دلون کی کسر ۴ گھنٹون مین نکل گئی۔ ہر ایک شخص بستر پر پڑ گیا نمازین بہتون نے بیٹھکر پڑھین۔ اکثر حجاج نے شب کا کھانا نہین کھایا۔ سمندر مین تلاطم زیادہ رہا خدا خدا کرکے ۹ بجے شب کے پھر سکون ہوا۔ اور لوگ آپسمین باتین وغیرہ کرنے لگے۔ گرمی بھی کسیقدر زیادہ رہی۔

مقبرہ شیخ اعراقی بن حسنؒ یہ مقبرہ ہمارے کیامپ سے جانب شمال مغرب تقریباً آدھ میل کے فاصلہ پر دکھائی دیرہا تھا۔ دراصل یہ ایک مسجد ہے اور اوسکے صحن مین ایک بزرگ کا مزار ہے اوس مزار کے نزدیک اون کے دو صاحبزادون کی قبرین ہین۔ مین نے تو صرف دور ہی سے اوسکی زیارت کی ہے۔ مگر میرے چند احباب اجازت حاصل کرکے وہان گئے تھے اونکی زبانی جو حالات معلوم ہوے ہین یہہ ہین۔ مقبرے کے گرداگرد اور بہت سی قبرین ہین۔ یہہ بزرگ جنکا اصلی نام معلوم نہین ہے شیخ اعراقیؒ کے نام سے مشہور ہین۔ اُنکو برادر حضرت پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رضہ کہتے ہین۔ آپنے یہان چلہ کشی کی تھی۔ دیگر ترکی عہدہ دارون کی قبرین بھی بہت سی ہین۔ ایک چھوٹا اور خوشنما باغ ہے جسمین طرح طرح کی خوب صورت روشین پھولون کی کیاریان موجود ہین۔ ایک درخت ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مرحوم بزرگ نے اپنے ہاتھون سے لگایا تھا۔ اوسکا پھل سیب کے مانند مگر نہایت سخت ہے کھایا نہین جاتا۔ چار کوئین ہین جنکا پانی شیرین مگر کسیقدر ململا ہے۔ اس پانی کی نسبت لوگونکا یہہ خیال ہے کہ وہ آب شفا ہے ہر ایک مرض کے لئے دوا ہے واللہ اعلم۔

یلملم یلملم ایک قریہ کا نام ہے جو جبل سعدیہ کے دامن مین مکہ معظمہ سے یمن کے رستہ پر تقریباً ۵۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور کامران سے ۲۲۰ میل طے کرنے پر جبل سعدیہ دکھائی دیتا ہے اسطرح ۱۰ میل فی گھنٹہ چلنے والا جہاز ۲۲ ۱/۲ گھنٹے مین جبل سعدیہ کے محاذی مین پہنچ جاتا ہے جب جہاز اوس محاذی پر آتا ہے تو کمانڈر جہاز مذہبیہ سیٹی (یعنے وزل) کے حجاج کو اطلاع دیتا ہے گویا یہہ مقام میقات حرم یمن اور ہندوالونکا ہے۔ اس حکم مین تو کسیکو کوئی کلام یا عذر ہو ہی نہین سکتا۔ مگر بحساب جغرافیائی دیکھا جائے تو جتنا فاصلہ صحیح نقشہ پر یلملم سے مکہ کا ہے اوتنا ہی جدہ سے ہے اگر کوئی شخص جدۂ شریف کو داخل ہونے سے زرقبل بھی احرام باندہیگا تو وہ کسی حد سے

حد میقات پر بغیر احرام کے گذرنے کا مجرم نہین بن سکتا۔ اگر حالت احرام مین اوسکے قواعد کی پابندی کر سکتے ہین تو کہین سے باندہ لین۔ مین نے نقشہ مین یلملم اور جدہ وغیرہ اچھی طرح سے دکھا دیا ہے نقشہ دان اوسکو خوب سمجہ سکتے ہین یہہ کوئی فرضی نقشہ نہین ہے جسپر اعتماد نکیا جائے۔

۸ نومبر روز پنجشنبہ مطابق ۱۶ ذوالقعدہ۔ آج صبح سے لوگون نے غسل کرنا نوافل پڑہنا اور احرام باندہنا شروع کر دیا جسکو دیکھو خندہ رو اور خوشی مین بھرا ہوا نظر آتا تھا اور ہر جانب سے لبیک کی آواز آرہی تھی۔ برہما کے سیٹھون نے قبل از میقات حرم یعنے یلملم نظر آنے کے گنٹھون پہلے احرام باندہ لیا۔ آج خدا کے مہمانون کی عجیب حالت تھی کسی نے بڑے ترکش توال سے کسی نے لانگ کلاتھ یعنے لٹھے سے کسی نے ململ سے احرام باندہ لیا۔ سب کے سر کھلے تھے اور بدن پر دو ٹکڑے کپڑون کے پڑے تھے۔ یہہ مجال نتھی کہ ایک سر مو خلاف حکم خدا و رسول کرین۔ شام تک سبھون نے احرام باندہ لیا۔ مین نے بھی بعد عصر غسل کر کے احرام باندہ لیا۔ مین نے اپنا تہ بند خاکی رنگ کا رکھا تھا اوپر ایک ترکش توال بڑا اوڑہ لیا۔ ادہر جہاز والون نے مبارکباد دیتے ہوے لفظ بخشش کو زبان سے نکالنا شروع کیا۔ ایکطرف جہاز کا کرانی روپیہ وصول کر رہا تھا مہتمم آب بھی ایکطرف ہاتھ پھیلائے ہوے مانگ رہا۔ دوسرے ادنی ملازم مہتر وغیرہ بھی انعام انعام کا نعرہ لگا رہے تھے۔ بغرض جہاز پر ایک ایسی خوشی مچی تھی کہ جسکا بیان نہین ہر کوئی بشاش نظر آتا تھا۔ نائی نے ۸ سے کم مین کسی کی حجامت بنانا گناہ کبیرہ خیال کر لیا تھا۔ میری اوسنے دو وقت حجامت بنائی تھی۔ مین نے ایکروپیہ دیا تو بڑی کراہت کے ساتھہ قبول کیا۔ آج گرمی زیادہ رہی۔ ہوا کم تھی۔ شام تک کوئی کنارہ نظر نہین آیا۔

۹ نومبر جمعرات مطابق ۱۷ ذوالقعدہ۔ آج بقیہ حجاج جنھون نے کل کا روز احرام نہین باندہا تھا سبھون نے باندہ لیا۔ کنارے کے پہاڑ آج ۹ بجے دن سے نظر آنے لگے۔ یہہ ساحل یمن اور نجد کے پہاڑ تھے۔ کپتان جہاز نے سیٹی جہاز کی بجائی اُس سے یہہ مراد تھی کہ یہہ مقام میقات حرم ہے احرام

باندھ لو۔

آج اتفاق سے ایک میت جہاز مین ہوگئی۔ کوئی سو برس کی عمر کا بوڑھا جو مدت سے کسی قدر کمزور و بیمار تھا۔ انتقال کر گیا۔ اوسکو نہلا کر کفن پہنا کر ایک کرسے لو ہا باندھ دیا۔ اور جب سمندر مین اسکو چھوڑنے لگے تو جہاز کی رفتار بھی کم کر دیگئی۔ خداوند کریم اسکو غریق رحمت کرے۔

غسل خانے جہاز کے ایسے دور روز سے بھرے ہوئے تھے کہ ایک منٹ کو بھی خالی نرہتے میرے خیال مین تقریباً نوسو حاجیون نے بھی غسل کیا ہوگا جنمین تقریباً سو آدمیون نے تو جہاز والون کو کچھ دے دلا کر آب شیرین سے غسل کر لیا اور باقی حجاج نے سمندر کے کھاری پانی سے غسل کر لیا اوسوقت مجھے اون عورتون پر بہت رحم آتا رہا جو بیچاریان غسل کرنا چاہتی ہین مگر وہان کوئی انتظام پردہ کا نتھا۔ غرض کسی نہ کسی طرح سے بہتون نے یہ مرحلہ بھی طے کر لیا۔ شام کو ساحل جدہ نظر آگیا۔ مگر ہمارا جہاز تمام شب بحراحمر مین گشت کرتا رہا۔ بمبئی سے جدہ ۲۲۶۵ میل اور سویز سے ۶۴۵ میل کے قریب ہے۔ سویز سے ۸۰ گھنٹے مین خدیویل جہاز ڈاک کا پہنچتا ہے۔ جہاز سویز سے ہر جمعرات کو نکلتا ہے اور جدہ سے بھی جانب سویز اسی روز روانہ ہوتا ہے۔

ساحل جدہ | ۱۰ رنومبر روز جمعہ مطابق ۸ ذوالقعدہ۔ آج لوگون کو علی الصباح یہ انتظار تھا کہ جدہ کے پہاڑ نظر پڑینگے آخرش اونکے انتظار کا عمدہ نتیجہ یہ نکلا کہ جہاز خسرو ۹ بجے کے قریب بندرگاہ جدہ کے کسی قدر فاصلہ سے لنگر انداز ہوگیا۔ حاجیون نے لبیک لبیک کی صدائین اور خوشی کے نعرے ہر جانب سے بلند کئے۔ جہاز بندرگاہ پر لنگر کئے ہوئے تھوڑی دیر نگذری تھی کہ کثرت سے کشتیان دوڑ پڑین اور چارون طرف سے آکر جہاز کو گھیر لیا۔ ترکی ہیلتھ آفسر مع عملہ کے جہاز کے نزدیک آیا سیڑھیون کے پاس جہاز خسرو کا ڈاکٹر معہ کلرک کے کچھ کاغذات لیجاکر اوسکو بتا یا دہ کاغذات کا ملاحظہ کرنے کے بعد جہاز کے اوپر آگئے۔ ضروری معائنہ کے بعد حاجیون کو بندر پر اترنے کی اجازت دیدی گئی۔ حکم ملتے ہی غرض

کشتیان جہاز کے اوپر آ گئے۔ اُدہر مسافرون نے بھی بلا لحاظ زینہ کے اپنا اپنا اسباب بامداد کشتیبانان رسیون سے باندہ باندہ کر ہر طرف سے اتارنا شروع کردیا۔ جدہ شریف کے اکثر میمن اور سورتی سیٹھ جنکے احباب یا رشتہ دار جہاز خسرو مین آئے تھے اون کو لینے کے لئے کشتیون کا بندوبست شہری سے کر کرآئے۔ غرض جہاز خسرو کے مسافر مع اسباب وغیرہ کے ایک بجے تک اوتر گئے بعضون کو جمعہ جدہ شریف مین ملا اور بعضے نماز جمعہ سے محروم رہگئے کشتیان جہاز سے بندرگاہ کی طرف جب آئین تو جہاز ذرا فاصلہ پر کھڑا رہا۔ یہہ ساحل بہت خطرناک ہے جا بجا پہاڑ اور پتھر پانی مین نظر آتے ہین بڑی ہوشیاری سے کشتی کو چلاتے ہین۔ ہماری کشتی ساحل کے نزدیک آتے ہی ترکیون نے کشتی کو ٹھہرا کر گنتی لینا شروع کیا جب گنتی ہوگئی تو کشتیبان کا نام لکھکر آگے بڑہانیکا حکم دیدیا اور کرایہ فی کس سرکاری طور پر ۱ ار مقرر ہوا حکم سنتے ہی کشتیبانون نے کرایہ وصول کرنا شروع کردیا۔ فقط ۱ ار فی کس دیئے گئے اور ہمسے کوئی بخشش وغیرہ مانگی نہین گئی نہ کشتیبانون نے کوئی تکلیف دی اوسکے بعد کشتی گھاٹ پر جاکر کھڑی ہوگئی۔ گھاٹ پر چند عرب صراحیان بغل مین دابے اور بلورین گلاس ہاتھ مین لئے ہوے شربت شربت پکارتے نظر آئے۔ جدہ کی بلند وخوشنما عمارتین جہاز پر بہت دور سے نظر آتی تھین اور ہم بیتاب تھے کہ اونکی خوشنمائی دل بھر کر پاس سے جاکر دیکھین۔ ہماری تمنا کو بہت جلد خدای تعالی نے قبول فرمایا اور ہمکو جلد تر اون مکانات تک پونچادیا قبل ازین ہم اونکے نظارے سے اپنی آنکھین سیر کرین ہمکو اور ایک مرحلہ طے کرنا باقی رہا۔ جب کشتی جہاز سے آکر گھاٹ پر لگی تو مسافر اوتر گئے مگر سامان تو کلا علے اللہ کشتی مین ہی چھوڑ دیا گیا حجاج اپنا اپنا پاسپورٹ ہاتھ مین رکھے ہوے تھے۔ یہان تین دروازے مین پہلے دروازے سے بصرہ سے آئے ہوے مسافر داخل ہوتے ہین۔ درمیانی دروازے سے ساحل بمبئی سے آئے ہوے حجاج داخل کئے جاتے ہین تیسرے یعنے آخری دروازے سے مصر سے آئے ہوے مسافر اندر کئے جاتے ہین۔ اوس وقت

صرف دو جہاز حاجیون کے ساحل جدہ پر لنگر انداز تھے۔ ایک حسینی جو بصرہ سے آیا تھا دوسرا
جہاز خسرو بمبئی سے۔ جس دروازے سے ہم اندر داخل ہوے ایک ترک کھڑا ہوا تھا اوس نے
پاسپورٹ کی آدہی نقل پھاڑکر اپنے پاس رکہہ لیا اور آدہی ہمارے حوالہ کردی اوسکے بعد ہمکو ایک
چھوٹے دروازے پر لایا گیا جہان آدمیون کا ہجوم بکثرت تھا وہان ہمکو دو رسیدین دی گئین جنپر
بیس بیس قرش کا عثمانیہ ٹکٹ چسپان تھا۔ جدہ مین کسی قسم کا محصول نہین لیا گیا۔ جو کچھ لیا گیا وہ ہمارے
ٹکٹ بمبئی مین شامل تھا۔ اسبات سے ہمکو بہت آرام رہا ورنہ ہر جگہہ روپیہ دینے کا کام پڑتا ہمکو تین
رسیدین ایسی ملین ایک کامران اور دو جدہ مین جن پر ۲۰-۲۰ قرش کے عثمانی ٹکٹ چسپان تھے
اس حساب سے ۶۰ قرش کے ٹکٹ یعنے ۹ لعہ کے ہوے۔

معلم جدّہ جب ہم اندر دوسرے دروازے کے داخل ہوے ہمین معلّمین ومطوفین اور
اون کے صبی وغیرہ بیٹھے ہوے نظر آئے۔ گویا ایک بڑی خاصی جماعت اپنے اپنے مقررشدہ
ضلعون کے حاجیون کو لینے کی غرض سے جمع تھی۔ ہمسے دریافت کیا گیا کہ تم کس ملک کے ہو ہمین
نے اور حاجی عبدالغفور صاحب بنگلوری نے اپنا وطن بتایا ہم چودہ آدمی اور تین خورد سال بچے تھے
ہمکو ہمارا معلم سید عبدالرحمن شلی جو مکہ سے آیا تھا اپنے قبضہ مین لیکر ایک مطوف کو ہمارے اوپر
مقرر کردیا۔ اور ہم باہر کی طرف نکالے گئے۔ اسوقت تک ہم آزاد تھے۔ مگر میری رائے اور تجربہ مین
جب سے ہم معلمون کے پھندے مین پھنس گئے ہماری آزادی مین فرق آگیا۔ ناظرین کو آگے اس کا
پورا ثبوت ملجائیگا۔ تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ شیخ عبداللہ ومحمود حسین مطوف پنجابی زرا نیک آدمی ہین لوگ
تعریف کیا کرتے تھے۔ یون تو جبکہ آپ زیادہ روپیہ دینگے وہ آپ کی مدارات کریگا مگر اخلاقاً یہ
لوگ اچھے بتائے گئے۔

جب ہم باہر جانے لگے تو سارہ ہماری گنتی لیکر پاسپورٹ کے مطابق ہمکو چھوڑ دیا گیا

یہان پر انگریزی کانسل کا ایک کلرک پاسپورٹ کے مطابق گنتی لیکر چھوڑا کرتا تھا۔ جب یہ سب مرحلے طے ہوچکے معلم کے ملازم نے کہا کہ چلو تمھارا اسباب کہان ہے کشتی سے ڈھونڈھکر نکالین۔ اب سامان کی کشتی کو ڈھونڈھتے ہین تو اوسکا کہین پتہ نہین ہے۔ آخر بڑی مشکل سے کشتی کو خود ڈھونڈھکر نکالا۔ سبحان اللہ یہان کا انتظام ایسا عمدہ ہے کہ باوجود اسقدر افراتفری کے کوئی سامان گم یا ضائع نہین ہوا۔ مین یہان کے ترکی انتظام کا دل سے مداح ہون۔ ناظرین یاد رکھین کہ جسطرح جہان کا انتظام مین دیکھونگا اوسیطرح لکھونگا۔ میرے پر طرفداری یا بیجا خوشامد یا ترکی گورنمنٹ پر بیجا اعتراضات کا دھبہ نہ لگائین۔ سفرنامہ میرے خیال مین وہی ہے جو اصلی حالات اور چشمدید واقعات پر مبنی ہو ورنہ وہ ناول سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

کیا مجال ہے کہ کوئی شخص بغیر پاسپورٹ کے یہان سے گذر جائے۔ جسکے پاس پاسپورٹ نہوا وس سے مبلغ چھے روپیہ بطور جرمانہ کے لیکر نیا پاسپورٹ دیا جاتا ہے۔ گنتی اس قاعدہ سے ہوتی ہے کہ بالکل صحیح تعداد حاجیون کی جوجدہ شریف سے ہوکر جاتی ہے معلوم ہوجاتی ہے اگر کوئی سامان کسیکا گم ہو تو یہی سمجھنا چاہیئے کہ مسافرون کی بے اعتدالیون سے کھو گیا ہے۔ نہ اوسپر اپنا پتہ ہوتا ہے نہ کسی قسم کا نشان لگایا جاتا ہے۔ اسطرح سے دوسرونکے سامان مین اپنا سامان مخلوط ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر کوئی سامان یہان گم ہوجائے تو پھر اوسکے ملنے کی امید ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ کشتیون سے اسباب نکالکر گاڑیون مین ڈالتے ہین پھر وہان سے کسٹم ہوز یعنے چنگی خانہ کو لیجاتے ہین۔ ترکی افسران چنگی بعد ملاحظہ اسباب کو باہر لیجانے کی اجازت دیتے ہین اور سامان کو بھی کچھ نہین دیکھتے ہین۔ برای نام ذرا ادھر ادھر دیکھکر چھوڑ دیتے ہین۔ میرا سامان تو اونھون نے کچھ دیکھا ہی نہین فقط زبانی بیان پر اکتفا کرکے آگے بڑھنے کی رخصت دیدی۔ مال گاڑیون مین لادکر چنگی خانہ تک لایا جاتا ہے اوسکے بعد چنگی خانہ کے اندر قلی لیجاتے ہین

اور پھر قلی باہر لاکر اون ہی گاڑیون مین لادیتے ہین گاڑی چنگی خانہ کی دوسری طرف سے اگر جدہ ہر مال نکالا جاتا ہے اُدہر موجود رہتی ہے۔ اگر اس مقام پر ذراسی غفلت کروگے تو مال ہمیشہ کے لئے تمسے جدا ہو جائیگا۔ پھر اوسکا پتہ بھی نہین ملیگا۔ قلی بہت چالاک ہوتے ہین اگر مال کھو نہین جائیگا تو دوسرون کے مال کے ساتھ ملجانیکا ضرور اندیشہ ہے۔ اس لئے اس جگہہ پر اپنے مال کی آپ حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ ترکی افسران چنگی نہایت اخلاق سے پیش آتے ہین جب اون کو کسی قسم کا شبہ ہوتا ہے تب ہی کھولکر دیکھتے ہین۔ ورنہ پاس کردیتے ہین۔ تمباکو پر کسی قدر محصول لیتے ہین۔ یا مال تجارت پر زکوۃ لیا کرتے ہین۔ یہہ سب کارروائی سے فرغت ہوتے ہوتے عصر کا وقت ہو چکا۔ مین نے مکان اپنے جدہ کے وکیل محمود بسونی کی معرفت کرایہ پر لے لیا۔ کل مدراسی حجاج اوسمین اتر گئے اوس نے مہربانی سے سب سے اوپر کا کمرہ جو کسیقدر سجا سجایا تھا جسمین دو چار تو شکین اور تکئے عرب کے دستور کے موافق لگے ہوے تھے میرے حوالہ کر دیا۔ مکان چار منزلہ تھا۔ بہت پرانا اور قریب گرنے کے تھا۔

قلیون کا کرایہ قلیون کا جہاز سے کشتی پر اسباب اُتارنا اور پھر کنارے سے چنگی گھر تک گاڑی اور کولی پر لیجانا۔ پھر چنگی گھر سے گاڑی مین ہمارے مکانون تک جو دو منزلہ اور چار بلکہ پنج منزلہ تک تھے اوپر لیجانا ان سب محنتون کے لئے فی کس ۸ ریالون کہوکر بارہ صندوق اور پندرہ بنڈلون کو جملہ آٹھہ روپئے دئے گئے۔ میری رائے مین یہہ بالکل کم تھا۔ شریف مکہ نہر ہائنس سید حسین پاشا کو خداوند کریم اسکا اجر دے کہ اس سال ہر طرحکی راحت اور بیفکری رہی۔

سنا گیا کہ گذشتہ ایام مین فقط جدہ ہی مین فی حاجی آٹھہ یا دس روپیہ ان تمام باتون کے لئے دینا پڑتے تھے جواب ایک روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ مین ہو جاتا ہے۔ اسگلے سفرنامے ملاحظہ ہون۔

جب میرا سامان وغیرہ ٹھکانے سے لگ گیا تو بازار سے روٹی منگواکر کھائی۔ جدہ شریف میں کھانے کی بہت سی دوکانیں ہیں۔ گوشت۔ روٹی۔ چاء۔ چانول۔ آچار۔ پنیر وغیرہ میسر ہوتی ہے قیمت موسم حج میں جیسے موقعہ ملتا ہے دوکاندار کھینچنے میں کوئی کسر اوٹھا نہیں رکھتے ہیں میں نے ایک ایرانی کی دوکان میں جو چونگی کے قریب ہے صرف چار روٹی اور ایک رکابی اُبلا ہوا گوشت جسمیں گھی نام کو نہیں تھا فقط چربی سے بنا ہوا تھا خریدا تو اوسنے مجھ سے قیمت ۴ لئے۔ میوہ یہاں کسیقدر ارزان معلوم ہوا۔ انار۔ کھجور۔ خربوزہ۔ سنترا۔ نارنگی کشمش۔ سیب۔ انگور۔ انجیر وغیرہ سب یہاں دیکھے گئے۔ اور مناسب قیمت پر ملتے ہیں۔

جدہ میں ہندی رباط یہاں پر فقط دو رباطیں ہندوستانیوں کے لئے ہیں ایک حضرات شیعہ کی مجلس فیض حسینی کی طرف سے ایک نواب رامپور کی طرف سے۔ اول الذکر کا انتظام قابل تعریف و لایق تقلید ہے۔ نوابصاحب کی رباط مختصر اور مرمت طلب ہے۔ جدہ جیسے شہر میں یہہ دو رباطیں ہرگز مکتفی نہیں ہیں۔ کم از کم یہاں دس یا بیس رباطیں ہونا چاہئے تھیں۔ اگر اولوالعزم مسلمانان ہندوستان اسطرف اپنی توجہ کو منعطف کرینگے تو کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر سچ پوچھئے میں تو رباطوں کے عوض مکانات کرایہ پر بنوا دینے سے بھی وہی بات ہوسکتی ہے بلکہ اسکی آمدنی سے مکانوں کی مرمت ہوسکتی ہے۔ غیر ملک ہونیکی وجہ سے رباطونکا انتظام ہو نہیں سکتا۔ تاوقتیکہ فیض حسینی جیسی ایک مجلس اہل سنت والجماعت کی وہان قائم نہو جائے۔

عرب کا مختصر جغرافیہ مجھے یہاں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے حالات بیان کرنے سے پہلے مختصر جغرافیہ عرب کا بیان کرون تاکہ ناظرین کو آیندہ حالات کے سمجھنے میں کوئی دقت نہو۔ جو کچھہ کہ گذشتہ اوراق میں لکھا گیا وہ اپنی سرگذشت تھی اب ہم اپنے اصل ملک کو پہنچے میں جس سے ہمارے سفرنامہ کو لگاؤ ہے۔

جس ملک کا سفرنامہ ناظرین کے پیش کیا جاتا ہے اوسکی بزرگی کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ اسمین ہمارے پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے۔ ام البشر حضرت حوا علیہا السلام یہان آرام فرما رہی ہین۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرونکا زیادہ حصہ سرزمین عرب و شام مین ہوا اور وہین آرام کر رہے ہین۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ چہل ابدال کا مقام ملک شام ہے۔ سب سے بڑھکر فضیلت اس ملک کو یہ ہے کہ خاتم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین بظاہر دنیا سے رخصت فرما گئے مگر مدینہ کی مقدس زمین مین تشریف فرما ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ ملک عرب بشمول عراق جسکا عرض البلد یعنے لاٹی ٹیوڈ کرۂ ارض کے خط استوا کے ۱۲ درجہ سے شروع ہو کر چونتیس درجہ تک جانب شمال چلا جاتا ہے۔ اور مقام گرینچ یہہ ایک مقام لنڈن مین ہے جہان روی زمین پر سب سے بڑی آبزرویٹوری یعنے رسدخانہ ہے اس مقام ہی سے روی زمین کو ۳۶۰ درجون مین تقسیم کیا گیا ہے اور اس رسدخانہ ہی سے حساب لانگی ٹیود کا شروع ہوتا ہے۔ جو حصہ کے گرینچ کے مشرق طرف ہے اوسکو مشرقی لانگی ٹیوڈ یعنے طول البلاد اور مغرب طرف کے حصہ کو مغربی لانگی ٹیوڈ کہتے ہین۔ غرض ملک عرب مشرقی لانگی ٹیود کے ۴۲ درجہ سے شروع ہو کر ۶۰ درجہ تک جسکے زیادہ سے زیادہ حصہ کا طول جنوب مشرق سے شمال مغرب کے طرف پندرہ سو میل اور عرض سب سے چوڑے حصہ کا مشرق سے مغرب کی طرف تیرہ سو میل ہے جسکا رقبہ تقریباً بارہ لاکھ میل مربع ہے۔ جو ممالک متحدۂ امریکہ سے ڈیڑھ حصہ اور ملک فرانس سے ۶ گنا بڑا ہے۔ جسکا جزیرہ نما ہندوستان کے جزیرہ نما سے تو کیا بلکہ روی زمین پر سب سے بڑا جزیرہ نما ہے جسکی سطح ریتی۔ باریک کنکر اور چونہ کے پتھرون پر شامل ہے اور کہین کہین پتھر کی چوٹیان ایسی تیز اوٹھی ہوی ہین جن سے کوہ آتش فشان کا گمان ہوتا ہے اسی باعث اس ملک مین برسات کی کمی اور غیر آباد و ناقابل گذر صحرای ریگ کا حصہ ہے۔ آبادی کا اندازہ

کرنا بہت مشکل امر ہے محققان عرب نے تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ نفوس کی آبادی بتائی ہے۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

قبل اسکے کہ مین ملک عرب کا جغرافیہ لکھون یہہ لکھدینا بھی مناسب سمجھتا ہون کہ مسلمان فن تاریخ وجغرافیہ کے موجد ہی نہین بلکہ ان دونون فنون کو علم فلسفہ کے درجہ تک پہنچانے والے بھی وہی ہین۔ عربون نے دنیا کے معلوم شدہ حصہ کے کسی خطہ کے جغرافیہ وتاریخ کو دنیا سے پوشیدہ نہ رکھا۔ مگر آج وہی مسلمان ہین کہ ملک عرب کے جغرافیائی حالات سے محض بیخبر ہین اور کل اسلامی دنیا مین ایک بھی کتاب کسی مسلمان مصنف کی ایسی موجود نہین جس سے ہمکو جزیرہ نماے عرب کے پورے حالات معلوم ہون حالانکہ ہر سال لاکھون حاجی سرزمین حجاز مین جاتے ہین اور اونمین سے کئی ایک اپنا اپنا سفرنامہ بھی لکھتے اور شایع کرتے ہین مگر اون سفرنامون مین جیسا کہ مین اوپر لکھ چکا ہون بجز اپنی مصیبتون اور ملاقاتون وغیرہ کے اور کوئی مفید عام مضامین نہین ہوتے۔ گو مین بھی یہہ نہین کہہ سکتا کہ اس سے آگے چلکر جو کچھ کہ مین لکھونگا وہ کہانتک مفید عام ثابت ہوگا۔

ملک عرب کے حدود اربعہ وقدرتی تقسیم جزیرہ نماے عرب کے جانب مشرق وجنوب بحر عرب۔ شمال مشرق پر پرشین گلف یعنے خلیج فارس ومملکت فارس۔ جانب شمال ارض معدین یعنے ملک شام وفلسطین۔ اور جانب غرب بحیرہ احمر واقع ہین۔ جنوب کے طرف عدن کا حصہ ہے جو انگریزون نے ۱۸۴۲ء مین سلطان وقت سے لیلیا تھا جسکو ہنٹرلیانڈ کہتے ہین۔ جسکی حدبندی بذریعہ ترکی وانگریزی کمیشن کے ہوچکی ہے۔

تقسیم صوبجات ملک عرب تین صوبون پر منقسم ہے (۱) صوبہ یمن (۲) صوبہ عمان (۳) صوبہ حجاز۔ یہہ تینون صوبجات گورنمنٹ عثمانیہ کے زیر اقتدار ہین۔ وسط عرب مین بہت سے خودمختار قبائل ہین جن کا علیحدہ علیحدہ امیر ہے جو حکومت کرتا ہے۔ علاوہ اون کے ایک

حصہ نامعلوم عرب کا اسقدر بڑا ہے کہ آجتک اوسکا حال کسی مہذب یوروپین قوم کے افراد کو باوجود اسقدر کوشش کے بھی معلوم نہوا جسکا ذکر مین نامعلوم عرب کی سرخی سے کرونگا۔

ندیان سرزمین عرب مین کوئی ندی نہین ہے اور اوس کے پہاڑی نالون مین سے ایک بھی ساحل تک نہین پہنچ سکتا۔ کم ازکم وہ خشکی پر سے ساحل تک نہین آتے۔ ملک عراق مین یا فرات و دجلہ یعنے ٹگرس مشہور دریا مین جنمین بہت دور تک جہازرانی بھی ہوتی ہے۔

نہرین نہ عرب مین کوئی نہر ہے بجز نہر زبیدہ کے جو سرزمین حجاز سے گذر کر مکہ معظمہ کو سیراب کررہی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی زمین دونہرین یعنے کاریزین مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ یمن۔ حسا۔ نجد اور حجاز مقدس مین ہین جنکا شمار مشکل ہے۔

وادیان ملک عرب مین سینکڑون وادیان ہین جو خشک پڑی ہین۔ البتہ موسم برسات مین وہ بھی چند روز کسیقدر پانی ان وادیون مین بہا کرتا ہے۔ اکثر راستے انھین وادیون مین سے ہوکر گزرتے ہین۔ مناسب مقام پر مین نے ان وادیون کے نام معہ مقامات کے درج کیے ہین۔ یہہ بھی سنا گیا کہ بعض مقامات مین سالہا سال تک پانی نہین برستا ہے۔ عربستان ہمیشہ خشکی۔ گرمی اور کم خیزی مین مشہور رہا ہے۔

منظر ملک عرب کا عجیب و غریب منظر ہے کہین اونچی اونچی سربفلک چوٹیان نظر آتی ہین۔ کہین سینکڑون میل تک صاف لق ودق میدان دکھائی دیتے ہین جنمین سوائے چند بکھرے ہوے چھوٹے چھوٹے درختون کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی۔ یا کہین ریت کے ٹیلے قدرتی طور پر ہوا سے اوڑکر جمع ہوگئے ہین۔ بعض مقامات پر مجھے سراب کا تماشا دکھائی دیا جو میلون پانی ہی پانی نظر آتا تھا مگر تھا وہ خالی ریت کا میدان۔

مذہب خدا کا فضل ہے کہ ملک عرب مین فقط ایک مذہب اسلام ہے سوای اوس کے

اور کوئی مذہب نہین ہے۔ اسلام مین جیسے ائمہ اربعہ کے مقلدین ہین اوسیطرح ملک عرب مین پیروان مذہب حنفی۔ شافعی۔ مالکی و حنبلی ہین۔ صوبہ نجد مین فرقہ وہابیہ کے پیرو بھی بہت ہین سوائے ان کے اہل شیعہ بھی کسیقدر قبائل بدویہ سے مدینہ منورہ مین رہتے ہین جنمین اسماعیلیہ فرقے کے شیعہ کثرت سے ہین۔ یہان مذہبی جھگڑا ہرگز نہین ہوتا۔

قبائل عرب عرب مین سینکڑون قبیلے ہین جنکے علیحدہ علیحدہ نام ہین اونکی تعداد معہ نامون کے اور کسی جگہہ دونگا۔

آب وہوا ملک عرب کی آب وہوا گرم وخشک ہے۔ سردی مین زیادہ سردی اور گرمی مین زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ ماہ جولائی مین کل جزیرہ نما مین شدت کی گرمی ہوتی ہے اور ساحل بحر پر گرمی کی سختی ناقابل برداشت ہوجاتی ہے۔ نجد کی آب وہوا مفید صحت ہے۔ وسط عرب مین بادسموم کی وجہ سے ناقابل برداشت اور مضر صحت۔

شکار مجھ کو عرب کے ملک مین کوئی شکار نظر نہین پڑا۔ کہین کہین ہرن کے بچے حجاز ریلوے پر سے دکھائی دیئے۔ مگر سنا گیا کہ پہاڑون کے نزدیک کبھی کبھی شیر بھی نظر آتے ہین۔ اور کسی قسم کا بڑا جانور شکار کا نہ دیکھا نہ سنا۔

جنگل عربستان مین کسی قسم کا جنگل ہندوستان کے موافق نہین البتہ کہین کہین زیتون کے درخت ببول کے درخت وہ بھی بکھرے ہوئے ایک ایک دو دو دیکھے گئے۔ مدار اور آگ کے درخت بھی کہین کہین نظر آئے۔ گاؤن کے نزدیک البتہ کھجور یا مہندی کے درخت نظر آتے ہین۔ گورنمنٹ ریزروڈ فارسٹ نہین ہے۔ حجاز ریلوے کے اجراء سے لکڑی کا زیادہ حصہ ملک شام سے عرب کو آتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جنگل بھی ایسا نہین ہے کہ جسپر جنگل کا اطلاق ہوسکے۔

ریت ریتی عرب مین کثرت سے ہے۔ اور وسط عرب مین ریگ کے پہاڑ بن گئے ہین

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کبھی ہوا سے ریتی اُڑ کر مثل پہاڑون کے جمع ہوگئی ہے تقریباً
آدھا عرب ریت سے پر ہے۔ موقعہ پر جہان کہین مین نے ریت کے پہاڑ دیکھے ہین۔ لکھونگا۔

بارش عرب مین بارش کم ہوتی ہے اور جب ہوتی ہے تو بڑے زور و شور سے گھنٹہ
دو گھنٹہ برس کر تھم جاتی ہے۔ بارش ہونے سے پہلے طوفان ہوا کا روز ہوتا ہے۔ یہان کوئی آلہ
برسات کے ناپ کا نہین دیکھا گیا۔ ورنہ اوسکا مقدار بھی معلوم کر کر لکھ دیتا تھا۔

پہاڑ عرب مین بہت پہاڑ ہین پہلے جیسا کہ ہم سنتے تھے ملک عرب بالکل ہموار میدان یا
رگستان ہے۔ میرے خیال اور تجربہ اور تحقیقات سے تو یہ بات غلط ثابت ہوئی۔ اس ملک
مین بہت بڑے بڑے اور اونچے پہاڑ ہین۔ جنکے نام مع بلندی سطح سمندر سے کسی اور جگہ
لکھے گئے ہین۔ عرب کے پہاڑون پر جنگل نہین ہے۔ بالکل صاف اور خشک پہاڑ ہین۔ اکثر ان
مین پتھرون کے ہین۔ رنگ برنگ کے پتھر ان پہاڑون پر میسر آتے ہین جبل عقیق جسکے پتھرون
سے مسجد نبوی کی عالیشان عمارت تیار ہوی مشہور و معروف پہاڑ مدینہ منورہ کے نزدیک ہے
جبل قرہ مکہ معظمہ اور طائف شریف کے درمیان ہے۔ بڑا اونچا پہاڑ دور سے دکھائی دیتا ہے
مکہ کے جنوب مین ۸ ہزار فیٹ تک بلند پہاڑ دیکھے گئے جو یمن تک چلے گئے ہین۔ اکثر یہ پہاڑ
غیر آباد ہین مگر کہین کہین بدوی لوگ درون یا دامن مین بسے ہوے نظر آئے ہین اور دریافت
کرنے سے پتہ چلا ہے کہ نجد اور وسط عرب مین بدو قبایل پہاڑون پر ہی رہا کرتے ہین۔

کنوئین کنوؤنکا عرب مین زیادہ رواج ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے سوا اور سب جگہ پانی
کسیقدر کھاری ہوتا ہے سبحان اللہ مدینہ منورہ کا پانی اس قدر لذیذ۔ شیرین اور سرد ہوتا ہے
کہ دوسری جگہ ایسا پانی ہرگز میسر نہین ہوسکتا۔ ہر ہر گاؤن مین کنوئین ہین۔ باغات کو بھی ان
کوؤن کا پانی ہی دیا جاتا ہے بعض کوئین بہت گہرے ہوتے ہین اور اکثر کنوؤنکا پانی بالکل

"دیر" ہی ہوتا ہے جس گاؤن کے ساتھ لفظ "بیر" شامل ہو ضرور خیال کرلو کہ یہان کوئی مشہور قدیم کنواں ہے۔ یا کنوین کے بانی کے نام کے ساتھ وہ گاؤن موسوم کیا گیا ہے۔ سفر عرب مین ہر سیاح کے پاس تقریبًا ۵۰ ہاتھ اچھی مضبوط رسی ضرور ہونا چاہیئے تاکہ وقت پر دوسرونکے محتاج نہون۔

باشندے | عرب خوبصورت متوسط قد و قامت کے ہوتے ہین۔ ان مین اکثر دیانتدار، مہمان نواز، خوش خلق۔ بامروت۔ خوش پوشاک اور خوش خوراک دیکھے گئے۔ عربون کا لباس عمومًا نہایت فاخرہ ہوتا ہے لنگی جسکو تہ بند کہتے ہین یہان اوسکا رواج نہین ہے۔ یہی حال مستورات کا ہے۔ آبادی سے باہر پہاڑون پر یا دامن کوہ یا وادیون مین کپڑے کے ڈیرے تانکر خانہ بدوش بدو آباد ہین جو عرب کے اصلی باشندے ہین۔ مگر کسیقدر بدرو اور بدمزاج مگر ایماندار و دیانت دار دیکھے گئے۔ قد و قامت مین بھی بدو لوگ یکسان نہین ہین۔ مگر کوئی شخص عرب مین خواہ وہ بدوی ہو یا عرب جسیم اور فربہ جیسے بخاری اور چرکسی ہین نہین دیکھا گیا۔ جو ساحل کے نزدیک رہتے ہین اونمین افریقی خون ملا ہوا ہے بعض بدوؤن کے بال گھونگروالے بھی دیکھے گئے۔ اور چہرہ افریقیون سے ملتا جلتا دیکھا گیا۔ اُن کی عورتین سب سیاہ فام آنکھین سرخ اور ناک کسیقدر دبی ہوی ہوتی ہے۔ یہ لوگ خالص فصیح عربی بولتے ہین۔ تندخوئی کے علاوہ زود رنج بھی ہین۔ ہر ایک کے پاس بندوق رہتی ہے جوتی بہت کم پہنتے ہین بلکہ بدوؤن کو مین نے جوتی پہنتے ہوے کم دیکھا ہے۔ مگر دور و دراز سفر کے لئے چپل پہن لیتے ہین۔ یہ لوگ آپسمین ایک دوسرے سے ہمیشہ خانہ جنگیون مین مشغول رہتے ہین شراب۔ زنا۔ شرک۔ بدعت بالکل نہین۔ یہی حال اونکی عورتون کا ہے۔ وہ اجنبی مرد سے منھ چھپاتی ہین۔ چہرہ پر اکثر سیاہ نقاب پڑا رہتا ہے۔ ناک اور پیشانی کے درمیان دوانیان یا کوڑیان یا سونیکی ایک پورنی لگی رہتی ہے۔

زبان | سارے عرب کی ایک ہی زبان عربی ہے مگر یمن۔ نجد۔ حسا، و الحجاز مین کسیقدر رد و بدل

کے ساتھ بولی جاتی ہے زیادہ تر جیم کی جگہ گاف کا استعمال ہوتا ہے۔ عورتین نہایت شیرین الفاظ مین گفت گو کرتی ہین۔ البتہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مین اب ترک زیادہ آباد ہو رہے ہین۔ جس سے ترکی زبان بھی ملکی زبان سمجھی جانے لگی ہے۔ اور اکثر عرب ترکی مین گفتگو کرتے ہین۔ جب شہری یا بدوی باہم گفتگو کرتے ہین تو ہر بات پر مرحبا۔ جزاک اللہ۔ بارک اللہ۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ نعم۔ طیب ایسے جملے اور کلمات زبان سے نکالتے ہین کہ جس کے سننے سے دل کو ایک طرح کی فرحت معلوم ہوتی ہے۔ مدینہ طیبہ مین اکثر دیکھا گیا کہ جب آپسمین جھگڑا ہوتا ہے تو تیسرا شخص فوراً صلّ علی النّبی کہکر چپ کرا دیتا ہے اوسوقت جھگڑا کرنے والے اور تماشہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے لگ جاتے ہین کی۔ مدنی۔ شامی یا بدوی کوئی ہو زبان سے فحش کلمات نہین نکلتا ہے بصوبہ مدراس کے طبقۂ ادنیٰ کے مسلمان لڑائی یا تھوڑے سے جھگڑے کے وقت اپنی زبان گندے الفاظ سے ناپاک کرتے ہین۔ یہہ بات وہان نہین ہے۔ عرب کی فصیح و بلیغ زبان کے سامنے دنیا کی کل مردہ زبانین لونڈیان ہین۔ ہزارون زبانین دنیا مین پیدا ہوئین اور مرگئین جنکا نام لیوا تک نرہا یہہ شرف فقط زبان عربی ہی کو حاصل ہے کہ قیامت تک زندہ رہیگی۔ مسلمانون کا قرآن شریف عربی۔ ہمارے نبی الامی عربی اور لسان جنت عربی ہے اس لئے عربی کا دنیا سے مفقود ہونا امر محال ہے۔ بدوین کی زبان زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ شہری عربون مین عجمی الفاظ مل گئے ہین۔ ہر ملک کے مہاجرین موجود ہین۔ لہذا قریب قریب فارسی۔ ترکی۔ جاوی اور روسی زبانین بھی لوگ بولتے ہین۔

لباس اہل عرب کا لباس یہہ ہے۔ سر پر عمامہ۔ بدن پر لانبا کرتا یعنے قمیص جو ٹخنون تک ہوتا ہے۔ پاجامہ شرعی اوپر عبا یا جوغہ۔ اوسپر ایک ریشمی کمر بند۔ بدوٗن کا لباس سر پر ایک رسی نما بالون کا گوچھا۔ بدن پر ایک کرتہ نیچے معمولی تہ بند۔ ان کو لباس کی پرواہ نہین ہے۔ خالص عرب

خواہ کیسا ہی غریب کیون نہو لباس فاخرہ پہنتا ہے۔ مستورات کا لباس قریب قریب ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر وہ عمدہ برقعہ اوڑہی ہوی رہتی ہین۔ اکثر عرب اب یوروپین طرز پر کالر اور ٹائی بھی لگاتے ہین۔ مگر ترکی ٹوپی کوئی عرب ہرگز نہین پہنتا۔ امرائے شہر خوراک کی طرح لباس مین بھی امتیاز رکھتے ہین۔ حریر۔ بانات۔ سوف اور دیگر اقسام کے بیش قیمت کپڑے پہنتے ہین۔ انکی ٹوپیان کلابتون اور ریشمی کام کی ہوتی ہین جنپر ایک عمدہ ڈوپٹہ ابریشمی یا چکن کے کام کا لپٹا ہوتا ہے خصوصًا شرفائے مدینہ نہایت خوش لباس ہین۔ شامی عربون کا نمبر دوسرا ہئ۔ مگر یہہ لوگ زیادہ تر حلبی ریشم کے کشیدہ کا کپڑا جسکو ہندوستان مین ڈھاکہ کہتے ہین استعمال کرتے ہین۔ عربی طلبا اور علما سر پر ترکی ٹوپی اوپر عمامہ باندہتے ہین۔

پیداوار عرب کی پیداوار ہندوستان کیطرح زیادہ نہین ہے۔ وسط عرب مین سوائے کھجور کے اور کوئی شئی نہین ہوتی۔ شہر طائف کے قرب وجوار مین میوجات بکثرت ہوتے ہین جو کل حجاز شریف کو جاتے ہین۔ تربوز اور انار تو طائف کا مشہور ہے۔ مدینہ طیبہ کے پاس گیہون کے کھیت مین نے دیکھے ہین۔ سیدنا حمزہؓ کے مقبرہ کو جاتے ہوے بہت گیہون کے کھیت ملتے ہین۔ چاول کہین نہین ہوتا۔ کھجور اور شہد یہان کا مشہور ہے۔ دور دور تک کھجور جاتے ہین۔ روی زمین پر ایسے کھجور کہین نہین ملتے۔ ہر ایک شئی باہر سے ہی آتی ہے۔ پانی کی قلت کی وجہ سے زیادہ اناج یہان نہین ہوتا۔ شمالی حجاز مین بھی گیہون ہوتے ہین۔ تبوک مین مین نے گیہون کے کھیت دیکھے تھے شام سے بہت سی چیزین آکر فروخت ہوتی ہین۔

آبادی عرب کی آبادی کس قدر ہے کوئی صحیح نہین بتا سکتا۔ یہان پر مردم شماری کا قانون نہین ہے۔ جو کچھ کہ بیان کیا جاتا ہی وہ سب قیاسی تحریرونکا اقتباس ہے۔ شریف مکہ کے ایک سکرٹری سے دریافت کیا تو اونھون نے یہی جواب دیا کہ بڑا مشکل اور اہم مسئلہ آپ مجھ سے دریافت

کرتے ہین۔ رفعت بے جسکا ذکر آیندہ آئیگا اون کے خیال سے کل ملک عرب کی آبادی بشمول قبائل خانہ بدوش بدوؤں کے جسمین عراق شامل نہین ہے دو کرڑ ڈیڑہ سے ہرگز کم نہین ہے بلکہ اور زیادہ ہو تو تعجبات سے نہین۔ تاہم سیاحان یوروپ نے جو اندازہ لگایا ہے اسکو لکھدینا مناسب سمجھتا ہون۔ ایک سیاح نے عراق کے سوا کل عرابتان کی آبادی کو ۵۰ لکھ بتایا ہے۔ کنین صاحب ایک کرڑ ڈیڑہ دس لاکھ اور البرٹس ریہیم ایک کرڑ دو پچہتر ہزار حساب کرتے ہین۔ غرض ان مین سے ۵۰ لاکہہ کو غلط سمجھکر باقی تینون کا اوسط لے لیا جائے تو کل آبادی ۱,۳۹,۱۷,۳۳۳ ہوتی ہے واللہ اعلم۔

صوبجات کی آبادی کا شمار یہ ہے۔ حجاز ۳۸۹۰۰۰ عمان ۱۹۵۵۵۵۵ حضر موت ۱۴۳۰۰۰۰۔ یمن ۲۹۰۰۰۰۰۔ بحرین و نجد ۳۸۰۰۰۰۰۔ یہ حساب یوروپین سیاحون کا ہے اسپر میرا اعتبار نہین ہے۔ میرے خیال مین آبادی اس سے زائد ہے کم ہرگز نہین۔

شہر اور گاؤن عرب مین مشہور و معروف شہر یہی ہین مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، طائف جدہ، یمن، صنعا، حدیدہ، موقعہ، بریدہ، ریاض، جوف، العقبہ اور قصبہ اور گاؤن کا حساب تو نہین لکھ سکتے۔ ہزارون دیہات اور قصبات ملک عرب مین موجود ہین۔

بیماری پیچش، بخار، کھانسی اور موسم مین ہیضہ و چیچک بھی ہوجاتا ہے۔ جنیون کو دھوپ کے ایام مین غشی کی بیماری بھی ہوتی ہے۔ برص اور جذام کے بیمار اس ملک مین بہت کم دیکھے گئے مین نے تو کسیکو نہین دیکھا۔ دریافت سے یہی ثابت ہوا کہ ان امراض کے بیمار فقط باہر والے ہوتے ہین۔ اہل ملک اسمین مبتلا نہین دیکھے گئے۔ امراض چشم یہان بہت ہین۔

خوراک یہان کی خوراک بہت ہلکی اور سادی ہے۔ زیادہ تر روٹی کا استعمال کرتے ہین

چانول بھی گاہ بگاہ کھا لیتے ہین مرچ زیادہ نہین کھاتے اور نہ کھٹائی کا استعمال کرتے ہین البتہ سرکہ ہر دسترخوان پر ہوتا ہے جو ایک قسم کی پتیون کے ساتھ آمیز کر کے کھاتے ہین۔ زیتون کا تیل اور اوسکے پھل کے آچار کا بہت استعمال کرتے ہین۔ عرب لوگ نہایت خوش خوراک ہوتے ہین۔ دس پانچ قسم کی ترکاریان اور دو چار قسم کے میٹھے ہر دسترخوان پر ہوتے ہین۔ عموماً نیچے بیٹھکر ایک مختصر چوکی روبرو رکھکر اوسپر کھانا کھاتے ہین۔ بعضے جو نئی تہذیب کے دلدادہ ہین وہ میز اور کرسی پر کانٹے اور چھری سے کھاتے ہین ورنہ بالعموم ہاتھ اور چمچے سے عربون کا کھانا ہوتا ہے عورت۔ مرد۔ بچے اور بڑے سب ملکر ایک ساتھ کھایا کرتے ہین۔ بازارون مین کھانے کا رواج بہت ہے۔

مویشی چوپایہ جانورون سے یہان اونٹ۔ خچر۔ گدہا۔ دنبہ۔ بھیڑ اور گائی بیل دیکھے گئے مگر بھینس مین نے کہین نہین دیکھی۔ گھوڑے عرب کے تو مشہور ہین۔ سنا جاتا ہے کہ اونکی نسل سوائے عرب کے باہر کہین نہین ہوتی۔

سکہ حجاز مقدس مین ہر ملک کا سکہ چاندی کا چلتا ہے۔ مگر انگریزی سکہ کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔ تانبہ کا سکہ سوائے سکہ عثمانیہ کے اور کسی سلطنت کا نہین لیا جاتا۔ مگر تار اور ڈاک مین فقط ترکی سکہ لیا جاتا ہے۔ انگریزی ساورن یعنے اشرفی ہر جگہ رائج ہے بالعموم ۱۵ روپیہ مین سب جگہ لے لی جاتی ہے مگر کبھی کبھی ۱۴ سے ۱۰ تک اسکا نرخ کم ہو جاتا ہے۔

انگریزی روپیہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تصویر کا ۸ دوانی مین اور وکٹوریہ آنجہانی کا ۷ دوانی مین چلتا ہے سکے روپیہ۔ دوانی۔ چوانی اور جو کچھ ہون بالکل نئے ہون ذرے سے گھسے ہوئے بالکل نہین چلتے۔

مجیدی ۲۰ غرش۔ نصف مجیدی ۱۰ غرش۔ ربع مجیدی ۵ غرش مین رائج ہے۔ جادی ریال ۲۰ غرش

پر چلتا ہے۔ ہندوستان سے چلتے وقت ہی ضرورت کے موافق دوائیاں۔ جو ائیاں بیجانا
مناسب ہے۔ انگریزی نوٹ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ مین خوشی سے لے لئے جاتے ہین مگر
کسیقدر بٹہ دینا پڑتا ہے۔

معدنیات معدنیات مین چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ سنگ موسی۔ سنگ سلیمانی۔ کرسن کا تیل
اور ابرک مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ مگر افسوس تو یہی ہے کہ گورنمنٹ عثمانیہ اوسکی طرف
بالکل توجہ نہین کرتی۔ سچ تو یہ ہے کہ معدنیات عرب کا حال جب تک جیالوجی طریق سے نہ دیکھا
جائے پورا نہین کہا جا سکتا۔ مجھ سے ایک عرب نے کہا کہ مدینہ منورہ کے نزدیک ایک سونے
کی کان ہے۔ واللہ اعلم۔

صنعت و حرفت مشرقی عرب مین اون اور روئی کے موٹے کپڑے بنے جاتے ہین
توڑے دار بندوق کسی زمانے مین بناتے تھے مگر اب اوسکا رواج نہین رہا۔ تین اور تانبے
کی چیزین بھی بناتے ہین۔ عربون سے سنا گیا کہ صوبہ عمان مین بندوق اور دوسرے آلات حرب
تیار ہوتے ہین۔ کارتوس اور بارود بھی بناتے ہین۔ سوتی اور ریشمی عمامے جن پر ریشمی کشیدہ
ہوتا ہے نہایت عمدہ تیار ہوکر ارزان فروخت ہوتے ہین۔ تسبیح اکثر یہان کی مشہور ہے۔ بدو لوگ
اونی سوف کا کام بہت عمدہ کرتے ہین۔ اپنے چوغے اور عمامے آپ خود تیار کرتے ہین مُہر مُن
نہایت عمدہ کندہ کرتے ہین۔ اور بہت ارزان فروخت کرتے ہین۔

تجارت تجارت یہان عمدہ ہو سکتی ہے سنا گیا کہ تخمیناً دو کروڑ روپیہ کا مال ہرسال ممالک
غیر سے آکر حجاز مقدس مین فروخت ہوتا ہے اور بہت سا مال یہان سے وسط عرب کو جاتا ہے
وسط عرب کو بغداد۔ بحرین۔ کویت اور شام سے بھی ہرسال لاکھون روپے کا مال جایا کرتا ہے
یمن اور عمان مین عدن و حدیدہ کے ذریعہ مال جاتا ہے۔ اور تخمیناً دس لاکھ روپیہ کا مال یہان سے

ممالک غیر کو جاتا ہے۔ دُنبے اور بکرون کی تجارت اسمین شامل نہین ہے۔ جو ہر سال موسم حج مین حرمین شریفین اور منا مین فروخت ہوتے ہین۔ اون کی تفصیل کسی اور مقام پر لکھی جائیگی۔

عرب قدرتی طور پر تجارت کے لئے عمدہ ملک ہے۔ تمام اقوام دنیا کے ساتھ براہ بحری و حجازی ریلوے کے بخوبی معاملہ ہوسکتا ہے۔ اندرونی تجارت اونٹون کے ذریعہ سے ترقی دیجا سکتی ہے۔ اگر حجاز ریلوے کا سلسلہ مکہ معظمہ اور طائف شریف سے صنعأ اور حدیدہ پر ملا دیا جائے تو روئے زمین پر تجارت کیلئے ایک وسیع منڈی قائم ہوجائیگی۔ عرب ہی نہین بلکہ اقوام یوروپ کے افراد بھی اس سے نفع حاصل کرسکتے ہین۔ پہلے اندرونی اونٹونکی تجارت پر رہزنی اور غارتگری کا خوف تھا۔ خداوندکریم ہز ہائنس سید محمد حسین پاشا شریف مکہ کو سلامت رکھے کہ ان دنون وہ رہزنی کا خوف بھی جاتا رہا۔ سنا جاتا ہے کہ موجودہ انتظام کے رو سے تھوڑے سے لیکر لکوکھا روپیہ تک کا مال حسب اطلاع حکومت مقررہ ٹیاکس دیکر روانہ ہو اگر وہ راہ مین لُٹ جائے تو پورا معاوضہ مالک کو شریف صاحب دلوائینگے۔ اس سے بہتر اور کیا انتظام ہوسکتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو اسکی مثال روی زمین پر نہین ملسکتی۔

تجارت کیلئے عربستان سے قہوہ۔ انعام کے گوند۔ ثمرہ۔ موتی۔ صدف۔ مرجان تسبیح۔ کھجور وغیرہ لیجاتے ہین۔ مسقط اندنون ہند و ایران کے مال کی بندرگاہ ہے۔

حکومت عرب کی حکومت دنیا کی حکومتون سے بالکل نرالی ہے۔ صوبجات حجاز۔ یمن۔ عمان و الحسار مین ایک ایک گورنر ترکی رہتا ہے۔ مگر آجکل حجاز کی ملکی اور فوجی حکومت شریف مکہ کے سپرد ہے۔ جسکو کامل اختیارات سنہ ۱۳۳۲ھ کے شروع سے دیدئے گئے ہین اور گورنر حجاز واپس بلوا لیا گیا ہے۔ شریف مکہ کی ماہوار تنخواہ ۱۲۷۵ عثمانی پونڈ ہے جو تقریباً سترہ ہزار

آٹھ سو تیس روپیہ ہندوستان کے ہوے۔ علاوہ اسکے توشک خانے کا کل خرچ گورنمنٹ کی طرف سے ملتا ہے۔ وسط عرب اور بدوی قبائل مین ایک شیخ ہر قبیلہ کا حاکم ہوتا ہے وہ زیادہ تر رسم و رواج قوم کی پابندی اور مذہب کی اطاعت و پیروی کرتا ہے۔ سیاست و تمدن کے قوانین کم ہین۔ عرب آزادی کے اسقدر شایق ہین کہ وہ کسی قوانین کی پابندی کرنا نہین چاہتے بدوی لوگ تو سواے اپنے نفس کی تابعداری کے اور کسی کی اطاعت کرنا عار سمجھتے ہین۔ شیخ کی حکومت اپنے قبیلہ ہی مین محدود رہتی ہے۔ اوسکو فقط یہی اختیار ہے کہ اگر کسی فریق کے ساتھ لڑائی ہو تو اوسوقت یہہ اوس فرقہ کا سردار مانا جائیگا اور بس۔ یا یہہ کہ کہین سفر مین ہو تو شیخ کا خیمہ اچھی جگہ نصب کیا جائیگا۔ اُس کے صلہ مین شیخ کو ہر ایک مہمان کی تواضع کرنی پڑتی ہے

ریلوے عربستان مین بجز حجاز ریلوے کے جو مدینہ منورہ سے شام کی طرف جاتی ہے اور کوئی ریلوے نہین ہے جسکا پورا ذکر احوال حرم ثلثہ مین کیا جائیگا۔ اب ترکی گورنمنٹ حدیدہ سے صنعا تک ایک ریلوے بنا رہی ہے جسکو فرنچ کمپنی تیار کر رہی ہے ۱۵ فروری ۱۹۱۲ع تک ۱۵ کیلومٹر تیار ہو چکی تھی مگر ترکی اور اطالیہ کی جنگ کی وجہ سے سردست کام ملتوی کر دیا گیا ہے۔ مین نے ایک معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ یہہ ریلوے حدیدہ سے صنعا تک تیار ہونے کے بعد اوسکی ایک شاخ بلاد نجران سے ہوتی ہوی بشا تراب و طائف سے ہوکر میدان عرفات سے گذرتی ہوی مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ کو چلی جائیگی۔ غالبًا مدینہ منورہ کو شرقی راستہ سے۔ غربی راستہ براہ رابغ ریل کے لئے موزون نہین ہے۔ اگر یہہ ریلوے تیار ہو جائیگی تو سلطنت ترکی کو اپنی فوجی نقل و حرکت مین بہت آرام ہو جائیگا اور بڑی آسانی سے شام اور ایشیای کوچک سے فوج ضرورت کے وقت یمن مین آسکتی ہے۔ میری رای مین آئندہ دس سال کے اندر اندر یہہ سب کچھ ہو جائیگا۔

سڑکین ملک عرب مین کوئی پختہ سڑک نہین ہے۔ قدرت نے اس قدر آسانی عطا کی ہے کہ سڑکون کے لئے جو چیزین مثل پتھر اور چونے کے ضرور ہین وہ سب کچھ ملک مین موجود ہے مگر حکومت کی عدم توجہی کے سبب ابتک کوئی سڑک نہین تیار ہوی۔ جدہ شریفہ سے مکہ معظمہ تک اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک بہت آسانی سے کم خرچ مین پختہ سڑک بن سکتی ہے سیاہ پتھر آسانی سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ میرے خیال مین ایک دفعہ اگر عمدہ سڑک بنادی جائیگی ۱۰ سال تک پھر مرمت کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اسقدر پتھر وہان کے سخت ہین گاڑیان آسانی سے اونٹ خچر یا گھوڑے کی چلسکتی ہین۔ پھر سمجھ مین نہین آتا کہ کیون اسطرف ابھی تک حکومت کا خیال نہین ہے وہی اونٹ کی مشکل اور دشوار سواری رکھی گئی ہے مکہ معظمہ سے میدان عرفات تک نہایت آسانی سے سڑک بن سکتی ہے مگر وہان بھی کوئی بند وبست نہین ہوا افسوس صد ہزار افسوس۔

ڈاک خانے عرب مین وسط عرب کے سوای یمن۔ عمان۔ الحسا و الحجاز کے صوبون مین بڑے بڑے شہرون اور قصبات مین ڈاک خانے موجود ہین جب سے حجاز ریلوے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے حجاز مقدس کو ڈاک اس ریلوے کے ذریعہ ہفتہ مین تین بار آیا کرتی ہے۔ مکہ معظمہ اور جدہ شریفہ کو براہ مصر بذریعہ جہاز ہفتہ مین ایک بار ڈاک آتی ہے۔ ڈاک خانہ کا انتظام ابھی پورا نہین ہے نہ منی آڈر سسٹم جاری ہے۔ رجسٹر خطوط جایا کرتے ہین عموماً ڈاک خانے کے اہل کار بہت سست ہین خطوط چپراسی کے ذریعہ تقسیم نہین ہوتے انشاء اللہ موقعہ پر پورا حال لکھونگا۔

تار برقی ملک حجاز مین تار ہے ہندوستان کے لئے دو راستہ ہین ایک براہ مصر دوسرا براہ ایران جو تار براہ طہران جاتا ہے وہ ارزان ہے۔ فی لفظ عہ؍ اور براہ مصر ۱۲؍ گذر۔ انتظام تار کا بھی اچھا نہین ہے۔ مگر تاہم غنیمت ہے پہنچتا ذرا دیر مین ہے۔ بزبان انگریزی۔ فرانس یا عربی تار روانہ کرسکتے ہین

کوڈ ور دو ہرگز نہین جاسکتا۔ مین اس سفر نامہ مین تار کے لیے خاص باتین لکھونگا۔

تعلیم | عرب کے صوبہ یمن اور الحجاز مین تعلیم کی زیادہ کوشش ہے سوائے بدو قبائل کے اہل شہر تقریبًا سب کے سب لکھے پڑھے ہوتے ہین۔ زنانہ تعلیم کا بھی رواج ہے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین مدرسہ بہت ہین۔ سوای عربی اور کہین کہین ترکی کے دوسری کوئی زبان نہین پڑہائی جاتی ہے۔ بدوُن کا تعلیم کے طرف رجحان نہین ہے۔ جب اون کے مرد ہی پڑہے لکھے نہین ہوتے ہین تو پھر تعلیم نسوان کا پیدا ہونا کہان سے ہوگا۔ خاص اہل عرب اس حدیث کی پابندی کرتے ہین "طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ"۔ شامی عرب کچھ کچھ انگریزی۔ فرنچ اور ترکی بھی پڑہتے ہین۔ عرب مین اسوقت تک کوئی یونیورسٹی نہین ہے جو کچھ ہے وہ حرمین الشریفین کے اندر مدارس کی تعلیم ہے۔ شام اور بیروت مین عیسائیون کی یونیورسٹیان ہین۔ اور حکومت کی طرف سے بھی ہائی کالج موجود ہین۔ اسوقت ترکی گورنمنٹ کا خیال مدینہ منورہ مین ایک اسلامی یونیورسٹی قایم کرنے کا ہے۔

اخبارات و مطابع | مکہ معظمہ۔ جدہ شریف اور مدینہ منورہ مین مطابع بہت کم ہین۔ مکہ معظمہ مین ایک سرکاری پریس ہے۔ جہان تک میری یادداشت کام دیتی ہے ملک عرب مین کوئی اخبار شائع نہین ہوتا ہے۔ اخبارات کیلئے شام۔ بیت المقدس اور بیروت مشہور ہین۔ مین نے کہین کہین اشتہارات چھپے ہوے چسپان دیکھے وہ شاید سرکاری پریس مین شایع ہوتے ہون۔ غیر ملکون کے اخبارات اور پیکیٹ کے ساتھ ترکی ڈاکخانہ اچھا سلوک نہین کرتا۔ چونکہ عرب مین اون انگریزی اخبارون کے آنیکی جو سلطنت عثمانیہ کے خلاف مضامین شایع کرنیکے عادی ہین ممانعت ہے۔

ترک سوای ترکی۔ عربی یا فرانسیسی کے اور کوئی زبان اچھی طرح نہین جانتے۔ لہذا ہندوستان کے اردو اخبارات انگریزی اخبارات کے ساتھ غالبًا گرد نہ ہوتے ہین۔

شفا خانے شفا خانہ کو ترکی مین "خستہ خانہ" اور عربی مین "قبان" کہتے مین۔ عرب مین اکثر شفا خانے اوقاف سے مقرر ہین۔ ڈاکٹر علی العموم ترک ہین۔ حکم سلطانی ہے کہ کوئی ڈاکٹر تا وقتیکہ سند طبی کالج قسطنطنیہ کی نرکھتا ہو شفا خانہ مین علاج کرنیکا مجاز نہین۔ اور دوکا مدار بھی جو دوائی خانہ رکھتے ہین لازم ہے کہ سند یافتہ ہون۔ شفا خانون مین طریقہ علاج ڈاکٹری ہے۔ دوا انگریزی طریقہ سے استعمال کرائی جاتی ہے۔ دوائین اچھی اور نئی ہوتی ہین۔ علاج مفت ہوتا ہے۔

مکہ مکرمہ مین جو شفا خانہ غربا کے لئے ہے اوسکو اوقاف سے چالیس ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ یونانی علاج کا وسط عرب مین زیادہ خیال ہے۔ حرمین شریفین مین اکثر لوگ خلوص نیت سے زمزم شریف اور خاک شفا کو اپنے امراض کا علاج تصور کرتے ہین شافی مطلق اونکے ارادے اور نیت کے موافق شفا کلی عطا فرماتا ہے۔

ناظرین مین آپکا بہت سا وقت عرب کا جغرافیہ بیان کرکے لیچکا۔ امید کہ آپ مجھے معاف کرینگے۔ مین پھر اپنے اصلی مطلب پر آتا ہون۔

جدہ کے مکانات جدہ شریف مین بہت سے مکانات جو منزلہ اور پنجمنزلہ دیکھے گئے۔ انمین بعض اسقدر بوسیدہ ہین کہ اگر ایک منٹ کیلئے بھی خدانخواستہ زلزلہ آجائے تو قریبًا آدھا جدہ تباہ ہو جائیگا۔ مکانات کی دیوارین کچی اینٹ کی ہین پختہ اینٹ کہین نہین ہے صفائی کے لحاظ سے جدہ کا انتظام کچھ برا نہین ہے۔ تاہم اور صفائی کی ضرورت ہے۔ پاخانے ان بلند عمارتون کے ہمیشہ کے لئے ہین صفائی اُن مین نہین ہوتی شاید سالہا سال کے بعد جب یہ پاخانے کھولے جاتے ہون تب صفائی ہوتی ہوگی۔ غسل خانے بھی پاخانون کے ساتھ ساتھ ہین ہر ایک ایسے مکان مین ایک خوشنما بیٹھک ہوتا ہے جسکو عمدہ قالینون اور توشکون سے بڑے بڑے تکیون کے ساتھ سجایا جاتا ہے۔ اس بیٹھک کو دیکھتے ہی گھر کے اندر کے حالات کا پتہ

لگ جاتا ہے جس حیثیت کا مکان ہوتا ہے اوسکے موافق اوس بیٹھک خانے کو سجا کر رکھتے ہین
مجھ کو اس بیٹھک خانے مین جگہ مل گئی تھی جس سے بہت آرام رہا۔ ۳ شبانہ روز کا کرایہ فی
کس ۴ ر روزانہ کے حساب سے ۱۲ ر لیا گیا جو کچھ بھی زیادہ نتھا۔ شہر جدہ کا رقبہ قریبا سوا میل مربع
ہے۔ شرقاً و غرباً کم شمالاً و جنوباً زیادہ لانبا ہے۔ کل مکانات ۲ ہزار کے قریب ہونگے۔

زیارت ام البشر حضرت حواؑ

۱۱ نومبر روز شنبہ مطابق ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ کی
صبح کو ہمارے مطوف نے کہا کہ چلو حضرت ام البشر حوا علیہا السلام کی قبر کی زیارت کر آئین۔ ہم
سب مدراسی زن و مرد ۲۲ بجے وقت مقررہ پر اوسکے ساتھ ہو لئے۔ باب مکہ سے باہر ہوتے
ہی ہمارے دہنے جانب جدہ کا عیدگاہ ملا۔ اور بائین جانب ترکی قلعہ تھا دونون کے درمیان
سے گذر کر ہم حضرت حوا علیہا السلام کے روضہ مبارکہ پر گئے۔ پہلے سر مبارک کے پاس کھڑے
ہو کر فاتحہ پڑہی۔ جو دعا و سلام مزور نے پڑہایا پڑہا۔ فی کس ۲ ر وادی صاحبہ کے خدام کی نذر کرکے
آگے بڑہے۔ درمیانی قبہ پر جسکو ناف مبارک کہتے ہین پہنچے۔ وہان بھی اسیطرح دعا و سلام
پڑہکر فی کس ۴ ر دئے اس قبہ کے اندر ایک سیاہ پتھر لگایا گیا ہے اوسپر پردے پڑے ہین لوگ
زیارت کرکے اوس پتھر کو چومتے ہین۔ خدام اوسوقت نام دریافت کرکے دعا دیتے ہین مختلف
قسم کے عربی ظروف اس گنبد کے اندر آویزان ہین۔ وہان سے آگے اور چلکر قدم شریف کی
زیارت کی۔ وہان بھی فی کس ۴ ر دئے۔ یہان کوئی قبہ نہین ہے فقط ایک اونچا چبوترہ بنا ہے
یہان بھی فاتحہ و سلام پڑہا۔ مینے قبر شریف کی لنبائی کو ناپا تو ۱۷۳ گز تھی۔ اور ۱۲ فیٹ چوڑی
تھی۔ سنگ مرمر کی تختیون پر ہر سہ مقامات مین حضرت ام البشر حوا علیہا السلام کا نام کندہ ہے
دونون جانب لمبائی کی دیوارین کمر تک بلند اٹھائی گئی ہین۔ صورت اسطرح پر ہے۔

نقطہ وار لکیر احاطہ کی دیوار ہے درمیانی نشان قبر شریف کا ہے۔ سر مبارک اور ناف اقدس پر تے ہیں۔ زائرین سے ایام حج میں سینکڑون روپیہ روضۂ مبارک کے خدام وصول کرلیا کرتے ہین فقرا و مساکین اسقدر گھیر لیتے ہین کہ اون سے پیچھا چھڑانا مشکل ہوتا ہے۔ بچے بڑے اندھے حافظ طرح طرح کے سوالات کرتے ہین زیادہ تر "انشاء اللہ سلامت۔ مبارک مسکین بابا مبارک عرفات و مناسلامت۔ مکہ مدینہ سلامت" کی آوازین لگاتے ہین۔ اللہ سلامت کہتے ہین کوئی نہین کہتا کہ تم سلامت یا دینے والا سلامت عجیب طرحکا سوال ہے۔

جدہ کا قبرستان احاطۂ قبرستان مین بہت قبور ہین۔ امرا ترک اور دیگر بزرگان قوم کی مزارین ہین۔ زیادہ تر پتھرون پر کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام کندہ ہے بغیر نام صاحب قبر کے۔ بعض پر الی روح هذا القبر الفاتحه لکھا ہوا ہے۔ تمام قبرین اونچی اور پختہ بنی ہوئی ہین۔ زیارت سے فارغ ہوتے وقت مزورنے ہمکو ایک جگہ جمع کر کے بٹھادیا اور فی کس ۳ ہر حق معلمی وصول کیا۔ حالانکہ ہمسے فی کس عہ دادی صاحبہ کی زیارت کے لئے لیا گیا۔ پھر تو کچھ بھی نتھا۔ دہوپ سخت تھی سر کھلا ہوا تھا۔ کسیقدر سر مین درد ہونے لگا۔ اگر اور تھوڑا وقت وہان دہوپ مین رہجاتے تو غشی کی نوبت آجاتی۔

جدہ کا پانی جدۂ شریف مین میٹھے پانی کی بہت قلت ہے۔ آب شیرین ۴ر مین ایک ٹین ملتا ہے۔ آب شور دیگر ضروریات کے لئے ا ر مین ٹین ملجاتا ہے۔ یہان کے پانی مین مزہ نہین ہے۔ خاصیت مین بہت جلد کام لاتا ہے۔ عرب اور بدو گدھون اور اونٹون پر پانی لیکر مویا مویا کرتے ہوئے ہر گلی اور کوچہ مین پھرا کرتے ہین جسقدر پانی چاہو ملسکتا ہے۔ آب سرد کی ایک صراحی ۲ر کو ملتی ہے سمندر کے کنارے آب شور کو پکا کر میٹھا کیا جائے اور پھر پمپ کے ذریعہ شہر مین پہنچا دیا جائے تو بہت آرام اور آسانی ہوگی چند سال قبل یہان سے

۴ میل کے فاصلہ پر مقام بشتر مین ایک کنوان سلطان عبد الحمید خان غازی نے کھدوایا تھا جو انھین کے نام سے بیر حمیدیہ مشہور ہے اور جسکا پانی نہایت شیرین ہے۔

جدہ کا دودھ یہان اونٹ کا دودھ بکثرت اور گائے کا بقلت ملتا ہے۔ میری رائے مین وہ لوگ جو اونٹ کے دودھ کے عادی نہین ہین اونکے لئے اسکا استعمال اچھا نہین ہے لوگ کھلا ہوا اپنے سرون پر لئے پھرتے ہین۔ جس سے ہزارون مکھیان چمٹی ہوتی ہین اور گلی کوچہ کی گرد بھی اڑکر پڑتی ہے۔ دہی بھی اسی دودھ کا ملتا ہے۔ جہان تک ہوسکے ایسی غذا سے پرہیز لازمی ہے۔

جدہ کی صفائی یہان کی مینونسپالٹی کو ہندوستانی مینونسپالٹی کے مانند اختیار نہین ہے مگر اس قدر آدمیون کا ایام حج مین آنا اور جانا ہزارون اونٹ اور گدھون کا باربرداری کیلئے شہر مین ایک یا دو راتین گلی کوچون مین پڑے رہنا اون کا بول و براز آدمیون کی کثرت اسپر صفائی کا انتظام قابل تعریف ہے۔ نظر انصاف سے دیکھا جائے تو ضرور قابل داد ہے۔ روشنی بھی مینونسپالٹی کے جانب سے ہر گلی اور کوچون مین ہوتی ہے۔ نوکر صفائی پر ہر وقت آمادہ رہتے ہین۔ البتہ بہت تنگ کوچون مین زیادہ صفائی نہین دکھائی دیتی۔ ہندوستان کے بھی بڑے بڑے شہرون مین خاصکر مدراس کے بعض تنگ گلیان بھی میلی اور عفونت خیز ہین جس سے دل گھبرا جاتا ہے۔

جدہ کی مکھیان یہان مکھیان اس کثرت سے ہین کہ الامان جنکی تعداد کروڑون سے کہین زیادہ ہوگی۔ کوئی کھانا پانی بغیر مکھیون کی آمیزش کے نہین ملا۔ بحالت احرام اونکو مار بھی نہین سکتے۔ اور ہانکنے سے مرنے کا خوف تھا۔ بس ہمنے مکھیونکی تکلیف کو برداشت کرلیا۔ سوائے مکھیونکی کثرت کے اور کوئی پسو یا مچھر وغیرہ سے سابقہ نہین پڑا۔

جدہ کے گلی کوچے یہان کی گلیان بہت تنگ ہین۔ اور بعض خاص گلیون پر سائبان لگا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سائبان بہت قدیم ہین غالباً یہہ خراب ہو جانے کے بعد پھر اس پر اور کوئی نئے سائبان نہین لگائے جائینگے۔ ان سائبانون سے دہوپ اور بارش مین بہت آرام ملتا ہے۔ ان مسقف گلیون مین دو طرفہ قہوہ خانے جنمین میز اور کرسیان لگی ہین نہایت مناسب طور سے ہین۔ زمین ریتلی ہے گرد زیادہ ہے۔ گرمی مین از حد تکلیف ہوتی ہوگی۔ ہوا کا گذر ان تنگ گلیون مین بمشکل ہوتا ہوگا۔ البتہ جو مکانات بہت بلند ہین اون مین ہوا جاتی ہوگی۔

جدہ کی ترکی فوج سنا گیا ہے کہ جدہ شریف مین کل پانسو سپاہ ترکی رہتی ہے۔ اور چند توپین بھی ہین۔ روضۂ ام البشر حضرت حواء کے نزدیک قلعہ کے اندر رہتے ہین۔ کچھ سپاہی مقبرۂ لیلیٰ و مجنون کے پاس بھی رہتے ہین۔ سنا گیا کہ چند تارپیڈو سمندر کے اندر چھپے ہوے ہین۔ واللہ اعلم۔ کوئی ترکی جنگی جہاز اس ساحل کی حفاظت نہین کرتا ہے مگر یہان کے بدوی قبائل مین اسلام کا ایسا جوش ہے کہ وہ لوگ ترکی سپاہی کی اپنے مقابلہ مین کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتے ہین۔ اپنے ملک کی حفاظت کرنا اپنا فرض منصبی جانتے ہین۔ دو روز کے قبل یعنے ۸ نومبر کو ایک واقعہ یہان پر جو گذرا اوسکا بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہوگا۔

ساحل جدہ پر اطالیہ کی دہمکی ۷ نومبر ۱۹۱۱ء کو دو جنگی جہاز اطالیہ کے ساحل جدہ پر نمود ہو کر شہر کے مقابل لنگر انداز ہو گئے۔ یہان پر کوئی ترکی جنگی جہاز نہین تھا کہ اونکا مقابلہ کرتا نہ اس قدر فوج تھی کہ اپنے قلعون سے نکلکر اون پر حملہ آور ہوتی۔ یہہ خبر شریف مکہ کو دی گئی اونھون نے اپنے بدوی قبائل کو یہہ سنا دیا اور حکم دیا کہ جدہ پر جمع ہو جائین پس دو روز کے عرصہ مین ہزار ہا بدو جمع ہو گئے۔ ترکی توپون کو قلعہ سے اوٹھا کر ساحل پر رکھدیا

اور قریب دوسو بادبان کشتیون کے جسمین فی کشتی ۲۰ یا ۳۰ عرب بدو سوار تھے جہازون کے جانب بڑہنے لگے۔ اونکی یہہ حرکت گو اصول جنگ کے خلاف ہو مگر جوانمردی کا ایک بہترین نمونہ تھی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ اگر اطالوی اپنے جنگی جہازون سے توپین چلاتے تو ساری کشتیان غرق ہوجاتی تھین۔ ان کے علاوہ ایک لاکہہ صحرائی بدون کا مجمع میدان جدہ مین اطالیون کا منتظر تھا۔ یہہ معاملہ دول یورپ کے کانسلون نے دیکھکر اطالوی جہازون کو بذریعہ سگنل یعنے جھنڈی کے اشارہ کرکے ایماکیا کہ یہان سے فوراً چلے جاؤ۔ تب وہ دونون جہاز ساحل جدہ سے اورکہین چلے گئے۔ معزز اخبار کرزن گزٹ مورخہ یکم مارچ ۱۹۱۲ء مین شاید ہی بنا پر مندرجہ ذیل مضمون کو بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔

روضہ اقدس رسول کریم اور مکہ معظمہ پر اطالیہ کی چڑہائی

اطالیہ کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے ہین مگر پھر بھی وہ طرابلس کو چھوڑنا نہین چاہتی کیونکہ نہ صرف اسمین اپنی کسر شان جانتی ہے بلکہ صلیب کی ہلال کے مقابلہ مین کامل شکست تسلیم کرتی ہے ادہر اسکے یار غار اوس کی پیٹھ ٹھوک رہے ہین کہ اگر تو نے طرابلس چھوڑ دیا تو اسلام کے مقابلے مین نصرانیت کو سخت ذلت ہوگی۔ اس بڑہاوے چڑہاوے پر بھی اطالیہ کی طرابلس مین کچھہ پیش نہین جاتی۔ وہ ترکون کو اور صورتون سے مجبور کرنا چاہتی ہے کہ کسی طرح ترک صلح کرلین۔ یعنے طرابلس پر اطالیہ کو قبضہ دیدین۔

اس کے لئے وہ ترکون کو پے درپے دہمکی دے رہا ہے۔ سب سے پہلے اُس نے یہہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین دردانیال کی ناکہ بندی کرتا ہون اور بزور اوس تنگ آبنائے مین گھس کے قسطنطنیہ کو تاخت وتاراج کرڈالونگا۔ مگر جب اس چانڈو خانے کی گپ کا ترکون پر کچھہ اثر نہوا تو آخیر اوس نے بحر احمر مین اپنے جنگی جہازون کی دوڑ بھاگ دکھائی۔ کہین چھوٹے

چھوٹے ساحلون پر گولہ باری بھی کی۔ کہین ایک بکری کا بچہ مرا اور کہین ایک پرانی جھونپڑی جل گئی۔ بس سوا اس کے اطالیہ اور کچھ نہ کر سکی۔ جب اوس نے دیکھا کہ اس سے بھی ترکون پر کچھ اثر نہین پڑا تو اب اوس نے جدہ اور ینبوع کی ناکہ بندی کی خبر اڑائی اور یہ بھی ارادہ ظاہر کیا کہ ہم ہوائی جہازون مین بیٹھ کے کعبہ اور روضۂ قدس نبی پر گولہ باری کرینگے۔ اسکی اس چانڈوخانہ کی تجویز کو لنڈن ٹیمس نے جو کچھ عرصے سے مسلمانون کے خلاف لکھ رہا ہے بہت جلا دی اور یہ بیان کیا کہ ترکون نے اب بھی اگر اطالیہ سے صلح نہ کی تو اطالیہ کے ہوائی جہاز خانہ کعبہ اور روضۂ نبیؐ پر گولے برسا کے اونھین منہدم کر دینگے۔ اس سے قبل اطالیہ دیگر سلطنتون کو اطلاع دیچکا ہے کہ وہ حج کے بعد ینبوع اور جدہ کی بندرگاہون کا محاصرہ کرلیگا اور آمدرفت کا رستہ بند کر دیگا۔

اس تحریر سے خواہ کتنی ہی بعید از قیاس کیون نہو ہر مسلمان کو صدمہ ہوتا ہے اور فطرۃً ہونا بھی چاہیئے اسی بنا پر ہمارے دوست مولوی مشتاق حسین صاحب متاثر اور رنجیدہ ہو کے اپنے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مین یہ تحریر فرماتے ہین "ہندوستان کے مسلمانون نے بعض بعض مقامات پر جلسین کر کے اپنی گورنمنٹ کی توجہ اٹلی کی اس کاروائی کے طرف چاہی ہے اور درخواست کی ہے کہ اُن کو ایسی کارروائی سے روکا جائے جس سے مسلمانان ہندوستان کو بھی بہت تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے لیکن ہمارے نزدیک کوئی ضرورت نہین ہے کہ گورنمنٹ کو اس قسم کی معاملات مین تکلیف دیجائے۔ گورنمنٹ کی پالیسی کسی مصلحت یا مجبوری سے اٹلی کو اس قسم کا مشورہ دینے کی نہین ہے تو نہ سہی۔ یہ لڑائیان زیادہ عرصہ تک جاری نہین رہتین زیادہ سے زیادہ اگر اس جنگ کو طول ہوا تو ایک سال انتہا دو تین سال۔ اتنے عرصہ تک مسلمانون کو صبر اور استقلال سے اپنی تکالیف برداشت کرنی چاہیئے اور اٹلی سے اس قسم کی غلطیان جتنی زیادہ سرزد ہون ان کو ہونے دینا چاہیئے ترکون اور عربون کے ساتھ ہماری ہمدردی اگر ہے تو اسلامی اخوت

ہونیکے علاوہ زیادہ تر اسی بات پر ہے کہ وہ حرمین شریفین کے محافظ ہین لیکن جب خود ان
مقامات متبرکہ کے ساتھ اس قسم کی بے ادبی کیجائے تو ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان اٹلی کے
اور اٹلی کے طرفدارون کے سخت دشمن ہو جائینگے جسکا خمیازہ اٹلی والون کو خاتمہ جنگ کے بعد
بھی عمرون تک برداشت کرنا پڑیگا۔ اٹلی نے سواحل طرابلس پر چند ناکردہ گناہ عربون اور انکی
عورتون اور بچون پر ظلم کر کے جو غصہ طرابلس کے عربون اور ترکون مین پیدا کیا ہے اوسیکا نتیجہ تھا
کہ ترک اور عرب دونون مثل ایک جسم و جان کے اٹلی کو ناک چنے چبوا رہے ہین آیندہ اگر اس قسم
کی کارروائی اٹلی سے ہوی تو وہی خدا جسنے اصحاب فیل کو برباد کیا تھا اب بھی زندہ ہے اور ہوائی
جہاز والون کو بھی ویسی ہی آسانی سے تباہ کر سکتا ہے

ساتھ ہی اب معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی کے بڑے سے بڑے طرفدار بھی اس بات کے
قائل ہو چکے ہین کہ اٹلی کی فوجی طاقت (مع اوسکے جہازون کے) اس قابل نہین ہے کہ وہ ترکون
اور عربون کے مقابلہ پر کچھ بھی غلبہ حاصل کر سکین۔ سوای اسکے کہ ایک عمارت پر گولہ باری کرین یا دوسری
عمارت پر۔ ہم کو یاد ہے کہ جس زمانے مین ترکون اور آرمینیون کا جھگڑا ہو رہا تھا اور ترک اپنے
آرمینی باغیون کو پوری طرح سزا دے رہے تھے تو انگلستان مین ایک عام جوش اس بات کا
پیدا ہوا تھا کہ انگلستان کو ترکون کے مقابلہ پر اعلان جنگ کرنا چاہئے۔ اوسوقت لارڈ سالسبری
نے پارلیمنٹ مین بیان کیا تھا کہ "اس اعلان جنگ کا نتیجہ اسکے سوا کچھ نہوگا کہ ہم ترکون کے چند
پرمٹ گھرون پر قبضہ کر لین۔ ہمارے جہاز ترکون کے پہاڑون پر نہین چڑھ سکتے جنکی حفاظت
ترک جیسے سپاہی کر رہے ہین بجنسہ وہی کیفیت اسوقت اٹلی کی ترکون اور عربون کے مقابلہ
پر ہو رہی ہے۔ رہا خانہ کعبہ اور روضہ رسول اللہ کا منہدم کرنا اس سے سوای اسکے کہ مسلمانون
کا غصہ بھڑکے اور کوئی نقصان نہ مسلمانون کا ہوگا نہ اسلام کا اور مسلمان منہدمہ عمارتون کی جگہہ اس سے

بہتر عمارتین تیار کرلینگے۔ اب بھی موجودہ دونون عمارتین کوئی قدیم یادگار عمارتین نہین ہین مسلمانون ہی نے زمانہائے مابعد مین ان کو مختلف وقتون مین تیار کیا ہے۔ تمام عیسائی دنیا کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اس قسم کے خرافات کا کوئی اثر اسلام یا مسلمانون کو ذراسی بھی مضرت نہین پہنچا سکتا"

ہمارے خیال مین اس قسم کا اندیشہ کرنا فی الحال محال ہی نہین بلکہ ناممکن ہے۔ اطالیہ کے ہوائی جہازون کی کارگزاری کا عقدہ طرابلس مین پوراحل ہوچکا ہے قلعہ شکنی توکیسی اطالیہ کے کسی ہوائی جہاز کے ایک گولے نے بھی کسی ترک یا عرب کو قتل کیا؟ ہوائی جہاز ممکن ہے کہ آیندہ ترقی کرکے ایسا عمل کرنے لگین مگر اسوقت تو وہ صرف یہہ کام دیسکتے ہین کہ دشمن کے مورچون اور فوجون کا پتہ لگالین اور بس۔ یہہ ساری دہمکی کی باتین ہین اور ترک ان دہمکیون مین آنے والے نہین۔ یہہ اطالیہ یا اوسکے مشیرون کی ایک غیر عاقلانہ کارروائی ہے جس سے مسلمانان عالم کے جذبات اوسکے خلاف بھڑکینگے اور وہ آخر مین مسلمانون کی غصہ کی آگ مین جل بھن کے سوختہ ہوجائیگا۔ اطالیہ کا ایک سپاہی بھی اس مقدس سرزمین پر قدم نہین رکھہ سکتا۔ ہان بیشک کچھہ عرصہ آمد و رفت کا راستہ ضرور بند رہیگا۔ مگر حجاز عرب پر اس ناکہ بندی کا کوئی اثر نہین پڑسکتا۔ شام ترکی فوجون کی قوت کا مرکز ہے اور دمشق سے مدینہ تک برابر ریل جاری ہے چند مہینون مین علاوہ عربون کے کئی لاکھ ترکی فوجین مدینہ مین جمع ہوسکتی ہین۔ مگر یہہ اچھی طرح سمجھہ لیا جائے کہ اس وقت مدینہ کی سرزمین پر ترکون کو فوجی نمایش کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگرچہ محض دوراندیشی کیلئے اونھون نے تیس چالیس ہزار فوج مدینہ منورہ ڈالدی ہے۔ اودہر جدہ پر دیتی کے اونچے سے چٹان پر اون کی اژدہا پیکر توپون کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے جبکہ ینبوع اور جدہ پر کوئی ترکی بندر نہین بنا ہوا ہے مگر ساحل کو ترکون نے خاصہ مضبوط کردیا ہے۔ جدہ پر گولہ باری ہونے سے عمارتون کو بیشک نقصان پہنچ سکتا ہے مگر

چند عمارتون کے ٹوٹنے سے یہ کونسی عقل شہادت دیسکتی ہے کہ ترک گھبرا کے طرابلس چھوڑ دینگے۔ غرض یہہ کہ اسوقت اطالیہ کی اس ناکہ بندی پر مسلمانون کو زیادہ تشویش کی ضرورت نہین ہے۔

اسلام زندہ اور توانا ہے اگرچہ مسلمان ضعیف ہوگئے ہین مگر وہ اپنی توانائی سے انھین ضرورت کیوقت قوی بناسکتا ہے۔ طرابلس کی ایک نظیر موجود ہے مسلمان کسقدر ضعیف تھے اطالیہ آنکھہ بند کرکے چڑھ دوڑا۔ مگر زندہ اسلام نے اپنی روح مسلمانون کے مردہ اجسام مین پھونکدی اور انھین ایسا قوی اور زندہ بنادیا کہ اطالیہ کی شائستہ سے شائستہ فوجون کو ہر مقابلہ مین اونھون نے پارہ پارہ کردیا۔ اور اپنی ہیبت اوس کے دلمین ایسی بٹھادی کہ اطالوی سپاہی عربون اور ترکون کا نام سنکے کانپتے ہین۔

مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانون کی جانین تصدق ہین۔ یہ دونون مقام اہل اسلام کے اصلی مرکز ہین ادہر کا رخ کرنا کارے دارد۔ اطالیہ کی درپردہ یہہ بھی کوشش ہے کہ کسیطرح عام مذہبی جنگ بھڑکا کے ترکون کو مصیبت مین پھنسادون مسلمانون کے جوش مذہبی کے نتائج ایسے خطرناک ہونگے کہ یوروپ کی دیگر دولتون کو دخل دینا پڑیگا۔ اور پھر مین خوب کھیل کھیلونگا۔ طرابلس خاموشی سے دبا کے بیٹھونگا۔ یہہ ساری خام خیالیان ہین کوئی یوروپی دولت ایسی نہین ہے کہ اطالیہ کی قائم رسانی کے لئے وہ مسلمانون کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کریگی اور بیٹھے بٹھائے دنیا مین نئی مصیبتون کا سامان کردیگی۔ جرمنی تو اس قدر نہین ہان اول انگلستان اور دوم فرانس اسلامی ممالک ہین۔ ان دولتون کو مسلمانون کے جائز مذہبی جذبات کا پاس کرنا پڑیگا اور وہ دیدہ ودانستہ کوئی خوفناک کارروائی کرکے دنیا کے ایک بڑے حصہ کا خونی پیرہن دنیا کی اسٹیج پر نہین پیش کرنے کے بیشک اوسکی ضرورت نہ انگلستان

کو ہے نہ فرانس کو کہ مسلمانون کے مقامات مقدسہ بچانے کے لئے اطالیہ کے خلاف تلوار اٹھائین مگر ممکن ہے کہ یہہ حکمت عملی آیندہ نہ ہے اور زمانہ کوئی ایسا جدید بساط بچھا دے کہ ان دونون سلطنتون کو بغیر کہے اس معاملہ مین دست اندازی کرنی پڑے۔ مسلمانون کو نہ اسکی ضرورت ہے کہ گورنمنٹ کی غیر جنبہ داری حالت مین دست اندازی کرکے اوس سے اطالیہ کے خلاف مدد طلب کرین۔ اسلام زندہ ہے اسلام کا خالق زندہ اور توانا ہے وہ اپنے مقامات مقدسہ کی خود مسلمانون ہی سے ایسی حفاظت کرائیگا کہ اطالیہ جیسی کئی سلطنتین بھی کچھ نہین کرسکتین۔

ہمین خدا پر بھروسہ ہے اور کیون نہو جب ہم اپنی آنکھون سے اوس کے معجزے دیکھ رہے ہین۔ دور کیون جاتے ہو صرف طرابلس ہی کو دیکھ لو۔ سوای خدا کے مسلمانون کی مدد کس نے کی۔ کہ اونھون نے چند ہفتے مین اطالیہ کی شایستہ ترین سامان جدید سے آراستہ فوجون کا ملک کے ستیاناس کردیا۔ اب اطالیہ کو اپنے جان کے لینے کے دینے پڑ گئے ہین۔ اگر جنگ جاری رہی تو اسی سرزمین مین سارا اطالیہ کھپ جائیگا۔ اسکی کل شایستہ فوجین اپنا کھلا ہوا مدفن یہان دیکھ لینگی۔ کوئی چارہ اُسے سوائی برباد ہونے کے اور نہین ہونیکا۔ ہان زندگی اس سے بچ سکتی ہے کہ وہ اپنے شیخ چلی کے خیالات کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے دماغ سے نکالکے اپنے گھر کا رستہ لے یہی اوسکی زندگی ہے اور اسی سے وہ بچ سکتی ہے۔

عربون اور ترکون کو اتحاد کی قوت معلوم ہوگئی ہے۔ وہ سمجھ گئے ہین کہ یوروپ کے مقابلہ مین باہمی تفریق فریقین کی ہلاکت کا باعث ہے۔ اونھون نے اپنی متحدہ قوت کا نمونہ اطالیہ کے مقابلہ مین دیکھ لیا کہ کسطرح اوسکی شایستہ یورپی ٹڈی دَل فوجین عربون کے ہاتھون پارہ پارہ ہورہی ہین۔ غرض ترک ایسے نادان نہین ہین کہ اس اتحاد کو اور مضبوط نکرین۔ ادہر انکی خوش نصیبی سے واقعات ایسے پیش آرہے ہین جنسے عرب اور ترک بالکل یک جان دو قالب بنتے

جاتے ہین مثلاً ایک یہ ہوائی اُڑی کہ اطالیہ نے سواحل پر قبضہ کرلیا۔ پھر اطالیہ کے حرف سے
یہ چانڈو خانہ کی گپ اڑائی گئی کہ اطالیہ اپنے ہوائی جہازون سے روضہ اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور خانہ کعبہ کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ یہ خوب سمجھ لیجیے کہ یہ ہوائیان اور افواہین ترکون اور عربون کو
متحد کرنے کے لئے ایک خاص مقناطیسی کشش ہی نہین رکھتین بلکہ اونین ایک جادو ہے۔ جو
دونون کو ایک کردیگا ابھی تک دونون الگ الگ تھے ترک عربون کو صحرائی اور وحشی جانتے
تھے اور عرب ترکون کو کافر مطلق خیال کرتے تھے مگر جب دونون کا مقصد ایک ہوگیا تو یہ تنفر
جاتا رہا۔ اور اب دونون سگے بھائیون سے زیادہ متحد مین۔ بیشک اگر عرب و ترک اسیطرح
یک جان و دو قالب ہوجائین تو یوروپ کی متحدہ فوجین بھی انھین پس پا نہین کرسکتین خشکی مین
کوئی ان سے آنکھ نہین ملاسکتا۔ اور وہ ایشیا کی سب سے برتر فوجی قوت تصور ہوسکتے ہین۔ بلغاریہ
سردیا۔ مانٹی نگرو۔ اور یونان ہروقت ان کے رحم پر ہونگے اور وہ جب چاہین گے ایک جھپٹے
مین اونکا خاتمہ کرسکتے ہین۔

جدہ مین ترکی افسرونکی بردباری جسدن ہم جہاز سے اُترے اور قیام جدہ مین کیا اکثر
ترکی آفسرون کو ایک جم غفیر سے پار ہوتے ہوے دیکھا روزانہ آدمیونکی آمد مونڈھے سے مونڈھا
چھلا جاتا تھا مگر واہ رے اخلاق کہ ترکی بڑے بڑے افسر فوجی لباس مین ادہر سے ادہر گذرتے
ہوے نظر آئے مگر انکی زبان یا اونکے ہاتھ سے کسی قسم کی بے اعتدالی بیان نہوی۔ یہان تک کہ
لوگون کو سرکاتے بھی نتھے۔ خود آپ اپنا راستہ نکال لیا کرتے تھے۔ نہ دھکا دیتے نہ اور کسی قسم
کی سختی کرتے تھے۔ ترکی سیول آفسرونکو بھی مین نے نہایت خلیق پایا ہے۔

جدہ کے مساجد ایک بڑی مسجد جانب شرق اور ایک جانب غرب واقع ہے۔ ایک اور
مسجد ترکی قلعہ مین ہے۔ ان تینون مساجد کے عالیشان منارے دور سے دکھائی دیتے ہین

یہان کے مسجدون مین فقط ایک ہی مینار ہوتا ہے ان مسجدون مین بالکل ردی چٹائیان ہین۔ مین نے ایک بڑی اور ایک چھوٹی مسجد دیکھی ہے نمکین پانی کا حوض ہے اور بہت میلے رنگ کا نظر آتا ہے۔ ان دونون مساجد مین ممبر نہین ہے۔ وہ مسجد جو جانب شرق ہے اوسمین پتھرونکا فرش ہے۔ ایک ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے ہین۔ پاخانے مسجد کے اچھے ہین۔ پانی استنجے کے لیے چھوٹے چھوٹے حوضون مین بھرا ہے جسطرح شان ظاہری منارہ سے نظر آتی ہے اوسکے برخلاف اندر کا حال ہے۔ حکومت کو ان مساجد کی طرف ضرور خیال کرنا چاہئے۔ یا اہلِ ثروت ادہر توجہ کرین۔

۱۱ر نومبر کو ایک جہاز مصر سے آیا اوسمین بنگلور کے دو حاجی آئے تھے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ بمبئی سے سویز تک درجہ سوم کا کرایہ ۵۵ روپیہ اور سویز سے جدہ تک ۳۲ روپیہ لگا ہے اور وہ ۱۲ر اکٹوبر بمبئی سے سوار ہوکر آج ۱۱ر نومبر کو جدہ پہنچے۔

جدّہ کے قرب و جوار کا منظر جدہ کے بلند مکانات پر سے چارون سمت دیکھا جائے تو عجیب دلفریب منظر دکھائی دیتا ہے۔ جانب شرق جبل قرہ اور جبل سعدیہ کی سر بفلک کشیدہ چوٹیان عجب خوش نمائی کے ساتھ نظر آتی ہین۔ دوسرے چھوٹے چھوٹے پہاڑ صاف دور دور تک دکھائی دیتے ہین۔ جنپر چھوٹی چھوٹی گھانس کے سوا کسی درخت کا نشان تک نظر نہین آتا ان پہاڑون سے نیچے کی طرف ایک وسیع میدان دکھائی دیتا ہے جسمین ایک لاکھ فوج بخوبی ضرورت کے وقت قیام کر سکتی ہے بعض پہاڑون کی چوٹیون پر سفید قبہ نما نشانات دکھائی دئے دریافت کرنے سے پتہ لگا کہ یہہ کسیکی قبرین ہین۔ جانب غرب ام البشر حضرت حوّا علیہا السلام کا قبر اور سمندر کا پانی نظر آتا ہے اور جانب شمال دور دور تک پہاڑی سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ اور جانب جنوب بحر احمر کا پانی موجین ماررہا ہے۔ اور ساحل افریقہ کا

کنارہ اگر غور سے دیکھین تو دکھائی دیتا ہے۔ اس حلقہ مین کوئی درخت سبز و شاداب نظر نہین آیا۔ جدۂ شریف مین قبلہ کا رخ جانب شرق ہے۔

۱۲؍ نومبر یکشنبہ مطابق ۲۰ ذوالقعدہ۔ آج ہمارے وکیل نے ہمسے کرایہ وصول کیا۔ اور شب کو ایک برتن عمدہ بریانی پلاؤ کا ہر ایک حاجی کے لئے روانہ کیا۔ شریف سید حسین پاشا کا نہایت احسان ہے کہ اونھون نے گذشتہ صعوبتین نکال کر ہمارے لئے ایسی سہولتین پیدا کردی ہین۔ لکھو کہا حجاج اون کے حُسن انتظام پر دعا دیتے ہین اگلی کل تکلیفات حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹادی گئین۔ ورنہ اس جدہ ہی مین فی حاجی ۸ اور ۱۰ روپیہ تک دیا کرتے تھے آج فقط ۱۰ ارنی کس کرایۂ کشتی اور ۸ ر سامان لانے لئے دیا گیا۔ اس مسافت پر اگر سامان ہمارا بمبئی مین بھی لایا جاتا تو یقینًا ہمکو اس سے آٹھ گنا زیادہ اجرت دینی پڑتی۔ یہہ کرایہ ہمسے دوسرے روز ہمارے مطوف نے وصول کیا یہہ بھی ایک سہولت تھی۔ زبان کی ناواقفیت اور گھر کا بندوبست اور کل سامان کو بغیر نقصان کے اسقدر فاصلہ پر پہنچانا اور اوسپر یہہ قلیل کرایہ یہہ احسان نہین تو اور کیا ہے۔

مین نے آج چند خطوط اپنے دوست واحباب کو لکھکر روانہ کئے۔ اس سال نئے شعادف کی قیمت خود خریدنے سے ۲۰ اور اپنے وکیل کی معرفت لینے سے ۲۲½ روپیہ تک ہوگئی تھی۔ مستعمل شعادف کی قیمت ۱۲ اور ۱۵ روپیہ تک تھی۔ یہان بھی وکیل لوگ اپنا مطلب نکال لیا کرتے ہین۔ بڑی مشکل تو یہہ ہے کہ بغیر اونکے ہمارا کام بھی آسانی سے ہرگز نہین نکل سکتا۔ جو کچھ کام ہے اونکی وساطت سے گھر بیٹھے بغیر تکلیف کے ہوجاتا ہے۔ ایسی حالت مین روپیہ کا خیال کرنے سے کام نہین چلتا ہے۔

جدہ سے ڈاک ہندوستان کو ہفتہ مین دو بار ایام حج مین روانہ ہوتی ہے اور

ایک بار براہ سویز آتی ہے۔ آج جہاز مجیدی کے مسافر بھی داخل جدہ شریف ہوے۔ حاجیون کی روانگی کا سلسلہ تو بمبئی سے بند ہوگیا ہے مگر ہنوز آمد باقی ہے۔ روزانہ برابر بمبئی بصرہ اور مصر سے جہاز آتے رہتے ہین۔

محمود بسونی وکیل جدہ محمود بسونی وکیل جدہ کی معرفت ہمنے ایک نیا شغدف بیس روپیہ کو خریدا۔ ۱۳۲۹ھ مین اونٹ شبری شغدف کی قیمت حسب ذیل تھی۔

اونٹ شغدف کی سواری کے لئے ۱۲ روپیہ ۱۰/	شغدف نیا۔ قیمت ۱۸ سے ۲۰ روپیہ تک
اونٹ شبری کی سواری کیلئے ۱۲ روپیہ	گھر کا کرایہ جدہ مین فی کس روزانہ ۴/
قیمت شبری بغیر سایہ ۳ روپیہ	اسباب جہاز گھاٹ سے گھر تک لانے کیلئے قلی کو ۸/
" " سایہ دار ۴ روپیہ	سیڑہی شغدف یا شبری پر سوار ہونے کیلئے ۸/
کرایہ اونٹ سامان کیلئے ۶ روپیہ ۶/	حق معلم یا وکیل جدہ کا ظاہرا ہمسے کچھ نہین لیا گیا۔
اونٹ سامان کا مع ایک آدمی کے ۹ روپیہ ۶/	ممکن ہو اونٹ کے کرایہ مین شامل کر لیا گیا ہو واللہ اعلم

محمود بسونی مدرسی وکیل نے ہمارے شغادف ہمکو شام کے وقت حوالہ کیا ہمنے چٹائیان وغیرہ خرید کرکے اچھی طرح سے اوپر سایہ ڈلوایا۔ اور وکیل کے آدمی نے دو چار ٹانکے لگا دئیے جسکی مزدوری ۴/ فی شغدف دینا پڑا۔ اور ہمسے کہا گیا کہ قافلہ صبح شافعی نماز کے بعد روانہ ہوگا۔

جدہ سے روانگی ہم سب دو بجے رات ہی سے اوٹھکر خدا کے گھر چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ اپنا اپنا اسباب مستعدی سے باندہکر رکھدیا۔ وکیل نے اپنے قلی لائے جنھون نے ہمارا اسباب دو سہ منزلہ اور چہار منزلہ مکانون سے نیچے اوتار کر ایک جگہ جمع کر دیا۔ اونٹون کے مالک اور وکیل مین کچھ دیر تک ہمارے دکھاوے کے لئے بحث ہوتی رہی۔ آخر دونون رضی ہوکر اسباب

اونٹون پر باندھے گئے۔ ہمارے جملہ ۱۲ اونٹ تھے۔ سامان کیلئے ۵ اونٹ شبری کے ۲ اور شغادف کے ہم۔ سامان والے ایک ایک اونٹ پر چار چار صندوق لادے گئے جو تقریباً تین اور چار من وزن کے درمیان تھے۔ اس سے زائد اسباب ہرگز نہین لیا جاتا ہے۔ آیندہ حاجیون کو ضرور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ صندوقون مین سامان برابر وزن کا رہے نہین تو عین روانگی کے وقت جمال بڑی تکلیف دیتے ہین۔ سامان کو اس صندوق سے نکال کر اوسمین ڈالنا اوسمین سے اسمین بھرتی کرکے وزن برابر کرنا بڑی مشکل کا کام ہے۔ آرام اسی مین ہے کہ پہلے ہی سے اس بات کا خیال رکھین کہ وزن مساوی ہو۔ چانول کی دو بوریان جس مین سو سو سیر وزن چانول ہوتا ہے ایک اونٹ پر لادتے ہین یعنے فی اونٹ پر چانول دال۔ آٹے وغیرہ کے دو بڑے تھیلے لاد سکتے ہین۔

شغدف مین معمولی ہلکا سا بستر اور کچھ کھانے پینے کی چیزین۔ پانی کی دو صراحیان یا مختصر چھاگل۔ بسکوٹ روٹی اور کھجورین جو بدون کو دینے کی ہین حاجتین وغیرہ رکھکر دو آدمی بیٹھ سکتے ہین۔ اگر عورت و مرد ہون تو ایک شیرخوار کو بھی ساتھ رکھ لے سکتے ہین دو سال سے زائد عمر کے بچہ کو جمال لوگ ضرور کچھ نہ کچھ لئے بغیر نہین بٹھلاتے۔ اس بات کا خیال رکھین اور اوس سے مفت کا جھگڑا نہ کرین۔

شبری ایک گہوارہ نما ہوتی ہے۔ دو طرف تقریباً دو من اسباب رکھکر شبری کو اوپر باندھتے ہین۔ دو آدمی بستر لگا کر اوسمین بیٹھ سکتے ہین مگر سو نہین سکتے۔ شغدف مین سو کر آرام سے جا سکتے ہین۔ صبح کے چھ بجے ہمارا اسباب باندھکر اونٹ پر لاد دیا گیا اور تمام اونٹ ایک وسیع مقام پر جمع ہونے شروع ہوئے۔ اوس وقت کا منظر بھی عجیب تھا۔ کوئی شبری گر پڑی تھی کسیکا سامان اُلٹ کر اوندھا ہو گیا تھا۔ کوئی شغدف زمین پر گر پڑا تھا یعہ

پہلا روز تھا۔ جو لوگ پہلے سفر کر چکے تھے وہ کچھ اچھے ہی رہے اور اپنے تجربہ سے نفع اٹھا
مگر اون کے سوا دوسرون کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ جسنے کبھی گھوڑے اونٹ پر سواری نہین کی
وہ اونٹ پر چڑہتے ہی جھجکتا تھا۔ اودہر عورتون کا حال کیا پوچھنا خاصکر جنکے ہمراہ شیر خوار بچے
تھے۔ عجب آوازا اور پکار مچی تھی۔ خدا پھر وہ دن مجھ کو نصیب کرے اور وہ تماشا پھر مجھ کو دکھائے
آمین۔ مجھے تو بہت خوف معلوم ہوتا تھا مین جسیم آدمی ہون زمین پر ہی چلنا دشوار اتنے بڑے
اونٹ پر کھڑے ہوے کیسے چڑہ سکتا تھا۔ دو چار آدمی میری مدد کو آئے۔ سیڑہی اونٹ کی
گردن کے ساتھ لگائی گئی اور مین دو مین کی مدد سے چڑہ تو گیا۔ مگر مارے خوف کے سانس پھولگئی
اب دوسری مصیبت یہ پڑی کہ میرا ساتھی مجھ سے وزن مین آدہا تھا۔ بہت کچھ سامان بستر ا
وغیرہ اوسکی طرف رکھا تب بھی شغدف میری طرف نیچے کو جھکا جاتا تھا۔ اُدہر بدو جمال پکارنے
لگا "میزان میزان" ادہر اونٹ اپنی لانبی گردن بڑہا بڑہا کر راستہ دیکھنے لگا۔ ادہر ہم مارے ڈر کے
کہ اب گرے تب گرے پسینے پسینے ہوے جاتے تھے۔ سبحان اللہ وہ وقت بھی عجب وقت
رہا وہ تکلیف اسوقت کی ہزار راحتون سے بڑھکر نظر آرہی ہے۔ بدو کا میزان میزان کہنا میرے
ساتھی کا ہنسنا عجب لطف دیتا تھا۔ سارا سامان دو چار پتھرون سمیت میرے ساتھی کی طرف
ڈالدیا گیا۔ وہ بیچارہ مصیبت مین گرفتار ہوگیا۔ لیٹنا تو درکنار اچھی طرح بیٹھنا بھی نصیب نہوا
ادہر میری جانب بالکل خالی تھی مین آرام سے ذرا لانبا ہوگیا۔ اس بیان سے میری غرض یہی
ہے کہ آیندہ حجاج جدۂ شریف سے چلتے وقت عموماً اور اونٹون کے سفر مین خصوصاً
اس بات کا خیال رکھین کہ ساتھی اور آپ ہموزن ہون تب کسیکو بھی تکلیف نہو گی۔ نہین تو
دونون مبتلائے مصیبت ہونگے۔ یہہ نکتہ بالکل قابل یادداشت ہے۔

ایسے موقعہ پر بدو لوگ ریت کی تھیلیان رکھتے ہین جنکو جدہر وزن کم ہو اُدہر کو

رکھ دیتے ہین۔ اسطرح سے تو ریت رکھینگے مگر ہمارے کھانے پینے کے چاول وغیرہ ہرگز نہین رکھنے دینگے۔ عجب سمجھ والے ہین۔ مجھے کوئی راحت اونٹ کی سواری مین نہین ملی۔ دو روز کا سفر بڑی سخت مصیبت سے گذرا۔ اس سفر مین جسقدر تکلیف ہو وہ عین راحت ہے۔ آیندہ حجاج اگر جسیم ہون اور اس سفر مین آرام پانا چاہتے ہون تو ضرور ہے کہ اپنے برابر کا جوڑ پیدا کرلین یا جدہ شریف سے گدہے پر سوار ہوکر سفر کرین۔ اچھا گدہا جسکی رکاب زین وغیرہ اچھی ہو ارزان قیمت پر ملجائیگا۔ چڑہنے اترنے مین بھی تکلیف نہوگی اور گدہے والا خدمتگار کا کام بھی دیگا۔

اگرچہ تخت روان پر بھی جانا اچھا ہے۔ تخت روان پر جانے مین زیادہ روپیہ خرچ ہونے کے علاوہ راستہ مین چوری وغیرہ کا بھی خوف ہے۔ ہر کسیکی نظر تخت روان کے سوار پر ہوتی ہے کیونکہ یہہ سواری امارت کی نشانی ہے۔ ملک عرب مین امیر بنکر جانا گویا چورون کو دارنٹ سے بلوانا ہے۔ تخت روان کے لئے چار اونٹ ہوتے ہین دو پر تخت رکھا جاتا ہے جب یہہ دو تھک گئے تو دوسرے دو بدلدئیے جاتے ہین۔ اور آدمی بھی زیادہ رکھنے پڑتے ہین۔ کم ازکم چار بدو تو ہمیشہ نزدیک رہنا چاہئیے۔

ہمارے اونٹون کی گنتی باب مکہ کے نزدیک ترکی جنگی افسرون نے لی۔ بعدکو اونٹ آہستہ آہستہ باہر کی طرف چلنے لگے۔ ام البشر حضرت حوا کا روضۂ منورہ ہمارے بائین جانب نظر آرہا تھا۔ جیسے شہر سے باہر ہوئے بخشش کی پکار شروع ہوی۔ ادہر اونٹ والون نے بخشش مانگنی شروع کی۔ دوسری طرف وکیل کے لڑکے آگئے اور فی اونٹ بخشش لیتے گئے۔ ایک جانب فقرا و مساکین کا ہجوم ہوگیا۔ ہندوستان کے فقرا کا پندرہوان حصہ سرزمین حجاز مین موجود ہے اور کل حجازی فقرا کا سولہوان حصہ فقط جدہ مین رہا کرتا ہے

دم لینے کی فرصت نتھی۔ عورتین بچے بوڑہے جوان لنگڑے لولے اندہے طرح طرح کے
لوگ موجود ہین طرح طرح کے سوالات کرتے ہین۔ یہہ بھی ایک عجب منظر تھا۔ نہ معلوم پھر خدا
کب ہمکو یہہ دکھائیگا۔ یہہ مانگنے کا سلسلہ جدہ سے باہر تین میل تک برابر جاری رہا۔

جہان تک میرا خیال کام دیتا ہے۔ غیر معمولی طور پر تکلیف نہین ہوی۔ ولو فرضنا
کسیکو تکلیف بھی ہوی ہو تو یہہ فقط اونکے بخل اور کنجوسی کے باعث ہوگی۔ انسان تمام عمر مین
ایک وقت اس مقدس سفر کیلئے آتا ہے۔ خرچ سے اگر ڈریگا تو پھر کیسے کام نکلیگا۔ یہہ
کم حوصلگی اور تنگ چشمی صرف بعض ہندوستانیون مین ہی دیکھی گئی جو بالکل تہیدستی سے سفر حرمین
الشریفین کیلئے چل کھڑے ہوتے ہین۔ ورنہ ملائی۔ جاوی۔ ترکی۔ مصری۔ روسی۔ بخاری۔ شامی
بصری۔ مغربی وغیرہ حجاج نہایت فراخ حوصلگی سے خرچ کرکے تمام سفر مین راحت و آرام اٹھاتے
ہین۔ جو گھر سے گنکر خرچ لاتے ہین وہ حجاز مین قدم قدم پر مسکین بنکر گذارہ کرتے ہین۔ حج کے
بعد جدہ اور ینبوع مین مارے مارے پھرتے رہتے ہین۔ ہر سال سینکڑون حجاج جدہ سے بعض
کریم النفس امرا کی فیاضی سے ہندوستان کو روانہ ہوتے ہین۔ بعض ایسے لوگ بھی حج کیلئے نکلجاتے
ہین جنپر حج فرض ہی نہین ہے۔ خاصکر ہندیون کے ہمراہ عورتین بکثرت ہوتی ہین جنکے ساتھ وارث
اور محرم تک بھی نہین ہوتے۔ اس سال ہمارے ساتھ دو عورتین ایسی تھین جنکا کوئی محرم ساتھ
نتھا۔ دوسرون کے بھروسہ مگر اپنے خرچ پر آگئی تھین۔

تہوڑی ہی دور چلے تھے کہ میرے ساربان سلیمان بدو نے اپنی کمر سے چاندی کا ایک عمدہ
پیش قبض نکالکر مجھے دکھایا اور کہنے لگا کہ یہہ دیکھو مین معمولی آدمی نہین ہون۔ چند بدو میرے
تابعدار ہین سواے میرے کسیکو کچھ نہین دینا۔ یہہ اوسکا قطعی فیصلہ تھا۔ مین نے چند بسکوٹ اور
کھجورین اوسکو دیدین۔ اونکو خوش رکھنے مین حاجیون کا بہت فائدہ ہے ورنہ وہ تکلیف دیتے

ہین۔ رسی کاٹ کر سباب گرا دینا۔ اسباب کو زیر و زبر کرنا اور میزان شغدف و شبری کو درست کرنا جس سے گر جانے کا اندیشہ ہے اونکے ادنی کرشمے ہین۔ غرض "زر دار کا سودا ہے بے زر کا خدا حافظ" کا معاملہ ہے۔ مجھے تو بدؤن سے بہت آرام ملا۔

اب اونٹون کی رفتار اپنی عادت پر ہونے لگی۔ ہر ملک کا علیحدہ قافلہ تھا۔ ہندی قافلہ مین ہر ضلع کا ایک ایک قافلہ تھا۔ کہین دو قطار دن کہین تین قطار دن مین جسطرح اونٹون کو موقعہ ملتا تھا چلتے تھے۔ کل قافلہ مین ۵ ہزار اونٹ سے زائد تھے اور تقریبًا ۸ ہزار حاجی سے کم نتھے۔ زمین برابر ہموار تھی مگر دونون طرف فاصلہ پر پہاڑی سلسلہ نظر آتا رہا۔ پہاڑ صاف بغیر درخت گھانس وغیرہ کے تھے۔ ۴ یا ۵ میل تک جدہ کی بلند عمارتین دکھائی دیتی رہین۔ ہم باب سے نکلتے ہی جانب شرق چلنے لگے۔ ۵ میل کے بعد ایک پہاڑی وادی مین گذر ہوا۔ اور پہاڑ ہمارے دونون جانب کسیقدر نزدیک ہو گئے۔ یہ وادی کبھی تنگ اور کبھی کشادہ ہو جاتی تھی۔ اور یہ سلسلہ برابر مکہ معظمہ تک قائم رہا۔ جتنے نقشے آجتک میری نظر سے گذرے ہین مجملًا غلط معلوم ہوتے ہین۔ اوسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اول تو نقشے کلہم بہت ہی چھوٹے پیمانے کے دیکھے گئے جو اطلاس مین لگے رہتے ہین۔ اون مین اسقدر گنجایش نہین ہے کہ یہ سب وادیان دکھائی جائین۔ علاوہ اسکے شاید آجتک کسی نقشہ نویس کا گذر ادہر نہوا ہو۔ یون تو بہت سے یوروپین سیاح اس سرزمین پر سے گذر چکے ہین۔

یوروپین سیاحانِ عرب دنیا کی اسلامی آبادی ۲۲ کروڑ کے قریب بتائی جاتی ہے اسمین بہت سی قومین بہت سے فرقے اور بہت سی زبانین ہین۔ مگر سب مین قدر مشترک اگر ہے تو صرف عربی زبان ہے۔ اسی زبان مین کل مذہبی ذخیرہ ہے۔ قدماء کی تاریخ۔ حیرت انگیز کارنامے۔ سیاست و تمدن۔ اخلاق و آداب۔ حکمت و فلسفہ غرض اسلام کے متعلق جتنے علوم

ہین سب اسی مقدس زبان مین ہین۔

اگرچہ مذہب وطن کے اختلاف کے روسے یوروپ کو عرب یا زبان عربی سے کوئی خاص سروکار نہین مگر اس خزانہ سے ہمکو اسقدر دلچسپی ہے کہ باوجود کفار کو اس مقدس سرزمین مین علانیہ جانے کی ممانعت کلی رہنے کی صرف زبان اور ملک کے حالات کی تحقیقات کے لئے پندرہوین صدی عیسوی سے آجتک متعدد فدائی عرب مین اپنا بھیس بدلکر اور اپنی عزیز جانون کو خطرے مین ڈالکر جا چکے ہین۔

سب سے اول روما کا ایک شخص لڈو یکو بارتیما سنہ ۱۵۰۳ء مین مکہ کو گیا تھا جس کا سفرنامہ سنہ ۱۵۰۵ء مین شائع ہوا جو زیادہ صحیح اور فاضلانہ پیرایہ مین لکھا گیا ہے۔ تمام یوروپین سیاحان عرب کے نام ضروری کوائف کے ساتھ درج ذیل ہین۔

نمبر	نام سیاح	سنہ عیسوی جبمین اوسنے سفر کیا ہے	کیفیت
۱	لڈو یکو بارتیما	سنہ ۱۵۰۳ء	یہہ شخص مکہ کو گیا تھا اوسکا سفرنامہ سنہ ۱۵۰۵ء مین شائع ہوا ہے
۲	جوزف پٹس	سنہ ۱۶۸۰ء	یہ انگریز سیاح ہے جسنے اپنا بھیس بدلکر عربکی سیاحت کی
۳	جان ری	سنہ ۱۶۹۳ء	اسکا سفرنامہ مطبوعہ سنہ ۱۶۹۳ء انگریزی مین موجود ہے۔
۴	کپتان مارنیل	سنہ ۱۷۰۱ء	یہ شخص فرنچ فوج کا کپتان تھا اسنے ملک عربکی خوب سیر کی ہے
۵	ینبو ہیسر	سنہ ۱۷۶۱ء	یہہ شخص جرمنی الاصل ہے اوسکا سفرنامہ زبان جرمنی مین شائع ہو چکا ہے۔
۶	سیلاسن جیمس	سنہ ۱۸۰۱ء	ان دونون نے باہم ملک عربکی سیاحت کی ہے۔
۷	ہنری رو ک		

نمبر	نام سیاح	سنہ جسمین سفر کیا ہے	کیفیت
۸	علی بے	سنہ ۱۸۰۷ء	یہ شخص دراصل ہسپانوی تھا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین بہت دنون رہا ہے اسکا سفرنامہ مع تصاویر ہردو جلد مین شایع ہو چکا ہے
۹ ۱۰	برٹن ساڈلیر	سنہ ۱۸۵۳ء	یہ دونون سیاح مکہ اور مدینہ مین بہت دنون رہے ہین۔
۱۱	میجر ولیم گفرڈ پالگریو	سنہ ۱۸۶۲ء	یہ شخص ساتوین رجمنٹ راجپوت انفنٹری مین میجر تھا اس نے وسط عرب اور شمال عرب کی سیاحت کی ہے۔
۱۲	ولیٹڈ	سنہ ۱۸۳۶ء	
۱۳	وریڈ	سنہ ۱۸۴۳ء	
۱۴	والین	سنہ ۱۸۴۸ء	
۱۵	پیلی	سنہ ۱۸۶۵ء	
۱۶	رنزو مانسونی	سنہ ۱۸۷۷ء	یہ شخص اطالوی فلاسفر ہے
۱۷	ہلوے	سنہ ۱۸۸۰ء	
۱۸	جان لوئیس برکہارڈ	سنہ ۱۸۱۴ء	یہ بہت مشہور سیاح عرب ہے اسکا سفرنامہ مقبول عام ہو چکا ہے
۱۹	ایچ بلٹل	سنہ ۱۸۶۲ء	اوسنے اپنا بھیس بدلکر حرمین الشریفین کی سیر و زیارت کی ہے اور اوسکا سفرنامہ شائع ہو چکا ہے۔
۲۰	ٹی۔ ایف۔ کین	سنہ ۱۸۸۰ء	اسنے اپنا بھیس بدلکر مقامات مقدسہ کی زیارت کی ہو اور اسکا سفرنامہ شایع
۲۱	بلنٹس	سنہ ۱۸۷۹ء	
۲۲	موسیو چارلس ہوبر	سنہ ۱۸۸۱ء	

۲۳	بیرن نولڈ	سنہ ۱۸۹۳ء	
۲۴	نول	سنہ ۱۸۹۳ء	
۲۵	دالٹر ہارسس	سنہ ۱۸۹۳ء	
۲۶	ٹبنٹ	سنہ ۱۸۹۴ء	
۲۷	کپتان لیچ میان	سنہ ۱۹۱۰ء	

ان سے کے علاوہ (۲۸) سی - ایم - ڈوڈی (۲۹) روئیمر (۳۰) ہملٹن (۳۱) ڈگلاس (۳۲) کنوتھر (۳۳) ہرکرونجی وغیرہ نے عرب کی سیاحت کی - بدویون کے لباس مین رکہر عربی زبان سیکھی - ان سب مین ہرکرانجی کا سفرنامہ سب سے عمدہ ہے جو مکہ معظمہ مین بہت دنون رہا ہے - اوس کے سفرنامہ کا نام ہی "مکہ" ہے - جو دو جلدون مین مع تصاویر شائع ہوا ہے مسلمانون پر عموماً اور اہل علم پر خصوصاً اون کا یہہ احسان کیا کچھہ کم ہے کہ مدتون سرزمین عرب کے ریگستانون مین بگولون کے مانند پھرا کئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کرکے اپنی معلومات سے ہمکو آگاہ کیا -

ان ۳۳ سیاحون کے مقابلہ مین سوا ئے شیخ ابن بطوطہ کے دو ایک گنتی کے مسلمان شاید ہی نکلینگے جنھون نے باوجود مسلمان ہونے کے مسلمانون کے حالات - مقدس و متبرک مقامات اور اپنے چشمدید واقعات وسط عرب سے ہمکو آگاہی دی ہو -

موجودہ زمانہ مین اہل اسلام کی عجب بدقسمتی ہے کہ اگر کوئی باہمت مسلمان ایسی سیاحت کی تکالیف برداشت کرکے اپنی معلومات سے لوگون کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو بعض کوتاہ اندیش جاسوسی کا بدنما دہبہ لگا کر اوسکو بدنام کرنے کے درپے ہوجاتے مین اور بیجا الزام لگاتے ہین کہ دیکھو خود مسلمان ہوکر مسلمانون کے حالات اور مقامات متبرکہ کے

کوائف سے کفار کو آگاہ کرتا ہے۔ شاید ان کوتاہ بینوں کے خیال میں یہی ہو کہ یورپین قومیں ملک عرب کے حالات سے واقف ہی نہیں ہیں۔

مذکورۂ بالا بیان سے میری غرض یہی ہے کہ عرب کا ملک ایک ایسا ملک ہے کہ مسلمان ہی نہیں بلکہ کل اقوام دنیا کو وہان کے حالات معلوم کرنے مین نہایت دلچسپی رہتی ہے اور جتنے حالات وہان کے مہذب دنیا کو معلوم ہوتے رہینگے وہ قبل غور اور قابل قدر رکھا کر دیتے رہین گے۔

پھر مین اپنے سفر کے طرف رجوع کرتا ہون۔ رستہ جدہ شریف سے مکہ معظمہ تک ہموار صاف اور ریتیلی وادیون مین سے گذرتا ہوا تین یا چار میل کے بعد ایک وادی سے گذر کر دوسری مین داخل ہوتا ہے۔ اوس موڑ یا نکڑ پر ترکش گورنمنٹ کے اوٹ پوسٹ اور مورچے ہین۔ ہر ایک مورچے کے نزدیک رستہ کے قریب ایک قہوہ خانہ بھی ہے۔ جہان پانی اور قہوہ تربوز وغیرہ موسمی میوہ اگر کچھ ہو تو ملتا ہے۔ قافلہ کے آمد و رفت کی اطلاع بگل کے ذریعہ دوسرے اوٹ پوسٹ کو اگلے دنون دیجاتی تھی۔ مگر اب جھنڈی کے ذریعہ دیجاتی ہے۔

جدہ سے دو راستے مکہ معظمہ کو جاتے ہین۔ ایک تو وہ ہے جسپر ہمارا قافلہ چل رہا ہے دوسرا ہماری بائین جانب ہے جسپر تار لگا ہوا ہے۔ رستہ مین کہین کہین موٹی گھانس بکثرت مین ملتی گئی۔ ۴ بجے شام کو ایک وسیع میدان ملا جو بحیرہ سے ۴ میل پر جانب شرق واقع ہے۔ اس میدان مین وقت ضرورت ایک لاکھ آدمی رہ سکتے ہین۔ اسمین کہین کہین سبزی کے آثار بھی دکھائی دے رہے تھے۔ آج کا روزانہ اونٹون کی رفتار فی گھنٹہ ۲$\frac{1}{4}$ میل کے قریب ہی ہم لوگ ۸ بجے شب کے مقام بحیرہ مین داخل ہو گئے۔

مقام بحیرہ شغدف اور شبری والون کو بدوی لوگ ''ارب اربع'' پکارنے لگے۔ اس سے یہ غرض تھی کہ چار آدمی آؤ۔ اور اونٹ سے شغادف اور شبریون کو اتار دو۔ فوراً چار آدمی ایک دوسرے کی مدد کو حاضر ہوگئے۔ یہان یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ جب پڑاؤ پر آکر اونٹ اپنی مقرر جاے پر کھڑے ہوجائین تو فوراً سیڑھی لگا کر اونٹ سے اُتر جانا چاہیئے۔ اگر زنانہ ہمراہ ہو تو پہلے خود اتر کر بعد مین اونکو بھی بڑے احتیاط سے اتارنا چاہیئے۔ بچے وغیرہ ساتھ ہون تو بچون کو اتار کر ایک جاے حفاظت سے بٹھا دینا لازم ہے۔ جیسے مسافر اتر جائین پھر شغادف اور شبریون کو اتارنا چاہیئے۔ بدو ہزار جلدی کرین مگر تم اونکو نرمی سے سمجھا دو۔ اوسوقت اون کے ساتھ تکرار یا سخت کلامی ہرگز نکرو۔ نہین تو دھوکا کھاؤ گے۔ اوسوقت وہ بہت تھکے ہوتے ہین۔ بھوک اور پیاس کا غلبہ رہتا ہے کوئی سختی کی بات بھی اونکو بڑی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ اگر تم اپنا آرام چاہتے ہو تو اوسوقت فی شتربان جو تمھارے ساتھ ہو دو یا چار آنے اون کے ہاتھ پر رکھدو۔ پھر دیکھو کہ وہ کیسے نرم پڑجاتے ہین اور تمکو کس قدر آرام پہنچاتے ہین غرض ہم اپنے اونٹون سے اوتر گئے۔ جسنے ذرا بھی دیر کی اونکے شغدف یا شبریون کو بدو اونٹون پر سے گرا کر نفر ڈوبنگئے۔

موضع بحیرہ جدہ سے جانب شرق تقریباً ۵ ۲ میل سے کم نہوگا۔ یہان ترکی پیدل اور گھوڑ چڑھی فوج مع توپ خانے کے رہتی ہے۔ سات توپین ہین۔ فوج نہایت چست وچالاک اور نئی وردی مین تھی۔ کیاولری کے گھوڑے بھی عربی نسل کے ایک ہی رنگ کے دیکھے گئے۔ صبح اور شام فوج کی باقاعدہ پریڈ ہوا کرتی ہے۔ بحیرہ اور اوسکے قرب جوار کی آبادی تقریباً ۴ ہزار ہے۔ وادیون مین جو بدوی قبائل بود و باش رکھتے ہین۔ اگر اونکو ملا لیا جائے تو ۲۰ ہزار نفوس تک ہوگی۔ پانی یہان کا ذرا کھاری ہے۔ دو کانین بھی موجود ہین۔ ترکی

اور عربی مذاق کا کھانا ملتا ہے۔ میوہ طایف شریف سے آتا ہے۔ مجھے بہت بھوک لگی تھی
مین نے اپنے ساربان سلیمان سے کہا بازار کو چل۔ اوسنے خود اپنی تلوار او ٹھائی اور میرے
ہمراہ ہوگیا۔ مین بھی توکلت علی اللہ اوس اندہیرے مین اوسکے ساتھ ہولیا۔ تقریباً دو فرلانگ
تک ہم دونون چلے گئے۔ میرے دلمین اون سُنی سنائی باتون کا خوف تو ضرور تھا کہ بدو ایسے
ہین اور ویسے۔ مین ڈرتا رہا کہ کہین مجھے دہوکا ندیا جاوے۔ مگر یہ صرف میرا خیال اور وہم ہی تھا
اوسنے مجھکو بازار کی ایک وسیع گلی مین لیجاکر کھڑا کردیا۔ دو چار کھانے کی دوکانین تہائین۔ آخر
ایک دوکان مین بیٹھکر ہمنے کھانا کھایا۔ بدو کو بھی خوب سیر شکم کھلایا۔ خود اوسنے کہا کہ میری طبیعت
اب سیر ہوگئی۔ ہم دو آدمیون کے لئے عرب دوکاندار نے عہ لیا جسمین ۶ کا ایک خربوزہ بھی
تھا۔ اور پانی کی دو صراحیان بھی شامل تھین۔ میرا بدو بہت خوش ہوگیا کہ شکم سیر کھانا مل گیا۔
دریافت کیا کہ کرسی چاہئے؟ اول تو مین "کرسی" سمجھا نہین۔ بعد کو معلوم ہوا کہ عرب لوگ
اپنے محاورہ مین کھاٹ یا پلنگ کو کرسی کہا کرتے ہین۔ مین نے اس سوال کو نعمت غیر مترقبہ
خیال کرکے جواب دیا کہ بیشک دو کرسیان میرے لئے لاؤ۔ اوسنے عہ مجھسے لیکر فوراً دو کھٹولے
لادیئے جو حجرہ مین مجھکو اوس شب کے لئے بہت ہی قیمتی اور اعلےٰ درجہ کے اسپرنگ دار
پلنگ سے بھی عمدہ معلوم ہوے۔ ورنہ وہان کی ریت اور مٹی سے کل بستر میرا خراب ہوجاتا
خداوند کریم کا لاکہہ لاکہہ شکر و احسان ہے کہ اوسنے ایسے جنگل مین بھی ہمکو پلنگ پر سُلایا۔
ہم تمام دن کے جو تھکے ماندے تھے اپنے کھٹولے پر آرام سے لیٹ گئے۔ مگر رات بھر نیند نہ آئی
دو بجے رات سے پھر شور و پکار شروع ہوگئی۔ اور چلنے کی تیاری ہونے لگی۔ لوگ مارے خوف کے
جہان سوتے تھے وہین بول و براز کرنے لگے۔ جو شخص نڈر اور دلیر تھے وہ ذرا دور جاکر
رفع حاجت کیلئے بیٹھے۔

۴ بجے نماز شافعی ؒ کے وقت ہمارا قافلہ جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوگیا
آج بدؤن نے زیادتی کرنا شروع کی۔ جن لوگون نے اون کو بخشش ہی نہ دی تھی اون کے
شغادف اور شبریون کو زرا ڈہیلا باندہا جیسے اونٹ کھڑے ہوئے فوراً گر پڑے۔ ایک شبری
مین لودہیانہ پنجاب کی دو عورتین تھین۔ اونھون نے شاید غربت کی وجہ سے اپنے اونٹ والے
کو کچھ نہین دیا تھا۔ اونکی شبری تین وقت اونٹ سے گری۔ بیچاریان بہت کچھ کہتی تھین۔ مگر بدو
سنتا ہی نتھا۔ نہ وہ عورتین بخشش کے نام سے کچھ دیتی تھین۔ آخر مین نے اپنے جمال سلیمان سے
بہت کچھ کہکر اون کی شبری کو درست کروادیا صبح ہوتے ہوتے ہم جدہ مین داخل ہوگئے۔
صبح کا سہانا وقت تھا میرے ساتھی جمعدار عبدالغفور صاحب نقشبندی کولاری
نہایت خوش الحانی کے ساتھ یہہ نعتیہ غزل پڑہتے رہے جسکا میرے دل پر بہت اثر ہوا مین حاجی
صاحب سے مکرر سہ کرر پڑہواکر سنتا اور لطف اوٹھاتا رہا۔

غزل

✤ وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائین ہم ✤ خاک در رسول کا سرمہ بنائین ہم ✤
✤ جالی پکڑ کے روضۂ اقدس کی ہاتھ سے ✤ سب حال دل رسول خدا کو سنائین ہم ✤
✤ آنکھین ملین وہ روضۂ اطہر سے اور کبھی ✤ چومین ملے نہ سر کو وہان سے اوٹھائین ہم ✤
✤ یارب وہ شوق دے کہ مدینہ کو پہنچکر ✤ دامن پکڑ کے جیب کے پرزے اوڑائین ہم ✤
✤ آنکھون سے اپنے چن مدینے کے خاروخس ✤ زخم جگر کے واسطے مرہم بنائین ہم ✤
✤ قسمت پہ اپنی فخر کرین سو ہزار بار ✤ روئے نبی کو خواب مین گر دیکھ پائین ہم ✤
✤ احمد کی یہہ دعا ہے تمنا ہے یا خدا ✤ دن وہ بھی تو دکھائے مدینہ کو جائین ہم ✤

غزل شاعری کے لحاظ سے خواہ کیسی ہی ہو مگر اوسوقت آبحیات کا مزہ دیگئی۔

جدہ بحیرہ سے جدہ چار میل جانب شرق واقع ہے۔ یہان پر آبادی تھوڑی اور میدان بہت وسیع ہے۔ پہاڑون کا سلسلہ ذرا دور ہوتا چلا گیا ہے۔ اول قافلے اسی جگہہ پر اترا کرتے تھے۔ مگر اس سال بحیرہ مین کیامپ کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایک شب کے لئے فی کس ۲ ہ پانی اور لکڑی کے لئے دیا گیا جو میری رائے مین کچھ زیادہ نتھا۔ جدہ کے چارون طرف بلند پہاڑ بالکل صاف ہین۔ یہان ایک قلعہ اور بازار ہے۔

صبح ہونے کی دیر تھی کہ بدو لوگ بخشش روٹی وغیرہ مانگنے لگے۔ رستہ ہموار وسیع اور ریتیلا تھا۔ رستہ پر ایک کنواں اور باغ نظر آیا بعض بعض جگہہ بدوٗن کی چھوٹی چھوٹی آبادیان ہمارے دہنے بائین پہاڑ کے دامن مین نظر آئین۔

مترجم کی ضرورت زبان کی ناواقفیت سے پورا لطف سفر کا نہین ملتا ہے۔ میرے نزدیک ایک لائق مترجم کو جو عربی کی روزمرہ محاورات کو سمجھا اور بول سکتا ہو جدہ سے ہمراہ لانا چاہیئے۔ اگر کوئی مسافر خود زبان اچھی طرح سے جانتا ہو تو اور بات ہے نہین تو بڑی دقت پیش آئیگی۔ بالخصوص اون لوگون کو جو دریافت حالات کے مشتاق ہین عجب مایوسی کا سامنا ہوتا ہے۔ بہت سے معاملات ایسے پیش آتے ہین جن مین بولنے کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت سی چیزین ایسی پیش نظر ہوتی ہین جنسے واقف ہونے کو جی چاہتا ہے۔ مگر عدم واقفیت زبان یا عدم موجودگی مترجم کی وجہ سے مجبوراً خاموش ہونا پڑتا ہے۔ میرے ساتھ اگر مترجم نہوتا تو مجھے سفر کا لطف ہی نہ آتا۔

مترجم کے انتخاب مین بھی بہت کچھ غور و خوض لازم ہے۔ اکثر نا بکار اور ناقص لوگ جلدی مین ملجایا کرتے ہین۔ جو ہمارے مطلب کے نہین ہوتے اپنے ہی مطلب کے یار ہوتے ہین ان کے ساتھ ہونے سے الٹی زحمت ہوتی ہے۔

حد میقات حرم قافلہ ۱۲ بجے کے قریب میقات حرم مین داخل ہوا راستہ کے دونون جانب دو پختہ منارے اور ایک کنوان ہے۔ ایک مزار بھی کسی بزرگ کا واقع ہے۔ یہہ بھی سنا گیا کہ یہ وہ مبارک و متبرک مقام ہے جہان حضرت رسول خدا احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت کے نیچے بیعت لی تھی جسکا ذکر قران پاک مین یون آیا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ الآیۃ۔ مگر اس وقت درخت کا نشان نہین ہے۔ لوگ یہی کہتے ہین کہ مزار اسوقت جہان ہے اوسی جگہ وہ درخت تھا۔ اور بعض روایتون سے اس درخت کا نشان مسجد عائشہ رضؓ کے پاس بتایا جاتا ہے۔ جہان اب عمرہ بجالاتے ہین۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ لوگون نے دو رکعت نفل نماز تبرکًا اس مقام پر پڑہی۔ اور بہت سے لوگ اونٹ سواریون سے نیچے اُتر کر پیدل چلنے لگے۔ مکہ معظمہ سے بہت سے گدہے مع زین ورکاب کے آگئے۔ بہت سے حاجی اپنے اونٹون کو چھوڑ گدہون پر سوار ہوکر خدا کے گھر مین داخل ہوے۔ یہ اپنا اپنا خیال ہے اونٹ کی سواری چھوڑ کر گدہون پر سوار ہونے کی ایسی کیا ضرورت ہے۔

آجکا راستہ بہت سی تنگ اور کہین وسیع وادیون مین سے ہوتا ہوا گذرا۔ ایک ترکش پارٹی جانب جدہ جاتی ہوی ملی۔ سپاہیون کا لباس بہت عمدہ اور نیا تھا۔ دونون تھین۔ ہتہیار اور تلوارین بہت صاف و شفاف نظر آئین۔ حد حرم مین داخل ہوتے ہی مساکین گداگرون کا ہجوم شروع ہوگیا سینکڑون کی تعداد مین لوگ آکر طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔ ۲ بجے کے قریب ہمکو جبل نور دکھائی دیا۔ جہان پر حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدر مبارک شق ہوا تھا۔ اوسپر ایک سفید گنبد دکھائی دیتا ہے۔ اوسوقت کی خوشی کا بیان اور مسرت کا اظہار غیر ممکن ہے۔ یہی وہ منزلِ مقصود تھی جسکے اشتیاق و

شوق زیارت نے ہمسے اسقدر دور دراز کا بحری و بری رستہ طی کرایا تھا۔ خانۂ خدا کی جو ہیبت و عظمت اوس مسلمان کے دل سے دریافت کرنی چاہئے جسکو خوف عصیان نے ڈرایا ہو اور پہلی دفعہ یہہ سعادت نصیب ہوی ہو۔ یا جسنے اپنی تمام عمر مین ایک وقت بیت اللہ کی زیارت کی ہو اور جسنے زیارت کے بعد حسرت بھری نگاہون سے دیکھکر الوداع اور الفراق یا حرم اللہ یا بیت اللہ پڑہا ہو۔

داخلی مکہ معظمہ ۲ بجے کے بعد وہ عمارات مقدسہ نظر آنے لگین جسکے دیکھنے کو مدت سے ہماری آنکھین ترس رہی تھین۔ اور جسکا ہمکو بہت دنون سے انتظار تھا۔ آج ہماری تمام عمر کا وہ مقدس روز تھا کہ ہمنے بیت اللہ کو دیکھا۔ آنکھون سے بے اختیارانہ آنسو روان ہونے لگے۔ لوگون نے دعائین پڑہنا شروع کین۔ شہر مکہ کی سب سے پہلی عمارت جو ہمکو نظر آئی وہ مقام تھا جسپر عاشق رسول اللہ یعنے بلال رضی اللہ عنہ نے پہلے اذان دی تھی۔ یعنے جبل ابو قبیس پر مسجد بلال رض دکھائی دی اور اوس کے بعد مکہ معظمہ کی دیگر عمارتین یکے بعد دیگرے نظر آنے لگین۔ مگر حرم شریف کے منارے ابھی نظر نہین پڑے۔ وجہ یہہ ہے کہ حرم شریف آجکل مکہ معظمہ مین اسطرح ہے جیسے صدف مین موتی۔ یعنے اوسکے گرداگرد بڑی بڑی عالیشان عمارتین بنگئی ہین۔ ہمارا قافلہ چار بجے یعنے عصر کے وقت شہر مین باب المعلیٰ سے داخل ہوا۔ شہر کے نزدیک آنکر بہت سے حاجی دونون اونٹون سے اوتر گئے۔ شریف مکہ کا سنگ مرمر کا مکان۔ قبور شہدا۔ اور جبل عرفات دکھائی دیا۔ تکبیر و تہلیل کی پکار ہوی۔ ذرا ہی آگے بڑہے تھے کہ رستہ کے دونون جانب مکہ معظمہ کے لوگ بڑے بڑے ریشمی جوغے پہنے ہوے قافلہ کے استقبال اور انتظار مین کھڑے نظر آئے۔ اور ہر ایک نے اون مین سے یہی سوال کرنا شروع کیا کہ تم کسکی مطوفی مین ہو اور تمہارا کونسا ملک یا ضلع ہے۔ یہہ مجمع جسکا سلسلہ قہوہ خانہ تک چلا گیا تھا معلمون اور مطوفون کا تھا۔ اور قہوہ خانہ مین تو بیشمار مطوف بیٹھے

حقہ نوشی کر رہے تھے ہمارے قافلہ کو سید عبد الرحمن شلی اور اوس کے مطوفون نے علیحدہ کر لیا اوس کے بعد ہمکو مکہ معظمہ کی تنگ اور پیچدار گلیون سے نکالکر بڑی آہستگی کے ساتھ مولد صدیق اکبر رضہ کے پاس کھڑا کر دیا گیا۔

گلیان یہان کی بہت تنگ ہین۔ ایسی تنگ گلیون مین بھی اونٹون کی دو قطارین لیکر بدو چلتے ہین۔ ایسی دھکم دھکا ہوتی ہے کہ الامان۔ جو لوگ اپنے شغدف اور شبری مین سوار تھے وہ بہت ڈرتے رہے کہ اب ٹکر لگی اور گرے اور اونٹون کے پیرون مین روندے جانے کا بھی اندیشہ تھا۔ "نہ جائے ماندن نہ پاے رفتن" کا معاملہ تھا۔ خداوند کریم کی شان اوس جگہہ نظر آتی ہے کہ لاکھون اونٹ اور حاجی آتے ہین اور انھین تنگ گلیون ہین سما جاتے ہین جب ہمارے اونٹ اُتر گئے تو بدو اس قدر جلدی کرنے لگے جسکا بیان نہین۔ آدمی اترنے بھی نپاے تھے اربع اربع پکار کر شغدفون کو اونٹون سے زمین پر گرا دیا اور اپنا سامان معہ اونٹ کے لیکر چلتے بنے یہان پر ایسی افراتفری رہی کہ دو ایک چیزین چھوٹی چھوٹی گم ہو گیئن معلم نے ہمکو اپنا مہمان بناکر اپنے ہی مکان مین اتارا۔ اوس شب کو ہماری دعوت کی۔ بریانی کا ایک برتن فیرنی کی ایک کابی اور دو سموسے رکھکر میرے پاس بھی روانہ کیا۔ دو تین آدمیون نے بخوبی سیر ہو کر کھایا۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد معلم نے اپنے سب حاجیون سے کہا کہ تیار ہو جاؤ زیارت بیت اللہ۔ طواف القدوم اور سعی صفا مروہ کے لئے ابھی جانا ہو گا۔ یہ مژدہ سنتے ہی عاشقان الٰہی بعضے تو کچھ کھائے بغیر ہی تیار ہو گئے۔ بعضون نے کچھ کھا لیا۔ اور سب لوگ مقام مولد ابو بکر صدیق رضہ کے پاس جہان ہمارے معلم کا گھر ہے جمع ہو گئے۔ بعض کاہل الوجود لوگونکی وجہ سے ذرا دیر ہو گئی جو اور دون کو بہت شاق گذرا۔ قاعدہ ہے کہ اول روز معلم اپنے کل حاجیون کو اکٹھے جمع کر لیکر لیجاتے ہین۔ غرض کل ہمراہی حجاج ۹ بجے شب کے جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوے

حرم شریف مین داخلی ہم اپنے جوش ذوق مین مدہوش زیارت بیت اللہ کی لو لگائے ہوے جو کچھ دعائین ہمین معلم پڑہاتا رہا پڑہتے جاتے تھے رستہ مین تکبیر و تہلیل بڑے زور و شور سے سب مل کر کہتے گئے۔ اب اوس وقت کا حال نپوچھو کہ کیا تھا۔ ہم خود اپنی حالت کو نہین سمجھتے تھے کہ ہم کہان جارہے ہین اور یہہ کونسا مقام ہے۔ ہمارے بدن پر رعشہ اور ہمارے پاؤن ہیبت خداوندی سے کانپ رہے تھے۔ اور ہماری آنکھین شرم سے نیچی تھین۔ اور ہم حیران تھے کہ کسطرح منھ دکھائین۔ اور کیا لیکر بیت اللہ اور حرم خلیل اللہ کو جائین۔ ہمارا خروش دل ہماری آنکھون کو رونے سے اتنی فرصت نہین دیتا تھا کہ ہم دیکھ کر قدم رکھین۔ ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہوے ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ وہان یہہ حالت تھی کہ بغیر روئے ہوے ایک لفظ بھی دعا کا جو معلم ہمسے کہتا تھا۔ ہمارے منھ سے نہین نکلتا تھا جیسے جیسے ہم مسجد حرم کے نزدیک ہوتے جاتے تھے ہماری گریہ و زاری بڑہتی ہی جاتی تھی اور ہمارے اختیار سے باہر تھی ایسی حالت مین حرم شریف کے باب السلام تک پہنچے۔ اور جیسے ہی حرم شریف کے اندر پاؤن رکھا ہم پر دونی ہیبت طاری ہوگئی جسم پر لرزہ پڑگیا اور کپکپاتے پاؤن سے آگے بڑہے ایک نور کا عالم ہمارے سامہنے تھا اور وہ مقدس مکان جسکی زیارت کو اسقدر دور و دراز کا سفر اختیار کرکے ہم آئے تھے ہماری آنکھون کے سامہنے سیاہ غلاف اوڑہے ہوے موجود تھا۔

آج ہم کہان ہین؟ فوراً میرے دل نے مجھسے مضطربانہ پوچھا کہ آج ہم کہان ہین؟ رحمت باری نے جھک کر جواب دیا کہ وہان

جہان کی شان مین اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے کلام پاک مین یون ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ

اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا تحقیق گھر مقرر کیا گیا لوگون (کی عبادت) کے لئے وہ یہی ہے جو شہر مکہ مین (واقع) ہے برکت والا دنیا جہان کی ہدایت کے لئے اوس مین بہت سی کھلی ہوی نشانیان ہین (ایک انمین) ابراہیم کے گھر ہونے کی جگہہ ہے اور جو اوس مین داخل ہوا امن مین آگیا۔ (آل عمران)

جہان کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہہ دعا مانگی تھی رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ای میرے پروردگار مین نے تیرے معزز گھر (خانہ کعبہ) کے پاس اوس بیابان (مکہ) مین (جہان) کھیتی نہین ہے اپنی اولاد کو بسایا ہے۔ ای میرے پروردگار لوگ نماز پڑہین تو ایسا کر کہ لوگون کے دل اوسکی طرف مائل ہون اور (دوسرے ملکون کی) پیداوار سے ان کو روزی دے تاکہ یہہ تیرا شکر کرین۔ (ابراہیم)

جہان ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کیلئے جنت سے بیت المعمور اتارا گیا تھا

جہان بحکم خدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بیت المقدس سے تشریف لاکر کعبۃ اللہ کی بنا کی تھی۔

جہان وہ جنتی پتھر حجر اسود بوسہ گاہ مسلمانان عالم اسوقت تک موجود ہے اور قیامت تک رہیگا۔

جہان کی ایک نماز لاکہہ نمازونکا ثواب رکھتی ہے۔ جہان کی ایک خیرات لاکہہ خیرات کے برابر ہے

جہان اصحاب فیل کو خداوند تعالی جل جلالہ نے ایک ادنی پرندا بابیل کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ (سورہ فیل ملاحظہ ہو)

جہان وہ مقدس و متبرک کنوان یعنے بیر زمزم موجود ہے جسکی تعظیم مین کھڑے ہوکر پینے کا حکم آیا ہے۔ باوجود لاکھون گیالن پانی سالانہ خرچ ہونے اور دور دور تک جانے کے کبھی اسمین کمی نہین ہوتی۔ اوتنے کا اوتنا ہی رہتا ہے۔

جہان حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع اپنی بی بی سارہ کے کہنے پر حضرت سیدتنا ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو چھوڑ گئے تھے۔ بی بی ہاجرہ نے پانی کی تلاش مین کوہ صفا سے مروہ تک سات بار دوڑ کر قیامت تک مسلمانون کے لئے سعی صفا و مروہ کی مثال واجب کر دی

جہان خدا کا گھر اور اوسکا حرم ہے جو روئے زمین پر سب سے مقدس اور منزہ مقام ہے

جہان کسی صحرائی جانور کا شکار کرنا یا کرنے کا قصد کرنا ازروی عقائد اسلام قطعی منع ہے

جہان ہمارے پیغمبر خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ جہان پر اس در یتیم نے جسکی شان مجموعی کا ایک جزء لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ہے حالت یتیمی مین اپنے دادا حضرت عبد المطلب اونکے بعد اپنے چچا ابو طالب کے زیر حمایت پرورش پائی۔

جہان پر آپکا صدر مبارک چار وقت شق کیا گیا

جہان پر آپکو خاتم المرسلین کا معزز خطاب ملا۔ آپ کی عمر شریف چالیس سال کی ہونے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے لئے تمغۂ نبوت لائے تھے۔

جہان پر قرآن پاک پہلی دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

جہان پر آپکی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ رض پردادا عبد المناف۔ دادا عبد المطلب چچا ابو طالب اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے مزارات مقدسہ موجود ہین۔

جہان آپ کی مبارک انگلی کے اشارہ سے جبل ابو قبیس پر معجزہ شق القمر ظاہر ہوا تھا

جس کا ذکر قرآن پاک مین موجود ہے۔

جہان اسلام کی ابتدا ہوی اور کفر ہمیشہ کے لئے نابود ہوگیا۔ پھر قیامت تک یہان بت پرستی نہوگی۔

جہان حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی ایمان لائے اور اسلام کو زور ہوا۔ خدا کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے آنے پر استقبال فرمایا۔

جہان خلیفہ اول وچہارم پیدا ہوے اور ابھی تک اونکے مولد کے مبارک مقام موجود ہین

جہان خاتون جنت بی بی فاطمۃ الزہرا پیدا ہوئین۔

جہان پر تمام عمر مین ایک وقت حج کے لئے ہر ایک بالغ مسلمان کو آنا فرض ہے۔ بشرطیکہ وہ مالدار ہو۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران)

جہان سوای اسلام کے دوسرا کوئی مذہب نہین ہے۔ انشاءاللہ قیامت تک نہین ہوگا۔

جہان لاکھون مسلمان ہر سال حج کیلئے جمع ہوتے ہین۔

جہان پر روی زمین کے مسلمانونکا قبلہ ہے

جہان پر زراعت تو نہین ہوتی مگر روی زمین کے اشیا آکر فروخت ہوتے ہین اور قریب قریب اونھین دامون ملجایا کرتے ہین جتنے پر جائے پیدا وار مین ملتے تھے۔ کیون نہو یہ دعاے خلیل ع کا اثر ہے۔

جہان حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ مدفون ہین۔ بروایات مختلفہ تین سو نبیون کی قبرین جائے مطاف کے نیچے ہین۔ واللہ اعلم۔

جہان سے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے دسوین سال معراج ہوا تھا

سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ الخ

جہان پر نیک بخت خاتون زبیدہ نے نہر زبیدہ نکالکر اہل مکہ کو خصوصاً اور روے زمین کے مسلمانون کو عموماً قیامت تک اپنا ممنون وشکور بنایا۔

جہان سلطان ترکی سے لیکر ایک ادنیٰ فقیر تک حالت احرام مین ایک ہی سے ہین سلطان کو مجال نہین کہ قانون خداوندی سے ایک سرمو تجاوز کرے۔

طواف کعبہ | سبحان اللہ کیا بے نیاز درگاہ ہے ہمنے صدق دل سے اوس بارگاہ صمدیت مین پہنچکر یہ اقرار کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر باب بنی شیبہ سے مقررہ دعائین پڑہتے ہوے وہان جا پہنچے جہان کی زیارت کی تمنا ہمکو اتنی دور کھینچکر لائی تھی اور جس کی دید کی آرزو تمام عمر رہی اور مرتے وقت تک پھر دوبارہ دیکھنے کی حسرت رہیگی۔ خدا کی شان جس گھر کی طرف نادیدہ سجدہ کرتے تھے وہ اب آنکھون کے سامنے ہے یعنے خدا کا گھر۔ غرض بیت العتیق کے پاس ہم سب کو کھڑا کر کے طواف کی نیت معلم نے پڑہائی۔ اور جو سمجھانا تھا سمجھا کر حجر اسود کے پاس سے شوط کرنا شروع کیا۔ اور جو جو دعائین ہر شوط یعنے پھیرے کے لئے مقرر ہین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑہتے ہوے طواف کو ختم کیا اللہ اکبر اسقدر ہجوم تھا کہ تل دہرنے کو جا نہ تھی۔ مونڈہے سے مونڈہا چھلا جاتا تھا۔ مجھے تو سات پھیرون مین فقط ایک وقت بوسہ حجر اسود نصیب ہوا۔ باقی شوطون مین فقط دور سے ہی اشارہ کر لیا کرتا تھا۔

عاشقان الٰہی ایسے جذبہ مین تھے کہ کوئی روتا کوئی چیختا اور کوئی پکار پکار کر آمین بہرتا تھا عجیب حالت تھی اوس وقت کا منظر بھی بہت دنون تک میری آنکھون مین پھرتا رہیگا

بلا اختیار آنسو آنکھون سے جاری ہو رہے تھے۔ رحمۃ للعالمین کی وہ جائے مولد شہنشاہ ازلی معبود حقیقی کے حضور مین دست بستہ حاضر۔ سر نیاز خم۔ عقیدت کا جوش۔ گناہون کا اعتراف۔ خطاؤن پر شرمساری۔ برائیون کی ندامت۔ اپنے عجز و عبودیت کے ساتھ اوسکی عظمت و معبودیت کا اقرار۔ گناہگار بندہ گویا اوسوقت مرتبۂ فنا مین ماسوا کو بھولا ہوا زعم بندگی مین نحن اقرب پر پھولا ہوا ہے۔ شفاعت کی امیدین مغفرت کی آرزوئین ہجوم کی ہوی ہین۔ شان رحیمی کے بل پر کثرت عصیان زیب طاق نسیان ہے۔

در کعبہ کے نزدیک جسے ملتزم کہتے ہین غلاف کعبہ کو پکڑ کر ہزارون حاجی رو رہے تھے جنکو دیکھکر سنگدل سے سنگدل کا دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا اور خود بخود آنسوؤن کی لڑی مسلسل باران رحمت کی طرح جاری ہو جاتی تھی۔ یہ کوئی بناوٹ سے نہین روتے تھے دلکو ایک حرکت ہوکر خود بخود آنسوؤن کا دریا امڈا چلا آتا تھا۔ بعد طواف بیت اللہ کے مقام ابراہیم پر دو رکعت واجب الطواف نفل پڑہی۔ اور در کعبہ کے روبرو کھڑے ہوکر دعا مانگی۔ اوسوقت دل یہی کہتا تھا جو مانگنا ہے مانگ لے۔ کریم مطلق کے دروازے سخاوت کے لئے کھلے ہوے ہین۔ دریای فیض مبدء فیاض جوش زن ہے۔ رحمت لٹ رہی ہے جتنا ہو سکے لے لے۔ تو بارگاہ یزدانی کے سامنے حریص بن۔ وقت کو ہاتھ سے نہ دے۔ اگر موقع کی عظمت نے ہوش و حواس کو بجا رہنے دیا تو جیب دامن مرادون سے بھرے ہوے ہین۔ تنہا گئے تھے خانۂ دل مین مہمان لائے۔ ایسے کریم میزبان غفور الرحیم کے گھر سے جو ملے وہ تھوڑا ہے۔

ع۔ آئے تھے خالی یہان سے جیب دامان بھر چلے +

اوس کے بعد زمزم شریف پر گئے۔ ایک زمزمی بھری ہوی صراحی تازہ زمزم کی اوسیوقت کنوئین سے نکالکر لایا اور کہنے لگا کہ خوب جی بھر کر پیو۔ ہم یہ کہتے گئے اللھم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّسَقَمٍ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اور زمزم شریف پیتے گئے۔ زمزمی کے اصرار سے ہم کو خوب سیر ہو کر پانی پلایا اور ہم بھی نہایت شوق سے گھونٹیں اتارتے چلے گئے۔ اوسکے بعد ہم موجودہ بتعمیل احکام اور ادای ارکان مین مشغول ہوے اور باب صفا سے نکلکر نیت سعی کی باندھتے ہوے صفا کی سیڑھیوں پر چڑھے۔ وہان پر مقررہ دعا کو پڑھکر کعبہ کے جانب دیکھتے ہوے نیچے اوترکر جانب مروہ روانہ ہوے۔ رستہ مین میلین کے پاس ہلکا ہلکا دوڑنا شروع کیا او تھوڑی دور آگے چلکر ایک اور نشانی ہی وہان دوڑ موقوف کرکے معمولی قدمون سے چلتے ہوے مروہ کی سیڑھیوں پر جا چڑھے صفا سے مروہ تک جانے کو ایک شوط یعنے پھیرا کہتے ہین۔ اوسوقت کی عجیب حالت تھی وہ وقت یاد آگیا کہ حضرت سیدتنا ہاجرہ اپنے شیر خوار فرزند اسمٰعیل ؑ کو اکیلا چھوڑ کر تلاش آب مین اس مقام مین دوڑی تھین۔ اوسوقت سے ایکراج تک لاکھون انبیا و اولیا علیہم السّلام اسی طرح اسی مقام پر دوڑے ہین۔ اللہ اکبر کیا مبارک زمین ہے۔ خدا کی عنایت ہے کہ ہمارے ناپاک قدم بھی اس مقدس زمین پر چلنے کے قابل ہوے۔ یا اللہ تیرا کروڑہا احسان ہے۔ شان کبریائی کا عجیب ظہور ہو رہا تھا۔ اور اسلامی شان و شوکت کا جلوہ ایک ہی حالت مین خواہ وہ فقیر ہو یا امیر دکھائی دیرہا تھا۔ غرض ہمنے سات پھیرے کئے۔ ہمارے معلم نے ہم سب کو ایک جا جمع کرکے ایک حجام کی دوکان پر بٹھادیا۔ اوسوقت برابر رات کے ۱۲ بجے تھے کسیقدر سردی بھی پڑتی تھی۔

حجامون کی دوکانین صفا اور مروہ کے درمیان حجامون کی دوکانین بکثرت موجود ہین۔ ۵ امنٹ کے اندر بہت سے حاجیون کی حجامت بنادیتے ہین۔ یہان ہر معلم کا حجام علیحدہ ہے۔ جو اجرت حجامونکی دیجاتی ہے اوسمین کچھ حصہ معلمون کا بھی ضرور ہے۔ میرا احرام تمتع کا تھا

اسلئے مین نے موقع کو غنیمت جانکر فوراً اسے حجام کے روبرو جھکا دیا۔ جسنے دو منٹ کے اندر اندر
سارے بال اتار کر رکھدئیے۔ ۲/ اجرت مقرر ہوئی تھی مین نے ۴/ دئیے۔ میری حجامت جس
نے بنائی۔ وہ ترک نائی تھا زرا مہذب معلوم ہوتا تھا۔ مین نے خوشی سے جو دیا اوسنے بھی لے لیا
جنھون نے قران کا احرام باندہا تھا آج اون کو حجامت کی تکلیف اوٹھانی نہ پڑی۔
وہ طواف وسعی صفا و مروہ کے بعد ایام حج تک حالت احرام مین رہے۔ ان کل باتون سے
فارغ ہوتے تک شب کے دو بجگئے۔ گھر کو آتے ہوئے راستہ بھولکر ۱۵ منٹ تک مکہ معظمہ کی
گلیون مین گشت لگاتے رہے۔ ایک زمزمی ملا اوسنے مہربانی سے ہمارے قیام گاہ کا راستہ دکھایا
اللہ اللہ کر کے گھر پر آکر سو رہے۔

مکہ مین گھر کی تلاش معلمون کا قاعدہ ہے کہ اول روز اپنے ہی گھرون مین اتارتے
ہین۔ اس شرط پر کہ گھر ناپسند ہو تو کوئی مناسب مکان لیکر یہان سے اوٹھ جاؤ۔ حاجیون کو
چاہئیے کہ جلدی نکرین اور کبھی یہ اقرار نکرلین کہ ہم یہین رہینگے۔ ورنہ معلم حاجیون کو اپنے بس مین
کر کے پورا قیدی بنا لیتے ہین۔ حاجیون کو اپنے ارادے کے موافق رہنے نہین دیتے۔ مجھے
اور واقعات یا شکایات لکھنے کی ضرورت نہین۔ مین اپنا ہی ایک واقعہ لکھکر ناظرین کے پیش کرتا
ہون اوسپر اپنی رائے قایم کرلین۔ اب مجھے یہان یہ لکھدینا بھی مناسب ہے کہ جو باتین مین یہان
لکھونگا۔ وہ میرے تجربہ کی ہین۔ اس سے میری یہ غرض نہین ہے کہ مین اہل مکہ کی شکایت
کر کے اونھین بدنام کرون۔ نہین۔ ایسا ہرگز نہین۔ بلکہ میرے پاس اوسکو سفرنامہ ہی کہا جائیگا
جو کل واقعات پر مبنی ہو۔ معلمون کے ہتھکنڈے تو مشہور ہین۔ مین بھی اونکو نظر انداز کر دیتا
جیسا اور لوگون نے کر دیا ہے۔ مگر مجھے خوف خدا آیا اور میرے دل نے ہرگز نہین چاہا کہ کسی
واقعی بات کو لوگون کے طعن کا خیال کر کے چھپا دون اور خدا کے نیک بندون کو ان مکروہات سے

بچانے کی کوشش نکردن۔

میرے معلم سید عبد الرحمن شاقی نے ایک مکان میری بغیر رضامندی کو چار سو رن کرایہ پر جائے مولد سیدنا ابوبکر صدیق رض کے پاس کنوئین سے نزدیک گلی کے موڑ پر مقرر کردیا۔ جو باب ابراہیم سے ۳۳۰ گز جانب جنوب مشرق ہے اور ایک مکان ادسی درجہ کے نیچے ۴ گنی پر تاجر عبد الغفور صاحب بنگلوری کے لئے مقرر ہوگیا۔ میرے پاس ایک خط جناب مولانا مولوی محمد عبد السبحان صاحب تاجر مدراس کا بنام جناب عبد الحمید صاحب کتبی کے تھا۔ مین دوسرے روز یعنے ۱۵ نومبر مطابق ۲۳ ذو القعدہ کو باب السلام پر ادن سے ملنے گیا۔ اونھون نے ازراہ مہمان نوازی ایک مختصر مکان اپنی دوکان کے نزدیک متصل باب الزیادہ حنفی مصلے کے پاس دس گنی پر مع رہایش و خوراک و غیرہ کے بندوبست کردیا۔ مگر وہ یہہ ضرور کہتے تھے کہ بغیر عبد الرحمن کے یہہ مکان تمکو نہین ملسکتا۔ مین اون کی اس تقریر کو نہین سمجھا۔ مین نے سید عبد الرحمن سے آکر کہا کہ میرا ارادہ باب الزیادہ کے پاس رہنے کا ہے مین وہان جانا چاہتا ہون۔ وہ یہہ سنتے ہی اپنی چالاکی کی باتین کرتا رہا اور کہا کہ تم اب نہین جاسکتے ہو مین نے کرایہ مکان کا دیدیا ہے۔ اگر جانا چاہو تو ۴ گنی دیکر چلے جاؤ مجھے یہہ بات سخت ناگوار گذری ادس نے سراسر جھوٹ کہا کہ کرایہ مکان کا دیچکا ہون ابھی آئے ہوے ۱۲ گھنٹے بھی نہین گذرے تھے۔ مین ادس کی تقریر سے یہی پاگیا کہ مجھے اب یہہ اپنے چنگل سے گرانا نہین چاہتا۔ مین کوئی ناتجربہ کار تو تھا نہین مگر مصلحت وقت پر خیال کر کے خاموش ہو رہا۔ اب اسکو فکر ہوگئی کہ شاید یہہ چلا جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد مزاج پرسی کے بہانے سے آکر ادس نے کرایہ مکان ۴ اشرفی سب سے پہلے مجھ سے وصول کیا اور دیگر پاس بٹھیارہ بکر اور دن سے بھی وصول کرلیا تاکہ مین برا نمانون۔ مجھے ایک ملازم کی ضرورت

تھی تو ایک شخص باشندہ سراندیب عبدالکریم کو جو گذشتہ سال کسی کے ساتھ حج کو آکر خرچ نہونے کے سبب سے مکہ معظمہ کی گلیون مین پھرتا تہا ۱۵ روپیہ ماہوار پر مقرر کر کے اوس کی سفارش کی کہ یہہ آدمی بہت معقول ہے۔ اب مجھ کو ایک طرحکا آرام ہوگیا۔

مکہ معظمہ کی اقامت مین نے اپنے ضروری انتظام سے فارغ ہو کر ہزار ہا شکر اوس درگاہ بے نیاز مین بجالایا۔ جس نے مجھ جیسے گنہگار کو اپنی آستانہ بوسی کے اعزاز و افتخار سے سرفراز فرمایا۔ اور ہمکو ہماری محنت کا ثمرہ بخشا۔ اور یہہ توفیق دی کہ آج ہم مکہ مین موجود ہین۔ ورنہ ہم کہان اور یہہ دولت کہان؟

شیخ الدلائل مکی تھوڑی دیر آرام کر کے مولانا مولوی حافظ الحاج محمد عبدالحق صاحب قبلہ الہ آبادی شیخ الدلائل ومہاجر مکی مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت مین پہنچکر شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ شیخصاحب کے پتے پر میرے چند خطوط ہندوستان سے آئے ہوے رکھے تھے جنکو آپنے میرے حوالہ کیا۔ مین نہین کہہ سکتا کہ ایک مدت کے طویل سفر کے بعد یہہ خطوط مجھ کو ملے ہین تو خوشی کے مارے میرے دلکی کیا کیفیت تھی۔ شیخصاحب سے مین نے عرض کیا کہ پانچ نسخے دلائل الخیرات کے مہربانی فرماکر صحیح کردین۔ شیخصاحب مکہ معظمہ مین بڑے پایہ کے بزرگ ہین۔ اکثر لوگ آپکی وساطت سے خطوط منگایا کرتے ہین جو برابر ملجایا کرتے ہین۔ آپنے بہت دن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ مین دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ مین سکونت اختیار کرلی ہے۔ آپ سے ہزار ہا حجاج ہندی۔ مصری۔ شامی بخاری مغربی۔ جاوی۔ ترکی وغیرہ ایام حج مین دلائل الخیرات پڑہکر اجازت حاصل کرتے ہین۔ آپکی ذات ستودہ صفات سے لوگون کو بہت بڑا فیض پہنچتا ہے۔ آپکا مکان حرم شریف کے متصل ترکی فوجی بارک کے نزدیک ہے۔ آپ دلائل الخیرات۔ حزب الاعظم۔ حزب البحر

اور قصیدہ بردہ کو صحیح کر کے دیتے ہین۔ اور پڑھنے کی اجازت بھی خاص مہر کتاب پر لگا کر عطا فرماتے ہین۔ آپکا چہرہ بہت نورانی ہے عمر تقریباً ۵۰ سال کی ہوگی۔ آپ طریقہ نقشبندیہ ہی بیعت بھی لیتے ہین۔ آپکے ہزارہا مرید سرزمین حجاز مین پھیلے ہوے ہین۔ روزانہ سینکڑون ہی آپکے دولت خانے پر دلائل الخیرات کی اجازت لینے کے لئے روزانہ بیٹھے رہتے ہین۔ آپکی تصنیف انیس المسافرین فی بیان مسائل الحج والعمرة وزیارة سید المرسلین بڑی عمدہ کتاب ہے ہر ایک حاجی کو ضرور ایک نسخہ رکھنا چاہیئے ضروری مسایل حج وعمرہ کے نہایت شرح وبسط کے ساتھ درج ہین۔ مجھکو یہہ دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوی کہ ہند کا ایک شیخ سرزمین حجاز مقدس مین کیا شیخ الدلائل مانا جاتا ہے۔ آپ واجب التعظیم بزرگ ہین۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب صوفی

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا و مرشدنا حافظ الحاج سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ صوفی نقشبندی محدث علیپوری مدظلہ العالی کو مین حرم شریف مین اچانک دیکھکر نہایت متعجب ہوا۔ عصر کے وقت خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا کہ شافعی مصلے کے نزدیک حضرت پیرو مرشد کو بیٹھے دیکھا۔ اول تو مین بہت غور سے دیکھکر طواف مین مشغول ہوگیا جب دوسرے شوط مین پیرو مرشد نے مجھے غور سے دیکھنا شروع کیا تو مین سمجھ گیا کہ ضرور میرے پیرو مرشد ہین طواف سے فارغ ہوکر فوراً خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ اسوقت سے پہلے میرے خواب و خیال مین بھی نہ تھا کہ آپ اس سال بھی حج بیت اللہ کو تشریف لائینگے۔ چونکہ میری روانگی بنگلور کے وقت آپنے چند تحفے خوجگان حرم نبوی کے لئے میرے ہاتھ سے روانہ فرمائے تھے اگر خود آنے کا خیال ہوتا تو میرے ہاتھ کیون بھیجتے۔ جب آپ بنگلور سے بقصد مراجعت وطن بمبئی داخل ہوے تو شوق زیارت دامنگیر ہوا آپ بمبئی ہی سے بغیر گھر گئے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

سنا گیا کہ جب حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی بمبئی مین تشریف فرما ہوے تو کسی
نے آپ کے روبرو یہہ شعر پڑہا۔ ~~~

ڈبویا مجھکو ہمت نے نہین پہنچا مین یثرب تک ☆ پہ چھوٹا دم محبت کا مدینہ آرزو دارم

بس یہہ سنتے ہی رگ حمیت جوش مین آگئی۔ یکبیک خیال مدینہ منورہ کا ہوگیا۔ اور فوراً آپ
بمبئی ہی سے جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوگئے۔ یہ آپکا دوسرا یا تیسرا سفر ہے۔
جب تک مین مکہ معظمہ مین رہا اکثر پیر و مرشد کی قدمبوسی کے لئے آپ کے دولتخانے
پر جایا کرتا تھا۔ اکثر قصص انبیاء و اولیاء کرام اور احادیث نبوی آپکی زبان فیض ترجمان سے
سنکر مستفید ہوتا رہا۔ یہان بھی حضرت پیر و مرشد کے پاس سینکڑون مرید اور معتقد قدمبوسی کے
لئے آیا کرتے تھے۔ اور بہت سے نئے مرید زمرۂ نقشبندیہ مین داخل ہوتے تھے۔ آپکی
طرف سے اون کی تواضع چار شیرینی یا میوہ جات سے ہوا کرتی تھی ہمیشہ آپکا دسترخوان غربا
اور امرا کے لئے یکسان کھلا رہتا تھا۔ آپ عصر کے وقت حرم شریف کو جاکر بعد نماز عشا ہی
واپس آتے تھے۔ مابین عصر و مغرب آپ کسی سے دنیاوی گفتگو ہرگز نہین کرتے۔ ذکر و
اذکار ہی مین مشغول رہا کرتے تھے۔ حرم اللہ اور حرم رسول اللہ مین آپکی یہ عادت تھی کہ سوا
سلام یا جواب سلام کے دوسری کوئی دنیاوی گفتگو ہرگز نہین فرماتے تھے۔ مین بہت خوش
قسمت ہون کہ اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ رہکر مزید سعادت حاصل کی۔

قافلون کی آمد حجاج کے قافلے روزانہ بکثرت آرہے تھے۔ میرے خیال مین اسوقت
تک دو لاکھ حاجی مکہ معظمہ مین داخل ہوچکے تھے۔ جدہ اور مدینہ طیبہ سے قافلہ پر قافلہ چلا آرہا
تھا۔ اس سال گزشتہ سالون کی عادت کے برخلاف ۵۵ قافلے مدینہ منورہ کی طرف سے
آئے۔ وگرنہ عموماً دو چار زیادہ سے زیادہ دس قافلے آیا کرتے تھے۔ جاوی ۲۵ ہزار
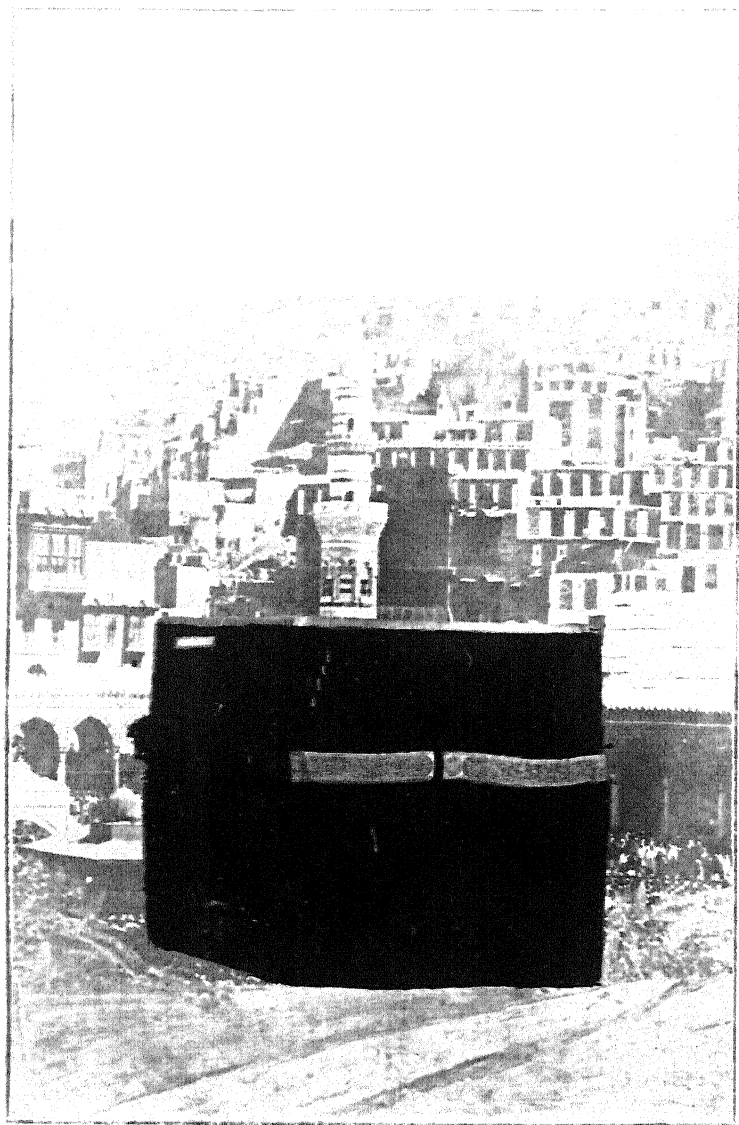
اسوقت تک مکہ مین موجود ہین۔ اور ہندی تقریبًا ۲۰ ہزار آچکے ہین۔ دس اونٹ کا قافلہ بھی اس سال بلاخوف وخطر چلا آیا۔ یہہ شریف مکہ کے حسن انتظام کا باعث ہے۔

مکہ کا نرخ

حج کے موسم مین اس سال مکہ معظمہ کا نرخ یہہ تھا۔ مگر کبھی ذرا کم وبیش بھی ہوتا ہے۔ بہت فرق نہین ہوتا۔ گوشت فی اوقیہ ۱۲ ر سے ۷ تک۔ ٹماٹر ۶ ر سے ۸ ر تک۔ کوشیدہ بیگن ۵ ر۔ آلو ۸ ر۔ پیاز ۶ ر۔ سبزی ۴ ر سے ۶ ر تک۔ کھجور ۶ ر۔ انگور ۷ ر۔ انار فی عدد ۱ ر سے ۲ ر تک۔ پانی فی مشک ۴ ر سے ۷ تک حسب موقعہ۔ تیل کرسن کا ۲ ر بوتل۔ پراٹھا جسمین ایک چھٹانک قیمہ اور دو انڈے ہوتے ہین ۶ ر۔ آجکل انگریزی اشرفی کا نرخ ۱۴ روپیہ نقد روپیہ لینے سے اور سودا خریدنے سے ۱۵ روپیہ ہے۔ جاوی ڈالر انگریزی گنی کو ۵ عدد فی ڈالر تین روپیہ کم وزیاد ملتے ہین۔

بیت اللہ یعنے کعبہ

صحن حرم شریف مین ایک مستطیل مکان پختہ جو دیوار شرقی سے کسیقدر دور۔ اور دیوار غربی سے کچھ نزدیک کے فاصلہ پر ہے۔ اس عمارت کا طول ۱۴ گز۔ اور عرض ۱۱ گز۔ اور بلندی ۱۶ گز انگریزی ہے۔ اسی عمارت کو کعبہ اور بیت اللہ کہتے ہین۔ زمین سے اوسکی کرسی قد آدم بلند ہے۔ اوسکے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ اور دیوارون پر چارون جانب سنگ مرمر نصب ہے۔ اوسپر آیات قرانی جلی اور خوش قلم کندہ ہین۔ وسط مین تین ستون صندل کے بہت موٹے استادہ ہین۔ ان ستونون مین طلائی عود سوز وبخوردان آویزان ہین۔ خانہ کعبہ کے اندر تقریبًا سو نمازیون کی جاے ہے۔ ایک یوروپین سیاح مکہ مین رہکر کعبۃ اللہ کے اضلاع کو اسطرح لکھا ہے جو میرے خیال مین بالکل غلط ہے وہ لکھتا ہے کہ خاص کعبہ یعنے بیت اللہ ۳۰ فٹ ۲ انچ۔ ۳۱ فٹ ۷ انچ۔ ۳۸ فٹ ۴ انچ اور ۲۹ فٹ۔ بلندی ۳۴ فٹ ۴ انچ ہے۔

تعمیر خانۂ کعبہ خانہ کعبہ کئی وقت تعمیر کیا گیا جسکی تفصیل یہہ ہے:۔ اول اوسکو فرشتون نے بنایا۔ دوم حضرت سیدنا آدم ؑ نے نبیاد ڈالی۔ اور بیت المعمور اوسپر رکھا گیا۔ حضرت آدمؑ اوس کے گرد طواف و نماز ادا کیا کرتے تھے۔ طوفان نوح ؑ کے وقت خداوند تعالےٰ نے بیت المعمور کو آسمان پر اوٹھالیا اور حجر الاسود کو حضرت جبرئیل ؑ نے جبل بو قبیس پر حفاظت سے رکھدیا۔ طوفان نوح کے فرو ہوجانے پر اوس مقام پر جہان کعبۃ اللہ تھا ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ نمودار ہوگیا۔

تیسرے بار اسی سرخ ٹیلے اور قدیمی نبیادون پر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ ؑ نے بمعیت سیدنا اسمٰعیل ؑ خانہ کعبہ کو بنایا اوسکی بلندی ۹ گز اور حجر اسود سے رکن شامی تک ۳۲ گز۔ رکن شامی سے رکن عراقی تک ۲۲ گز۔ رکن عراقی سے رکن یمانی تک ۳۱ گز اور رکن یمانی سے حجر اسود تک ۲۰ گز رکھا۔ خانہ کعبہ کے دروازے کو زمین کے برابر رکھا تھا۔ اور کواڑ وغیرہ اوسمین نہین لگائے تھے۔

چوتھی دفعہ ایک پہاڑی نالہ کے سیلاب سے عمارت خلیلی منہدم ہوگئی تو عرب کے قبیلہ جرہم نے اوسے بنایا۔ اسدفعہ عمارت کسیقدر عمارت ابراہیمی سے بلند بنائی گئی۔

پانچوین دفعہ جب یہہ عمارت گرگئی تو قوم عمالیق کے ایک قبیلہ بنی حمیر نے اسکو تعمیر کیا جب قصی بن کلاب خانہ کعبہ کا متولی ہوا تو اوس نے عام چندہ سے روپیہ جمع کیا اور کعبہ کو ڈہاکر از سرنو چھٹی دفعہ تعمیر کیا۔

اس عمارت کے اتفاقیہ جل جانے پر قوم قریش نے ساتوین بار کعبۃ اللہ کو بنایا اس تعمیر کے وقت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سن شریف ۲۵ سال کا تھا۔ اس تعمیر مین قریش نے کعبہ کی بلندی ۱۸ گز کی رکھی۔ یہہ بناے قریش خلفای راشدین کے زمانہ تک رہی۔ آٹھوین

تعمیر اوسکی یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضہ نے سنہ ۱۴ھ مین مطاف کے گرد کے مکانات لوگون سے خرید کرکے صحن شریف کو وسیع کردیا۔ اور اوس کے گرداگرد قدم دیوار بنادی اسی طرح حضرت سیدنا عثمان رضہ نے اپنے زمانہ خلافت مین مکانات خرید کرکے صحن حرم کو اور کشادہ کیا۔

اوسکی نوین تعمیر جب ہوی کہ یزید بن معاویہ کے زمانہ مین حصین بن نمیر سپہ سالار افواج یزیدیہ نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کیا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کو بنای خلیل پر از سرنو تعمیر کیا۔ اور حطیم کی زمین کو اندر لے لیا اور دروازے زمین کے برابر بنادئے۔ جب ۲۷ رجب سنہ ۶۴ھ کو یہ عمارت تیار ہوچکی تو مشک و عنبر سے اندر اور باہر دہوکر اوسپر غلاف دیبا کا پہنایا گیا۔ اور فرش کو زر وجواہر سے آراستہ کرکے اوسکی کنجیان سونے کی بنائین دیوارون اور ستونون پر سونے کے پتر چڑہے۔ دسوین دفعہ جب بنوامیہ کا دور دورہ ہوا تو حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیر کی عمارت کو ناپسند کرکے اوسکو شہید کردیا۔ اور خانہ کعبہ کو بنای قریش پر از سرنو تعمیر کیا اور حطیم کو خانہ کعبہ سے علیحدہ کردیا۔ یہ تعمیر سنہ ۷۴ھ مین ہوی پھر ولید بن عبد الملک نے صحن کو کچھ اور بڑہایا۔ اوسکے بعد ابو جعفر منصور نے سنہ ۱۴۰ھ مین اور پھر دوبارہ سنہ ۱۶۰ھ مین صحن شریف کو وسیع کیا۔ پھر معتضد عباسی نے صحن کو بڑہا کر محلہ دار الندوہ کو حرم شریف مین داخل کرکے ایک دروازہ قائم کیا جسکا نام باب الزیادہ ہے یہہ تعمیر حجاج بن یوسف کی سلطان مراد خان بن سلطان احمد خان ترکی کے زمانہ تک قائم رہی۔

سلطان موصوف کے زمانے مین حرم محترم کو آگ لگی اور سارا حرم جلگیا تو سلطان ممدوح نے گیارہوین دفعہ از سرنو بیت اللہ کو تعمیر کرایا۔ فرش اور دیوارون مین سنگ مرمر لگایا گیا۔ دیوارون پر آیات قرآنی خوشخط کندہ کرائی گئین۔ اور خانہ کعبہ کے اندر تین ستون

صندل کی لکڑی کے بہت مضبوط اور موٹے منقش لگا دئے۔ اور دونون طرف کی دیوار ایک
ان ستونون پر سے ہوتا ہوا ایک چاندی کا لٹھا ڈہلا رکھا ہوا ہے۔ جو دو فٹ گول ہے اور
اوس مین بہت موٹی موٹی چاندی کی زنجیرین لٹکا دین جس مین سونے کے ظروف مثل
عودسوز و روشنی کے آویزان ہین۔

غرض موجودہ تعمیر باتنویر سلطان مراد خان ابن سلطان احمد خان کے عہد سلطنت
یعنے سنہ ۱۰۴۰ھ مین تمام ہوی۔ مگر حوض جبرئیل کے پہلو پر جو تاریخ ہے اوس سے یہہ پایا جاتا ہے
کہ سلطان احمد خان نے سنہ ۱۰۲۱ھ مین اسکو بنایا۔ واللہ اعلم۔

حرم شریف مکہ معظمہ مین حرم شریف اسکو کہتے ہین جسکے اندر خانہ کعبہ ہے۔ وہی چار
دیواری کا احاطہ حرم شریف کہلاتا ہے جو مربع مستطیل کی شکل مین ہے جسکا طول شرقاً وغرباً
۶۲۵ فٹ۔ عرض شمالاً وجنوباً ۴۳۵ فٹ ہے جسکا رقبہ ۳۲۲۵۰ مربع گز یا ۹۶۷۵۰
مربع فٹ ہے۔ اوسکے درمیان بیت اللہ شریف واقع ہے۔ یہہ ناپ صحیح اور انگریزی
حساب سے ہے۔ شرعی گزون سے ہم برابر نہین سمجھ سکتے۔ اسی احاطہ مین ایک وسیع مسجد واقع
ہے جسکے چارون طرف دالان در دالان پانچ پانچ درجے کے قبہ نما بنے ہین۔ یہہ گنبد نما
قبے ۵ یا ۶ گز اونچے کچھ سنگ مرمر و دیگر عمدہ پتھر کے ستونون پر قائم ہین۔ ہر درجہ کا عرض
تخمیناً ۵ گز ہے۔ اس مسجد کے پچھلے دو درجون مین جو مکانات ہین یہہ بھی داخل حرم شریف
ہین۔ دولتمند حجاج زیادہ کرایہ دیکر ان حجرون مین رہتے ہین۔ کرایہ سالانہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی
تھوڑے عرصہ کیلئے بھی معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ اسی مسجد کا نام حرم شریف ہے۔

حرم شریف کے دروازے حرم شریف کے ہر چہار جانب دروازے ہین۔ جانب
شمال باب العتیق۔ باب المدرسہ۔ باب القطبی۔ باب الزیادہ۔ باب البطی۔ باب المحکمہ۔ باب وادیہ

جانب شرق باب السلام - باب النبی - باب العباس - باب المعلی - جانب غرب - باب وداع - باب الابراہیم - باب العمرہ - اور جانب جنوب باب ہانی - باب الحکم - باب الجیاد - باب الصفا - باب البغلہ باب النعلہ اور باب الرب واقع ہین - اور ان کے علاوہ حرم شریف کے چالیس اور دروازے ہین مگر زیادہ یہی مشہور ہین جو اوپر بیان کئے گئے -

حرم شریف کے منارے حرم اللہ کے گرد سات منارے چار کونون پر چار اور درمیان مین تین ہین - اور باب العمرہ کا منارہ جسکی بلندی تقریبا دو سو فیٹ ہے - ابوجعفر عباسی نے اسکو تعمیر کرایا اوسکے بعد اورون نے مرمت کی -

دوسرا منارہ باب السلام پر ہے اوسکی بلندی ایکسو پچانوے فیٹ ہے اوسکو سلطان سلیمان خان فرمانروائے ترکی نے ۹۲۱ھ مین تعمیر کرایا تھا -

تیسرا منارہ باب معلی پر ہے اسکی بلندی ایکسو ساٹھ فیٹ اسکو بھی سلطان سلیمان خان نے دوبارہ سنگ شمسی سے بنوایا ہے -

چوتھا منارہ یہ بھی سلطان سلیمان خان کا بنایا ہوا باب السلام و باب الزیادہ کے درمیان ہے جسکی بلندی ایکسو پچانوے فیٹ ہے جو منقش و طلاکار جالیون سے بنا ہے - زمانۂ گذشتہ مین پچاس منارون کے قریب تھے اسوقت حوادثات زمانہ سے فقط سات باقی رہگئے - جن کا ذکر کیا گیا ہے -

پانچوان منارہ سعی کے جانب ہے جو سب سے بلند تقریبا دو سو چالیس فیٹ ہے -

چھٹا منارہ باب الوداع پر ڈیڑہ سو فیٹ بلند ہے جسکو ۱۰۰۰ھ مین والی موصل نے دوبارہ تعمیر کرایا تھا -

ساتوان منارہ باب الزیادہ پر دو سو فیٹ بلند ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ معتضد باللہ

عباسی نے بنوایا ہے۔

حرم شریف کے قبے تمام حرم شریف مین ایک سو باون قبے ہین جنکی شکل کڑاہی کی سی ہے

حرم شریف کے ستون حرم شریف کے اندر چارون جانب چھے سو چوراسی مختلف پتھرون کے ستون ہین ہر جانب ستونون کی تین قطارین ہین کسی جانب پوری کسی جانب کم و بیش صفا کی طرف تین قطار سے کچھ کم ہین۔ باب براہیم و باب الزیادہ کی طرف تین قطار سے زائد پچاس ستون ہین ان مین سنگ مرمر کے دو سو چالوے۔ سنگ سوان کے سولہ۔ سنگ شمس کے ایک سو چالیس۔ اور باقی ۲۳۹ مختلف قسم کے پتھرون کے ستون ہین۔ ان ستونون مین بعض گول بعض شش پہلو اور بعض ہشت پہلو ہین۔ ایک سرخ رنگ کا ستون حنفی مصلے کے قریب ہے اسکی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رضؓ کی عبادتگاہ ہے واللہ اعلم۔

حرم شریف کا صحن حرم شریف کے برآمدون سے لیکر تھوڑی دور آگے تک بھی چارون طرف خوش نما سنگ ریزون کا فرش ہے۔ ہر ایک دروازے سے مطاف تک ڈیڑہ ڈیڑہ گز کی چوڑی روشین جنپر پتھر بچھے ہین بنی ہین اور باقی تمام صحن کے درمیان سنگ ریزے بچھے ہین صحن کے جنوب مشرق کی طرف ایک خوبصورت جالی لگی ہے جسکے اندر مستورات نماز پڑھتی ہین صحن مین جابجا پتھر کی جالیان لگی ہین جنکے اندر برسات کا پانی گر کے نیچے چلا جاتا ہے

حرم شریف کے مصلے حد مطاف کے باہر چارون سمت ایک چبوترہ ہے جس کا فرش سنگ مرمر و سنگ خارا کا بنا ہوا ہے۔ اس چبوترہ پر چارون امامون کے مصلے ہین حنفی مصلی دو منزلہ پتھر اور لکڑی کا ہوادار کھلا مکان بارہ ستونون پر استادہ ہے جو خانہ کعبہ کے شمال کی جانب حطیم کے محاذی ہے نیچے کی منزل مین امام حنفی جماعت کراتے ہین اوپر مین موذن لوگ اپنی بلند آواز سے کل نمازیون کو خبردار کرتے ہین۔ سوای فجر کے باقی کل اوقات پر

حنفی نماز اول ہوتی ہے۔

دوم مصلی شافعی چاہ زمزم پر متصل مقام ابراہیم ہے۔ یہان موذن کھڑے رہتے ہین مگر امام مقام ابراہیم پر آکر جماعت کراتا ہے۔ صبح کی نماز اول امام شافعی پڑھاتا ہے اوسوقت وہ بالکل کعبہ کے نزدیک کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور یہی ایک وقت ہے کہ طواف کعبہ بند رہتا ہے۔ ورنہ کوئی وقت ایسا نہین کہ طواف بند ہو۔

سوم مصلی مالکی مطاف کے باہر جانب غرب ایک سایہ دار کھلا مکان ہے جو چار ستونون پر قائم ہے۔ مالکی جماعت بعد جماعت شافعی ہوتی ہے مگر مغرب کو تنگی وقت کے باعث مالکیون کی جماعت نہین ہوتی۔ مالکی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہین۔ زیادہ تر کی اور مغربی یعنے مراکوئی لوگ امام مالکؒ کے مذہب پر ہین۔

چہارم مصلی حنبلی ایک منزلہ مکان جسکے چارون طرف کھلا ہے۔ حجر اسود کے بالمقابل جانب جنوب مطاف کے ستونون سے باہر بنا ہوا ہے۔ بعد نماز مالکی جماعت حنبلی ہوتی ہے۔ اس جماعت مین تھوڑے لوگ شریک ہوتے مین وجہ اوسکی یہ ہے کہ حرم شریف مین سب ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے ایک دوسرے کے پیچھے نمازین جو اول وقت پر ملتی ہین پڑھ لیتے ہین۔ نہ کسی قسم کا فساد اور جھگڑا ہے نہ کوئی مباحثہ و تکرار۔ ہر طرح کا امن و امان ہے۔

حرم شریف کے کنگورے مسجد حرام مین اسوقت ایک ہزار بیس کنگورے ہین اون مین سے ۱۵۰ سنگ مرمر کے اور باقی کل سنگ شمسی کے ہین۔ جنکی تفصیل یہ ہے۔

جانب شرق ۲۱۵ جنمین ایک بڑا سنگ مرمر کا اور باقی سنگ شمسی کے ہین۔

جانب شمال ۲۸۱ جنمین سات بڑے سنگ مرمر کے ہین اور باقی سنگ شمسی کے۔

جانب غرب ۲۰۲ جنمین بہتر سنگ مرمر کے اور باقی سنگ شمسی کے۔

جانب جنوب ۲۴۵ جنمین ستر سنگ مرمر کے اور ایکسو ہنپٹھہ سنگ شمسی کے

باب الندوہ کے طرف ۱۹ ہین جو تمام سنگ شمسی کے ہین۔

باب ابراہیم کے طرف ۱۴۶ ہین جو سب کے سب سنگ شمسی کے ہین۔

حرم شریف کے چراغ حرم شریف کی روشنی قابل دید ہے۔ سبحان اللہ وہان یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسوقت آسمان پر ہین جدہر دیکھو نور کے تارے دمک رہے ہین مطاف کے چارون طرف اور صحن مسجد مین چاہ زمزم وغیرہ مقامات پر روشنی سے بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ اندر کی طرف ہر در مین پانچ پانچ سفید ہانڈیان خوش نما بنجروںمین آویزان ہین اون مین زیتون کا تیل جلتا ہے۔ مطاف کے گرد جو حلقہ بیضاوی بنا ہے وہ دہاتی ستونون سے محدود ہے اور سنہری گمزیان اون کی بہت ہی پیاری نظر آتی ہین۔ ہر دو ستونون کے وسط مین سات سات بلوری ہانڈیان اس طرح سے اتار چڑہاؤ کے ساتھ آویزان ہین کہ وہ دور سے بیل اور بوٹے کے طور پر دکھائی دیتی ہین۔ اس قسم کی ترتیب سے علاوہ خوشنما معلوم ہونے کے اگر ہوا سے جنبش ہو تو آپسمین ٹکرا کر ٹوٹنے کا اندیشہ نہین ہے۔ در کعبہ کے آگے بڑی بڑی موم بتیان اور ہر چہار مصلون پر مومی بتیان شمع کے اندر روشن کیجاتی ہین۔ حلقۂ طواف پر پانچ یا چھے جگہہ تین تین فیٹ بلند شمعدانون پر لالٹینین لگی ہین جنمین مومی بتیان روشن ہین اور ضرورت کے وقت ایک جگہہ سے اوٹھا کر دوسری جگہہ بھی اونکو رکھ سکتے ہین مقام ابراہیم پر بھی اسی قسم کی روشنی ہوتی ہے غرض مین نے ایک دن حساب لگایا تو مجھکو کل حرم شریف مین تقریباً ہزار چراغ تک معلوم ہوے جنکی اندازاً تفصیل یہ ہے۔

حلقہ مطاف پر	۲۴۵ ہانڈیان	چارون مصلون پر	۱۲۰
محرابون مین اندر کی طرف	۳۰۰ "	منارون پر	۹۰

مقام ابراہیم پر	۳۰ باندیان	متفرق مقامات پر	۲۱۰
چاہ زمزم پر	۳۵ "		۲۹۰
	۶۱۰		

حرم شریف کے کبوتر حرم کے اندر ہزارہا کبوتر ہین۔ خانہ کعبہ کے چارون طرف چکر لگایا کرتے ہین۔ حجاج جو یا گندم ڈالدیا کرتے ہین باوجود اس کثرت کے اون کے میلے کا کہین پتہ نہین لگتا۔ اور نہ غلاف کعبہ پر کوئی داغ اونکے میلے کا لگا رہتا ہے۔ اون کے شکار کیلئے باز اور چیل بھی اونہین پھرتے ہوے دیکھے گئے۔ اور یہ برابر خانہ کعبہ کے اوپر سے بھی گذر جاتے ہین۔ مین نے بہت غور سے دیکھا کیا۔ اونکی نسبت یہ روایات کہ خانہ کعبہ پر نہین اڑتے غلط ہے۔ ہان اس قدر ضرور ہے کہ وہ بیٹھکر بیٹ نہین کرتے۔ ورنہ ایک دن مین سارا کعبہ سفید ہو جائیگا۔ غریب عورتین اونکے لئے چھوٹی چھوٹی طشتریون مین دانہ لئے بیٹھی رہا کرتی ہین سیاہ مردون سے کہتی ہین کہ حاجی لے لو دو مین سب۔ یعنے دو چار چیتنی رکھی ہوئی ہین۔ مناسب ہے کہ اون بے زبان جانورون کے لئے ضرور کچھ اناج خرید کر اڑا دیا جائے۔ کبوتر حرم شریف کے علاوہ جابجا کثرت سے شہر مین بھی رہتے ہین بالکل جنگلی نسل کے ہین۔ مسجد حرم کے اندر جہان جہان اونکے بیٹھنے کا موقعہ ہے اوسجگہ پر آہنی نوکدار کیلین کھڑی کرکے برابر لگادی گئی ہین۔ تاکہ کبوتر اون پر نہ بیٹھ سکین۔ پھر بھی یہ کبوتر کسی سے نہین ڈرتے برابر آدمیون مین گھومتے رہتے ہین۔ اور شہر کی گلیون مین بھی جابجا اترتے ہین۔ اونکی نسبت یہان کے لوگ یہ روایت کرتے ہین کہ انہین بعض کبوتر اوس کبوتر کی نسل سے ہین جنھون نے غار ثور مین آنحضرتؐ کے پوشیدہ ہونے پر گھونسلا بنا کر انڈے دئے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

خدّام حرم حرم شریف کے اندر چراغ روشن کرنے والے مشعلچی۔ جاروب کش۔ سقہ۔ زمزمی

امام۔ خطیب۔ موذن اور حافظ بہت ہین۔ ان کے علاوہ خوجے پچاس تک ہین۔ یہ خوجے بڑے قدر آور ہین ان سب کو ترکی گورنمنٹ سے تنخواہین ملتی ہین۔ سارا خرچ اوقاف سے آتا ہے۔ اماموں کی تعداد قریب ۸۰ یا ۹۰ ہے۔ ماہوار نقد کے علاوہ سالانہ کچھ غلہ بھی ملتا ہے خواجہ سرا جو بالعموم طواف کے اہتمام مین رہتے ہین۔ عورتون کو نماز کے وقت طواف کرنے سے منع کرتے ہین۔ بلکہ بجبر مطاف سے باہر کر دیتے ہین۔

سنا گیا کہ جسقدر مصارف گورنمنٹ عثمانیہ کو حرم شریف مین ہوتے ہین اوس کا دسوان حصہ بھی شاید یہود و نصارا کے مقدس مقامات پر نہوتا ہو۔ واللہ اعلم۔

حرم شریف کے امام چارون مصلون کے علیحدہ علیحدہ امام مقرر ہین جنمین ۶۰ حنفی ۲۰ شافعی۔ ۱۰ مالکی اور ۶ حنبلی ہین۔ یہ سب کے سب نہایت خوش آواز ہین ان کے علاوہ نماز جمعہ کے لئے خطیب مقرر ہین۔ یہ بھی چارون مذہب کے ہین۔ جو باری باری نماز جمعہ پڑھایا کرتے ہین یہ اوقاف عثمانی سے وظیفہ پاتے ہین۔ علاوہ کچھ نقد کے سالانہ غلہ بھی اوقاف سے ملتا ہے اور حجاج سے اپنی تنگدستی بتاکر کچھ نہ کچھ وصول کر لیتے ہین۔

حرم شریف کے بواب حرم شریف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جسقدر دروازے ہین اونکے ہر دروازے پر ایک ایک یا دو دو بواب یعنے کفش بردار رہا کرتے ہین۔ یہ لوگ حجاج و زائرین کی جوتیان سنبھالتے ہین جسکے عوض جمعہ کے روز فی کس ۲ ریا جو کچھ اس سے بڑھکر دیدو خوشی سے لے لیتے ہین۔ ان لوگون کی غضب کی یاد ہے سینکڑون بلکہ ہزارون آدمیون کی جوتیان رکھ لیتے ہین اور حرم شریف سے باہر ہوتے ہی فوراً ایک منٹ کے اندر اونکی جوتی اوٹھا کر دیڈالتے ہین۔ کیا مجال کہ ذرا بھر بھول یا غلطی ہوگی۔ ہرگز نہین۔ مین اونکی یہ صفت دیکھکر حیران رہگیا۔ یہ لوگ بہت امانتدار اور اپنے کام کے پکے ہین۔ مجھے کبھی ایک منٹ سے زائد

انتظار کرنا نہیں پڑا۔ جیسے اونھون نے مجھکو دیکھا فوراً جوتی حوالہ کر دی۔ مفتہ دارہ ۲ ار اونکی خدمت کی نسبت خیال کرتے ہوئے کچھ بھی نہیں ہے۔ ان لوگون کو جتنا دیا جائے کم ہے۔ زبان سے نہین مانگتے۔ بڑے قانع ہین۔ اسقدر ارزان جوتے کی رکھوالی پر بھی اکثر لوگ جن مین زیادہ عرب بخاری۔ ترکی۔ چرکسی اور چند ہمارے ہندوستانی بھائی ایسے ہین کہ بمصداق "ال عرب پیش عرب" اپنی جوتیان ہاتھون مین لئے ہوئے حرمین شریفین کے اندر داخل ہو جاتے ہین اور جہان نماز پڑھتے ہین اوسی جگہہ اونہی کرکے رکھدیا کرتے ہین۔ مجھے یہہ دیکھکر بہت رنج ہوا۔ ہزارون روپیہ خرچ کرکے اتنا بڑا سفر کرین اور چند پیسے کی صورت دیکھکر جوتیون کو حرم اللہ وحرم رسول اللہ کے اندر جہان ہمارے شافع محشر نماز پڑھا کرتے تھے اون مقدس مقامات پر یعنے اسطوانۂ عائشہ و اسطوانہ توبہ یا درکعبہ کے نزدیک رکھین۔ کہان تک عبرت کا مقام ہے۔ خداوند کریم ان لوگون کو نیک توفیق عطا کرے۔ بیت اللہ مین تو اکثر دیکھا گیا کہ وہان کے خوجہ کسی کو جوتی اوٹھا کر اندر لانے نہین دیتے۔ اگر اونکی آنکھ بچا کر کوئی لالے۔ یا کسی ایسے مقام مین چھپا کر رکھدے جسکو وہ نہ دیکھ سکین تو خیر۔ ورنہ حرم شریف کے باہر کر دیتے ہین۔ مگر بیت اللہ یا حطیم کے نزدیک تو کسی کی مجال ہی نہین کہ جوتیان اوٹھا کر لادے۔ پھر حرم رسول اللہ مین کیون ایسی بری رسم جاری اور روا رکھی گئی ہے۔ یہان کسی طرح کی ممانعت ہی نہین ہے۔ اور خدام وخوجگان حرم اس قدر یہان ہین جنکا شمار نہین۔ بس ہمین میری یہی رائے ہے کہ جہان پر شریف سرکار حکام گورنمنٹ عثمانیہ مدینہ منورہ مین اسقدر توجہ کرین کہ کسی شخص کو حرم نبوی کے اندر جوتا لانے ندین۔ ہر دروازے پر ایک خواجہ سرا یا ترکی سپاہی مقرر ہو جائے۔ پھر کوئی جرأت اور بے ادبی حرم نبوی کے اندر نہین کر سکیگا۔ مین نے دیکھا کہ بعض اوقات حرم نبوی کے ستونون کے پاس اسقدر جوتیون کا ڈھیر ہو جاتا ہے کہ سجدہ کرنے کو جائے تنگ ہو جایا کرتی تھی۔ اگر کسیکو

اپنی جوتی کھو جانیکا اندیشہ ہو تو اس بے ادبی سے میری رائی مین ننگے پیر حرم اللہ اور حرم رسول اللہ مین آنا بدرجہا افضل و اعلےٰ ہے اس سے کہ اپنے ناپاک جوتیون کو حرمین الشریفین کے اندر لیجائین ہر دروازے پر وضو کیلئے پانی موجود ہے۔ پیر دہو کر اندر داخل ہو سکتے ہین۔ مگر ہفتہ وار ۲ کچھ بڑی بات نہین ہے زیادہ سے زیادہ ۸ ریاعہ اندونون مقدس مقامات مین خرچ ہوگا۔

ان لوگون کا دل کیونکر گوارا کرتا ہوگا کہ جس جگہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا کرتے تھے۔ جہان امہات المومنین کے متبرک حجرات تھے جہان صحابۂ کرام اور خلفای عظام سجدے مین اپنے سر رگڑتے تھے وہان پر ہم اپنی جوتیان لیکر جائین۔ افسوس ہزار افسوس۔

مقام ابراہیم خانہ کعبہ کی دیوار شرقی کے سامنے حد مطاف سے ملا ہوا ایک جالیدار گنبد ہے بعد طواف کے اسی جگہ دوگانہ واجب الطواف پڑہتے ہین۔ مقام ابراہیم مین وہ پتھر موجود ہے جسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر کعبہ کی تھی۔ اوسپر قدم کا نشان ہے جسکے چارون طرف چاندی کا حلقہ لگا ہے۔ یہ پتھر زمین سے اوپر کچھ بلندی پر ہے اوسی جگہ ایک صندوق زمین مین گڑا ہے اوسپر سیاہ زردوزی اطلس کا نہایت عمدہ غلاف چڑہا ہوا ہے جسپر چھوٹا گنبد لکڑی کا چار ستونون پر استادہ ہے اندر سنہری اور لاجوردی رنگون سے نقش و نگار کیا گیا ہے۔ گنبد کے اوپر شیشہ کے تختون کو سونے کی کیلون سے جڑا گیا ہے۔ اس حجرہ کے چارون طرف جالیان ہفت دہات کی اون ستونون سے ملی ہوی ہین۔ اس حجرے کا دروازہ ہمیشہ بند رہا کرتا ہے۔ اکثر حجاج ان جالیون مین طواف الوداع کے وقت تاگا وغیرہ باندہ جاتے ہین اور یہ مقام اجابت دعا کیلئے مقبول ہے۔

مصلّٰی ابراہیمؑ مقام ابراہیم کے سامنے ایک اور مکان پتھر کے ستونون پر واقع ہے جسکو ایوان حلف کہتے ہین۔ امام شافعی اسی جگہ امامت کرتے ہین۔

منبر مقام ابراہیم کے جانب شمال دوگز کے فاصلہ پر سنگ مرمر کے تیرہ زینون کا نہایت خوشنما منبر بنا ہے۔ اوسپر ایک گنبد گاجر کی شکل کا مخروطی وطلائی کام کا بنا ہے۔ اوسکو ایک دروازہ ہے جو سوای نماز جمعہ کے اور سب وقت مقفل رہا کرتا ہے۔ جمعہ کے روز اوسپر دو بڑے سبز علم دونون جانب لگائے جاتے ہین۔ جنپر نہایت خوشخط عربی مین طغرای سلطانی مع کلمۂ طیبہ زردوزی کام مین لکھا ہوتا ہے۔ یہہ منبر سلطان سلیمان خان فرمان روای ترکی کا تیار کیا ہوا ہے خطبۂ جمعہ اوسی منبر پر پڑہتے ہین۔

چاہ زمزم در کعبہ سے جانب شرق متصل مقام ابراہیم و مصلے شافعی کے چاہ زمزم واقع ہے اوسپر ایک سائبان ہے اوسکی چارون طرف دریچے لگے ہین۔ آب زمزم کے فضائل بے شمار ہین۔ اوسکا پانی غذا اور شفا دونون کے لئے مفید ہے۔

یہہ وہی مقدس کنوان ہے جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ علیہا السلام کی بیقراری پر جب وہ تلاش آب مین اپنے خورد سال فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو تنہا چھوڑکر صفا سے مروہ پر دوڑ رہی تھین۔ اپنے ایڑیون سے مارکر نکالا تھا جب وہ بہنے لگا تو بی بی نے اوسکے اطراف مٹی کے بند باندہ دئے تھے۔ اللہ اکبر اوسوقت سے آج تک اس سے اربون اور پدمون آدمیون نے پانی پیا ہوگا۔ کروڑون تہان کپڑون کے لوگون نے بھگوکر اپنے کفنون کے لئے لیگئے اور لیجا رہے ہین لاکھون صراحیان اور مشکیزے روزمرہ اوسمین سے نکالے جاتے ہین۔ مگر وہ کم ہوتا ہی نہین۔ کیا یہہ معجزہ نہین ہے۔ ہزارون لوگون نے اوسکو آزمایا ہے کہ علی الصباح بعد نماز کے نہار اوس پانی کو خوب سیر ہوکر پی لیا جائے تو تمام دن بھوک بہین لگتی ہے۔ اوسکو کھڑے ہوکر پینے کا حکم آیا ہے۔ سقے دیوار پر کھڑے ہوکر چرخ کے ذریعہ سے پانی کھینچتے رہتے ہین۔ سینکڑون حجاج روز غسل کرتے ہین۔ کروڑون

زمزمیاں چھوٹی چھوٹی ٹینون میں بند ہوکر اطراف عالم مین بطور تبرک جاتی ہین۔ تازہ پانی کا مزہ
کچھ اور رہتا ہے اور باسی پانی کا کچھ اور۔ صبح کچھ اور شام کے وقت کچھ اور ہی لطف دیتا ہے
یہ بھی عقیدے کی بات ہے خاصیت مین گرم و دست آور ہے۔ مگر زود ہضم ہے۔ مین اسکو
کسی مرض کے لئے خلوص نیت سے پیتا رہا خداوندکریم کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ میرے مرض
مین ایک حدتک افاقہ ہوا اور مجھے ایک قسم سے کامیابی نظر آنے لگی۔ باہر کی طرف دیوار پر کسی
ہندوستانی خوشنویس نے یہ آیت جلی حروف مین لکھی ہے وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا
دیوارکعبہ سے چاہ زمزم تک ۲۲ گز اور مقام ابراہیم سے ۲۱ گز کا فاصلہ ہے۔ چاہ زمزم کی گہرائی
۶ گز اور دور اوس کا چار گز ہے۔ یہ ناپ مین نے رفیق الحجاج سے لیا ہے۔ مین نے نہین
ناپا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرعی گز ہین۔ ورنہ دیوار کعبہ سے اسقدر دور نہین ہے

حجر اسود خانہ کعبہ کے جنوب و مشرق مین متصل در بیت اللہ ایک پتھر سیاہ رنگ کا مائل بسرخی و سفید
تخمیناً ۸ انچ طول اور ۷ انچ عرض ہے۔ ایک چاندی کے حلقہ مین گوشۂ دیوار مین نصب ہے۔ اُس جگہ
سے طواف بیت اللہ کا شروع کرکے پھر اوسی جگہ ختم کرتے ہین۔ حجر اسود سے عجب دلفریب
مہک آتی ہے۔ لوگ اوسپر عطر و عنبر ملا کرتے ہین۔ یہ پتھر زمین سے تقریباً ۴ فیٹ بلندی پر نصب ہے
کہتے ہین کہ یہ مبارک مقدس پتھر پہلے بہت روشن اور چمکدار تھا۔ اب لوگون کی شامت اعمال
اور بوسہ دہی سے سیاہ ہوتا گیا ہے۔ مصری۔ شامی اور بدوی لوگ حالت طواف مین بیخود ہوکر
حجر اسود سے ایسی گستاخیاں کرتے ہین کہ بیان سے باہر۔ کوئی دانتون سے کاٹتا ہے کوئی
زبان سے چاٹتا ہے۔ کوئی سر اپنا اوسکے اندر رکھکر رگڑتا ہے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ جتنا
وقت ہوسکے مین ہی اس مقدس پتھر سے لگا رہون۔ ایسی صورت مین دوسرے زائرین دھکے
مارکر دور کردیتے ہین۔

درِ کعبہ | جانب شرق مصلی شافعیؒ کے محاذی ساج کی لکڑی کا دروازہ قد آدم سے بلند ہے کواڑون پر چاندی کے پترے جنپر سنہری ملمع کیا ہوا ہے چڑھے ہین اوس دروازے پر زرین وطلائی آیات قرآنی مزین ہین۔ جو سرخ رنگ کے ریشمی پردے پر جو شام سے آکر پڑا رہتا ہے۔ دروازے پر کلید بردار رہتا ہے۔ یہ دروازہ عام داخلی کے لئے سال مین کئی بار باوقات مقررہ کھولا جاتا ہے۔ ایام حج مین روزانہ اکثر صبح اور کبھی عصر کے وقت بھی کھولدیا کرتے ہین۔

میزاب رحمت | خانہ کعبہ کی چھت پر جانب شمال مصلے حنفیؒ کے محاذی ایک پرنالہ طلائی تقریباً ۹ انچ چوڑا اور ڈھائی فیٹ لانبا لگا ہوا ہے۔ اوسی کو میزاب رحمت کہتے ہین۔ اوسپر آیات قرآنی منقش ہین۔ اور یہ خالص سونیکا معلوم ہوتا ہے۔ بارش کے وقت اکثر حجاج میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہوکر پانی اپنے اوپر گراتے ہین۔ یہ مقام اجابت دعا کیلئے مشہور ہے۔ اکثر لوگ یہان پر کھڑے ہوکر دعا کرتے ہین۔

حطیم | میزاب رحمت کے نیچے خانہ کعبہ کے شمالی سمت پر نصف دائرہ مین سنگ مرمر سے بنی ہوئی تقریباً ۴ فیٹ بلند ایک دیوار ہے جسکو حطیم کہتے ہین۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمارت خانہ کعبہ کی حطیم سمیت تھی۔ مگر قریش نے تجدید کعبہ کے وقت اس حصہ کو خانہ کعبہ سے باہر کردیا حضرت عبداللہ بن زبیر نے پھر اوسکو اندر لیکر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ حجاج بن یوسف نے پھر حطیم کو باہر کردیا جو آجتک اوسی طرح ہے۔ حجاج اس دائرے کے اندر اکثر نوافل وغیرہ نمازین پڑھتے ہین اس مین نماز پڑھنا گویا خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ اوسکے اندر جانے کو دو دروازے ہین۔ ایک رکن شامی اور دوسرا رکن یمانی کے نزدیک۔ ان دونون راستون کے درمیان تقریباً نیس گز کا فاصلہ ہے۔ اور حطیم کے اندر کی جانب کا محیط ۲۸ گز اور باہر کا دورہ ۴۵ گز ہے۔

حجر اسمٰعیل روایت ہے کہ سیدنا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور اونکی والدہ ماجدہ سیدتنا ہاجرہ علیہما السلام کی قبرین عین میزاب رحمت کے نیچے حطیم کے اوس مقام پر جہان ایک سبز رنگ کا پتھر مصلی نما نصب ہے۔ ۲ فیٹ کے تفاوت سے واقع ہین۔ اور اکثر واقف کار حجاج اوسی جگہ نماز پڑہتے ہین۔ دوسری روایت سے یہ بھی سنا گیا کہ اس مقام پر مع شمولیت مطاف ۳ ہزار انبیا علیہم السلام کی قبرین موجود ہین واللہ اعلم۔

اخبار الدول مین مرقوم ہے کہ "حضرت ہاجرہ نے اپنے فرزند اسماعیل کے ذبح ہونے کا حال سنکر تیسرے ہی روز ۹۰ سال کی عمر مین انتقال کیا۔ آپ درمیان حجر اور میزاب رحمت کے دفن ہوئین۔ اوسوقت حضرت اسمٰعیل کی عمر شریف ۱۵ سال کی تھی۔ سنہ وفات ۲۴۲۳ ہبوط آدم۔ ۱۸۱ طوفان نوح۔ ۲۷۹۳ قبل ہجری۔ ۱۸۹۷ قبل عیسوی ہے۔ اور حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس بین المیزاب والحجر مدفون ہوے۔ سنہ وفات قبل ہو ۲۶۷۲ ۱۷۷۳ قبل ع"

اخبار الدول مین ہے کہ "جب ابن زبیر نے بنای کعبہ کے لئے نئے کھودی تو اوسمین ایک تابوت سنگ مرمر سبز کا نکلا جس سے معلوم ہوا کہ یہ قبر سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ کی ہے"۔

حوضہ ایک چھوٹا سا حوض سنگ مرمر کا دیوار شرقی سے ملا ہوا آستانہ کعبہ کے پاس ہے اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین۔

رکن الکعبۃ اللہ کے ہر چہار گوشے رکن کہلاتے ہین۔ جنکے نام یہ ہین۔ جانب شرق حجر اسود جانب غرب رکن عراقی۔ جانب شمال رکن شامی۔ اور جانب جنوب رکن یمانی ہے۔ اسی جگہ سے سیدنا ابراہیم ع نے اول بنائی کعبہ کے وقت مٹی لی تھی۔ حجاج اس مقام پر اکثر نوافل پڑہتے ہین۔ یہ وہ مقام ہے جہان پر حضرت سیدنا جبرئیل ع نے آنحضرت رسول خدا کے ساتھہ نماز پڑہی

اور نماز پنجگانہ کے اوقات مقرر فرمایا۔

مطاف خانہ کعبہ کے اطراف دائرہ کی شکل مین سنگ صوان و سنگ مرمر کا مخلوط فرش ہے جہان حجاج طواف کرتے ہین اوسکا نام مطاف ہے۔ زمانہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مین مسجد حرام اسی قدر تھی۔ موجودہ مطاف کا دائرہ سلطان سلیم خان ابن سلطان سلیمان خان فرمانروائے ترکی کے حکم سے ۹۶۱ ہجری مین بنایا گیا۔ یہہ دائرہ نارنگی کی شکل پر گول ہے اور پیمائشی حساب سے ہر طرف برابر نہین ہے۔ مطاف کے گرداگرد حلقہ نما ۳۰ آہنی ستون ہین جن کے درمیان بلوری ہانڈیان آویزان ہین جسکی تعداد ۲۶۶ ہے۔ حدود مطاف یہہ ہین۔ جانب حطیم ۲۵ گز ایک بالشت اور دو انگل۔ جانب غرب غلاف کعبہ سے ۲۶ گز۔ جانب جنوب غلاف کعبہ سے ۲۱ گز اور ۸ انگل۔ در کعبہ کے طرف حد مطاف تک ۵۲ گز ہے۔ اور قدیم باب السلام تک جہان یہہ آیت کریمہ لکھی ہوی ہے۔ اللّٰھم انت السلام ومنک السلام وادخلنا دار السلام ۴۴ گز ہے اور طول مطاف کا شمال سے جنوب تک اٹھانوے گز اور دو بالشت ہے۔ مطاف کا عرض مقام ابراہیم تک ۶۶ قدم اور جانب شمال کنارۂ مطاف سے مقابل دیوار حطیم تک ۲۹ قدم۔ جانب غرب کنارۂ مطاف سے چادر کعبہ تک ۱۵ قدم اور جانب جنوب کنارہ مطاف سے غلاف کعبہ تک جہان حجر اسود ہے، ۴ قدم ہے

قبۃ الفراشین چاہ زمزم کے عقب مقام ابراہیم کے متصل ایک گنبد ہے جسکو قبۃ الفراشین کہتے ہین اس مین حرم شریف کی کل اشیاء، روشنی تیل۔ چراغ۔ شمعدان۔ فرش وغیرہ کی قسم سے رکھی جاتی ہین۔

سیڑہیان دو سیڑہیان خانہ کعبہ کی داخلی کے لئے رکھی ہین ایک کشادہ اور بڑی۔ دوسری مختصر اور چھوٹی۔ ایک پر چاندی کے پتر لگے ہین اور دوسری آبنوسی ہے۔ جب عام داخلی

ہوتی ہے تو بڑی سیڑہی خانہ کعبہ کے در پر لگادی جاتی ہے اور یون ایام حج مین روزمرہ جب شیبی کلید بردار خانہ کعبہ کو کھولتا ہے تو مختصر چھوٹی سیڑہی لگاتے ہین۔

غلاف کعبہ عمارت کعبہ پر ایک سیاہ غلاف ہمیشہ پڑا رہتا ہے جیپر کلمہ طیبہ نہایت واضح خط مین بافتہ ہوتا ہے اور اوپر کے جانب چارون سمت میزاب رحمت سے زرا نیچے سنہری عبارت مین بخط نسخ آیات قرآنی معہ نام سلطان المعظم خادم الحرمین الشریفین بافتہ ہوتا ہے۔

سب سے پہلے خانہ کعبہ کو اسعد تبع حمیری بادشاہ یمن نے ہزار سال قبل ہجرت یمنی چادرون کا غلاف پہنایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یمنی چادرون کا غلاف پہنایا۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضا اور سیدنا عثمان ذو النورین نے مصری کپڑ ڈہکا۔ پھر حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے دیبا اور مصری کپڑ ڈہکا چڑہایا۔

خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد خلافت مین سال مین تین بار کعبۃ اللہ پر غلاف چڑہایا جاتا تھا۔ ایک ۸ ذو الحجہ کو سرخ دیبا کا۔ دوسرا یکم رجب کو مصری کپڑون کا پھر تیسرے بار عید الفطر کو سفید دیبا کا۔

کلید برداران بیت اللہ شریف نے مہدی عباسی کو اطلاع دی کہ کعبہ پر غلافون کی تہین اتنی چڑہ گئی ہین کہ اونکے بوجھ سے دیوارون کو نقصان پہنچنے کا خوف ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ سب غلاف علیحدہ کر دئیے جائین چنانچہ اوسکی تعمیل ہوی۔ خانہ کعبہ کی دیوارین اندر اور باہر سے مشک وعنبر سے لیپی گئین۔ اور خوشبو کے شیشے دیوارون پر چھڑکے گئے۔ پھر تین غلاف ایک مصری دوسرا حریر تیسرا دیبا کا کعبہ پر چڑہائے گئے۔ بعد ضعف خلافت عباسیہ کعبہ کا غلاف کبھی مصر سے اور کبھی یمن سے آتا تھا۔ یہان تک کہ قریہ بیوس خرید فرما کر سلطان مصر نے غلاف کعبہ کیلئے وقف کر دیا۔

جب ملک عرب کی حکومت سلطنت عثمانیہ کے قبضہ مین آئی تو غلاف کعبہ کی تیاری قدیم دستور کے موافق جاری رہی سلطان سلیمان خان نے حکم دیا کہ کعبہ پر ہمیشہ سیاہ غلاف چڑھا کرے۔ اور سال مین فقط ایک بار ہی ڈالا جائے۔ چونکہ بیوس قریہ کی آمدنی غلاف کعبہ کی تیاری کے لئے کافی نتھی اس لئے اوس نے حکم دیا کہ خزانہ سے اوس کو پورا کیا جائے پھر اوس نے دوسرا گاؤن غلاف کعبہ کے لئے دائمی وقف کر دیا۔ اب ہر سال مصر سے غلاف آیا کرتا ہے جسکو محمل مصری کہتے ہین۔ پرانے غلاف کے زرین ٹکڑے شریف مکہ اور دیگر کلید بردارون کو ملتے ہین بعض اوقات یہ زرین ٹکڑے بطور تبرک قسطنطنیہ کو سلطان المعظم کے پاس روانہ کرتے ہین۔ باقی قیمتا لوگ خرید کرتے ہین۔ اسکی قیمت کا کوئی صحیح اندازہ نہین ہی۔ بازارون مین اکثر نقلی غلاف کے ٹکڑے بھی ارزان قیمت پر ملجاتے ہین جو کسی کام کے نہین۔ ۲ روپیہ سے ایک اشرفی تک ایک گز ملجاتا ہے۔ لوگ ہاتھون ہاتھ تبرکا لے لیتے ہین۔ عرفہ کے دن پورا غلاف اتار کر نیا غلاف کعبۃ اللہ پر چڑھایا جاتا ہے۔

مین نے حرم شریف کے اندر نقلی غلاف کے ٹکڑے فروخت کرتے ہوے لوگون کو دیکھا ہے۔ حجاج اصلی غلاف کے دھوکے مین ارزان قیمت مین لاکر لوگون کو بطور تبرک دیا کرتے ہین۔ نقلی غلاف بھی بالکل اوسی نمونہ پر بنایا جاتا ہے مگر اوسکا کپڑا کسیقدر ہلکا ہوتا ہے شریف مکہ۔ یا شیبی کلید بردار کی معرفت اگر خرید اجائے تو وہ بیشک اصلی ہے۔ یا معلمون کے ذریعہ معتبر آدمی کے پاس سے لینا چاہئے ورنہ ہمیشہ نقلی لوگونکو زیادہ ملجاتا ہے۔

۲۹ ذو القعدہ کو کعبہ کا غلاف تقریبا چھ فیٹ اوپر کی طرف لپیٹ کر سفید ساٹن کا غلاف کعبۃ اللہ پر لگایا جاتا ہے جسکو عوام لوگ کعبہ کا احرام کہتے ہین مینے اپنے معلم سے پوچھا یہ سفید کپڑا کیسا ہے اوسنے کہا کہ یہ احرام ہے۔ مین حیران ہوا کہ احرام تو حاجیون کو ہوتا ہے

نہ کعبہ کو۔ آخر مین سنے نتیجہ یہی نکالا کہ اون دنون لوگون کی کثرت رہتی ہے تل دہرنے کو جائے
نہین۔ آدمی پر آدمی گرتا ہے اور کعبہ کی دیوارون کو سمٹ کر ایسے روتے اور بلبلاتے رہتے
ہین کہ جسکا بیان کرنا میرے قلم سے باہر ہے۔ اور علاوہ اوسکے ۷ ذوالحجہ سے ۱۲ تک حرم شریف
کے اندر آدمی زیادہ رہتے ہین۔ غلاف کے چوری ہونے کا اندیشہ اور کم از کم اوس حصہ کا پرزے
پرزے ہوجانا قرین قیاس ہے اسلئے اصل غلاف کو اوپر کی طرف اوٹھاکر یہہ سفید کپڑا چارون
سمت قدآدم لگا دیا جاتا ہے جسکو لوگ ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہین۔ سنا گیا کہ یہہ سفید احرام ہی
سے تیار ہوکر آتا ہے۔ اور دو ایک روز تک کعبۃ اللہ کی دیوارین صاف طور سے نظر آیا کرتی
ہین۔ علامہ ابن بطوطہ بھی اپنے سفرنامہ مین اوسکی نسبت یون تحریر کرتے ہین۔ "۲۷ ذوالقعدہ
کو کعبہ شریف زاداللہ شرفاً کے پردہائے مبارک بقدر قدآدم چارونطرف سے اوٹھائے
جاتے ہین۔ تاکہ ہاتھون سے محفوظ رہے۔ کوئی شخص اوسمین سے کچھ لے نہ لے۔ اس واقعہ
کو وہان کے لوگ احرام الکعبہ کہتے ہین۔ یہہ دن حرم شریف مین بہت بڑا حاضری کا دن ہے
اوس روز کے بعد سے پھر خانۂ کعبہ کا افتتاح کسی روز نہین ہوتا ہے۔ جب تک وقوف عرفہ کی
مدت گذر نجائے"۔

اوقات نماز نماز اول وقت پر ہوتی ہے۔ اذان سے نصف ساعت بعد جماعت کھڑی
ہوتی ہے۔ موذنون کا خوش الحانی سے ساتون منارون کے چارون طرف گھوم گھوم کر اذان
دینا۔ مکبرون کا تکبیر اولی نہایت خوش الحانی سے پڑہنا۔ سبھون کا ایک ساتھ اللہ اکبر ملکر کہنا
لوگون کا انبوہ خانہ کعبہ کے روبرو ہونا۔ رقت خشوع وخضوع کی تلاوت کی چاشنی کو وہی جانتا ہے
جسنے خوش نصیبی سے حرم اللہ مین نماز پڑہی ہو۔

صبح کی نماز ۴½ سے ۶ بجے تک یعنے اوسکے درمیان چارون اماموں کی جماعت

ہوتی ہے۔ ظہر کی نماز ½ ۱۲ سے ½ ۱ تک۔ عصر کا وقت ½ ۲ سے ½ ۴ تک۔ مغرب کی نماز ۶ سے ½ ۶ تک۔ اور عشا کا وقت ½ ۷ سے ½ ۸ تک۔ ان اوقات کے درمیان کل جماعتوں کی نمازین ہوجاتی ہین۔ اور یون تو سارا دن اور تمام رات لوگ نوافل وغیرہ پڑہتے ہی رہتے ہین۔ صبح کی نماز اول وقت مین شافعی امام پڑہتا ہے۔ اوسکے بعد مالکی پھر حنبلی۔ سب کے آخر حنفیؒ جماعت ہوتی ہے۔ مغرب کی نماز مین فقط دو جماعتین ہوتی ہین حنفی اور شافعی۔ جمعہ کی نماز کیلئے شافعی امام مقرر ہے چارون مصلے والے اسکی اقتدا کرتے ہین۔

حرم شریف مین نمازیونکی تعداد ایام حج مین ہر وقت کی نمازین پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک جماعت ہوتی ہے۔ اسلام مین جماعت کا کیا عمدہ طریقہ ہے نمازیون کی کثرت کو دیکھکر دل پر ایک عجیب طرح کا ولولہ اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ حرم شریف کے اندر مختلف الممالک مختلف الدیار۔ مختلف الاشکال۔ مختلف الالوان۔ اور مختلف اللسان جینین ترکی۔ عربی۔ برہمی چینی۔ ہندی۔ جاوی۔ عجمی۔ بخاری۔ کابلی۔ داغستانی۔ مغربی۔ بدخشانی۔ کردی۔ شامی روسی۔ ویوروپی حجاج اور تمام دنیا کے اسلامی فرقے ایک ہی حالت اور ایک ہی لباس مین بلسان واحد وحدہ لاشریک لہ کو پکارتے ہین۔ تو دلی مسرت کا جوش ہزار چند ترقی کرجاتا ہے۔ از روی پیمائش حرم شریف کا رقبہ ۳۰ ہزار مربع گز کے قریب ہے جسکے درمیان مین کعبۃ اللہ واقع ہے۔ مین نے اپنے قیاس اور تجربہ سے حساب لگایا تو حرم شریف کے اندر زیادہ سے زیادہ ۳۰ ہزار آدمی نماز پڑہ سکتے ہین۔ مگر یہان پر اور ہی بات ہے۔

حرم شریف کا زندہ معجزہ اگر کوئی انصاف بین اپنی آنکھون سے تعصب کی پٹی کو کھولکر دیکھیگا تو ضرور اوسکو میرا لکھنا ایک حد تک یقین کو پہنچا دیگا۔ مین بیان کرچکا ہون کہ از روی پیمائش ۳۰ ہزار آدمیونکی جائے ہے اس سے زیادہ ہرگز نہین۔ یہ بھی میری حساب

سے کچھو زائد ہی ہے۔ اس مین لاکھون آدمیون کا بلا تعداد سما جانا اور جائے کی تنگی کا
شکوہ کبھی نہونا زندہ معجزہ نہین تو اور کیا ہے۔ مین زرا اسکو اور وضاحت سے سمجھائے
دیتا ہون۔ اس سال بروایات مختلفہ ۱۶ اور ۱۰ لاکھہ آدمیون کے بین بین تعداد حاجیون کی رہی
اگر اوسکا نصف بھی لے لیا جائے تو ۸ لاکھ نفوس ہوے اگر اسکو بھی زیادہ سمجھتے ہین تو اور کچھ
کم کر دیجئے۔ آخر نوبت ۵ لاکھہ سے تو ہرگز کم پر نہ آئیگی۔ ان ۵ لاکھ حاجیون مین سے ذوالحجہ کے پہلی
جمعہ کو تقریبا ۳ لاکھہ حاجی مکہ معظمہ مین داخل ہو چکے تھے۔ اب زرا جائے غور ہے کون ایسا
شخص ہوگا کہ اسقدر دور و دراز کے سفر کے بعد کعبۃ اللہ مین جمعہ کی نماز پڑھنا نچاہیگا۔ اب فیصلہ
یہی ہوگا کہ سب لوگ ضرور جمعہ کی نماز حرم مین پڑہینگے معزز ناظرین آپ خود ہی خیال کرلین کہ وہان
تو جا ۲۰ ہزار کی ہے اور یہہ ۳ لاکھ کا جم غفیر کیسے سما سکیگا۔ اللہ اکبر کیسا زندہ معجزہ ہے۔ کیا
کوئی فرد یہہ کہہ سکتا ہے کہ مین نماز جمعہ کے لئے حرم شریف کے اندر جانا چاہا جگھہ نہین ملی واپس
ہوگیا۔ میرے تجربہ سے تو ہرگز نہین سبھون نے نماز جمعہ حرم شریف کے اندر ضرور پڑہی۔ نیچے اوپر
اندر اور باہر ملاکر سب سما گئے جو انسانی خیال مین ہرگز نہین آسکتا ہے۔ یہہ قدرت کا ادنی کرشمہ
ہے جس کو خداوند کریم دکھا رہا ہے۔ مگر ہم ہنوز اوس کی قدرت کے کرشمون سے چشم
پوشی کر رہے ہین۔

ایک وقت کا ذکر ہے کہ مغرب کے لئے مین حرم شریف کے اندر بیٹھا رہا لوگ اسقدر
بھرے تھے کہ مونڈہو سے مونڈہا چھل رہا تھا تل دہرنے کو جگہ نتھی۔ اور لوگون کی آمد برابر جاری تھی
ادہر طرہ یہہ ہوا کہ قریب مغرب کی اذان کے برسات آگئی اور پانی سے زور و شور سے گرنے لگی کہ
صحن مین کوئی رہ نسکا سب کے سب ادہر اُدہر دالانون مین چلے گئے۔ اور صحن شریف الکدم خالی
ہوگیا۔ کیا اب بھی کوئی انکار کر سکتا ہے کہ حرم شریف کا یہہ معجزہ نہین ہے۔ کہ اس قدر ہجوم جو تل

برسات کے صحن اور دالانون مین تھا۔ وہ اس وقت فقط دالانون کے اندر ہی اندر سما گیا۔ اور نماز مغرب ادا کی گئی۔ میری تو عقل حیران ہوگئی مین خوب غور کر رہا تھا کہ دیکھون کوئی باہر تو نہین جارہا ہے۔ کوئی شخص حرم شریف کو چھوڑ کر باہر نہین گیا۔ اللہ اکبر شان کبریائی کا زندہ ظہور تھا جو ہمارے دیکھنے مین آیا۔

نماز مین عورتین نماز کے وقت عورتین مطاف سے باہر کردی جاتی ہین۔ اون کے لئے علیحدہ جا لیدار کٹھرا بنا ہے مگر عورتین عموماً باب ابراہیم کے طرف وسیع صحن مین اکٹھی ہوجاتی ہین۔ مردون مین اونکو شامل نہین کرتے ہین۔

حرم شریف مین نماز جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء مطابق ۲ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ روز جمعہ ہمارے لئے ایک بابرکت روز تھا کہ ہمکو اسدن نماز جمعہ حرم شریف کے اندر نصیب ہوی۔ حرم شریف مین نماز جمعہ بڑی دہوم دہام سے پڑہی جاتی ہے۔ عورتون کے لئے علیحدہ جگہ مقرر ہے۔ ۱۰ بجے ہی سے خواجہ سرا عورتون کو مردون مین سے علیحدہ کرتے ہین۔ یعنے مطاف سے باہر کرنا شروع کرتے ہین۔ ہر مذہب کے خطیب جمعہ پڑہاتے ہین۔ بہت سے خطیب ہین کبھی حنفی کبھی شافعی کبھی مالکی اور کبھی حنبلی خطیب کی باری ہوتی ہے۔ نماز جمعہ ہمیشہ شافعی مصلے پر ہوتی ہے۔ نماز جمعہ کیلئے امام مصلے پر نہین کھڑا ہوتا ہے بلکہ دیوار کعبہ کے نزدیک در کعبہ اور حطیم کے قریب کھڑا رہتا ہے۔ آجکے روز مکہ معظمہ مین شہری اور باہر کے لوگون کو ملا کر ۵ لاکہہ سے کم نہین تھے جم غفیر کا ایک جائے جمع ہوکر ایک امام کے پیچھے اللہ اکبر کی آواز پر اطاعت کرنا اسلام کی شان کو دوبالا کر رہا تھا۔ آج تو ۹ بجے ہی سے لوگ حرم شریف کے اندر جمع ہونا شروع ہوے مین بھی موقعہ کو تاکتا رہا فوراً حطیم مین عین میزاب رحمت کے نیچے جگہ دیکھکر بیٹھ گیا۔ حجاج جوق جوق چلے آرہے تھے۔ ۱۱ بجے تک سارا حرم شریف نمازیون سے بھر گیا۔ ظاہر آل دہرنے کو جائے

نہین نظر آتی تھی مگر حاجیون کی آمد برابر جاری رہی۔ خدا معلوم کہان اور کس مقام پر سب سما گئے ہر دروازے سے لوگ برابر آ رہے تھے۔ برابر پونے ۱۲ بجے اذان حرم شریف کے بلند منارون پر ہونا شروع ہوی۔ اور برابر ۱۲ بجے ۵ امنٹ تک اذان ہوتی رہی۔ ٹھیک ۱۲ بجے مقام ابراہیم کے متصل جو منبر سلطان سلیمان کا بنایا ہوا ہے اوسپر دونون جانب دو بڑے بڑے سبز علم جنپر زردوزی کام مین کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا جسکی جھالر بھی زرین تھی نصب کئے گئے۔ اوس وقت کا منظر بھی عجیب دلفریب تھا۔ اون سبز علمون کو مشرق اور مغرب کی طرف لگا کر خطیب منبر کی سب سے اونچی سیڑہی پر جاکر کھڑا ہو گیا۔ اوسوقت اوسکا منھ جانب شمال اور پشت کعبۃ اللہ کے جانب تھی جب اذان ختم ہوی تو خطیب نے بڑے زور و شور اور خوش آوازمین خطبہ پڑہنا شروع کیا۔ خطبہ فضائل حج مین تھا۔ خطبہ ثانیہ مین حضرت سلطان المعظم محمد رشاد خان خامس کا نام مکرر کر لیا گیا اور افواج قاہرہ عثمانیہ کی فتحیابی کی دعا کی گئی۔ خطبہ ختم ہوتے ہی نماز کے لئے کہڑے ہو گئے۔ پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ہَلْ اَتٰی۔ اور دوسری رکعت مین سورۂ عَبَسَ پڑہا گیا۔ میرے قیاس مین آجکی نماز مین دیڑہ لاکھ آدمی سے کم ہرگز حرم شریف کے اندر نہین تھے باقیون زاویہ اور قریب کے مکانون مین نماز پڑہی۔

غسل بیت اللہ ۲۰ نومبر روز دوشنبہ مطابق ۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ بعد نماز صبح حرم شریف کے اندر معمول سے زائد لوگ جمع ہونا شروع ہوے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ آج کعبۃ اللہ کو غسل دیا جائیگا۔ قریب ۸ بجے صبح کے جملہ خواجہ سرا اور بڑے اکابر و عمائدین مکہ داخل بیت اللہ شریف ہوے۔ در بیت اللہ صبح سے کھولدیا گیا تھا۔ چار دمین خاص قسم کی کعبۃ اللہ کے اندر ڈالی گئین شریف مکہ ہزہائنیس حسین پاشا کی سواری آئی۔ اون کے ہمراہ ترکی پاشا کمانڈر افواج عثمانیہ متعینہ مکہ بھی موجود تھے اونکے جلو مین خواجہ سرائین اور شہر کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے

حرم شریف کے اندر داخل ہوتے ہی مین موقع دیکھکر جو نزدیک کھڑا تھا فوراً شریف صاحب کو سلام کرکے کھڑا ہوگیا۔ شریف صاحب نے مہربانی سے اپنا ہاتھ میرے جانب بڑہایا مین نے دست بوسی کرکے مصافحہ کیا۔ بشرہ سے پایا جاتا ہے کہ شریف حسین پاشا وہی نہایت شریف خلیق اور بامروت حاکم ہے چہرہ سے نمایان ہے کہ اونمین رحمدلی اور انصاف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ چہرہ خوش وضع اور حسین ہے۔ دو منٹ کے بعد وہ مع اسٹاف کے بیت اللہ شریف مین داخل ہوگئے۔ زمزمی سب مشکین زمزم شریف سے بھرے ہوے کھڑے تھے جیسے شریف صاحب نے اندر داخل ہوکر حکم دیا فوراً زمزمی مشکین لیکر اوپر چڑھ گئے اور ۵ امنٹ کے اندر بیت اللہ شریف کو دہوکر پاک وصاف کردیا۔ اللہ اکبر اوسوقت کا بھی ایک عجیب سمان تھا۔ راسخ الاعتقاد لوگ اوس پانی پر جو باہر گرتا تھا ایسے ٹوٹتے تھے گویا ہرایک یہی چاہتا تھا کہ سارا پانی مین ہی کیسا لی جاؤن۔ یا جو کچھ گرے میرے ہی بدن پر گرے۔ وہ دیکھ دیکھا ہمکو ہمیشہ کے لئے یاد رہیگا بعض عاشقان آلہی اپنے طواف مین ایسے غرق تھے کہ اونکو پتہ بھی نہین تھا کہ کیا ہو رہا ہے ایک سوراخ باہر کی طرف ہے وہان پر زمزمیون نے اوس پانی کو پکڑنا شروع کیا۔ اور فوراً آدھ گھنٹے کے عرصہ مین سینکڑون روپیہ کا پانی غسل کعبہ کا فروخت ہوگیا۔ لوگون نے تبرکاً خرید لیا بہت سے بخاری ترکی اور ہندوستانی جتنا اون سے ہوسکا پی گئے۔ وہ جاروب جس سے کعبۃ اللہ دہویا گیا لوگون نے خریدا۔ ایک جھاڑو ہم رسے ۵ تک بکی جسکی قیمت قبل غسل کعبہ ایک پیسہ تھی۔ اسکا نام حسن عقیدت ہے جب زمزم شریف سے کعبہ دہویا جاتا ہے تو شامی اور استنبولی گلاب اندر کی طرف بہت چھڑکتے ہین۔ سنا گیا کہ ربیع الاول مین بھی اسی طرح سے غسل دیا جاتا ہے۔

داخلی کعبہ | خانہ کعبہ کے اندر جاکر نماز پڑہنے کو داخلی کہتے ہین۔ یہہ دو قسم کی ہوتی ہے

داخلی عام۔ اور داخلی خاص۔ عام داخلی وہ ہے کہ سال مین ۳ وقت کعبۃ اللہ مین مفت داخل ہو سکتے ہین۔ (۱) محرم الحرام کی دسوین تاریخکو۔ (۲) ربیع الاول کی بارھوین اور تیرھوین تاریخکو (۳) رمضان المبارک مین چھبیسوین اور ستائیسوین تاریخکو۔ اس کے علاوہ جب داخلی دوسرے وقتون مین ہوتی ہے تو ۸ سے ۔ے تک فی کس نذر دیکے داخل ہو سکتے ہین۔ بغیر روپیہ دئیے ہرگز داخل نہین ہو سکتے۔

عام داخلی کے وقت بڑی سیڑہی خانہ کعبہ کے دروازے پر لگادی جاتی ہے۔ اور دیگر وقتون مین وہی مختصر سیڑہی لگاتے ہین۔ ایک انبوہ کثیر اور جم غفیر روزانہ داخلی کے اشتیاق مین کھڑا رہتا ہے۔ جب اجازت ہوتی ہے تو لوگ روپیہ مٹھیون مین دبائے ہوے سیڑھی پر چڑہتے ہین۔ آدمی پر آدمی امنڈا چلا آتا ہے۔ یہ کشمکش بھی قابل دید ہے۔ جب بقدر وسعت خانہ کعبہ مین حجاج داخل ہو جاتے ہین تو خواجہ سرا دوسرونکو جانیکی ممانعت کرتے ہین جب اندر کے لوگ باہر آجاتے ہین تو اورون کو پھر جانے دیتے ہین۔ عموماً ایام حج مین جمعرات جمعہ اور دوشنبہ کو عصر کے بعد اور شب کو عشا کے بعد داخلی ہوا کرتی تھی۔ اس سال بعض وقت ۸ا اور کبھی ۔ے روپیہ بھی لئے گئے۔ غربا داخلی سے محروم رہگئے۔ اہل ثروت خدا کے گھر مین بھی رشوت دیکر جانا فخر سمجھتے ہین۔

مین داخلی بیت اللہ سے محروم رہگیا۔ میری ضمیر نے مجھے اجازت نہین دی کہ مین بیت اللہ مین اپنے ناپاک قدم لیکر وہ بھی رشوت کے ذریعہ جاؤن اسلئے مین اس سعادت سے محروم رہگیا۔ لوگون کی زبانی اندر کے جو حالات معلوم ہوے وہی لکھدئے گئے۔ اندر داخل ہو بعد چارون کونون مین دو دو رکعت نماز نفل پڑہتے ہین۔ باب توبہ ہمیشہ بند رہا کرتا ہے وہان پر لوگ اپنا منھ اور سر رگڑتے ہین روتے ہین گڑگڑاتے ہین۔ در کعبہ پر ایک بڑا لانبا قفل

اکثر پڑا رہتا ہے اور دو چاندی کے حلقے بھی لگے ہوے ہین۔

مین نے اوسکی بابت حضرت پیر و مرشد مولانا مولوی حافظ سید جماعت علیشاہ صاحب صوفی محدث علیپوری اور جناب شیخ الدلایل حافظ محمد عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہما العالی سے دریافت کیا کہ میرا ارادہ اندر داخل ہونے کا ہے۔ ہر دو بزرگون نے مجھے رشوت دیکر اندر جانے سے منع فرمایا اور یہی کہا کہ حطیم مین نماز پڑھو وہی داخل کا ثواب ملیگا۔

زمزمی | حرم شریف کے اندر سینکڑون لڑکے اور جوان زمزم شریف کی صراحیان لیکر پلایا کرتے ہین۔ بغیر کچھ دئے کے ہرگز ایک گھونٹ زمزم کا کوئی مفت نہین پاتا بجز اوس زمزمی کے جسکو آپنے روپیہ دیکر ایک صراحی خرید کیا ہو جب وہ آپ کو دیکھیگا فوراً ایک پیالہ زمزم کا سامنے کریگا۔ لوگون نے ناواقفیت کے سبب حصول ثواب کی نیت سے بہت سی صراحیان زمزم کی خرید کر کے اپنے آبا و اجداد یا دوست و احباب کے نام سے پلایا کرتے ہین۔ جب آپ کوئی صراحی خرید کر دیگے تو آپکا نام یا اوس شخص کا نام جسکے لئے صراحی خرید کی گئی ہے سیاہ حرفون سے جلی قلم مین صراحی پر لکھ دیا جاتا ہے۔ ایسی فی صراحی کے لئے ۶ہ ہوتی ہین جہان تک مین نے دیکھا اور غور کیا اس صراحی سے ایک پیالہ زمزم کا کسی سخت سے سخت تشنہ کو بھی بغیر کچھ لئے مفت نہین پلایا جاتا ہے۔ ایسی صورت مین معطی کو ثواب کیسے ملیگا۔ روپیہ تو زمزمی کے جیب مین چلا جاتا ہے۔ اور نام صراحی پر چمکتا رہتا ہے مگر پانی مفت نہین پلایا جاتا۔ بہت سے بھولے بھالے بزرگ ۵۰ صراحیون تک سارے اپنے خاندان والون کے نام بنام خرید کر کے رکھتے ہین۔ پورے کنبہ کا نام زمزمی کی کتاب مین درج کر دیتے ہین ہر ایک ملک کے لئے جیسے معلم علیحدہ ہین اوسیطرح زمزمی بھی علحدہ ہین۔ بس وہ اپنے حاجیون کو در فلاتہ سب سے۔ ہر ایک سے یہی پوچھتا پھرتا ہے کہ آپ کو کتنی صراحیان چاہئین۔ فی صراحی کی قیمت ۶ہ ہی

جو سال بھر تک آپ کے یا آپ کے متعلقین کے نام سے مفت زمزم شریف پلایا جائیگا۔ اتنا کہتے ہی خدا کے سخی فوراً جیب کا منہ کھولدیتے ہین۔ کوئی دو۔ کوئی چار۔ دس بلکہ ۵۰ تک صراحیان لے لیتے ہین۔ اور یہ تاکید کیجاتی ہے کہ ضرور ہمارا نام سیاہ روشنائی سے صراحیون پر چمکتا رہے۔

بعض اوقات زمزمی کبھی ایسے بے پرواہ ہین کہ اون معطیون کا نام کبھی نہین لکھتے اور یہ کل روپیہ ایک شخص ہضم کرلیتا ہے۔ میری رائے مین یہ روپیہ حرم شریف کے اندر مستحقین کو خیرات کردیا جائے تو ایک کے بدلے لاکھ کا ثواب خداوند کریم دیگا۔ دو چار ڈول اور رسیان خرید کرکے چاہ زمزم کے پاس رکھدی جائین تو جب تک وہ قائم ہین ثواب ملتا رہیگا۔ اسی زمزم کی صراحیون کے خریدار دیا در کھو کہ روپیہ تو تمسے لے لیا جاتا ہے۔ مگر تمھاری صراحیون سے سخت سے پیاسے کو بھی ایک گھونٹ زمزم مفت پلایا نہین جاتا۔ وہی روپیہ تم اپنے ہاتھون سے حرم شریف کے اندر کھڑے ہوکر خیرات کردو۔ بہت سے ایسے غربا اور مساکین مکہ مین موجود ہین جنکا ظاہری لباس تمکو انکی افلاس کی طرف رجوع ہونے نہین دیتا ہے۔ البتہ دس یا بیس خالی صراحیان بھی خرید کرکے حرم شریف کے اندر رکھنا اچھا ہے۔

معلمون کی چالاکیان میرے اس مضمون کو جو بہت آزادانہ طور پر لکھا گیا ہے۔ غالباً بہت سے حجاج پسند نہین کرینگے۔ مجھے اوسکی کوئی پرواہ نہین ہے مین حق اور سچی بات کے بیان کرنے مین کبھی کسیکی طرفداری نہین کرونگا۔ میرے اس مضمون کو آیندہ جانے والے لوگ بغور ملاحظہ کرین۔ جب تک سفر حجاز کا تجربہ نہو لے تب تک معلمون اور مزدورون کی چالاکیون کا بھی پتہ نہین لگتا ہے۔ سب سے پہلے جدہ مین اونسے سابقہ پڑتا ہے۔ جدہ ہی سے حجاج معلمون کے پنجون مین گرفتار ہوجایا کرتے ہین۔ محمود بسونی وکیل نے جو ملک مدرس کو اپنے قبضہ مین کیا

ہوا ہے۔ جدہ ہی مین ہمپر خوب ہاتھ صاف کیا جو چیز اوسکے ذریعہ سے خرید کی گئی۔ اوس مین ہمکو
زیادہ قیمت دینی پڑی۔ اوسنے ایک اور چالاکی چلی کہ ہمارے نکلنے کے ایک روز آگے شب کو
بغیر اطلاع میرے پاس بلکہ جملہ مدرسیون کے پاس کچھ پلاؤ زردہ اور فیرنی کی ایک طشتری روانہ کردی
دوسرے روز جب قافلہ جدۂ شریف سے آگے روانہ ہوا تو اوسکے دو لڑکے ہمارے قافلہ کے
ساتھ ہولئے اور ناخواندہ مہمانون کی طرح اِدہر اُدہر پھر کر ہماری مدد کیا کرتے تھے۔ خود محمود
بسونی نے کہا کہ یہ دونون میرے لڑکے ہین اونھین کچھ دیدیجئے۔ غرض ہر ایک حاجی سے ایک روپیہ
لڑکون کے واسطے وصول کیا گیا۔ بات تو کچھ نہین ہے مگر اوسنے اپنے لڑکون کو یون تیار کر رکھا
ہے۔ محمود بسونی بظاہر اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے مگر اوسکی جتنی باتین ہین حقیقت مین اوسی کے مطلب
اور فائدہ کی ہین۔ حاجیون کی طرفداری ایک گناہ کبیرہ سمجھتا ہے۔ جو بات ہوگی اپنے یا بدّون
کے مطلب کی۔ پیسہ نکالنے مین ہر طرح کی کوشش کرینگے۔ بغیر اون کی امداد کے گذارہ بھی
نہین ہے۔ مکہ معظمہ مین بہت سے معلم ہین دیکھ بھالکر اون کے قبضہ مین آنا چاہئے۔ مدرسی
معلم سید عبدالرحمن شلی تھا اوسکا تو انتقال ہوگیا۔ اب اوسکے خورد سال لڑکے معلمی مدرس کا
حق ادا کرتے ہین۔ حجاج ذرا دیکھ سمجھکر اون کے دام مین آئین۔ اب یہ قاعدہ نہین رہا کہ ہمارا
فلان ہی معلم ہوگا۔ جسکو آپ چاہین اپنا معلم بنا سکتے ہین۔ مکہ مین فی کس عہ اور عسہ تک حق
معلمی دیا گیا۔ تب بھی وہ خوش نتھے۔ مین نے سنا کہ پنجاب کا معلم محمد حسین نامی اچھا شخص اور بمقابلہ
دوسرونکے بہت نیک طینت ہے۔ مدینہ منورہ مین جو لوگ بعد زیارت کے براہ شام جانا چاہین
اونھین کسی معلم یا مزور کی ضرورت نہین ہے۔ وہان بھی خوب دیکھ سمجھکر کام کرین۔ جہان تک دیکھا
اور سنا گیا ہر ایک اپنے معلمون کی چالاکیون سے نالان تھا۔ اور ہر کوئی اپنے اپنے معلم کی
شکایت ہی کرتا تھا۔ اور بعض تعریف بھی کرتے تھے۔ اس معاملہ مین بہت سوچ سمجھکر کام اپنا

کرنا چاہیئے۔ مین نے موقعہ موقعہ پر اونکی کارستانیان بیان کردی ہین۔ مدینہ کے مزور کو ہمنے نی کس ع دئے اسپر بھی وہ ہمسے سخت ناخوش رہا۔

مکہ کے معلم نے میرا فقط یہ کام کیا کہ پہلے روز طواف کرایا۔ اور مکہ سے نکلتے وقت اونٹ کا انتظام کردیا۔ اس کے علاوہ کبھی اوسنے میرا کوئی کام نہین کیا بلکہ اوسلٹے اوس سے مجھے سخت تکلیف ہوی جسکے عوض ایک پونڈ ہمسے فی اسم حق معلمی لیا گیا۔

حرم شریف مین اپنے مصلونکا بچھانا بہت سے حجاج اپنا اپنا مصلے یا رومال حرم شریف کے اندر بچھا کر نماز پڑہا کرتے ہین۔ ایک روز مین نے دیکھا کہ پیرو مرشد قبلہ مدظلہ العالی سخت دہوپ مین باب ابراہیم کے پاس اندر کیطرف کنکریون پر ہی نماز ظہر کے لئے منتظر بیٹھے ہین۔ مین آپکو دیکھکر اور آگے بڑہنے کی جرأت نکر سکا۔ آدب سے خاموش آپ کے پیچھے ایک رومال بچھا کر بیٹھ گیا نماز فوراً شروع ہوگئی۔ مین بھی شریک ہوگیا اسکا کوئی خیال نتھا کہ مین نے کیون رومال بچھایا۔ اسکی ضرورت کیون ہوی کیسنکر تو ایسے بھی چپ ہو رہے تھے۔ بغرض بعد نماز سلام پھیرتے ہی پیرو مرشد نے میری طرف نظر غور سے دیکھا۔ اور اپنے چہرۂ مبارک پر آثار خفگی ظاہر کئے۔ مین نے وجہ دریافت کی تو فرمانے لگے کہ اس مقدس سرزمین کی خاک پاک اگر ہماری پیشانیون کو لگ جائے تو ہمکو فخر ہے نکہ اپنا رومال پاک سمجھکر بچھائین اور اپنی پیشانیون کو اوس خاک پاک سے بچائین۔ ہمیشہ اپنا مصلے بچھا کر تو نماز پڑہا کرتے ہو۔ مگر خانہ خدا مین زرا عاجزی اور انکساری سے اپنی پیشانی کو اوسکے حضور مین رگڑ و۔ یہ بات سنتے ہی مین مارے خجالت کے پسینہ پسینہ ہوگیا اور عہد کر لیا کہ جبتک اس مقدس سرزمین مین رہونگا کبھی اپنا رومال بچھا کر نماز نہ پڑہونگا۔ چنانچہ مین جبتک حرم شریف مین رہا کبھی اپنا مصلے نہ بچھایا۔ واقعی یہ مقام عبرت و غیرت ہے سچ ہے ہم کہان اور یہ مقدس خاک کہان۔ عمر بھر مین تو ایک وقت مشکل سے اوسکی زیارت نصیب

ہوئی ہے اور اس سعادت کو بھی ہم اپنی پیشانیون سے نہ رگڑین۔ شاعرون نے کس قدر اپنا دلی جوش اظہار کیا ہے :-

* یا رب وہ دن کرے کہ یہ کوجائین ہم * خاک در رسول کا سرمہ بنائین ہم *

آرزو تو ایسی کرین اور جب وہ خاک پاک نصیب ہو تو آنکھ کو چھوڑ سر بھی اوس مبارک مقدس زمین سے نہ لگنے دین۔ پس مین اس قول حافظؒ پر کاربند ہو گیا۔

* بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید * * کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا *

قبولیت دعا کے مقامات (۱) خانہ کعبہ کے اندر اور باہر ہر چہار طرف بعد نماز تہجد دعا مانگی جائے (۲) حجر اسود کے پاس دوپہر کے وقت۔ (۳) مطاف مین درکعبہ کے سامنے دیوار پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگین۔ (۴) ملتزم کے پاس آدھی رات کو سینہ لگا کر اور ہاتھ پھیلا کر دعا مانگین۔ (۵) حطیم حجر اسماعیل کے پاس مغرب کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (۶) میزاب رحمت کے نیچے صبح کے وقت (۷) رکن یمانی پر صبح کے وقت دونون ہاتھ رکھ کر دعا مانگین۔ (۸) دیوار مغربی مابین رکن یمانی و بند دروازہ کعبہ۔ (۹) درمیان رکن یمانی و حجر اسود خصوصاً طواف کے وقت جب ہجوم کثیر ہو۔ (۱۰) مقام ابراہیم کے پاس صبح کے وقت دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر (۱۱) زمزم شریف کے پاس غروب آفتاب کے وقت آب زمزم کو پیتے ہوے۔ (۱۲) باب النبیؐ کے پاس جہان ریشم فروشون کی دوکانین ہین۔ (۱۳) باب الصفا خاصکر میلین اخضرین کے مقابل دوڑتے ہوے (۱۴) باب السلام جہان سنگ مرمر کا منبر ہے۔ جمعہ کے روز دعا مانگین علاوہ اسکے جسقدر مقامات و زیارات مقدسہ مکہ معظمہ منا و عرفات مین ہین اون سب پر دعا قبول ہوتی ہے۔ غار حرا۔ غار ثور۔ مسجد خیف جمرہ۔ بالای صفا و مروہ۔ جای ولادت آنحضرت رسول خدا۔ مزار خدیجہ۔ اور جبل ابو قبیس پر۔

جنت المعلیٰ ۱۷ نومبر روز جمعہ مطابق ۲۵ ذوالقعدہ کو بعد نماز صبح طواف کعبہ سے فارغ
ہو کر ہمنے زیارت جنت المعلیٰ کا ارادہ کیا۔ ایک رہبر کو ہمراہ لیکر باب السلام سے بڑے بازار سے
ہوتے ہوئے سیدھے باب معلےٰ کی جانب روانہ ہوگئے۔ رستہ مین ہمارے دونون جانب
ہر قسم کی دوکانین موجود تھین۔ ایک نان بائی کی دوکان پر بیٹھکر ہمنے ناشتہ کیا۔ دو انڈے اور
چھٹانک بھر قیمہ دیکر ایک پراٹھا پکادیا جسکی قیمت ۱۲؍ دیگئی۔ جو میرے خیال مین کچھ زیادہ تھی۔
حرم شریف سے جنت المعلیٰ جانب شمال مغرب تقریباً ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر پہاڑون کے دامن
مین واقع ہے۔ رستہ مین ایرانی۔ ترکی اور بخاری ڈیرے لگائے ہوئے پڑے تھے جنکی وجہ سے
قبرستان کے نزدیک بہت غلاظت اور بدبو پھیل گئی تھی۔ گورنمنٹ اور شریف صاحب کو ضرور
ادہر توجہ کرنی چاہئے۔ ایسے پاک اور منزہ مقام پر جہان ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضؓ اور حضرت
آمنہؓ آرام کررہی ہین۔ ایسی غلاظت کا رستہ مین ہونا کہان تک زیبا ہے۔ ذرا سی توجہ مین یہہ سب
بے اعتدالیان رفع ہوسکتی ہین۔ جب ہم جنت المعلیٰ کے دروازے مین داخل ہوئے تو وہان
مساکین اور فقرا منتظر خیرات کھڑے ہوئے تھے۔ ہمکو دیکھکر سب کے سب دوڑے اور
اور مختلف دعائین دیکر پیسے مانگنے لگے۔ اگر کسی ایک کو دیا گیا تو پھر خیر نہین ہے۔ جان چھڑا کر
نکلنا مشکل ہوجاتا ہے۔ کچھ انکو دے دلاکر سمجھا منا کر آگے کو بڑھے۔ پہلے اِس مقدس قبرستان
مین بہت سے قبے تھے۔ مگر شریف عون الرفیق پاشا کے وقت مین بہت سے قبے گرادئے گئے
اب اسوقت فقط ۵ یا ۶ قبے بالکل دامن کوہ مین واقع ہین۔ پہلے قبہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ
الکبریٰ رضؓ کا مزار مبارک ہے۔ مطوف نے وہان سلام پڑہایا۔ اور کسی نیک نیت خوش نویس نے نہایت
خوش خط مین ایک سلام لکھکر فریم مین آئینہ کے ساتھ لگا کر رکھدیا ہے۔ جسکو مطوف نے بھی
بس اسی سلام کو پڑھ دیا۔ مزار مبارک کسیقدر بلند اور لانبی ہے۔ سرہانے سنہری حرفون مین کلمہ طیبہ

نقشۂ جنت المعلیٰ
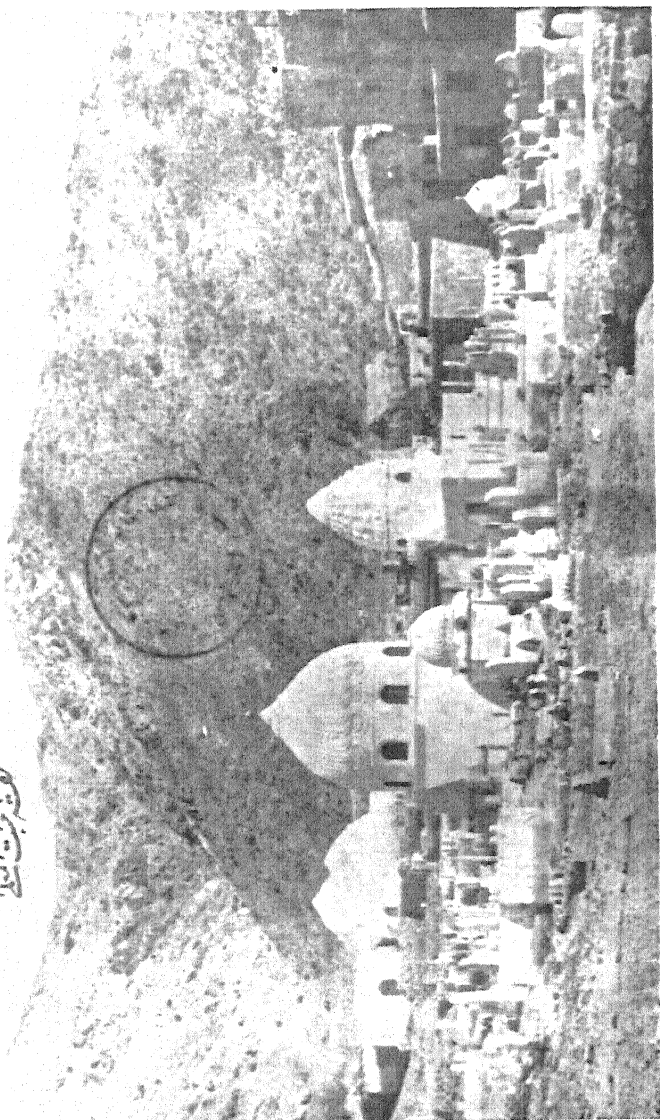
خالص سونے مین ڈھلا ہوا نظر آتا ہے۔ غلاف پر زرین کام کیا ہوا ہے رنگ سبز ہے۔ تین غلاف ہین۔

پہلوے مبارک پر ایک اور قبر کسی شریف عبدالمطلب نامی کی ہے۔ مگر وہ خستہ حالت مین ہے۔ سنا گیا کہ یہ شریف آل رسول سے ہین نہین تو یہان جگہ نہ ملتی۔ مجاور باہر بیٹھا رہتا ہے اوسکو کچھ نذر دینی چاہیئے۔ ہمنے فی کس ۲ روپے۔ وہان سے فارغ ہوکر حضرت آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک پر آئے۔ یہ دوسرے قبہ مین واقع ہے حسب دستور سلام پڑھا گیا اور دعا مانگی گئی۔ اوس کے اندر بھی کسی شریف حسین پاشا کا مزار ہے۔ چارون طرف چار پتھر کی بڑی سیلین رکھی ہوی ہین۔ یہ مزار بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے مزار کے مانند ہے سبز غلاف پڑا ہوا ہے جنت المعلی کے اخیر پر حضرت آمنہ رض کے مزار سے تخمیناً ۵ قدم آگے اور مزار ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت آمنہ کے درمیانی رستہ کے اختتام پر جبل مختا کے متصل جو قبہ ہے اوسمین دو قبرین ہین ایک حضرت عبدالمطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری قبر حضرت عبدالمناف کی ہے۔ یہان بھی فاتحہ وسلام پڑھا گیا۔ مجاورون کو کچھ دیکر چوتھے قبہ مین گئے۔ جہان حضرت ابوطالب عم رسول اللہ و والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ مدفون ہین۔ وہان سلام و فاتحہ پڑھکر واپس ہوتے وقت حضرت آمنہ رض کے قبہ مبارک کے متصل ایک حجرہ پانی کا ہے جسمین عمدہ شیرین پانی آتا ہے لوگ تبرکاً اوسکو پیتے ہین۔ ہم بھی وہان تھوڑا پانی پیکر حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رض اور حضرت فضیل ابن عباس رض۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رض حضرت اسمائ بنت ابوبکر رض۔ ملا علی قاری رح۔ سید احمد رفاعی رح۔ خواجہ عثمان فاروقی رح۔ حضرت قاسم ابن رسول اللہ۔ حضرت طاؤس۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رض۔ ابی قحافہ والد حضرت ابوبکر رض وغیرہ قبور کی زیارت کی۔ یہ قبرستان بہت بڑا تھا مگر اب اسمین چند مکانات زیر تعمیر ہین معلوم

کس وجہ سے اور کس مصلحت کو خیال کرکے اب جنت المعلےٰ مین مکانات تعمیر کئے جاتے ہین
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ چند سال کے بعد یہ قبرستان بہت ہی مختصر سا رہجائیگا۔ اب اسمین
بہت سی قبرین ہین اور جدا جدا احاطون مین محدود ہین۔ قبرون پر دونون جانب سنگین سلّین
ہین جنپر صاحب قبر کا نام معہ تاریخ وفات درج ہے اور بجائے کسی گلدار یا سایہ دار درخت کے
گھی کوار کے درخت لگے ہوئے ہین۔ شاید زمین کی تاثیر کا باعث ہو۔ یہ بھی سنا گیا کہ یہان
سوا اس درخت کے اور کوئی درخت نہین ہوسکتا ہے۔ بعض مقبرون پر نہایت عجیب و
غریب طغرے کندہ ہین جسکو دیکھنے سے عربون کی صناعی کی تعریف کئے بغیر نہین رہ سکتے بعد
زیارت کے ہم وہان سے مسجد الجن کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد الجنّ اسکی نسبت مشہور ہے کہ اس مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضؔ کو
ایک لکیر کھینچکر بٹھا دیا تھا۔ اور جن آنحضرت کے دست مبارک پر بیعت کرکے ایمان لائے تھے
یہ مسجد سوق معلے مین واقع ہے۔ ایک گول قبہ بنا ہے۔ قبہ کے نزدیک ایک گھنا درخت ہے
مسجد دو منزلہ کے مانند ہے۔ مگر حقیقت مین دو منزلہ عمارت نہین ہے نیچے تہ خانہ مین وہ مقام
ہے جہان پر جن ایمان لائے تھے۔ ہمنے بھی اوترکر دوگانہ نفل ادا کی۔ جگہ بہت مختصر اور اچھی
حالت مین نہین ہے۔ اس مقام پر لاکھون حجاج سالانہ نماز شکریہ ادا کرتے ہین۔ یہان وضو
کے لئے پانی موجود ہے۔ امرا کو چاہئے کہ کچھ فرش وغیرہ کا انتظام کردین۔

مکۂ معظمہ کے اور مساجد شہر کے اندر ۱۵ کے قریب اور مسجدین ہین۔ مگر ان مین باقاعدہ
جماعت نہین ہوتی ہے۔ البتہ زاویہ شاذلیہ کی مسجد مین برابر پنجوقتہ جماعت ہوتی ہے۔ اور
بہت لوگ شریک جماعت ہوتے ہین۔ وجہ یہ کہ ترکی فوجی بارک نزدیک ہے اونکو حرم شریف
زیادہ دور پڑتا ہے۔ باقی دوسری جگہہ وہ ایک محلہ والے ضرورت کے وقت نماز پڑھ لیتے ہین

اہل مکہ حرم شریف مین جاکر نماز پڑہنے کے عادی ہین ایام حج مین اکثر ان مسجدون مین مساکین ومفلس لوگ پڑے ہوے دیکھے گئے۔

۲۸ نومبر روز سہ شنبہ مطابق ۷ ذوالحجہ آج افواہًا یہ خبر سنی گئی کہ ابھی حج کی تاریخ مقرر نہین ہوی ہے اور گمان ہے کہ شاید اس سال حج اکبر نہو۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو بہت سے لوگ جو خاص حج اکبر کی امید پر آئے تھے وہ مایوس ہوجائینگے۔ مشیت ایزدی مین چارہ نہین ہے جو آنے والے تھے وہ آچکے۔ حجاج بہت ہی قلیل تعداد مین باقی رہگئے ہین وہ کل شام تک آجائینگے۔ بعض حجاج تو آج ہی سے منا کی طرف جانے لگے اور بہت سے چلے بھی گئے۔ اور ہمارے معلم نے بھی کہلا بھیجا کہ کل روز چہارشنبہ ہے منا کی طرف چلنا ہوگا۔ اور آج احرام باندھ لو۔ اس سے بھی پایا جاتا ہے کہ حج اکبر نہو۔

مین بعد نماز ظہر حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج شیخ عبدالحق صاحب مہاجر مکی مدظلہ العالی کی خدمت مین گیا۔ شیخ موصوف نے میرے چند خطوط جو آئے تھے دئے۔ گھر اور دیگر دوست احباب کی خیریت وعافیت سنکر بہت ہی خوشی معلوم ہوی۔ شیخصاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ اس سال حج اکبر ہے۔ یہ سنتے ہی وفور جوش اور خوشی سے میرے آنسو نکل آئے دونون ہاتھ اوٹھا کر درگاہ صمدیت مین دعا کیا۔ شیخصاحب نے یہ بھی فرمایا کہ چند شیعی اصحاب جو شام سے آئے تھے بالاتفاق سنیونکا حج خراب کرنے کی نیت سے شریف صاحب اور قاضی مکہ کے روبرو شہادت دی کہ رویت ہلال منگل کو ہوی۔ مگر ہردو بزرگون نے اونکی شہادت کو قبول نہین کیا شیعون کا دستور ہے کہ وہ ایکروز یعنے بعد یوم النحر کے دن حج کرتے ہین۔ لہذا اونھون نے یہ ٹھان لیا کہ اگر اونکی شہادت قبول ہوکر فتوے صادر ہوگیا تو سنیون کا حج تو جمعرات کو ہوجائیگا اور وہ حج اکبر کرینگے۔ مگر اللہ کو یہ بات کہان منظور ہے۔ آخر خدا نے سنیون کی سُنی اور سنیون کو

حج اکبر نصیب ہوا۔

مدراس سے سید عبدالقادر صاحب مع رفقا، ۲ نومبر کو براہ جدہ داخل مکہ معظمہ ہوئے آج ۲۰ نومبر کو مجھ سے ملاقات ہوئی۔

آجکل طواف میں کثرت ہجوم سے جگہ نہیں ملتی ہے۔ طواف کرنا آسان نہیں ہے۔ دور دور سے حجر اسود کا بوسہ تو کجا، اگز کے فاصلہ پر جانا بھی نصیب نہوا۔ تقریبا کل اطراف عالم کے لوگ جمع ہوگئے تھے۔ بدو کثرت سے آگئے تھے۔ چونکہ یہ قوم مہذب نہیں ہے ان سے لوگونکو ہر جگہ تکلیف پہنچی ہے۔ آدمیوں کے مونڈھوں اور سروں پر پاؤں رکھکر چڑھ جاتے ہیں اور وہ سب کے سب حجر اسود کے پاس ہی جمے رہتے ہیں۔

کثرت ہجوم سے اگر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے تو حجر اسود کو بوسہ دینے کی ضرورت نہیں۔ فقط اشارہ کافی ہے۔ مگر لوگوں کا عمل اکثر اوسکے خلاف ہے۔ طواف کعبہ اور بوسہ حجر اسود میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں۔ حد شریعت سے تجاوز کرکے لوگونکو دھکے دیکر روندتے اور ہر قسم کی ایذا رسانی کرتے ہیں۔ مرد تو مرد بعض بخاری اور مغربی عورات بے لحاظ ہوکر دھکا دھکی کرتے ہیں۔ امر مستحب کو حاصل کرنے کیلئے مکروہات اور خلاف حیا امور کے مرتکب ہوتی ہیں۔ خداوند کریم ایسے لوگوں کو سمجھ دے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے تو ایک پتھر ہے نہ تجھ سے کچھ نفع نہ ضرر۔ صرف اسلئے بوسہ دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو بوسہ دیا ہے۔

اکثر صبح کی نماز میں شافعی جماعت میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ محض بوسہ حجر اسود کے اشتیاق میں گھسکر حجر اسود کے قرب میں جگہ حاصل کرتے ہیں اور جیسے ہی امام نے پہلا سلام پھیرا وہ لوگ بلا انتظار دوسرے سلام کے حجر اسود کا بوسہ لینے دوڑ پڑتے ہیں۔ مگر اوس پر بھی جتنے

لوگ کہ اس قصد سے حجر اسود کے قریب تر بیٹھے تھے بوسہ نہین لے سکے۔ جون جون حج کا زمانہ قریب تر ہوتا جاتا ہے کثرت ہجوم سے ملتزم شریف مین کھڑے ہوکر بعد طواف دعا مانگنے کی بھی گنجائش نہین رہتی۔ اسوجہ سے لوگ چاہ زمزم اور مقام ابراہیم کے قریب کھڑے ہوکر دعا پڑھتے ہین۔ اور نماز واجب طواف بالعموم مقام ابراہیم یا جہان موقعہ ملے پڑھ لیتے ہین۔

شیعی اصحاب بھی طواف مین شریک ہوتے ہین مگر ہم حجر اسود سے طواف شروع کرتے ہین اور وہ رکن یمانی سے۔ یہ لوگ کسیقدر ترچھے ہوکر طواف کرتے ہین۔

مولد النبی خدا کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ ہم گنہگارون کو اس جگہہ کی زیارت نصیب ہوئی جہان ہمارے پیغمبر خدا احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے۔ یہان ایک بڑا قبہ بنا ہے اسوقت زیر مرمت تھا۔ امید کہ بعد اختتام ایام حج کے قبہ مبارک از سر نو مرمت کیا جائیگا۔ درمیان قبہ کے ایک چوگوشہ کٹھرا بنا ہوا ہے اوسپر ایک مختصر قبہ بنا ہے۔ یہی جاے ولادت رسول خدا بتلاتے ہین۔ کچھہ مجاور کی نذر کرکے ہم سبھون نے اوس جائے کا بوسہ دیا۔ اور خدا کا کروڑہا شکر بجالائے کہ اوسکی زیارت ہمین نصیب ہوئی پہلو مین دو رکعت نفل پڑھکر دعا مانگی۔ یہان پر ایک استنبولی قالین بچھا ہے۔ گو بہت پرانا ہے تاہم حالت اچھی ہے۔ بعد مرمت ہوجانے کے یہ قبہ بھی بہت عمدہ ہوگا۔ یہ مقام محلہ نعلی مین ایک نشیبی جگہہ پر واقع ہے۔ یہ مکان آپکے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا تھا۔

جہان آپ تولد ہوے اوس جگہہ پر اسوقت ایک سبز غلاف پڑا ہوا ہے اوسپر آیت شریف لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم زردوزی حرفون مین کشیدہ ہے۔ یہان بھی فقرا بہت ہین کچھہ خیرات کرکے باہر آگئے۔

مولدِ صدیق رضہ اسکو دار ابوبکر رضہ و قبہ ابوبکر بھی کہتے ہین۔ یہہ وسیع اور گنبد دار مکان محلہ مسغلہ مین واقع ہے اور اسوقت سید عبد الرحمن شلی ستونی کے گھر کے پاس ہے جہان ایام اقامت مکہ معظمہ اس قبہ کے بالکل قریب ٹھہرا تھا۔ اس مکان کے دو حصے ہین پہلے حصہ مین صحن ہے جسمین عبد الرحمن معلم اپنے حاجیون کو اوتارتا ہے یا اونکا اسباب رکھدیا کرتا ہے۔ اندر کے احاطہ مین آپکی جاے ولادت ہے۔ جہان ایک وسیع چبوترہ بنا ہے۔ اوسکی نسبت یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہہ مولدِ سیدہ عائشہ رضہ ہے واللہ اعلم۔

مقام عمر فاروق رضہ بیت اللہ شریف سے جانب غرب محلہ مسغلہ اور ضدرلیہ کے درمیان جبل عمر پر ایک چبوترہ بنا ہے جہان حضرت عمر رضہ عبادت کیا کرتے تھے۔ اور دار ارقم مین ایمان لانے کے بعد معہ چالیس صحابیون کے آکر پہلی دفعہ اذان پکار کر کہی تھی۔ ورنہ پہلے کفار کے خوف سے پوشیدہ اذان دیا کرتے تھے۔ اسلام کی سب سے پہلی اذان جو علانیہ کفار مین دی گئی وہ یہی مقام ہے۔

مولد علی رضہ یہہ ایک بلند قبہ مین محلہ ہاشمی کے اندر نشیبی جگہہ پر واقع ہے۔ یہان پر ایک کٹھرا بناکر اوسپر ایک چھوٹا قبہ بنایا گیا ہے مگر یہہ مکان بالکل سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ نیچے اوپر دیوارون پر ہر جگہہ سنگ مرمر ہی جڑا ہوا ہے۔ فرش استنبولی قالینون کا ہے۔ اس مقام پر بھی دو رکعت نماز نفل پڑہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نیک دل اہل تشیع نے یہہ سنگ مرمر لگا دیا ہے سنا گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیدائش حرم شریف مین ہوی تھی۔ مگر اونکی پرورش اسمقام مین ہوی۔ واللہ اعلم۔ یہان پر بھی فقرا اور مساکین کا ہجوم تھا اور میا ورنکو علیحدہ دیا گیا۔

مولد فاطمہ رضہ مولد فاطمہ رضہ زمین سے کسیقدر نیچی ہے ۲ زینے نیچے اوترنے سے دہنے جانب واقع ہے اوسپر ایک قبہ بنا ہوا ہے ایک گول پتھر جیسے چکی کا پاٹ ہوتا ہے

اوس قبہ کے اندر نصب ہے۔ کہتے ہین کہ یہی جاے ولادت حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضہ ہے
وہان بھی کچھ نذر کر کے زیارت کی گئی۔ اوسی کے پیچھے بی بی کی آسیہ یعنے چکی رکھی ہوی ہے
جس سے وہ آٹا پیسا کرتی تھین۔ اوسکو بھی دیکھا۔ عورتین اوس چکی کو بہت شوق سے زیارت
کر کے سر اور آنکھون سے لگاتی ہین۔ اوسکے پہلو مین ایک مختصر مسجد ہے اوسمین دوگانہ شکریہ
ادا کر کے دعا مانگی گئی۔ اوسکے بازو بائین جانب محل شریف قلتین ہے۔ جہان پر ام المومنین
خدیجۃ الکبرے رضہ اور حضرت رسول خدا وضو کیا کرتے تھے۔ اور ام المومنین کے نماز پڑہنے کی
جائے ہے۔ ہم لوگ اس مقام پر صرف دعا کر کے آگئے۔ یہہ مقام محلۂ ہاشمی مین ایک تنگ گلی
کے متصل واقع ہے۔ یہہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مکان تھا جہان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
سلم شادی کے بعد تشریف لائے تھے۔ اور اسی مقام مین ایام ہجرت تک رونق افروز رہے
یہہ مکان دالان در دالان ہے۔ اوس کے ایک طرف ایک وسیع طول کمرہ ہے جس مین حضرت
فاطمۃ الزہرا رضہ پیدا ہوئین۔

دار ارقم | ۲۰ نومبر روز دوشنبہ زیارات کہ معظمہ کو گئے تھے سب سے پہلے دار ارقم مین گئے
اس کو دار خیزران بھی کہتے ہین جسپر ایک مختصر سا گول قبہ مع مسجد ہے یہہ مقام کوہ صفا سے
۲۵ گز جانب غرب ایک گلی مین ہے۔ کہتے ہین کہ اس مقام پر حضرت سیدنا عمر رضہ شرف اسلام سے
مشرف ہوے تھے۔ یہان پر دوگانہ ادا کیا جاتا ہے۔ ایک ترکی قالین بچھا ہوا ہے۔ اندر ایک
مسجد ہے۔ یہہ جگہ اسوقت موجودہ مکانات اور زمین کی سطح سے کسی قدر نیچی ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳ سو برس سے تعمیر مکانات کے باعث زمین کسیقدر اونچی کر دی گئی ہے۔ ایک
عربی قطعہ دروازے پر لکھا گیا ہے جسمین لکھا ہے کہ یہہ جائے سیدنا عمر رضہ کے ایمان لانے کی ہے
یہان بھی مجاور اور مساکین موجود ہین حسب توفیق خیرات کر کے مولد فاطمۃ الزہرا رضہ کے جانب

واپس روانہ ہوگئے۔

جبل نور مکہ معظمہ سے جبلِ نور صاف دکھائی دیتا ہے۔ منا کو جاتے ہوے رستہ کے بائین جانب نظر آتا ہے۔ حرم شریف سے دامن جبل نور تک ۲½ میل اور اوپر چڑھائی ایک میل کے قریب ہوگی جملہ فاصلہ ۳ یا ۲½ میل ہے۔ دامن کوہ تک مسلسل شہر مکہ کی عمارات قہوہ خانے۔ دوکانین دوطرفہ راستہ کے ملتی ہین۔ دامن سے اوپر چوٹی تک قریب نصف میل کے بڑی سخت چڑھائی ہے۔ دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تیز اور اونچا پہاڑ ہے۔ اوپر کی طرف رستہ بہت گھوم کر گیا ہے۔ جہان پر آنحضرت رسول خدا کا شق صدر ہوا تھا۔ ایک سفید منارہ قبہ نما بنا یا گیا ہے۔ جب آنحضرت صلعم کی عمر شریف کے ۴۰ سال قمری پر ایک دن اوپر ہوا تو ۹ ربیع الاوّل سنہ ۴۱ میلادی مطابق ۱۲ فروری سنہ ۶۱۰ع کو بروز دوشنبہ روح الامین بحکم رب العالمین تمغۂ نبوت لیکر آپ کے پاس آئے تھے اوسوقت آپ غار حرا مین تھے۔ غار حرا اسی گنبد کے ایک جانب ہے وہی شق صدر کا مقام ہے اوس مقام پر آدمی لیٹ نہین سکتا۔ یہان زائرین دو رکعت نفل ادا کرتے ہین۔ یہان سے آگے کو نیچے اوترتے ہوے رستہ مین دو پتھر کے درمیان سے گذرنا پڑتا ہے۔ جو قدرتی طور پر بہت بڑے بڑے کھڑے ہین۔ جسیم آدمی ذرا ترچھا ہوکر جاتا ہے یہان سے آگے وہ جائے ملتی ہے جہان پر سورہ اقرأ نازل ہوی تھی۔ پہاڑ کی چوٹی سے یہ جگہ ۱۰۰ گز ہے۔ اس مقام پر دو پتھر ایسے لگا دیئے گئے ہین جو مثل جھونپڑی یا ڈیرے کے معلوم ہوتے ہین۔ یہان بھی دو رکعت نفل نماز ادا کرتے ہین۔ اس جگہ پر ایک وقت مین دو آدمی نماز پڑھ سکتے ہین۔ اوپر جہان شق صدر ہوا تھا چھے یا سات آدمی ایکوقت نماز پڑھ سکتے ہین زمین پر ہی نماز ادا کر لیتے ہین۔ چونکہ یہ وہ مبارک مقدس زمین ہے کہ اگر روی زمین کے اعلیٰ سے اعلیٰ قالین بھی لیکر بچھا دئے جائین تو اس خاک پاک اور گرد کے سامنے ہیچ ہین۔ اسی

سے لئے لوگ تبرکاً وہان کی خاک پاک کو اپنی پیشانیون پر لگانا باعث فخر جانتے ہین یہ وہ مقام ہو کہ انحضرت رسول خدا قبل نبوت ہر وقت آکر تنہائی مین عبادت کیا کرتے تھے۔ بیت اللہ شریف سے ایک گھنٹے کے عرصہ مین دامن کوہ مین پہنچ سکتے ہین۔ دامن سے چوٹی تک ایک گھنٹے کا راستہ ہے صبح کی نماز کے بعد جانے سے ظہر تک بخوبی زیارت سے فارغ ہوسکتے ہین۔ دامن کوہ تک گدھے اور خچر پر سوار ہوکر جاسکتے ہین اور اوپر بھی سواری جاسکتی ہے مگر مخدوش ہے۔

جبل بوقبیس یہہ پہاڑ شہر کے اندر ہی ہے۔ ابن بطوطہ کے زمانے مین آبادی شہر کی اسقدر نتھی جو اب ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف جبل بوقبیس کو یون بیان کرتے ہین۔ "منجملہ اور پہاڑون کے جو کہ معظمہ کے گرد ہین جبل ابو قبیس ہے جو منجملہ ان دو پہاڑون کے ہے جنکو اخشبان مکہ کہتے ہین ایک اخشب یہی جبل ابو قبیس ہے۔ یہہ پہاڑ مکہ معظمہ کے جانب جنوب مشرق حجر اسود کے مقابل واقع ہے۔ بہ نسبت اور پہاڑون کے مکہ معظمہ سے قریب تر ہے۔ لوگ ذکر کرتے ہین کہ زمین پر پہلا پہاڑ جو خدا نے مخلوق کیا ہے وہ یہی ہے۔ حضرت نوح کے طوفان کے وقت حجر اسود اسی پہاڑ مین امانت رکھا گیا تھا۔ اسوقت آبادی بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ دامن جبل قبیس تک بڑی بڑی عالیشان عمارات ہوگئی ہین۔ اوپر جانے کے لئے پتھرون کے زینے لگا دئے گئے ہین۔ فاصلہ حرم شریف سے چوٹی تک قریباً ایک میل ہوگا۔ آسانی سے اوپر چڑھ سکتے ہین اسی جگہہ سے حضرت سیدنا ابراہیم نے حج کی منادی کی تھی۔ اسی جگہہ پر آنحضرت رسول خدا نے اپنی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کئے تھے جو معجزہ شق القمر سے مشہور ہے۔ یہہ وہ مقام ہے جہان پر حضرت بلال رضہ نے پہلے اذان کہی تھی۔ اور اکثر یہان پر اذان دیتے اور عبادت کیا کرتے تھے۔ اوپر عرب لڑکے آب زمزم فروخت کیا کرتے ہین۔ اس جگہہ

سے خانہ کعبہ اور اوسکی چھت اور شہر مکہ معظمہ بخوبی اور صاف طور سے دکھائی دیتا ہے فقراء
اور مساکین کا ہجوم بہت رہتا ہے مسجد سے معجزۂ شق القمر کی جگہ کچھ دور نہیں ہے بہت لوگ
جنکو تعظیم کعبہ کا خیال ہے وہ بوقبیس پر نہیں چڑھتے ہین۔ اوسکی وجہ یہہ ہے کہ وہان سے
کعبۃ اللہ ہمارے نیچے ہوجاتا ہے۔ اور اوسکی چھت نظر آتی ہے۔ یہہ اپنا اپنا خیال ہے۔

سنتے ہین کہ یہہ مسجد کسی ہندوستانی اہل دول نے بنوادی ہے۔ اس مسجد مین ہمیشہ
نماز نہین ہوا کرتی۔ صرف زائرین دوگانہ نفل ادا کرتے ہین۔

جانب مغرب جبل عمر نظر آتا ہے۔ تین پہاڑون پر تین قلعے عجب ہیبت وشان کے ساتھ حرم
شریف کی حفاظت پر مسلح تیار ہین۔

جمعہ کے روز ان قلعون پر سلطانی جھنڈا اڑایا جاتا ہے جبل بوقبیس سے حرم شریف
کے اندر کبوترون کا اڑنا اور حجاج کا طواف کعبہ مین مشغول رہنا ایسا پیارا نظارہ ہے جس سے
دل سیر ہی نہین ہوتا۔ دور دور کا منظر بہت اچھی طرح سے دکھائی دیتا ہے۔ میدان عرفات بھی نظر
آتا ہے۔

جبل ثور یہہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب جنوب تقریباً چھے میل کے فاصلہ پر یمن کے
راستہ مین واقع ہے۔ اسی پہاڑ مین وہ غار ہے جسکو غار ثور کہتے ہین جسمین حضرت رسول
خدا معہ صدیق اکبر رضؓ وقت ہجرت تشریف فرما ہوے تھے۔ لوگ اکثر صبح کی نماز کے بعد
حرم شریف سے روانہ ہوتے ہین۔ گدھے سواری کے لئے ملجاتے ہین جن کا کرانہ آنے
اور جانے کے لئے ایک یا ڈیڑھ روپیہ ہے حرم شریف سے دامن ثور ۲ میل سے کچھ زائد ہوگا
راستہ مین نشانات لگے ہوے ہین۔ ۴ عدد برج سفید رنگ کے پختہ ہین۔ اور ۷ عدد اوپر بین
دامن کے نصف رستہ تک آبادی ملتی ہے اوسکے بعد صرف قہوہ خانہ پہاڑ کے دامن

مین ہے جسمین قہوہ۔ چاء اور پانی ملتا ہے۔ دامن سے اوپر تک آہستہ جانے سے قریب سوا گھنٹے کی چڑہائی ہے۔ اگر ذرا تیزی سے جائین تو شاید ایک گھنٹے مین اوپر پہنچ سکتے ہین پہلے پہاڑ کی دہار پر چڑہ کر کچھ دور اترنا ہوتا ہے۔ پھر دوسرے پہاڑ پر چڑہنے سے ثور کی چڑہائی ملتی ہے۔ یہ چڑہائی نہایت سخت ہے افسوس ہے کہ ترکش گورنمنٹ نے رستہ کا کوئی انتظام نہین کیا۔ اگر چاہتے تو وہان تک کل زینے ہی لگا دئے ہوتے۔ اسوقت رستہ کا فقط ایک نشان ہے جو کثرت آمد و رفت سے خود بخود بنگیا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے سے پیشتر ایک مقام پر لوگ شربت بیچتے ہین۔ ایک پیسہ کو ایک گلاس شربت ملتا ہے جو کسیقدر چڑہائی کی تشنگی کو بجھا دیتا ہے۔ پہلے پہاڑ کے بعد جو اوترائی ہے وہ بہت تھوڑی ہے فقط ایک فرلانگ اوترکر پھر چڑہنا چاہئے۔ رستہ مین فقرا و مساکین کا ہجوم رہتا ہے۔ غار ثور جو ثور ابن سیاہ کا مسکن تھا اوسی نام سے مشہور ہے وہ چوٹی سے دو فرلانگ نیچے کی طرف ہے۔ اسی جگہہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے تین شبانہ روز قیام فرماتے تھے۔ اس غار کے منھہ پر مکڑی نے جالا تنا تھا۔ اور کبوتر دن نے انڈے دیکر اپنا گھر بنا لیا تھا جب شیطان ملعون کفار کو ترغیب دیکر وہان تک لایا تو جالا اور کبوتر کے انڈے دیکھکر واپس ہو گئے۔ اس سہ روزہ اقامت مین حضرت محمد بن ابو بکر رضہ کفار کی جملہ خبرین حضرت رسول خدا کو پہنچاتے رہے اور حضرت اسما بنت ابو بکر رضہ کھانا پہنچاتی رہین۔

آخر چوتھی شب ابو بکر صدیق رضہ کے گھر سے دو اونٹنیان آگئین جنکو اسی سفر کے لئے خوب فربہ اور تیار کیا گیا تھا۔ ایک پر آنحضرت اور ابو بکر رضہ اور دوسری پر عامر بن فہیرہ رضہ اور عبد اللہ رضہ بن ارنقیط سوار ہوے۔ اور مدینہ کی جانب یکم ربیع الاول روز دوشنبہ نبوت سے ۱۱ ردین سال مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو روانہ ہوے۔

جبل ثور کی اونچائی سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فیٹ بلند اور مکہ معظمہ سے ۱۲۰۰ سو فیٹ بلند ہے۔ غار ثور کا منہ بالکل تنگ ہے جسیم آدمی مشکل سے جا سکتا ہے معمولی آدمیون کو بھی یہان ذرا اسپیٹ کر جانا چاہیئے۔ آجکل اوسکے دوسری جانب دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ زائرین ایک طرف سے داخل ہوکر دوسری جانب کو نکل جاتے ہین۔ یہان بدو لوگ انئرین سے کچھ کچھ پیسے وصول کرتے ہین۔ اس مقام پر پتھر مین وہ سوراخین ہین جنھین حضرت ابو بکر رضؓ نے دشمنون کے خوف سے کپڑا لگا دیا اور ایک سوراخ کے باقی رہجانے پر اپنا انگوٹھا لگا دیا تھا جسکو سانپ نے کاٹ دیا تو حضرت رسولؐ خدا کے لعاب دہن سے شفا حاصل ہوی۔

اس وقت چوٹی پر ایک سفید نشان پختہ بنا ہوا ہے دو گز چوڑا اور ۳ گز اونچا ستون ہے چوٹی پر سے چارون طرف نہایت عمدہ منظر دکھائی دیتا ہے۔ نہر زبیدہ بہت دور تک موگھاون اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے جبل نور جبل قرہ اور بہت دور دور کے پہاڑ صاف بھی اچھی طرح نظر آتے ہین۔ حرم شریف اور مکہ معظمہ کی عمارات بہت نیچے کی طرف دکھائی دیتی ہین غار کے منہ پر ایک پتھر ۴ گز اونچا اور ۳ گز چوڑا سفید اور سخت ہے۔ اسوقت اوس کے چارون طرف چھوٹے چھوٹے پتھرون سے روزن بند کر دئے گئے ہین۔ اسی پتھر کے نیچے سے جانا ہوتا ہے۔ جب اندر داخل ہو جاتے ہین تو ۵ فیٹ کا آدمی اوسمین کھڑا ہو سکتا ہے اوس سے اونچا آدمی اوسمین جھک کر کھڑا ہو سکتا ہے ۵ فیٹ فقط درمیان مین اونچائی ہے۔ کنارون پر نہین۔ اندر ۸ یا ۱۰ آدمی بیٹھکر نماز پڑھ سکتے ہین۔ غار کے اندر دنکو بھی روشنی ہوتی ہے اسوقت کل سوراخ بند کر دئے گئے ہین۔

اس پہاڑ پر بلسان کے درخت بہت ہین۔ جن سے روغن بلسان نکلتا ہے جو عرب مین مشہور و معروف ہے۔

صفا و مروہ مسجد حرام کے اس دروازے سے جسکا نام باب الصفا ہے مقام صفا تک ۶ قدم کا فاصلہ ہے اور عرض صفا کا ۱۰ قدم ہے اوس کی متعدد سیڑھیان ہین۔ اوپر کے درجہ مین ایک چبوترہ ہے۔ درمیان صفا اور مروہ کے ۴۴ گز کا فاصلہ ہے اس مسافت مین مقام صفا سے میل خضر تک ۸۰ گز وہان سے میلین اخضرین تک ۶۵ گز۔ میلین اخضرین سے مقام مروہ تک ۹۵ گز ہے۔ مقام مروہ کی سیڑھیان صفا سے کم ہین۔ صفا کی ۱۲ یا ۱۴ ہین۔ مروہ کی ۵ یا ۶ ہین۔ کثرت ہجوم کے باعث مجھکو گننے کا اتفاق نہین ہوا۔ مقام مروہ کی چوڑائی ۴ قدم کی ہے میل اخضر سے میلین اخضرین تک حاجیون کو ذرا تیز قدمی سے جانا پڑتا ہے۔ دونون مقام یعنی میلین پر سبز پتھر قائم کردئے گئے ہین میل اخضر ایک سبز ستون ہے اور میلین اخضرین دو دو سبز ستون ہین۔ صفا سے مروہ تک کا راستہ بالکل بھرا رہتا ہے۔ بڑی بڑی دوکانین یہان ہوگئی ہین۔ گذرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ہر قسم کی چیزین ان دوکانون مین ملتی ہین۔ صفا کے اوپر یہ آیت کریمہ نہایت جلی حرفون مین منقش ہے۔ اِنّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ الخ

مکہ مین ماہ صفر حضرت میمونہ رض کا عرس ۱۲ صفر سے شروع ہوکر ۱۴ صفر تک رہتا ہے دو روز تک مکہ معظمہ اور اوسکے اطراف واکناف مین بہت رونق رہتی ہے۔ ایک روز تو مزار پر اتنی پررونق رہتی ہے۔ دوسرے روز لوگ مسجد تنعیم کے پاس آکر میدان مین جمع ہوجاتے ہین اور ایک عربی قصیدہ جو مغربی زبان مین کسی نے نظم کیا ہے لوگ پڑھتے ہین اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک یہودی کے پاس ایک نہایت حسین کنیز تھی اوسکا نام میمونہ تھا۔ اوس کنیز کو آنحضرتؐ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا۔ اور آپ کے محاسن اکثر بیان کرنے لگی جس سے یہودی کو نفرت پیدا ہوگئی۔ بالآخر اوسنے عاجز آکر ایک اور یہودی کے ہاتھ گران قیمت پر فروخت کرڈالا۔ وہان بھی اوس کنیز نے آنحضرتؐ کی محبت کا دم بھرنا شروع کیا اوس آخرالذکر یہودی نے

دس جواہرات اوس کنیز کو دے ئے تھے۔ ایک دن اتفاق سے جب یہودی گھر سے باہر تھا کسی نے ذکر آنحضرت کی شان پاک مین کچھ اشعار پڑھے تو میمونہ نے باہر آ کر دسون جواہر اوس فقیر کو دیدئے۔ جب یہودی گھر آیا تو اوسکے بچون نے میمونہ کی خیرات کا ذکر کر دیا یہودی نے میمونہ پر بہت سختی کی اور چاہا کہ بجبر اوسکو آنحضرت کا نام لینے سے باز رکھے اور سمجھایا کہ وہ دین یہود اختیار کرے۔ میمونہ نے کسیطرح نمانا۔ آخر کار یہودی نے میمونہ کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے۔ اور خون بہتا ہوا گھسیٹ کر ایک ٹیلے پر ڈالدیا۔ اتفاق سے آنحضرت ؐ کا گذر اِسی جانب ہوا اور میمونہ کو دیکھکر ہاتھ پاؤن اوسکے جوڑ دئے اور خدا سے دعا کی کہ یا ربّ العالمین اسکو پھر صحیح وسالم کر دے۔ بعد اس دعا کے میمونہ صحیح وسالم تندرست ہوکر کھڑی ہوگئی تب آپ نے سب قصہ اوس سے سنا۔ میمونہ تو مسلمان پہلے ہی سے تھی۔ مگر اس خبر کو جب یہودی نے سنا تو وہ بھی دوڑا ہوا آنحضرت ؐ کی خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوگیا۔

(ماخوذ از سفرنامہ حجاز)

حضرت میمونہ کا مزار مکہ معظمہ سے تقریباً ۸ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کے ڈھلوان پر واقع ہے۔ چند قبرین اور بھی یہان ہین۔ ایک مسجد ہے اور مزار پر ایک قبہ ہے۔ سنا گیا کہ اس عرس کے لئے بہت دور دور سے لوگ آتے ہین۔ حتیٰ کہ مدینہ منورہ سے بھی لوگ آیا کرتے ہین۔ واللہ اعلم۔

مکہ مین ربیع الاوّل روز پیدایش آنحضرت مکہ مین بڑی خوشی منائی جاتی ہے اُس کو عید یوم ولادت رسول اکرم کہتے ہین۔ اور سروز جلیبیان بکثرت بکتی ہین۔ حرم شریف مین حنفی مصلے کے پیچھے مکلف فرش بچھایا جاتا ہے۔ شریف مکہ اور کمانڈر حجاز معہ اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق کا پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہین۔ اور پھر حضرت رسول اللہ ؐ کی

جاے ولادت پر جاکر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھکر واپس آتے ہین حرم شریف سے مولد النبی ؐ
تک دو رویہ لالٹینون کی قطارین روشن کیجاتی ہین۔ اور راستہ مین جو مکانات اور دکانین واقع
ہین اونپر روشنی کیجاتی ہے۔ جائی ولادت اوس روز بقعہ نور بنا ہوتا ہے۔ جاتے وقت اون کے
آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑہتے چلتے ہین۔

۱۱ ربیع الاول بعد نماز عشا حرم محترم مین محفل میلاد منعقد ہوتی ہے ۲ بجے شب تک
نعت مولود اور ختم پڑہتے ہین۔ اور اوس رات جای مولد النبی پر مختلف جماعتین جاکر نعت خوانی
کرتی ہین مثلاً اماموں کی جماعت۔ خطیبوں کی جماعت۔ غلامون کی جماعت۔ خواجہ سراؤں کی جماعت
وغیرہ وغیرہ مکہ معظمہ مین اس عید کی بڑی دہوم ہوتی ہے۔ اور ۱۱ ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع
الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپ سلامی کی قلعہ جیاد سے ترکی توپخانہ سر کرتا ہے۔ ان
دنون مین اہل مکہ بہت جشن کرتے۔ نعت پڑہتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہین۔

عمرۂ رجب اہل مکہ عمرہ رجب کے واسطے بڑی دہوم دہام اور بہت بڑا جشن کرتے ہین مثل
اوسکے اور کوئی جشن مکہ معظمہ مین نہین ہوتا ہے۔ اور یہ جشن شبانہ روز برابر رہتا ہے۔ اس مہینے کی
تمام اوقات مین عبادت کی بہت کثرت رہتی ہے۔ پہلی۔ پندرہوین اور ستائیسوین تاریخوں مین
حرم شریف مین نمازیوں کی کثرت سے حج کا سا موسم یاد آجاتا ہے۔ علامہ ابن بطوطہ اس تقریب
کی نسبت یون لکھتے ہین کہ "مین نے ستائیسوین رجب کو دیکھا ہے کہ اس عمرہ رجب کی دہوم
دہام مین مکہ کے بڑے بڑے رستون مین ہودونکی اسقدر کثرت ہوتی ہے کہ کہین چلنے کی
جگہہ باقی نہین رہتی۔ رستے سب آدمیون سے بھرے رہتے ہین۔ ہودونکی تیاری کا یہ اہتمام
ہوتا ہے کہ اوسکے پردے بہت گران قیمت حریر کے ہوتے ہین۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے
موافق تیاری کرتا ہے۔ اونٹون کے گلے کی رسیان وغیرہ بھی ریشمی ہوتی ہین۔ اور ہودونکے

پردے اسقدر لمبے ہوتے ہین کہ اونٹ کے اوپر سے زمین کو چھوتے ہین۔ ہودجون کی وسعت اور پردون کی درازی سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا خیمے زمین پر لگے ہین اسی تزک و احتشام سے میقات تنعیم تک جاتے ہین ہجوم اور کثرت سواری سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان عمرہ مین گویا شعلہ نون کا سیلاب جاری ہے۔ اور رستہ مین دورویہ روشنی کیجاتی ہے اور اونٹون کے آگے آگے بھی شمعین اور مشعلین بکثرت روشن ہوتی ہین۔ ان بے حد و بے پایان سواریون کی آواز اور جھنکار سے مکہ کے اطراف کے پہاڑ گونج اٹھتے ہین جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھی آدمیون کی طرح تہلیل و تکبیر مین مصروف ہین۔ الغرض ایک عجیب سما و عجیب منظر دکھائی دیتا ہے۔ جسکے دیکھنے سے دل پر عجیب طرح کی رقت طاری ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ آنسو بہنے لگتے ہین۔ پس جب سب لوگ عمرہ کر چکتے ہین اور طواف کعبہ سے فارغ ہوتے ہین تو سعی صفا مروہ کے لئے جاتے ہین۔ اکثر یہہ سعی رات کے وقت کرتے ہین۔ مقام سعی مین دورویہ چراغون کی بڑی روشنی ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رستہ کے دونون جانب آگ لگی ہوی ہے۔ اور تمام رستہ لوگون سے کھچاکھچ بھرا رہتا ہے۔ اور مسجد حرام کی روشنی چمک اور دمک منظر کو دوبالا اور بارونق کردیتی ہے۔

وہان کے لوگ اس عمرہ کو عمرۃ الاکمہ کہتے ہین اسواسطے کہ احرام اس عمرہ مین مقام اکمہ سے کرتے ہین۔ یہہ مقام مسجد سیدتنا عائشہ صدیقہ رضہ کے سامنے ایک تیر کے مار کے فاصلہ پر واقع ہے اور اوس مسجد سے جو کہ حضرت علی رضہ کی طرف منسوب ہے۔ بہت قریب ہے اصل اس عمرہ کی یہہ ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضہ بنای کعبہ معظمہ سے فارغ ہوے تو ننگے پاؤن پیادہ پا عمرے کی نیت سے نکلے اوسوقت اہل مکہ آپکے ہمراہ تھے اور وہ دن ستائیسوین رجب کا تھا۔ اور جب مقام اکمہ تک پہنچے تو وہان سے آپ نے احرام باندھا اور

ثنیۃ الحجون سے باب معلےّ تک کہ جہان سے مسلمان فتح مکہ کے دن داخل ہوے تھے اپنا ستہ قائم کیا تھا اُس دن سے ابتک یہہ رسم قائم ہے۔

آجکل اہل مکہ رمضان المبارک مین عمرہ کرتے ہین۔ رمضان شریف مین عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔ عمرہ ہر وقت جائز ہے سوای عرفہ یوم النحر یعنے ۱۰ وین ذو الحجہ اور ایام تشریق کے کہ ہنین مکروہ ہے۔

مکہ مین رمضان المبارک جہان چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا حرم شریف مین آراستگی اور زینت و زیبایش کر دی جاتی ہے۔ فرش مسجد شریف کا بنا کر دیا جاتا ہے۔ شمعین۔ ہانڈیان اور موم بتیان بکثرت روشن کیجاتی ہین جس سے تمام حرم جگمگانے لگتا ہے اور عجب طرحکا نور اور شگفتگی برسنے لگتی ہے ہر چہار مذاہب کے لوگ علیحدہ علیحدہ گروہ گروہ ہوجاتے ہین۔ الکبیہ ذ ہب کے چار قاری جمع ہوکر باری باری قرأت کرتے ہین۔ حرم شریف کا کوئی گوشہ اور کوئی جانب ایسی باقی نہین رہتی ہے کہ جہان پر ایک جماعت کھڑی ہوی قرأت نکرتی ہو۔ الغرض تمام حرم محترم قرات قران سے گونج اوٹھتا ہے۔ اور ایسی کچھ حالت اور عجب طرحکا سمان پیدا ہوتا ہے کہ جس سے دل بے اختیار بھر آتا ہے۔ اور دلون پر ایک عجیب حالت طاری ہوتی ہے کہ جسکے سبب سے خود بخود آنسو جاری ہونے لگتے ہین۔ شافعیہ کا یہہ دستور ہے کہ ۲۰ رکعتین تراویح کی پڑہنے کے بعد امام مع جماعت کے طواف بیت اللہ کا کرتا ہے۔ مینارون کی قندیلین سحر کے وقت تک روشن رہا کرتی ہین۔ جب وقت سحر کا ہوجاتا ہے تو قندیلین بجھا دیجاتی ہین جسوقت منارون کی روشنی کم ہوتی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ سحری کا وقت ہوچکا لوگ کھانا پینا موقوف کرکے حرم شریف کو نماز صبح کے لئے آجاتے ہین۔ آجکل وقت سحر و افطار ترکی توپ خانے سے توپین چلتی ہین۔ افطار کو لوگ اپنے ہمراہ افطاری لاکر حرم شریف مین افطار کرتے ہین شب قدر

یعنے ۲۷ دین رمضان کی شب کو سب راتون سے بڑھکر حرم شریف مین روشنی اور آرایش کا انتظام ہوتا ہے۔ اس شب مین قرآن مجید مقام کریم کے پیچھے ختم کیا جاتا ہے۔ پھر ۲۹ دین شبکو مصلے مالکیہ کے پاس قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے۔

مکہ مین ماہ شوال شوال کی چاندرات کو اہل مکہ بہت روشنی کرتے ہین جسطرح سے، ۲۷ دین شب رمضان کو روشنی مین تکلفات ہوتے ہین اسیطرح سے شوال کی چاندرات کو بھی روشنی مین بہت تکلف کرتے ہین حرم شریف کی تمام چھت اور مینارون پر اور مسجد جبل بوقبیس پر کثرت روشنی ہوتی ہے اور جملہ موذنین حرم محترم تمام شب تسبیح۔ تہلیل۔ تکبیر۔ نوافل اور طواف بیت اللہ مین مشغول رہتے ہین۔

عید اضحیٰ کا چاند روز چہارشنبہ تاریخ ۲۲ نومبر مطابق ۳۰ ذو القعدہ ۱۳۲۹ھ بعد عصر لوگ حرم شریف کے صحن مین جمع ہونے شروع ہوگئے۔ ہزارون کا مجمع تھا یہ مجمع فقط رویت ہلال ذو الحجہ کا منتظر تھا۔ ہر شخص کی انگشت شہادت قریب نماز مغرب آسمان کے جانب اوٹھی ہوی تھی جسکو دیکھو نگاہ لڑائے ہوے تھا۔ اور اپنے ہمراہیون کو پکڑ پکڑ کے چاند کی طرف انگلی سے بتارہا تھا۔ ہزارون ہاتھ چاند دیکھتے ہی بارگاہ صمدیت مین دعا کیلئے اوٹھے ہوے تھے۔ آج خانہ کعبہ کو سفید احرام باندھا گیا۔ حجاج خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ کہ حج اکبر نصیب ہوا۔ حرم شریف کے کل منارون پر روشنی کیگئی اور ۲۱ توپ سلامی کے سر ہوے۔ ٹرکش بیاٹری نے وصنادعن توپین داغنی شروع کی جس سے سارا مکہ معظمہ گونج اوٹھا حرم شریف مین آج سے برابر عرفہ تک روشنی ہوتی رہیگی۔ ہر منارہ کے منزلون مین روشنی کی قطارین نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہین۔

مساکین و فقراء مکہ یمن تو ہندی زمین پر کوئی جگہ ایسی نہوگی جہان مساکین فقراء نہون۔ مگر

خصوصیت کے ساتھ یہہ فخر بھی سرزمین حجاز ہی کو حاصل ہے کہ یہان پر روی زمین کے گداگرون کا دسوان حصہ نہیں تو بیسوان حصہ ضرور ہوگا۔ گلی گلی کوچہ کوچہ گداگر اور مساکین موجود ہین خاصکر زیارات مین ان لوگون کی اسقدر کثرت ہے کہ الامان۔ بعض اوقات دل تنگ آجاتا ہے بڑے بڑے جبہ پوش مرد اور بڑی بڑی برقعہ پوش عورتین مانگنے والون مین موجود ہین ان کی حالت بھی قابل رحم ہے خاص حرمین الشریفین مین جہان کسیکو ذرا سفید پوش دیکھا تو پھر اوسکے نزدیک آکر گھیر لیا کرتے ہین۔ بعض کو تو مین نے اسطرح دیکھا کہ بڑے مخلص دوست کے مانند نزدیک آنکر السلام علیکم کہکر زبردستی ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑہاتے ہین۔ خیریت و مزاج پرسی کے بعد دولت خانہ دریافت کیا جاتا ہے۔ خواہ اوسوقت آپ وظیفہ مین ہون یا تلاوت قرآن مین یا تسبیح و تہلیل مین اونکو اوسکی پرواہ نہین بعد کو کہتے ہین کہ حضرت ہم تو سید ہین اجمیر یا ناگور کے رہنے والے ہین۔ یا امام ہین خطیب ہین۔ ہمارا سلسلہ حضرت غوث پاک سے ملتا ہے وغیرہ وغیرہ پھر مطلب کی کہتے ہین کہ کچھ دلوا دو۔ وو ایک حدیث پڑہکر سناتے ہین۔ جن مین خیرات کی فضیلت ہوتی ہے۔

بعض ہندوستانی تو اپنے آپ کو عرب بناکر اردو سے محض ناواقفیت ظاہر کرکے فقط عربی زبان مین ہی سوال کرتے ہین۔ ایکوقت مین مدینہ ہی زمزمی کے پاس بیٹھا ہوا کچھ تسبیح پڑہ رہا تھا ایک صاحب آنکر جو کچھ کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کہکر بیٹھ گئے اور اس قدر جلدی کی کہ فوراً دلوائیے۔ مین نے اپنا وظیفہ بند کرکے اون سے نہایت عاجزی کے ساتھ کہا کہ جناب اسوقت میرے پاس کچھ موجود نہین ہے۔ انشاء اللہ کل کچھ دونگا۔ واللہ میرے پاس اوسوقت کچھ موجود نہین تھا۔ بس اتنا کہتے ہین آپ کیا فرماتے ہین کہ اجی صاحب ایک منٹ کے بعد زندہ رہوگے یا نہین یہہ کیونکر کہہ سکتے ہو کل یا کسیوقت دونگا فوراً دیدیجئے

اوسوقت کا کام کل پر رکھنا عقلمندون کا کام نہین ہے۔ جو کچھ میرے سائل نے کہا بالکل بجا تھا۔ مگر مین کیا کر سکتا تھا۔ خاموش ہوگیا اور وہ بہت کچھ بکتا تھا۔ اس قسم کے گداگر کبھی آپ کو حرمین الشریفین مین ملینگے۔ صبر سے کام لینا ہوگا۔ ایک اور قصہ سناکر اس مضمون کو ختم کرتا ہون میرے چند دوستون نے خیرات کرنے کے لئے کپڑے اور نقدی مجھکو دی تھی۔ اور اون کی یہ تاکید تھی کہ حرم شریف کے اندر ہی خیرات کرنا۔ مین ایک روز اونکی تاکید پوری کرنے کے لئے کپڑے اور نقدی لیکر باب ابراہیم کے پاس گیا جیسے دینا شروع کیا کہ سینکڑون آدمی جمع ہوگئے خیر ہوی کہ مین صحیح وسالم نکل آیا ورنہ کوفتہ ہوجاتا۔ آخر مجبور ہوکر سارے کپڑے اور نقدی حرم شریف کے اندر پھینک دیا۔

مکہ مین موت ونماز جنازہ ہرایک مسلمان کی یہی خواہش ہوگی کہ خداوندکریم اوسکو مکہ مین موت دے۔ اور وہ جنت المعلیٰ مین دفن ہو۔ اسمین کیا شک ہے جنت المعلےٰ مین دفن ہونا اور قیامت کے روز جب دوبارا اوٹھائے جائینگے تو صحابہ کرام کے ساتھ اوٹھنا اور اون کے ساتھ حشر ہونا۔ یہ کچھ تھوڑی بات نہین ہے۔ جب کوئی مرجاتا ہے تو غسل وکفن دیکر ایک چارپائی نما تابوت مین ڈالکر دو آدمی اوٹھاکر حرم شریف کے اندر لاتے ہین جسطرح موقع ہوتا ہے نماز جنازہ پڑہی جاتی ہے۔ بعض اوقات دس دس میت حرم شریف مین جمع ہوجاتے ہین تب نماز جنازہ پڑہی جاتی ہے بعض وقت ایک ہی میت پر پڑھ لیتے ہین۔ جب نماز جنازہ سے فارغ ہوتے ہین تو وہی دو یا چند آدمی میت کو قبرستان مین لیجاکر دفن کرتے ہین۔ مکہ معظمہ مین دو قبرستان ہین اصل مین پہلے یہ ایک ہی تھا۔ اب درمیان مین راستہ ہوجانے سے اوسکے دو حصے ہوگئے ہین۔ دفن کا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ جب حرم شریف مین لاتے ہین تو اوسپر غلاف تک نہین ہوتا۔ ضلاع مدراس کے مانند یہان کے جنازے نہین ہین

بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا کہ میت کے پیر باہر ہو گئے ہین چارپائی چھوٹی ہے۔ میت جیسی ہوتی ہے اوسیطرح آدمی بھی ساتھ جاتے ہین۔ غریب ولاوارث یا عمومًا حاجیون کی میت کے ساتھ دو یا چار آدمی یا زیادہ سے زیادہ ۸۔ اشخاص ہوتے ہین۔ شہری مفلس کی میت کے ہمراہ ۲ یا ۴ آدمی سے زائد نہین ہوتے۔ امیر اور دولتمند کی میت کے ہمراہ اکثر مولودخوان دو دو قطار باندھکر چلتے ہین اور خوش آواز مین قصائد پڑہتے جاتے ہین جنمین زیادہ تر بےثباتی دنیا کو عجیب موثر پیرایہ مین بیان کیا جاتا ہے۔

دفن کا طریقہ عجیب نرالا ہے۔ ایک یا دو پختہ یا خام نالیان پہلے ہی سے کھودی ہوئی رہتی ہین۔ اون نالیون مین تین تین مردے نیچے اوپر ایک دوسرے کے رکھکر بند کر دیتے ہین بعض نالیان دوہری میت سے پر کی جاتی ہین اس نمونے پر [نمونہ] کوئی تمیز نہین کہ میت مرد ہے یا عورت ایک پردہ سا کرکو چڑہا دیتے ہین جب ایک نالی بھرتی ہے تو دوسری کھودی جاتی ہے۔ چند مدت کے بعد پھر پُر شدہ نالیون کو کھود کر خالی کر دیتے ہین یہ سلسلہ برابر اسی طرح سے چلا آتا ہے۔ سنا گیا کہ اون نالیون سے جو ہڈیان نکلتی ہین اونکو اور کسی گڑہے مین دبا دیتے ہین بعض اوقات اون ہڈیون پر گوشت و پوست بھی باقی رہتا ہے۔ آہین وہ ایک حد تک مجبور بھی ہین "جائے تنگ است و مردگان بسیار" کا معاملہ ہے کرین تو کیا کرین۔ علاوہ اسکے وہان کون کسکو پوچھتا ہے۔ نفسی نفسی کا معاملہ ہے کئی دفعات مناسین ایسے دیکھے گئے کہ اپنے ہمراہیون مین سے ایک ہیضہ کی نذر ہو گیا اور اوس کے ساتھی لاش کو ڈیرے مین رکھکر خود مکہ معظمہ کو بغیر رمی جمرات کے فرار ہو گئے۔ اگر میرا سفرنامہ اونکی نظر سے گذریگا تو وہ سمجھ لینگے کہ ہم ہین۔
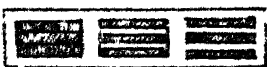
مکہ معظمہ کے مکانات | مکہ معظمہ مین نہایت خوشنما اور عالیشان چہار منزلہ پنجمنزلہ بلکہ ہفت منزلہ

عمارات مین جنپر زیادہ تر لکڑی کا نقش و نگار کیا گیا ہے۔ دیوارین لکڑی اور اینٹ کی مین اینٹ کا کام نہایت صفائی سے ہوتا ہے۔ مگر لکڑی کے کام مین عرب صناعون نے برہما اور چینی کاریگرون کو بھی مات کردیا ہے۔ مین نے عمدہ سے عمدہ بہت مکانات برہما اور پیکن مین لکڑی کے نقش و نگار سے اراستہ دیکھے مگر مکہ کی عمارات کا کام کچھ اور ہی ہے۔ واقعی بات تو یہی ہے کہ عرب بھی لکڑی کے کام مین ید طولیٰ رکھتے ہین۔ مین پہلے یہی سمجھا تھا کہ برہما لکڑی کی کاریگری مین سب پر فوقیت رکھتے ہین جب مکہ مین دیکھا تو عقل حیران ہوگئی۔ مکہ معظمہ کی اکثر عمارات دو منزلہ اور چہار منزلہ ہین۔ شاید ہی کوئی گھر ایک منزل ہو۔ جائے کی تنگی نے اس قسم کی عمارات بنانے پر مجبور کردیا ہے۔ کمرے وسیع اور ہوادار ہین۔ اور بعض کرایہ وصول کرنے کی غرض سے بہت تنگ و تاریک بھی دیکھے گئے۔ شریف مکہ اور ملٹری کمانڈر افواج متعینہ کی عمارات قابل دید ہین۔ یہہ عمارتین نہایت پختہ اور شان و شوکت کی ہین۔ اسی کے پاس ایک اور پختہ بڑا مکان جلا ہوا دکھائی دیا۔ سنا گیا کہ یہہ مکان اگلے شریف کا تھا جو سرکاری حکم سے جلا دیا گیا۔ اب تک اوسکی مرمت نہین ہوی۔ یہان کے پاخانے تہ مین چلے جاتے ہین پھر پتہ نہین لگتا کہ میلا کہان گیا اور کیا ہوا۔ بعض تو سالہا سال کے بعد کھولکر صاف کئے جاتے ہین۔ یہان کے مکانون مین صحن کم اور اکثرون مین ہوتا ہی نہین ہے بیٹھک خانون مین چارون جانب ملائم و نفیس طرح طرح کے خوشنما ریشمی سوتی قیمتی چھینٹون کے گدے عمدہ تکئے۔ اور قالین رہتے ہین۔ تکیون مین مختلف قسم کے خوبصورت تکئے جنہین دیوارون سے لگا کر بیٹھنے کے جا سرہانے اور بغل مین رکھنے کے لئے علیحدہ غرضکہ ہر مکان مین اُس کے مکین کی حیثیت کے موافق آرام و آسایش کی چیزین نہایت خوبصورت پر تکلف اور قیمتی ہوتی ہین۔ فرش مین ایرانی اور ترکی قالینون کا زیادہ رواج ہے۔

مکہ کے بازار سوق کبیر جو صفا سے مروہ تک ہے یہہ بہت قدیم بازار ہے۔ ابن بطوطہ نے بھی اوسکا ذکر اپنے سفرنامہ مین کیا ہے اوسوقت بھی یہہ بازار بارونق تھا اور اب بھی مکہ معظمہ کے سارے بازارون سے اچھا ہے۔

مروہ سے باب الزیادہ تک سویقہ کہلاتا ہے اسمین بڑے بڑے تاجر شامی اشیا اور چرمی چیزین فروخت کرتے ہین۔ سوق الصغیر باب ابراہیم کے سامنے والے بازار کا نام ہے۔ سوق شامی بہت بارونق بازار ہے۔ اسمین زیادہ تر حلب۔ دمشق اور بیت المقدس کی اشیا فروخت ہوتی ہین۔ پارچہ جات اور کل زیب وزینت کے اشیا، جواہرات۔ المنیم۔ مرآبادی برتن۔ ریشمی اور استنبولی اشیا سب اسی بازار مین ملتی ہین۔ باب دریبہ کے متصل بردہ فروشی کا بازار ہے جسمین سوڈانی اور حبشی غلام وکنیزک فروخت ہوتے ہین۔ سوق الّیل رات کا بازار محلہ شعب بنی ہاشم مین واقع ہے۔ یہہ بازار رات کے وقت بارونق رہتا ہے۔

ان تمام بازارون مین برابر چہل پہل رہتی ہے۔ صراف مختلف ممالک کے سکّے لئے بیٹھتے ہین جس ملک کا سکہ چاہو لے لو۔ بساطی کنجڑے۔ سبزی فروش۔ قصائی۔ نان بائی بٹھیارے۔ تسبیح فروش۔ دمشق۔ شام۔ مصر اور استنبول کے ریشمی اور ولایتی سوتی پارچہ جات دہلی کے کارچوبی نفیس کپڑے۔ بغداد شریف کی چادرین۔ ولایتی بوٹ اور سلیپر۔ بدوی خنجر اور عبائین۔ غرض دنیا بھر کا جو سودا چاہو موجود ہے۔ جو اشیا مکہ معظمہ کے بازارون مین میسر آتے ہین۔ ہندوستان مین بھی شاید بعض جگہہ نہین۔ تجارت کی عجب منڈی ہے ہر سال لکھوکھا روپیہ کا مال ان بازارون مین آتا اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہوجاتا ہے۔ جواہرات مین فیروزہ۔ نیلم۔ اور عقیق بھی دیکھے گئے۔ فیروزہ ایران سے آتا ہے۔ میوہ جات مین

اقسام کے میوے یہان میسر آتے ہین۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ کسی کو یہان کی تجارت کا صحیح اندازہ ملسکتا ہے نہ کسی نے اوسکا خیال کیا۔ نہ کوئی ایسے عمدہ ذرائع ہین کہ اوس سے سالانہ تجارت کا صحیح پتہ لگ سکے۔ اس سال ۱۰ اور ۷ لاکھ کے قریب حاجیون کا مجمع تھا۔ اوسط تجارت کا اندازہ فی حاجی ایک پونڈ کا مال ہی خریدا گیا ہو تو ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی تجارت ایام حج مین ہوئی جسمین قربانی کے جانور شامل نہین ہین۔ دوکاندار یہان کے بہت جھوٹ بولتے ہین خصوصًا ایرانی سوداگر تو آدسے سے زیادہ جھوٹ بولتے ہین۔ عرب تو ہر بات پر اللہ وکیل کرکے قسم کھاتے ہین دیکھ سمجھ کر ان سے خریدنا چاہیئے۔

مکہ مین کھانے کی دوکانین حرمین شریفین وجدۂ شریف مین کھانے کی دوکانین بکثرت ہین۔ گوشت۔ روٹی۔ پراٹھا۔ کباب۔ چانول۔ حلوا۔ سبزی وترکاری۔ عربی اور ترکی مذاق کے بہت سے سالن جنمین ایک حصہ گوشت یا ترکاری ہو تو ۲۰ حصے پانی رہتا ہے بکثرت ملتے ہین ہندوستانی مذاق کی کوئی دوکان مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین سنے نہین دیکھی۔ اسطرف ہمارے ہندوستانی بھٹیارون نے خیال نہین کیا۔ ورنہ ایام حج مین منا عرفات اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین ہندوستانی کھانے کی دوکانین لگ جائین تو ہزارون روپیہ کما سکتے ہین۔ نہ معلوم اسطرف کیون توجہ نہین کی گئی۔ البتہ اول روز معلم نے بریانی جو ہمکو کھلائی وہ بہت عمدہ تھی۔ اور بعینہ دکن کی بریانی کے مانند مجھے معلوم ہوی۔ یہان کی ترکاریون مین بجز نمک اور چند سرخ مرچیون کے اور کوئی مصالح نہین ہوتا ہے اول اول جب مجھے پکانے کے لئے نوکر نہین ملا تو مین بہت سی دوکانون مین جاکر کھانا کھایا۔ اس خیال سے کہ اگر میرے مذاق کا کھانا کہین ملجائیگا تو مین نوکر کو رکھکر علیحدہ پکانے کی زحمت سے بچونگا۔ مگر مجھے کوئی ایسی دکان نہین ملی۔ آخر نوکر پکانے کے لئے رکھنا ہی پڑا۔ سوائے ترکاری اور گوشت کے باقی

چیزین ایسی بدمزہ نہین ہین کہ جسکو ہم پسند نکرین۔ پراٹھا اگر عمدہ گھی مین پکایا جائے تو نہایت عمدہ قیمہ یا بیضہ دار پراٹھا ملسکتا ہے۔ دودہ۔ دہی۔ فرنی وغیرہ سب عمدہ ملتے ہین قیمت کھانے کی کچھہ زائد نہین ہے ہمارے ہر تک اوسط اور غربا کو اعلے درجہ کا کھانا ایکوقت کیلئے ملسکتا ہے

مکہ کے قہوہ خانے | چاء اور قہوہ کی دوکانون کا تو کچھہ حساب شمار ہی نہین ہے جہان دیکھو یہہ دوکانین موجود ہین۔ ہر گذرگاہ پر چاء یا قہوہ فروش کی دوکان ہے جسمین چند کرسیان یا معمولی رسیون کی چارپائیان بچھی رہتی ہین۔ ہر امیر و غریب بالتخصیص و تمیز اس مین جاکر چاء قہوہ سگرٹ یا حقہ نوشی کرتے ہین۔ چاء کی پیالیان جسکو فنجان کہتے ہین استنبولی نہایت عمدہ ہوتی ہین جنمین آدہی چھٹانک چاء یا قہوہ آتا ہے۔ چاء یہان پر بغیر دودہ کے پیتے ہین۔ ان مقامات مین ہر طرح کی تفریح ہوتی ہے۔ لوگ مختلف طبائع کے جمع ہوکر گپین مارتے ہین۔ ملک عرب مین قہوہ خانہ ایک آرام و تفریح کی جگہہ ہے۔ ترکی قہوہ خانون مین یورپ طرز کا سامان فرنیچر رہتا ہے۔ دستور یہان کا یہی ہے کہ اگر کوئی واقف کار شخص پہلے قہوہ خانے مین بیٹھا ہو اور دوسرا جاکر چاء یا قہوہ پیئے تو اوسکا خرچ بھی وہی اوسکا دوست ادا کرتا ہے۔

مکہ مکرمہ کے محلے | محلۂ جرول۔ اسمین بنگالی اور ہندی مہاجر آباد ہین۔ اسی مین شیخ محمود بن ابراہیم ادہم رح کا مزار ہے جو بہت بڑے مشہور ولی کامل گذرے ہین۔

ایک سرکاری فوجی شفاخانہ ہے جسکو سلطان عبدالحمید خان نے لاکھون روپیہ کی لاگت سے تیار کرایا تھا۔ اور یہین پر وہ کنوان ہے جسکے پانی سے آنحضرت صلعم نے فتح مکہ کے روز غسل فرمایا تھا۔ لوگ تبرکا پانی لیتے ہین۔

محلۂ حجون۔ متصل جنت المعلے جسمین مسجد الجن ہے۔ اسمین زیادہ تر عرب ہین۔

ایام حج مین بخاری اور ایرانی خیمے لگائے رہتے ہین۔

محلہ فلک۔ اسمین ایک ترکی قلعہ ہے جہان پر انفنٹری رجمنٹ رہتی ہے صبح و شام قواعد برابر ہوتی رہتی ہے بیانڈ بجتا ہے۔

محلہ معابدہ۔ یہ محلہ سوق اللیل کے متصل ہے اوسمین زیادہ تر بدوی لوگ رہتے ہین۔ مرحوم شریف عبد المطلب کا ایک پختہ مکان ہے اس راہ سے حجاج عرفات منا کو جاتے ہین۔

محلہ شامی۔ یہ مکہ معظمہ مین سب سے بڑا محلہ ہے اسمین چند رباطین ہین شامی مہاجرین بکثرت رہتے ہین۔ ہر وقت اوسمین ہل چل رہا کرتی ہے۔

محلہ جبل ہندی۔ اس محلہ مین ہندوستانی مہاجرین رہتے ہین۔ یہ ایک چھوٹے سے پہاڑ پر آباد ہے۔ دو چار رباطین ہین منجملہ ان کے ایک رباط بربہا ہے جسمین برہمی حجاج رہا کرتے ہین۔ اس محلہ مین آرام بہت ہے۔ ہندوستانی بچے اپنی مادری زبان کے علاوہ عربی بہت اچھی بولتے ہین۔

محلہ حارث الباب۔ یہ مخلوط محلہ ہے۔ اس مین سب طرح کے لوگ رہتے ہین۔ اسی مین مدرسۂ صولتیہ اور بورڈنگ ہوز ہے۔ ایک مکمل مدرسہ بھی ہے۔ جناب حاجی امداد اللہ مرحوم و مغفور کا مکان بھی اسی محلہ مین ہے۔

محلہ شبیکہ۔ یہ جگہ قبرستان کے واسطے جناب رسول خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ؐ نے خرید فرما کر وقف فرمایا تھا۔ شریف عون الرفیق کے عہد مین یہ جگہ بھی بچنے بنائی بہت ہی خستہ حالت مین ہے گندگی اور غلاظت کا ٹھکانا ہی نہین۔

محلہ جبل عمر۔ یہ محلہ خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم کے نام نامی پر آباد ہے

یہان پر چند رباطین ہین۔ نوابصاحب بہاولپور کی رباط بھی اسی مین ہے۔

محلہ مصفلا۔ یہان پر مولد صدیق رض و مولد حضرت حمزہ رض ہے۔ اس محلہ مین کثرت سے رباطین ہین۔ سنا گیا ہے کہ ایک رباط خاص مستورات کیلئے نوابصاحب بہاولپور نے بنوادی ہے۔ معلم مدرس کا مکان اسی محلہ مین ہے۔ پانی یہان عمدہ ہے۔ مین اسی محلہ مین متصل مولد صدیق اکبر رض ایک عرب کے پنجمنزلہ مکان مین ایک مختصر سا کمرہ کرایہ پر لیکر رہا تھا۔

محلہ جیاد۔ اس محلہ مین اکثر بنگالی مہاجرین آباد ہین۔ ایک بہت بڑا قلعہ ہے جسمین ترکی گیاریزن مقیم ہے۔ توپ خانہ۔ فیل خانہ۔ ٹرانسپورٹ وغیرہ سب یہین ہے۔

محلہ جبل بوقبیس۔ اس محلہ مین ایک رباط ہے اوس مین سب طرح کے لوگ آباد ہین۔ دوکانین بھی ہین۔

محلہ سوق اللیل و کوشاشیہ۔ اسکو شعب بنی ہاشم بھی کہتے ہین۔ اسی مین مولد سرور عالم علیہ الصلاۃ والسلام اور مولد علی مرتضیٰ۔ اور مکان جد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی سید عبد القادر جیلانی بھی ہے۔ یہین پر دار ارقم یا خیزران۔ جہان سیدنا حضرت عمر رض ایمان لائے تھے واقع ہے۔ یہین پر ایک کوچہ مین حجر متکلم و حجر متکا بھی تھے مگر شریف عون الرفیق کی مہربانیون نے ان کو اپنی جگہہ پر رہنے ندیا۔ نہ معلوم اب وہ کہان ہین۔ اسی محلہ مین مولد فاطمۃ الزہرا رض و مولد حسنین رض و دیگر خانۂ بتول واقع ہے اسی مین عون الرفیق شریف کہ کے مکانات عالیشان بنے ہین۔ شیبی کلید بردار خانہ کعبہ کا مکان بھی اسی مین ہے۔ سنا گیا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح پیر مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کا مزار بھی یہان تھا مگر عون الرفیق کے ظلم سے یہ بھی نہ بچا اس مزار کے نزدیک اوسکا محل واقع ہے۔ مگر دوسری روایت سے خواجہ صاحب کا مزار جنۃ المعلےٰ مین بتاتے ہین۔ و اللہ اعلم۔ لنگر خانہ خدیویہ بھی اسی محلہ مین جاری ہے۔ اسی محلہ مین شام

سے وقت ایک مقام پر انی اشیا نیلام ہوا کرتی ہین۔

دار الحکومت | باب ام ہانی کے روبرو واقع ہے۔ بہت بڑا عالیشان مکان ہے۔ اوسمین شریف اور فوجی کمانڈر کی عدالتین ہین۔ اور تمام محکمجات خزانہ و پولیس وغیرہ ہین۔

دار القضاء | باب قاضی پر عدالت قضا ہے۔ شرعی مقدمات یہین دائر ہوکر فیصلہ پاتے ہین کورٹ فیس وغیرہ نہین ادا کرنی پڑتی ہے۔ البتہ تجارتی اور سودی مقدمات مین عم رسکیڑا اسٹامپ یعنے کورٹ فیس لگتا ہے۔ فوجداری استغاثہ مین صرف ۲ر کا کورٹ اسٹامپس لگتا ہے محکمہ قضاء کا اپیل بعدالت شیخ الاسلام اور فیصلہ جات دیوانی کا اپیل محکمہ تمیز قسطنطنیہ مین کیا جاتا ہے۔

جو مقدمہ اپیل سے ناقص ہوکر واپس آتا ہے اوسمین فریقین از سر نو پیروی کرتے ہین۔ معمولی شکایتون کو پولس یا پنچایت کے لوگ خود تصفیہ کر دیتے ہین۔ چونکہ مکہ معظمہ مین جھوٹی شہادت میسر نہین آتی لہذا مقدمات زیادہ طول نہین پکڑتے اور فیصلہ بہت جلد ہو جاتا ہے۔ اور یہان کی پولس بھی جھوٹے مقدمے نہین بنا سکتی۔ زیادہ تر شرعی مقدمات ہی عدالت مین پیش ہوا کرتے ہین۔

۲۴ نومبر روز جمعہ مطابق دوم ذو الحجہ۔ آج صبح کی نماز حرم شریف مین پڑھکر بازار کی سیر کرنے چلا گیا۔ ادہر اُدہر پھرتا ہوا ۱۰ بجے حرم شریف مین آکر حطیم کے نزدیک رکن شامی کے پاس جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا۔ اللہ اکبر آج جمعہ مین اسقدر ہجوم تھا کہ تل دہرنے کو جائے نظر نہین آتی تھی۔ اندر باہر سڑکون پر کہین جگہ خالی نتھی۔ بلکہ سجدہ کرنے کو جائے تنگ تھی۔ میرے خیال مین آج ڈیڑھ لاکھ آدمی کے قریب تھے۔ مین امام کے نزدیک تھا میرے اور امام کے درمیان ۱۰ گز کا فاصلہ تھا اونکے چہرے پر دونون طرف ۳ لکیرین تھین۔ ان لکیرون سے مراد یہ ہے کہ اول تو مکہ کی پیدائش۔ دوم غلامون کو بھی اس قسم کے داغ دئیے جاتے ہین امام صاحب

تو غالبا کئی ہی ہونگے۔ پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد الم نشرح اور دوسری مین انا انزلنا پڑہی ایک بجے دن کے نماز ختم ہوگئی۔

۲۶ نومبر مطابق ۴ ذوالحجہ روز یکشنبہ۔ آج مدینہ منورہ سے ایک بہت بڑا قافلہ آیا حجاج شام و مصر اسی قافلہ سے مکہ معظمہ داخل ہوے۔ آجکل روزانہ در کعبہ داخلی کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اب تو داخلی بہت سستی ہوگئی ہے مین اندر جہوڑتے ہین۔ مجھے بھی شوق دیدار نے جرأت دلائی کہ اندر داخل ہولون ڈرتے ڈرتے مین نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علیپوری مدظلہ العالی کی خدمت مین حاضر ہوکر اجازت چاہی۔ آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا جو پہلے فرما چکے تھے۔ یعنے "ہمارے پیر اس لائق نہین ہین کہ ہم ادن کو لیکر خانۂ خدا مین جائین۔ جہان کڑوڑ دن فرشتگان حمد تسبیح و تحمید باری مین مشغول ہین۔ پہلے اپنے دل اور بدن کو پاک کرلو۔ تو پھر خانۂ خدا کا قصد کرو" اتنا سننا تھا کہ رہی سہی آرزو بھی جاتی رہی۔ میرے پیر و مرشد قبلہ مدظلہ نے بھی داخلی کعبہ کا خیال نہین فرمایا۔

مدارس مکہ مکہ معظمہ مین حرم شریف کے اندر حلقہ جات درس جو ہوتے ہین وہ بجائے خود بڑے بڑے مدرسون کے مانند ہین۔ اوس کے علاوہ حرم شریف کے نزدیک گرداگرد شاہان سابق کے بعض مدارس موجود ہین اور حکومت عثمانیہ کی طرف سے قانونی مدارس بہی کھولے گئے ہین جنمین ترکی اور عربی کے سوا علوم جدیدہ بھی کسیقدر پڑہائے جاتے ہین اہل ہند کے لئے مدرسہ صولتیہ ہے جسکے مہتمم مولانا مولوی محمد سعید صاحب ہین۔ اسمین مہاجرین ہند اور عرب کے اطفال تعلیم پاتے ہین۔ اخراجات اسکے چندہ سے چلتے ہین۔ کوئی مستقل آمدنی نہین ہے۔ حکومت کی طرف سے کوئی کالج وغیرہ اب تک نہین ہے۔

مینوسپالٹی اور صفائی بجز حرم شریف اور بڑی بڑی گلیون کے شہر مکہ مین صفائی کا انتظام قابل اطمینان نہین ہے۔ بہت سے بخاری۔ ترکی اور ایرانی ایام حج مین اندرون بلدہ ڈیرے لگائے پڑے رہتے ہین۔ جنکو صفائی کا کچھ بھی خیال نہین ہے جہان رہتے ہین اوسی جگہ میلا کرتے ہین۔ جس سے نہایت عفونت پھیلتی ہے۔ شہر جدہ کی صفائی یہان سے بڑھکر ہے۔ مدینہ منورہ مین بھی یہان سے صفائی اچھی ہے۔ شاید یہان شریف صاحب کا دربار رہنے سے ایسا ہوا ہو۔ اس مین ہم کچھ اعتراض نہین کر سکتے۔ وجہ یہہ ہے کہ لکھوکھا غیر ممالک کے آدمیون کا ایک جائے جمع ہونا اور حکومت غیر کی رعایا ہونے کے باعث پابندی قوانین کا خیال نرکھنا۔ یہہ سب باتین صفائی کے لیئے سدِ راہ ہین۔ ہندوستان جیسے ملک مین بڑے بڑے میلون اور جاترون اور تیرتھون مین جب لوگون کی کثرت سے صفائی برابر نہیں ہوتی ہے تو عرب میں اوسکی شکایت کرنا ہی بیجا ہے۔ لاکھون اونٹ گدہے اور خچرون کا بول و براز کہان تک صاف ہو۔ اس کے نظر کرتے ہوے مین پھر بھی یہی کہونگا کہ جو کچھ انتظام ہو رہا ہے وہ قابل اطمینان نہین تو موجب اعتراض بھی نہین تاہم اگر گورنمنٹ عثمانیہ کا خیال اسطرف ہو جائے تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ روشنی جیسی کہ چاہئے گلی اور کوچون مین نہین ہوتی ہے۔ خاص حرم شریف کے اطراف اگر روشنی اور صفائی کا انتظام معقول طور سے کردیا جائے تو بہت مناسب ہوگا۔

مکہ کی مینوسپالٹی مکہ معظمہ مین مینوسپالٹی کو بلدیہ کہتے ہین۔ جس مین بہت سے جاروب کش مقرر ہین راستون کو صاف کرنا اور کچرا کوڑا باہر لیجا کر پھینکنا اونکا کام ہے۔ کچرے کی گاڑیان صندوق نما ہین۔ جس مین زبردست خچر جوتے جاتے ہین۔ ایک پہیہ کی چھوٹی دستی گاڑیان بھی ہین جنکو جاروب کش اپنے ہاتون سے کھینچکر لیجاتے ہین۔ سنا ہے کہ سقی

راستون پر گرمی کے دنون مین آب پاشی کرتے ہین - مینے اپنے ایام اقامت مین نہین دیکھا۔شب مین گلی اور کوچون مین لالٹین روشن کئے جاتے ہیں - یعنے راستہ کے درمیان لیامپ لگایا جاتا ہے - جو رسی کے ذریعہ ادہر ادہر بندہا ہوتا ہے - راستے شہر کے بالکل کچے ہین - کوئی سڑک پختہ نہین ہے - البتہ بازار کی بعض گلیون مین بڑے بڑے پتھر بچھا دئے گئے ہیں - جنپر گاڑیان نہین چل سکتین -

مینوسپالٹی کی جانب سے ایک شفاخانہ بھی ہے - جہانپر مریضون کو دوا مفت ملتی ہے - ترکی ڈاکٹر اور طبیب مقرر ہین - ابھی یہان کی مینوسپالٹی مین بہت کچھ اصلاحات کی ضرورت ہے - لوگون سے زیادہ ٹیکس وصول نہین کیا جاتا - اس لئے انتظام مینوسپالٹی کا جیسے کہ چاہئے سرکار کیجانب سے نہین ہے -

مکہ معظمہ کے کتے اور شہرونکی نسبت مکے کے ہر گلی کوچے مین کتے کثرت سے دیکھے گئے - مگر کسی کو کاٹتے یا بھونکتے نہین ہین - گلیون کا خس وخاشاک گرا پڑا کھالیکر پڑے رہتے ہیں - اونکا کوئی مالک نہین حرم شریف کے دروازون کے نزدیک بیحساب کتے ہین - کوئی زیارت کوئی جگہہ ان سے خالی نہین ہے - یہان کے کتے بہت تازے اور موٹے ہین - شہر کی صفائی کا زیادہ حصہ انھین کے اختیار مین ہے گرے پڑے استخوان اور میلے کو فوراً صاف کرجاتے ہین - اگر یہہ نہون تو شہر کی صفائی مین اور کمی آجائیگی -

ڈاک خانہ اور تار گھر ملک عرب مین ڈاک کا انتظام ابھی اچھی طرح سے نہین ہے جیساکہ ہندوستان مین ہے - تاہم بہ نسبت سابق کے بہت معقول اور اچھا ہے مجھے یہہ انتظام دیکھکر بہت خوشی ہوی کہ ہر ملک کی ڈاک تقسیم کرنے والے جداجدا اوسی ملک کے اشخاص نوکر رکھے گئے ہین - یہہ بھی ترکیون کی دور اندیشی اور بے تعصبی کا ثبوت ہے ہندوستان

یا اور ممالک غیر کو ۲، ر کا ٹکٹ لگایا جاتا ہے۔ اندرون عرب ، ر کا ٹکٹ۔ بیرنگ خط آسکتا ہے
مگر یہان سے باہر نہین جاسکتا۔ جہان تک میرا خیال ہے مکہ معظمہ مین فقط ایک بڑا پوسٹ آفس
اور اوسی مین تار آفس ہے۔ کوئی دوسرے برانچ آفس یا لیٹر بکس کہین نظر نہین آئے۔ حتی کہ
پوسٹ آفس مین بھی کوئی لیٹر بکس نہین رکھا گیا ہے۔ ہر شخص کو خط ڈالنے کے لئے ڈاکخانہ
جاکر خط کے ساتھ ٹکٹ کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ کلرک ٹکٹ خط پر چسپان کردیا کرتا ہے
ڈاکخانے مین آٹھ یا دس کلرک ہین۔ ایک ہندوستانی بھی ہے۔ ایام حج مین اس سال
ڈاک کی آمدورفت کا کوئی معین وقت نتھا۔ جب جہاز جدہ کو آیا کرتا ہے تو ڈاک بھی ہر جہاز
کے ذریعہ آیا اور جایا کرتی ہے۔ مکہ معظمہ سے روزمرہ جدہ کو ڈاک روانہ ہوتی ہے۔ دوسرے
ملکون ہفتہ مین تین بار۔ ہفتہ۔ منگل۔ اور جمعرات کی صبح ڈاک روانہ ہوتی ہے۔ رجسٹر خط
اور پارسل جا اور آسکتا ہے۔ نوٹ کی روانگی مین بہت احتیاط لازمی ہے۔ بہت سے واقعات
ایسے سننے مین آئے کہ نوٹ جو بذریعہ رجسٹری روانہ کئے گئے وہ گم ہوگئے پھر پتہ نچلا۔
ایک ہی شخص کے نام نصف نصف نوٹ روانہ کرنے سے بھی اوڑانے والے دونون
ٹکڑون کو اڑا لیتے ہین لہذا دو شخصون کے نام پر مختلف اوقات مین روانہ کرنا چاہئے کلرک
ڈاکخانے کا ہر وقت مستعد رہا کرتا ہے اوسکا کام ٹکٹ چسپان کرکے مہر لگانا اور خطون
کو ایک جائی جمع کرنا ہے۔ جو خطوط باہر سے آتے ہین اونپر ڈلوری کی مہر نہین لگائی جاتی غالبا
اسکو فضول سمجھا گیا ہو۔

اخبار کے ساتھ سلوک

ممالک غیر کے اخبارات اور میگزینون کے ساتھ ترکی محکمہ
ڈاک اچھا سلوک نہین کرتا ہے۔ چونکہ عرب مین اون اخبارون کے آنے کی ممانعت
ہے جو گورنمنٹ عثمانیہ کے خلاف مضامین لکھا کرتے ہین اور ترک سوای ترکی عربی اور

فرانسیسی کے اور کوئی زبان اچھی طرح سے نہیں جانتے ہین اسوجہ سے ہندوستان کے اردو یا گجراتی اخبارات بھی انگریزی اخبارون کے ساتھ تلف کر دیے جاتے ہین اہل مکہ کو اخبارات کا مذاق بہت کم ہے اگر کسیکو کچھ ہو تو ڈاکخانہ کا سلوک انکو خریدنے پر آمادہ نہین کرتا۔ البتہ ترکی اور عربی اخبارات اس قانون سے بری ہین۔

اردو دان اصحاب مدرسہ صولتیہ مین جاکر ہندوستانی اخبارات دیکھ سکتے ہین۔ مدرسے کے منتظمین نے ڈاکخانے سے یہ خاص انتظام کر رکھا ہے کہ اس مدرسے کے اخبارات ضائع نہوا کرین۔ اگر اونہین شبہ ہو تو کھولکر دیکھ لیا کرین۔ مکہ معظمہ کو جو خطوط روانہ کرین انپر صاف واضح خوشخط عربی مین پتہ لکھنا ضروری ہے۔

اپنے معلم یا مدرسہ صولتیہ یا حضرت شیخ الدلایل مولانا مولوی حافظ حاجی محمد عبدالحق صاحب مہاجر مکی کی وساطت سے خطوط منگوانا چاہئیے۔ میرے کل خطوط شیخ الدلایل ہی کی معرفت سے آتے رہے کوئی خط گم نہین ہوا۔

ٹیلگراف لائین جدہ سے مکہ معظمہ ہوتی ہوی طائف شریف کو گئی ہے۔ مدینہ منورہ سے سیدھا مکہ کو تار نہین ہے۔ شام کی جانب سے گھومکر آتا ہے۔ تار کا انتظام درست نہین ہے مگر بڑی سہولت یہ ہے کہ عربی۔ ترکی۔ فرانسیسی۔ انگریزی۔ جرمنی یا روسی کسی زبان مین سوائے اردو کے آپ تار روانہ کر سکتے ہین۔ کوئی "کورڈ ورڈ" یعنے اشارات ہرگز نہین لیئے جاتے مکہ سے دو قسم کے تار جاتے ہین۔ ایک اندرون عرب جسکا فی لفظ ۰ را ، ممالک غیر کو ۱۰ ، فی لفظ ہے۔ پتہ وغیرہ سب کیلئے اُجرت دینی ہوتی ہے۔ کوئی لفظ مفت نہین بھیجا جاتا ہے۔

لوگ جو زیادہ تار کرنے کے عادی ہین گھر سے چلنے کے قبل چند ایسے جملے

بنالیں جن سے ترسیل تار میں آسانی ہو۔ مین پہلے لکھ چکا ہون کہ کورڈ ورڈ عرب کے تار آفسون مین نہین لیا جاتا۔ مگر شہری الفاظ قبول کر لئے جاتے ہین مثلاً صرف آپ "مدینہ" لکھدو اس سے یہ مراد مقرر کرلو کہ ہم بفضلہ تعالےٰ بخیر وعافیت داخل مدینہ منورہ ہوے۔ علیٰ ہذا ہر ایک شہر جہان تم جاؤ اسی طرح سے تار دیدیا کرو۔ یا اور کوئی ایسے الفاظ بنالو جسکا ظاہری معنے اچھا ہو اور اوسمین اپنا مطلب نکلجائے۔ ورنہ تار پر روپیہ بہت خرچ ہوگا۔

۲۲ر نومبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۹ ذوالقعدہ کو مین نے شغدف کی سواری سے گھبراکر یہ ارادہ کرلیا کہ مدینہ طیبہ کو براہ پورٹ سعید ودمشق جاؤن۔ واپسی مین قسطنطنیہ ومصر کی سیر کرتا ہوا سیلون آکر اپنے وطن کو آجاؤن۔ اس انتظام مین جدہ اور پورٹ سعید کو ایک خط لکھ کر نماز عصر کے وقت ڈاکخانہ گیا۔ پورٹ سعید والے خط کو ۲۰ رکا ٹکٹ۔ اور جدہ والے لفافہ پر ۱۰ رکا ٹکٹ لگا۔ پورٹ سعید والا خط تو کلرک نے لے لیا۔ اور جدّہ کا خط واپس کرکے کہا "جدہ انگلس مافیس" جدّہ مین انگریزی نہین ہے۔ مطلب یہہ تھا کہ مین نے نادانستگی مین دونون لفافون پر انگریزی پتہ لکھدیا تھا۔ مصر مین تو انگریزی ہے اسلئے لے لیا۔ اور کہا کہ "فی تحریرالی عربی" بس مین اوسی جگہہ پر ایک خطوط نویس یا لفافون پر پتہ لکھنے والا جو قلم اور دوات لئے ہوے بیٹھا تھا جو ملکی عرب معلوم ہوا۔ میں نے اوس سے بڑی لجاجت سے قلم مانگا کہ لفظ جدہ لکھدون مگر اوس نیک نہاد عرب نے قلم دینے سے صاف انکار کردیا اور کہا کہ ۲ر میری نذر کرو مین لکھدیتا ہون۔ مین ۲ر تو کیا ۴ر دیتا تھا مگر اوسکا یہہ برتاؤ اور سختی کے ساتھ انکار کرنا مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ وہان ایک دوکان پارچہ فروش کی روبرو تھی۔ اوس دوکاندار سے بھی ڈرتے ڈرتے قلم کا خواستگار ہوا۔ اوس نیک نیت عرب نے فوراً بڑے اخلاق سے دوات اور قلم کو میرے آگے رکھدیا۔ میں عربی مین پتہ لکھکر

پھر قسلیم کو شکریہ کے ساتھ واپس کیا تو اوسنے بھی دعائے خیر دیکر مرحبا کہا۔ اس تحریر سے مراد یہ ہے کہ یہان بھی اچھے اور برُے دونون طرح کے لوگ ہین۔ ترکی پوسٹ آفس مین کلرک روزانہ ہزارون خطون کو لعاب دہن سے تر کرکے ٹکٹ چسپان کرتا ہے ایک پانی کا پیالہ رکھ لیا جائے تو غریب اس سختی سے بچیگا۔ اور اوسکی زبان بھی صاف رہیگی آج ہندوستانی ڈاک آئی تھی۔ مکرمی خان بہادر شیر جنگ صاحب کا محبت نامہ اور اکسپڈیشن سے آیا جسکو دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوی۔

ٹرکش فائر پارٹی روز یکشنبہ تاریخ ۱۹۔ نومبر کو ہمارے مکان کے متصل ایک چومنزلہ پختہ مکان مین آگ لگ گئی اور مکان قریب قریب سارا جل گیا۔ فوراً ٹرکش فائر پارٹی نے موقعہ واردات پر آنکر ۵ امنٹ کے اندر بذریعہ کلون اور مشینون کے آگ بجھادی۔ مکان پختہ زینہ سے لکڑی کا کل سامان جلگیا۔ صرف دیوارین رہگئین۔ ترکون نے بہت متعدی سے کام کیا ورنہ اور بہت سے مکانات قرب و جوار کے جلجاتے۔ چار منزلہ پر پانی مشین کے ذریعہ پہنچانا اور ایسے ملک مین جہان پانی کی قلت ہو کوئی آسان کام نہین ہے۔

ترکی فوج حجاز مقدس مین اسوقت ٹرکش فوج تقریباً ۱۵ ہزار رہتی ہے گرمیون مین فوجکا زیادہ حصہ طائف اور اوسکے نواحین چلا جاتا ہے۔ باقی ایام مین تقسیم اس طرح پر ہے مکہ معظمہ مین دو ہزار۔ طایف مین دو ہزار۔ مدینہ منورہ مین ۲ ہزار۔ جدہ مین پانسو۔ جدہ سے مکہ معظمہ کے اوٹ پوسٹون پر پانسو۔ رابغ مین دوسو۔ ینبوع دوسو۔ العقبہ پانسو۔ اور مدائن صالح۔ تبوک معان وغیرہ مین ۷۰۰۰ سپاہی رہتے ہین۔ مگر آج کل سپاہیون کی صحیح تعداد کا معلوم کرنا بھی ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جیسے عرب کی مردم شماری کو صحیح طور سے بتانا۔

مذکورۂ بالا مقامات پر تھوڑی بہت فوج ہمیشہ رہا کرتی ہے۔ جو تعداد کہ مین نے بتائی ہے وہ پوری تعداد ہے اوسی مین سے سپاہ ادہر اودہر روانہ کر دی جاتی ہے۔ مکہ اور طائف مین دو دو توپ خانے بھی ہین۔ اور کہادلری کا بھی کچھ حصہ رہا کرتا ہے۔ اور جدہ اور مدینہ منورہ مین ایک ایک توپخانہ ہے۔ جدہ شریف اور مکہ معظمہ مین اسلحہ خانہ بھی ہے جہان پر بہت بڑا ذخیرہ سامان حرب کا ہمیشہ موجود رہتا ہے۔

آجکل سپاہیون کی وردی بہت عمدہ اور ہر طرح سے یورپین وضع پر ہے البتہ بعض سپاہیون کی وردی پھٹی پرانی بھی دیکھی گئی۔ مگر ان لوگون کو دیکھکر عام ترکی فوج کی وردی کی نسبت برا خیال کر لینا مناسب نہین ہے۔ بات تو یہ ہے کہ ترکی سولجر بھی مثل یورپین سپاہ کے ہمیشہ ہر وقت بلکہ نماز پنجگانہ بھی وردی سے ہی ادا کرتے ہین۔ کوئی وقت وردی سے خالی نہین رہتے۔ اون کا لباس گویا اونکی وردی ہے۔ کہان تک ہمیشہ اچھی وردی پہنینگے۔ البتہ اون کی جنرلی وردی بہت عمدہ ہے۔ مین نے بہت سی افواج یورپ و جاپان و چین کو دیکھا ہے۔ میرے نزدیک اگر نظر تعصب سے نہین دیکھکر چشم انصاف سے دیکھا جائے تو ترکی فوجکے سپاہ کی وردی عموماً اور آفسرونکی خصوصاً افواج یورپ سے بڑھکر نہین تو کسی صورت سے کم بھی نہین ہے۔

ایک وقت باقاعدہ فوج مدینہ مین قواعد کے لئے نکلی تھی تو اونکی خوش نما اور ستھری وردی اور ہتھیارون کی صفائی قابل تعریف اور لائق دید تھی۔ سپاہی علی العموم نوجوان ہین خوبصورت گورے چٹے توانا و تندرست چہرے سے تہور و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے۔

علاوہ تنخواہ کے جواب برابر ماہ بماہ ملتی ہے خوراک۔ پوشاک۔ باربرداری۔ خیمہ وغیرہ سب سلطنت کے ذمہ ہے۔ عام طور پر سپاہی شادی نہین کرنے پاتے۔

ترک عمدہ صفات سے متصف ہین عموماً وہ پاکیزہ اخلاق. نیک دل. صاف خیال. خدا کے معتقد. رسول خدا کے شیدا. اسلام کے فدائی. بنی نوع انسان کے ہمدرد اور مذہبی محبت کا جوش اون مین اعلیٰ درجہ کا بھرا ہوا ہے. طاعت و اطاعت گزار معاملات دنیوی مین زود یقین. اپنے افسر کے سچے تابعدار. اپنے سلطان کے جان نثار. ہمجنسون کے قدر دان محسن کے وفادار. غرور و حسد سے ناواقف. نظرون مین حیا. بشرہ پر فراست. مزاج مین متانت گفتگو مین وقار. طبیعت مین حلم اور سچے مسلمان نظر آتے ہین. انسانی حیثیت سے غلطیون اور خطاؤن سے محفوظ نہین ہوسکتے. سچ تو یہہ ہے کہ افلاس نے اونکو بھی کہین کا نرکھا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیون کو جو دور دور از کے ملکونین رہتے ہین اونکے برے وقتونین کسی طرح کی امداد نہین کرسکتے. یا اون مین ابھی تک دوسرون کو پیسے سے امداد کرنے کا خیال ہی پیدا نہین ہوا۔

محمل مصری محمل مصری آج بعد نماز عصر مکہ معظمہ مین داخل ہوگیا. مصری و ترکی سپاہ سوار اور پیدل اوسکے ہمراہ تھے. بیانڈ بجانے والون نے عمدہ و دلکش آواز مین سلطانی ترانہ بجایا. فوج تو بارکون کی جانب چلی گئی اور محمل شریف حرم اللہ مین داخل کیا گیا.

اس محمل کے ہمراہ مختصر مصری فوج ہوتی ہے. جاڑے کے باعث سپاہیون کا لباس گرم اور بہت عمدہ تھا. سرپر ترکی ٹوپی تھی اور اوسکے ہمراہ قریباً ۵ خیمے. ۵۰ گھوڑے اور ۲۰ خچر تھے وہ تو مین بھی دیکھی گئین. اونٹ بالکل کم تھے. مصری قافلہ اس شان و شوکت کے ساتھ نہین آتا جس طرح محمل شامی ترک و احتشام کے ساتھ آتا ہے. مصری قافلہ جہاز کے ذریعہ جدہ آکر وہان سے مکہ معظمہ کو آتا ہے. یہہ قافلہ فقط خلاف کعبہ لیکر آتا ہے جو کئی صندوقون مین بند ہوتا ہے دستور تو یہی ہے کہ یہہ قافلہ حتی الامکان یکم ذوالحجہ یا ۲۰ ذوالقعدہ کو داخل مکہ ہوتا ہے

اور محمل شامی کیقدر بعد کو مکہ معظمہ مین داخل ہوتا ہے۔ سنا گیا کہ اس غلاف پر چار لاکھ روپیہ سے زائد خرچ لگتا ہے۔

جس روز یہ غلاف مصر سے روانہ ہوتا ہے تو وہان کے خاص و عام بڑے خوشی کے جلسے کرتے ہین۔ اور بڑی شان و شوکت اور فوجی تعظیم کے ساتھ اوسکو روانہ کرتے ہین۔ جسوقت یہ مکہ معظمہ مین آنکر مسجد عائشہ رضؓ کے نزدیک اترتا ہے تو سلطانی فوج کی سپاہ مقیم مکہ نہایت ادب سے اوسکی سلامی اوتار کر اپنے ہمراہ اندرون مکہ لاتی ہے۔ جو افسر اوسکے ہمراہ آتا ہے اسکو ۲۱ توپون کی سلامی محمل کی تعظیم مین دیتے ہین۔ جس محمل کے اندر یہہ غلاف آتا ہے اوس کے اوپر ۵ سنہری کلس ہوتے ہین۔ چار کلس چار کونون پر ایک درمیان مین ہوتا ہے۔ ایک اونٹ پر تو یہ محمل لدا ہوتا ہے اور ۳ اونٹ فالتو ہمراہ آتے ہین تاکہ یہہ تھک جائے تو مدد کرین۔ جدّہ مین بھی اوسکی تعظیم مین توپین چلتی ہین۔ وہان چند روز قیام کر کے وقتِ مُقرّرہ پر مکہ معظمہ مین داخل ہوتا ہے۔

کل سوار اور پیدل جو محمل کے ہمراہ ہوتے ہین۔ میقاتِ حرم مین داخل ہوتے ہی احرام باندھ لیتے ہین۔ ملک حجاز مین داخل ہوتے ہی اوسکی حفاظت سلطانی فوج کے ذمہ ہوجاتی ہے۔ رفعت بے کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ علیہ عثمانیہ اپنی فوجکے سپاہی اور عہدہ دار کو حج بیت اللہ کے لئے چھے ماہ کی رخصت پوری تنخواہ پر دیتی ہے۔ خواہ وہ ہر سال سفرِ حج کا قصد کرین

محمل شامی | حرمین شریفین کا سالانہ خرچ جو قسطنطنیہ سے آتا ہے اوسکی روانگی بڑے اہتمام سے قسطنطنیہ مین کیجاتی ہے۔ کل روپیہ تھیلیون مین بھر کر اوسپر سلطانی مہر لگائی جاتی ہے۔ یہہ روپیہ مع دیگر تحائف وہدایا کے جو ہر سال سلطان المعظم حرمین شریفین کو روانہ کرتے ہین بڑی عزت احترام کے ساتھ جہاز پر سوار کیا جاتا ہے۔ اور ایک معتمد سلطانی اونکے ساتھ ہوتا ہے۔ یہہ سب

چیزین اول بیروت مین آتی ہین جسوقت یہہ جہاز بندرگاہ بیروت پر آتا ہے بڑے جوش کے
ساتھ اوسکا استقبال کیا جاتا ہے۔ بعد کو یہہ بذریعہ ریل دمشق کو آتا ہے۔ دمشق سے موم بتیان
اور روغن زیتون جسقدر سال بھر کے لئے ضرورت ہے لے لیا جاتا ہے کاروان کے ساتھ
فوج کا بہت بڑا حصہ جایا کرتا تھا اوسوقت بہت مختصر سی فوج محمل شامی کے ہمراہ مکہ معظمہ کو آتی
ہے۔ محمل شامی مین علاوہ خزانہ تیل۔ بتی وغیرہ کے پردے جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے
دروازون پر اور غلاف جو قبرون پر ڈالے جاتے ہین یعنے جو پردے سبز رنگ کے جنپر زردوزی
کام کیا رہتا ہے وہ سب شام شریف ہی سے آتے ہین۔ یہہ محمل مدینہ منورہ مین آتا ہے تو
سلطانی فوج مقیم مدینۂ طیبہ اوسکا بڑی شان وشوکت سے گارڈ آف آنر دیا کرتی ہے۔ اور
اوسکی تعظیم مین توپین سر ہوتی ہین۔ جو اشیا کہ مدینہ منورہ کے ہین اوسکو وہان دیدیکر وقت
مقررہ پر یہہ قافلہ مکہ معظمہ مین داخل ہوتا ہے۔ عموماً ۳ یا ۵ ذوالحجہ کو یہہ مکہ مین آتا ہے۔ مدینہ طیبہ
سے اوسکے ہمراہ بہت سے اور قافلے شامل ہو جاتے ہین جنکی مجموعی تعداد دس ہزار اونٹ
سے کم نہین ہوتی ہے۔ مکہ معظمہ مین جب یہہ قافلہ داخل ہوتا ہے تو یہان کی فوج اوسکا
استقبال کرتی ہے۔ اوسکے ہمراہ دو توپین ہوتی ہین۔

زاویہ شاذلیہ | حرم شریف سے جانب شمال مشرق تقریباً ۲ فرلانگ پہاڑ کے دامن مین واقع
ہے۔ اوسکے نزدیک اور پہاڑ کی چوٹی پر فوجی بارکین ہین۔ شیخ الزاویہ مولانا محمد ابراہیم صاحب
شاذلی ہین۔ عمر تقریباً ۴۰ سال ہوگی۔ بڑے نیک اور خلیق بزرگ ہین۔ مین شیخ صاحب سے ملنے
زاویہ مین گیا تو بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ وہ حال ہی مین زیارات مدینہ منورہ شام وبیت
المقدس سے براہ بیروت وپورٹ سعید وجدہ ہوتے ہوئے مکہ معظمہ داخل ہوے ہین۔ مین نے
عصر کی نماز زاویہ کی مسجد مین پڑھی بعد نماز ایک حلقہ کی شکل مین طریقت شاذلیہ کے لوگ بیٹھکر ذکر

کرتے ہین ۳ یا ۵ بار کلمہ طیبہ سب ملکر خوش الحانی سے پڑہتے ہین دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوجاتا ہے۔ سنا گیا کہ ہر فرض نماز کے بعد حلقہ و ذکر ہوتا ہے۔ آجکل گرمی کی وجہ سے نماز مغرب باہر کسی جائے مین پڑہتے ہین۔ بہت سے ترک افسر اور سپاہی جماعت مین شریک ہوجاتے ہین۔ مجھے بھی شیخ صاحب نے کہا کہ ہمارے طریقہ مین بیعت کرلو۔ مین نے عرض کی کہ مین نے طریقہ نقشبندیہ مین بیعت کی ہے۔ تجدید بیعت کی ضرورت نہین ہے۔ بہت سے مسلمانان مدراس و سیلون اس طریقہ کے مرید ہین۔ مریدان شاذلیہ کو مفت زاویہ مین جگہ ملتی ہے۔ مکہ معظمہ کی اقامت اور پھر ایسی مبارک جگہ کا ملنا ایک نعمت ہے۔ زاویہ مین ایک بیٹھک خانہ نہایت مکلف عربی طور پر سجا ہوا ہے۔ کل لوگ زاویہ کے خلیق اور مہمان نواز ہین۔ مین اس زاویہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا

ترکی بارک سے عصر کے وقت ایک سلطانی بیانڈ ترانہ بجاتے ہوے باہر آیا اوسوقت جو افسر و سپاہ وہان موجود تھے صف بستہ بیانڈ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ اور بیانڈ بجانے والے بھی ایک میدان مین آکر جمع ہوگئے۔ جب سلطانی نام آتا اور ترکی قومی گیت بجائی جاتی تھی سب لوگ پادشاہم چوق شاہ کا نعرہ بڑے زور سے لگایا کرتے تھے۔ مین نے کھڑے ہوکر بہت دیر تک سنا دلپر ایک عجیب فرحت پیدا ہوتی تھی۔ اس طرح تین وقت نعرہ لگاکر بیانڈ خاموش ہوگئی۔ مین نے واپس ہونے کے لئے اجازت چاہی تو شیخ الزاویہ محمد ابراہیم صاحب شاذلی نے بڑے اخلاق و مروت سے فرمایا کہ یہ مکان آپکا ہے جس وقت چاہین تشریف لائین۔ مین اونکی ذرہ نوازی کا شکریہ ادب سے بجالاکر حرم شریف کے جانب چلا آیا

مکہ مین بیماری اس سال ہماری موجودگی مین بظاہر کوئی متعدی بیماری نہین ہوی۔ یون تو ہمارے آنے کے قبل ہندوستانی اور انگریزی اخبارون نے یہ افواہ اڑا رکھی تھی کہ مکہ معظمہ اور جدہ شریف مین ہیضہ پھیلا ہوا ہے روزانہ دو سو تین سو اموات ہو رہے ہین۔ طاعون

آچکا ہے وغیرہ وغیرہ اور گورنمنٹ مصر نے اپنے حاجیون کو حج کرنے سے بظاہر منع نہین کیا۔ مگر قرنطینہ کی فیس بطور امانت فی کس ۵۰ گنی یعنے ۵۰ روپیہ مقرر کردی جس سے اس سال مصری حاجی نہین آسکے۔ نہ کسی نے روپیہ امانت جمع کیا نہ کوئی مصر سے براہ جدہ آسکا اور یہ حکم قریب ایام حج کے منسوخ ہوگیا۔ اوسوقت موقعہ نہین تھا کہ لوگ حج مین شریک ہوسکین

زکام۔ کھانسی۔ سردی پیچش۔ یہی بیماریان زیادہ ترتھین۔ جو کوئی بیمار دیکھا گیا اسی کی شکایت کرتا تھا۔ ہان اگر زیادہ اموات ہوئین تو پیچش سے جسکو ہیضہ مقرر کرلیا گیا۔ مجھے بھی سوای بخار اور پیچش کے سبھون نے ذرا ذرا ستایا۔ زکام سردی اور کھانسی کی وجہ تو میرے خیال مین صبح کو نماز شافعی سے پہلے آب زمزم کا شکم سیر ہوکر پینا ہے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ یہ پانی مقدس اور منزہ ہے کوئی بیماری پیدا نہین کرتا مگر اوسکی بھی ایک حد ہے حد سے تجاوز کرنا کچھ نہ کچھ ضرور علت پیدا کرتا ہے۔ حالت احرام مین سر کھلے ہوتے ہین ہوا سرد ہوتی ہے۔ یون بھی یہ علتین پیدا ہوسکتی ہین۔ اور اس سال موسم سرد تھا۔ سردی شروع ہوگئی تھی۔ ہوا مین برودت پیدا ہوگئی تھی۔ پیچش کا باعث میرے خیال مین بکثرت گوشت کا استعمال ہے۔ بازار کا سالن جسمین دنبہ کی چربی ہوتی ہے کھانے سے یہ علت پیدا ہوجاتی ہے۔ ایام حج مین لوگ کھانیکی مقدار زیادہ کردیتے ہین۔ اور ہر میوہ جات کثرت سے بکتے ہین۔ خربزہ وتربوز بہت کھاتے ہین۔ اور ساتھ اوسکے چاول کا استعمال بھی اس مقام پر مضر ہے۔ یہ بھی سنا گیا کہ یہان کے بکرے سناکا پتا کھاتے ہین۔ اس سبب سے بکرونکا گوشت کھانے سے پیچش پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض اضلاع ہند مین دنبہ کا گوشت میسر نہین آتا ہے اور وہان کے لوگ اوسکے عادی نہین ہین اور جب یہان سفید چربی دار گوشت کو دیکھتے ہین تو حرص سے زیادہ کھاجاتے ہین اور ہضم نہین کرسکتے۔ یہ بھی پیچش کے لئے خاص سبب ہے۔ میرے خیال مین اگر ممکن ہو تو ایام اقامت

حرمین الشریفین مین جہان تک ہوسکے گوشت سے پرہیز رکھنا سبزی اور دیگر ترکاریون پر گزارہ کرنا اچھا ہے۔

مکہ مین تولد | مکہ معظمہ مین اگر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اوسکو اوسی روز یا دوسرے روز ایک طبق مین رکھکر در کعبہ کے نزدیک لاتے ہین۔ دو ایک لحظہ دروازے کے پاس رکھکر اوس کے لئے دعای خیر کرتے ہین۔ مین نے اپنی اقامت مین بہت سے ایسے نوزائیدہ بچون کو در کعبہ پر رکھتے ہوے دیکھا ہے۔ مردے کو تو نیچے رکھتے ہین اور بچے کو اوپر۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ مکہ مین جو بچہ پیدا ہوتا ہے اوسکے رخسارون کو تین تین خط کسی تیز لوہے سے گرم کرکے کھینچتے ہین۔ جو آخر عمر تک نشان رہتا ہے۔

ساتوین روز بہت سے دوست احباب بلائے جاتے ہین۔ مکان حسب حیثیت سجایا جاتا ہے اور بعد مغرب یہ رسم ادا کیجاتی ہے کہ ایک خوبصورت گہوارے مین بچے کو لٹاکر لاتے ہین۔ اوسکے چارون گوشون پر فانوس وغیرہ روشن کرتے ہین۔ اوسکے کان مین اذان دیجاتی ہے۔ پھر نام رکھا جاتا ہے۔ اوس روز اوسکا عقیقہ بھی کرتے ہین۔ ہر شخص اوس وقت اپنے مقدور کے موافق ایک کاغذ مین کچھ روپیہ رکھکر اپنے نام کے ساتھ لکھکر اوس گہوارے مین ڈالتا ہے۔ میزبان کی جانب سے مہمانون کو چا اور شیرنی تقسیم ہوتی ہے۔ پھر مولود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اسیطرح مستورات مین بھی یہ رسم ادا ہوتی ہے۔ پڑیا مین کم ازکم ایک روپیہ اور زیادہ جتنا جی چاہے دیا جاتا ہے۔

دوا فروشی | مکہ معظمہ مین مروہ کے نزدیک ایک انگریزی ادویات کی دوکان ہے۔ جس مین ترکی ڈاکٹر مقرر ہے۔ دوائیون کا نام انگریزی مین لینے سے نہین سمجھتا ہے۔ عربی یا ترکی مین کہنا چاہئے۔ یا نبض دکھلانے سے وہ خود دوائی تجویز کرکے دیتا ہے جسکی قیمت انگریزی

اور یہ فرش سے کیقدر زیادہ لیتا ہے۔

مکہ مین بارش

۲۸ نومبر روز سہ شنبہ مطابق ۶ ذوالحجہ عصر کے وقت حرم اللہ مین کیقدر بارش ہوگئی۔ جون ہی بوندین آہستہ آہستہ پڑنی شروع ہوئین تو جو لوگ کثرت سے حرم شریف کے اندر جمع تھے۔ اوٹھنے لگے۔ مین سمجھا کہ شاید بارش کے بچاؤ کے لئے اندر دالانون مین جاتے ہین۔ مگر میرا خیال غلط نکلا سب کے سب کعبہ کی جانب دوڑے اور حطیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے دوڑ کر آب رحمت سے شرابور ہونے کے انتظار مین کھڑے ہوگئے۔ اب سبکی نگاہین میزاب رحمت کی جانب اوٹھنے لگین۔ انجام کار ترشح کو ترقی ہوی۔ لوگون نے میزاب رحمت کے نیچے دوڑ دوڑ کر جمع ہونا شروع کیا۔ باوجودیکہ پہلے سے اسقدر آدمی وہان موجود تھے کہ تل دہرنے کو جگہ نتھی۔ ہزارہا ہاتھ تھے کہ دعا کیلئے میزاب رحمت کیطرف اوٹھے ہوے تھے۔ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ یاالٰہی آب رحمت سے نہلا کر ہمارے گناہون کو دہو دے۔ دل کو یکسوئی تھی ایک دوسرے کا خیال نتھا۔ آن واحد مین خداوند کریم نے دعا کو درجۂ اجابت پر پہنچایا۔ اور بارش زور زور سے پڑنے لگی۔ دریای رحمت جوش مین آیا اور سنہری میزاب رحمت سے جھلکتی ہوی روپہلی بوندین آب و تاب سے گرنا شروع ہوگئین۔ اب نپوچھو کہ اسوقت کیا کیفیت تھی کسیکو دنیا و مافیہا کی خبر نتھی۔ ہر شخص اپنے خیال مین غرق تھا۔ کوئی سر جھکائے ہوے تھا کہ بوندین سر پر گر جائین۔ کوئی ہاتھ اوٹھائے ہوے تھا کوئی کچھ لئے ہوے اوپر کی طرف کرتا تھا کسی طرح میزاب رحمت کا ایک قطرہ میسر آجائے۔ چند ہی منٹ کے بعد بوندین پڑنا اور سقف کعبہ سے آبپاشی ہونا شروع ہوی۔ سنہری جھالر میزاب رحمت کی جنبش مین آئی اور ہر طرف سے سیراب کرنا شروع کردیا۔ جو لوگ کیقدر دور تھے اونھون نے ٹوپیان ہاتھ مین لیکر آگے بڑہائین تاکہ بوندین جو گرین وہ ٹوپی مین جذب ہون۔ بعض نے سرون کے عمامے اوتار کر ہلانا شروع کیا کہ اسی

ذریعہ سے چند قطرے نصیب ہو جائین. بارے خداوند کریم و رحیم نے سب کی دعا قبول کی. اور پانی کثرت سے گرنا شروع ہوا. ہوا اور سنہری جھالر کی جنبش سے پانی لہراتا اور جھکورے کھاتا ہوا آتا تھا. اور جدہر جدہر پانی کا رخ ہوتا تھا اوسیطرف حجاج ٹوٹ پڑتے تھے. اور اس کثرت سے ہجوم تھا کہ زمین کا نظر آنا اور وہان سے نکلکر دوسری جانب چلے جانا ناممکن نہین تو محال ضرور تھا. میرا خیال ہے کہ ایک قطرۂ آب بھی زمین پر گرنے نہین پایا. میزاب رحمت کا پانی تو سب کے سر اور آنکھون پر ہی رہا. جو پانی کہ حطیم کے اندر گرنے والا تھا وہ بھی لوگون کے جسم پر جذب ہو گیا بارش قریباً ۵ امنٹ زور و شور سے رہی. بارش کے موقوف ہونے کے بعد چند لمحے گذرے ہونگے کہ مغرب کی اذان ہوی.

زراسی بارش ہونے سے باہر گلیون مین ایسی بری حالت ہو گئی تھی کہ راستہ چلنا دشوار تھا. سارے مکہ معظمہ کے گلی کوچون مین پانی بہنے لگا. کل نجاست غلیظہ جو زمین پر پڑی تھی برسات مین الکدم بہگئی. ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قدرت نے حکمت سے اس بارش کو برسایا تاکہ شہر کی صفائی ہو جائے. رستون اور گندگا ہون مین اسقدر کیچڑ ہو گئی کہ پناہ بخدا. ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جابجا دلدل کے تالاب کھڑے ہین. اوپر اونٹونکی آمدورفت گدہے اور گھوڑے سوار و کچے آنے اور جانے سے رستہ کی حالت خراب ہو گئی اور یہہ حالت برابر تین روز رہی.

حرم شریف ذرا نشیب مین واقع ہے. اس سبب سے میرے خیال مین اگر مکہ معظمہ مین کثرت سے بارش ہو تو علاوہ حرم شریف کو پانی کے سیلاب سے نقصان پہنچنے کے تمام راستے پانی اور کیچڑ سے بھر جائینگے حتی کہ آمدورفت پیدل لوگون کی بند ہو جائیگی. اگر آمدورفت جاری رہی تو بڑی مشکل سے آنا جانا ہوگا. آجکی ذراسی بارش مین جب ایک فٹ پانی راستون پر بہنے لگا تو زیادہ بارش کے وقت دو تین فٹ تک پانی بہتا ہوگا. جب لوگ گھٹنون پانی مین گرتے

ہوسکے۔ حاجی درویش جسکا ذکر میں بادئیں کرونگا۔ ادسکا دادا ایک نامور ملاح ہے۔ اوس کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ چند سال قبل جب کثرت بارش سے حرم شریف پر ہوگیا تھا اور در کعبہ تک پانی جمع ہوکر مثل تالاب کے صحن میں جکا تھا تو لوگوں کو شبہ ہوا کہ اور زیادہ پانی ہو جائیگا تو غالبا بیت اللہ کو صدمہ ہوگا۔ تب وہ ملاح اوسمیں تیرتا ہوا غوطہ لگا کر وہ مقام کھود دیا جس سے تھوڑے وقت میں جسقدر پانی تھی ہو گزر جاتا ہے۔ یہ بڑی جوانمردی کا کام تھا جو اوس نے کیا۔ میں نے ایک سرٹیفکٹ اس کارگزاری کی بابت شریف مکہ کا دستخطی ادسکے پاس دیکھا ہے۔

مگر تعجب اور تعجب کے ساتھ حیرت بھی ہوتی ہے کہ ایسے سیلاب کے وقت بھی کعبۃ اللہ ایک منٹ کیلئے بھی طواف سے خالی نہیں رہتا۔ لوگ تیرتے ہوئے طواف کرتے ہیں۔

بیت اللہ جیسے میں لکھ آیا ہوں نشیب میں رہنے کی وجہ سے پانی اور سیل کا حملہ سب پہلے کعبہ پر ہی ہوتا ہے۔ اسلئے حکومت کی جانب سے جابجا پانی کو کاٹ کر کعبہ محفوظ کیا گیا ہے اور اندرون صحن نیچے کی جانب بذریعہ نالیوں کے پانی کو دوسری طرف پھیر دیتے ہیں۔ ورنہ قدرتا بارش بھی مکہ میں بہت کم ہوتی ہے۔ یہ بھی وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر دس سال میں ایسا پانی آیا کرتا ہے جس سے مزید صفائی اور مرمت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

آج قبل ظہر محمل شامی مدینہ منورہ سے آگیا۔ شریف صاحب کے لئے خلعت فاخرہ اور غلاف در کعبہ وغیرہ اسی محمل میں آیا۔ ۲۱ توپوں کی سلامی قلعہ جیاد سے ترکش باڑی نے دی۔ سارا مکہ معظمہ توپوں کی آواز سے گونج اوٹھا۔ احرام کھول لینے کے بعد شریف صاحب مکہ یہی خلعت پہنینگے۔

۲۹ نومبر روز چہارشنبہ مطابق ۷ ذی الحجہ۔ آج بہت سے لوگوں نے جانب منٰی جانے کی تیاری کی۔ بہت سے چلے گئے اور چلے جا رہے ہیں۔ ہر شخص کثرت ہجوم سے خوف

کرکے اپنے اپنے موقعہ کے مانند چلا جاتا ہے۔ اس سال عدسے زیادہ حجاج تھے۔

بخشش ساحل بمبئی کے چھوڑنے کے بعد لفظ بخشش ایک عام لفظ سارے ملک مین سنا جائیگا۔ حجاز مقدس شام و مصر ساری جگہ لفظ بخشش ہرکس کے منھ سے سنوگے رستہ کے چلتے ہوے لڑکے بھی جب دیکھتے ہین تو بلاسبب بخشش بخشش کہتے ہین۔ بدو شتربانون کا تو یہ محاورہ ہوگیا ہے بغیر بخشش کے وہ کوئی کام ہی نہین کرتے۔ ملازمانِ جہاز اسی لفظ سے سوال کرینگے۔ عدن و جدہ مین یہی لفظ ہر ایک آپ سے کہیگا۔ بدو ہر ملک کے آدمی سے خواہ وہ بخاری ہو یا ترکی۔ عربی ہو یا شامی۔ ہندی ہو یا جاوی۔ سب سے بخشش ہی کہینگے۔ گویا عرب مین لفظ بخشش یونی ورسل لفظ ہوگیا ہے۔

پانی عدن سے کامران۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ عرفات۔ مزدلفہ۔ منا اور مدینہ منورہ تک پانی کی ایسی قیمت ہے کہ اگر پیاس سے دم جارہا ہو تو بھی شاید کوئی وہان پر ایک گلاس پانی بلاقیمت ہرگز نہین پلائیگا۔ پانی پلانے کے عوض آپکا رکھا ہوا پانی بدو لوگ بلا اجازت آپکے پی جائینگے آپکو دم مارنے کی گنجایش نہوگی۔ قیمت پر ہر کہین پانی ارزان ہی ملتا ہے۔ بہت سی سبلین حجاز مین نیک نیت اشخاص نے جاری کر رکھی ہین۔ مگر وہان بھی کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ پانی کی قلت عموماً عرب مین سب ہے۔ البتہ مدینہ منورہ اور شام شریف مین یہ باتین نہین ہین۔ وہان پانی کثرت سے ہے۔ عرفات مین ایک صراحی جس سے ایک شخص بمشکل وضو کرسکتا ہو ۲ کو ملتی ہے۔ اور ایک مشک ۸ عہ۔ جدہ مین ۲ ایک ٹن۔ مکہ معظمہ مین ۲ سے ۸ عہ تک ایک مشک حسب موقعہ۔ پانی یہان کا سواے مدینہ منورہ کے کسی قدر نمکین ہے۔ طائف شریف کا پانی اچھا ہے۔ اور نہر زبیدہ کا بھی صاف اور شیرین ہے۔ باوجود اس قدر قلت کے خداوند کریم کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ حاجیون کو میسر آجاتا ہے۔ خواہ مہنگا ہی کیون نہو۔ زمزم

شریف کا ایک شخص ۲۔ کو حرم شریف کے اندر مچاتا ہے۔ بارش کم ہونے کی وجہ سے پانی کی قلت
ہے۔ مدینہ منورہ اور شام شریف کا پانی روئے زمین پر سب سے اچھا۔ سرد۔ صاف اور مزیدار ہونے
کے علاوہ ہاضم بھی ہے۔

رسم شادی و نکاح

ملک عرب مین کمسن بچون کی شادی بہت کم ہوتی ہے۔ گر کہین ایسا اتفاق
ہو بھی جاتا ہے تو یہی سنا گیا کہ رخصت ہمیشہ بالغ ہونے پر ہی ہوا کرتی ہے۔ بجز بدوی قبائل
کے برادری کی خصوصیت یا ذات کی پابندی کا کوئی خیال نہین۔ مسلمانان عرب بلا لحاظ کفو ایک
دوسرے خاندان مین شادی کرتے ہین۔ یہان کی شادیان بھی بہت پر تکلف اور بارونق ہوتی
ہین۔ مکان فرش وفروش کے ساتھ آراستہ کرتے ہین۔ عمدہ عمدہ ترکی یا ایرانی قالینین حسب
حیثیت بچھائی جاتی ہین۔ اور بیٹھک مین ہر قسم کے عمدہ عمدہ تکئے لگا دئے جاتے ہین۔ بجائے
پان وحقہ کے چاء اور قہوہ کا رواج ہے۔ عطریات بھی استعمال کرتے ہین۔ دعوت ولیمہ کا
بہت بڑا خیال رہتا ہے۔

دولہا اور دلہن کے والدین یا وارث رخصت کرنے سے ۲ یا ۲ روز پہلے نکاح
کر دیتے ہین۔ مہر قلیل تعداد مین مقرر کیا جاتا ہے۔ ایک سو بیس روپیہ سے ہزار روپیہ تک عام
طور پر تعداد مقرر ہے۔ اور خاص خاص حالتون مین زیادہ بھی ہوتا ہے۔ اس تقرر مین مرد
کی مالی حیثیت کا ضرور خیال رکھا جاتا ہے۔ ہندوستان کی طرح نہین کہ مرد مین دس روپیہ ادا کرنے
کی قدرت نہین پچاس ہزار مہر مقرر ہو گیا۔ مہر اکثر حالتون مین معجل ہوتا ہے جو نکاح سے پہلے
سب یا کچھ حصہ اسکا ادا کر دیتے ہین جس سے لڑکی کا باپ یا وارث جہیز و شادی کا ضروری سامان
مہیا کرکے رخصت کے وقت ساتھ کر دیتا ہے حقیقت مین یہ رواج بہت مناسب ہے۔ اگر کسی غریب
کی دو چار لڑکیان ہون تو اسپر لڑکیون کا بار بالکل نہین ہو سکتا۔

غربا کی برات سادہ اور امرا کی بڑے تزک و احتشام سے ہوتی ہے۔ گانے بجانے والے بھی آتے ہین دیگر سامان خورد و نوش بھی مہیا ہوتا ہے۔ برات کے روز دونون جانب سے میلے جمع ہوتے ہین۔ دونون جانب کا خرچ دولہا کی طرف سے ہوتا ہے۔ جلوہ کی شب دلہن کے مکان کو خوب آراستہ کرکے ایک تخت بچھاتے ہین اور اوسپر نہایت قیمتی کپڑے بچھاکر دلہن کو اوسپر بٹھاتے ہین جو رات بھر اوسی پر معہ اپنے سہیلیون کے آرام کرتی ہے پچھلی رات برات آتی ہے دولھا معہ چند مستورات دلہن والے کمرے مین داخل ہوتا ہے جب دونون ایک دوسرے کے بالمقابل ہوتے ہین تب دلہن اپنا منھ کھولدیتی ہے اوسوقت سوائے دولہا اور چند ہمراہی مستورات کے اور کوئی اوس کمرے مین نہین جاسکتا۔ بعد دولہا دلہن کے سر پر ہاتھ رکھکر سورہ فاتحہ پڑہتا ہے۔ اوسوقت دونون طرف کی مستورات جمع ہوکر حمد و نعت پڑہتی اور گاتی ہین۔ بعد سب لوگ فریقین کو مبارکباد دیتے ہین۔ صبح کو قبل از طلوع آفتاب دولہا دلہن کا بازو پکڑکر پاپیادہ اپنے گھر لیجاتا ہے اور چند مستورات ہمراہ جاتی ہین۔ دلہن اپنے سسرال مین صرف ایک شب رہکر صبحکو اپنے والدین کے گھر آجاتی ہے۔ ماںباپ اپنی لڑکی کو ایک روز رکھکر پھر واپس سسرال روانہ کردیتے ہین۔

نکاح حرم شریف کے اندر پڑہا جاتا ہے۔ بعد نکاح کھجورین اور مٹھائی حاضرین کو تقسیم کرتے ہین۔ شیرینی کاغذ مین ہوتی ہے اوسپر ایک سفید رومال لپٹا ہوتا ہے۔ کوئی رسم خلاف شرع یہانتک عمل مین نہین آتی۔ ساری باتین موافق شرع ہوتی ہین۔

عرب مین طلاق ایک معمولی بات ہے بہ نسبت ہندوستان یا اور ممالک اسلام کے یہان پر طلاق کا رواج زیادہ ہے اور اسی طرح بیوہ بھی بغیر نکاح کے نہین رہنے پاتی اون ملک کے حالات دیکھکر ہماری معصوم صنفت اور بے زبان مستورات قابل رحم ہین جن مین نے

یہان تک اس معاملہ پر غور کیا تو یہ بے زبانی وبے بسی زیادہ تر ملک کے رسم ورواج اور اپنے
حقوق کی لاعلمی سے ہے۔ ہندوستان بلکہ چین و برہما کی مسلمان عورتین بھی بہت کم واقف ہین
کہ خاوندون پر اونکے کیا کیا حقوق ہین۔ اگر خاوند بی بی کے حقوق ادا کرنے مین غفلت کرے
تو بی بی کہانتک احکام شریعت کے موافق خاوند کو مجبور کرسکتی ہے۔

عرب مین عورتین اپنے حقوق سے بخوبی واقف ہین اسوجہ سے وہ مردون پر
ایک طرح کی حکمرانی کرتی ہین۔ مرد اگر ذرا معاملات خانہ داری یا بچون کی پرورش یا بیوی کے
نفقہ مین تغافل کرتا ہے تو عورت عدالتی طریقہ سے اوسکو چونکا دیتی ہے۔ چونکہ ایسے
واقعات کا یقینی نتیجہ طرفین کی بدمزگی و ملال کا باعث ہے لہذا طلاق کے مقدمات کثرت
سے قاضی کی عدالت مین دائر ہوتے ہین۔

اہل انصاف خود اپنے علم و واقفیت سے اندازہ کرلین کہ ہم لوگون مین کتنے
خاندان ایسے ہین جن مین شوہر اور بیوی کی باہمی بدمزگی سے مخالفتین قائم ہورہی ہین اور اس
امر کی بڑے اور خوشحال خاندانون مین زیادہ شکایت ہوگی۔

کثرت سے نوجوان ایسے ملینگے جنکو بری صحبتون نے آوارہ کردیا ہے۔ تمام
عزیز واقارب لاچار و مجبور ہین۔ خود بدولت شاہد بازاری اور ارباب نشاط کے جلسون مین
احباب و ہم مشرب دوستون کے ساتھ فانی عیش مین ہین۔ اور وہ حرمان نصیب جسکو خدا کی ضمانت
پر منسوب کیا ہے کس مپرسی کی حالت مین پڑی ہے۔

افسوس یہان مردانے مین شاہدان بے شرم کے ساتھ داد عیش دیجارہی ہے
زنانہ مین پارسا بیوی بستر غم پر پڑی اپنی تقدیر کو رو رہی ہے۔

یا گھر مین فاحشہ عورت محبوبہ و طناز بنی ہوئی ہے اور باعصمت بیوی اپنے انجام

سے کے گھر بیوہ بنی ہوی سوگ مین پڑی ہے۔

باوصف ان باتون کے عرب کی عورتین انتظام خانہ داری اور بچون کی پرورش کا خاص سلیقہ رکھتی ہین۔ اور اونکا پہلا کام یہہ ہوتا ہے کہ وہ خاوند کے دل مین اپنی جگہہ کرلین۔ اور اوسکے ساتھہ ہی یہہ بھی ہے کہ وہان عالی خاندان شرفا مین نہ طلاق کا زیادہ رواج اور نہ خاندانی بے لطفیان اور نہ شوہر و بیوی مین بدمزگی۔ (از مرأۃ العرب)

تاہم عرب مین طلاق کوئی حیرت انگیز واقعہ نہین۔ وہان یہہ بالکل معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ طلاق کی کثرت ہم لوگون پر اسلئے ناگوار گذرتی ہے کہ اس ثقیل لفظ سے ہمارے کان آشنا نہین ہین۔ مگر انصاف یہہ ہے کہ عرب مین طلاق و تفریق کے رواج نے ایک بڑی خرابی خانہ داری کا انسداد کردیا ہے۔

مذاہب باطلہ پر کعبہ کی ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۹ھ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک اشتہار سنانے کے لئے مکہ معظمہ روانہ کیا تھا۔ اشتہار یہہ تھا کہ اس سال کے بعد سے کوئی بت پرست کعبۃ اللہ مین نہین جاسکتا۔ بموجب حکم رسولخدا حضرت علی رضا نے یوم النحر یعنی ذوالحجہ کی دسوین تاریخ کو یہہ اشتہار سب کو بآواز بلند پڑھکر سنایا کہ کوئی بت پرست اس سال کے بعد سے حج کرنے نہین پائیگا۔ کوئی برہنہ ہوکر طواف نہین کرسکیگا۔ اس سے پہلے جن لوگون نے حضرت رسول اللہ سے صلح کرلی ہے اونکی وہ صلح مدت مقررہ کے آخر تک بجنسہ قائم رہیگی۔ اور باقی لوگون کے لئے صرف چار ماہ کی مہلت دیجاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک کو چلے جائین۔ ورنہ اسکے بعد رسول اللہ اونکے محافظ نہین ہین۔

یہہ اشتہار آنحضرت کا بڑی دوراندیشی پر مبنی تھا۔ یہہ غیر ممکن تھا کہ کفار سال بسال مسلمانون کے ساتھہ حج بھی کیا کرتے۔ اور اپنی شہوت انگیز اور بیہودہ رسومات کو قائم رکھتے

اور مسلمانون کی اخلاقی حالت مین فتور نہ پڑتا۔ بلکہ قدیم حالت پر اون کو چھوڑنے سے اہل اسلام
مین رخنہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔

حاجیون کی وہ بڑی جماعت جسنے یہ اشتہار سنا تھا اپنے گھر گئی اور دوسرے
سال اوسکا کثیر حصہ مسلمان ہوگیا۔ اس اشتہار کے بعد سے کوئی غیر مسلم کعبہ شریف مین نہین جانے پاتا۔
اور ظاہر ہے کہ خدا کے گھر مین کفار اور دشمنان خدا کا کیا کام۔ اور اسی طرح مدینہ منورہ مین اب
کوئی غیر مذہب شخص نہین جا سکتا۔ کیونکہ وہ خانہ کعبہ سے توحید محبوب خدا کا گھر ہے

مکہ معظمہ کے تبرکات مکہ معظمہ سے اکثر حجاج صاحب حسب ذیل اشیا لیجاتے ہین۔ سرمہ
عقیق البحر کی تسبیح۔ آب زمزم۔ غلاف کعبہ۔ آب زمزم لانے والون کو لازم ہے کہ خود جاکر یا
کسی معتبر شخص سے حرم شریف کے اندر آب زمزم خرید کر بھرے۔ و بہروش کے زمزمیون مین بھر
لین۔ ورنہ بازاری ٹینون کا ہرگز اعتبار نہین۔ باوجود سفید اور نازک ہونے کے ٹین گڑبیسے
کاہل الوجود ہوتے ہین کہ یہ پانی موجود ہو جلدی مین بھر دیا کرتے ہین۔ تسبیحین یہان بہت قسم
کی بنتی ہین مثلاً خاک شفا۔ عقیق البحر۔ سنگ یہود۔ سنگ سلیمانی۔ مرجان۔ سیپ۔ شجر
ماہی۔ کھجور کی گٹھلی اور زیتون کے دانون کی ہوتی ہین۔ حسب حیثیت لوگ خرید کرتے ہین
سناء مکی کہ مین عمدہ ملتی ہے۔ اکثر لوگ کفن کو آب زمزم مین تر کر کے لاتے ہین۔ مصری اور
استنبولی قرآن مجید۔ جاروب جس سے کعبۃ اللہ کو دہوتے ہین۔ کعبے کے غسل کا پانی۔ آب
میزاب رحمت۔ مگر یہ ملنا بہت مشکل ہے۔ تمام و کمال برسات کے وقت آدمیون کے بدن
پر جذب ہو جاتا ہے خواہ کتنا ہی برسے

معلمین و مطوفین مکہ گو یہ امر مذموم ہے اور طبیعت پر اوسکے اظہار سے ناگواری وارد
گذرتی ہے۔ کیونکہ یہ حضرات کی برائیان نہین ہین۔ بلکہ خود اپنے عیب دوسری اقوام کے

رو برو بیان کئے جاتے ہین۔ مگر ان واقعات کا چھپانا جو حجاج کی ایذا کے باعث اور عرب کی بدنامی کے موجب ہین اوس سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔ بس کہنا ہی پڑا کہ علی العموم ان بزرگوارون سے ہندوستانی حجاج کو سخت ایذا و تکلیف پہنچتی ہے۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور کل زیارات اماکن مقدسہ پر معلمین و مطوفین و مجاورین مقرر ہین۔ جنکے ذمے خدمت حجاج مقرر ہے۔ اکثر یہ عرب ہین مگر بعض ہندی زبان بخوبی بولتے ہین۔ ان مین چند ہندی الاصل بھی ہین۔ جسوقت حجاج جدۂ شریف آتے ہین تو یہ لوگ خود یا اپنے مطوفون کو جدہ روانہ کرکے حجاج کو اپنے دام مین کر لیتے ہین۔ اور جب تک حاجی حرمین الشریفین مین رہتا ہے گویا اونکے بس مین ہوتا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک کا مطوف علیحدہ ہے ہندوستان کے صوبون کے علیحدہ علیحدہ معلم مقرر ہین۔ گو اس وقت قاعدہ ایسا ہے کہ جس کا جی جہان چاہے رہے۔ مگر یہ لوگ اپنی کوشش بھر اپنے مقرر شدہ صوبون کے باشندون کو اپنے ہی قبضہ مین رکھنا چاہتے ہین۔

تمام مناسک حج وعمرہ کو ادا کرانا۔ مدینہ منورہ کی جانب اونٹ کرایہ کر دینا شغدف وشبری وغیرہ کل سامان کا خرید کر دینا خواہ مخواہ اپنے ذمے لے لیتے ہین۔ رخصت کے وقت بحاج انکا حق الخدمت فی کس عہ سے صہ تک بلکہ بعض اوقات متمول اصحاب اس سے بھی بڑھکر دیتے ہین۔ حاجیونکو یہ لوگ کھیتی سمجھتے ہین اور سالانہ پیداوار جہانتک ممکن ہو نکالنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے۔

اسوقت مطوفون کا گروہ بہت بڑھگیا ہے اور اونکی معاش کا دارومدار صرف حجاج کی آمدنی پر منحصر ہے۔ وہ خود نہ کوئی پیشہ کرتے ہین نہ کسب معاش کے عمدہ وسائل رکھتے ہین اور یہی سبب ہے کہ جہان تک اونسے ممکن ہوتا ہے وہ حجاج کو لوٹتے ہین۔ اور کسیطرح سے اپنے سال بھر

کے گذارے کو بسنت جمع کر لیتے ہین۔ مطوفون کی ضرورت نا واقف حجاج کو ہوتی ضرور ہے کیونکہ حجاج نہ تو راہ و رسم ملک سے واقفیت رکھتے ہین۔ نہ ارکان حج بلا اون کی امداد کے ادا کر سکتے ہین۔ مگر مطوفون کی کثرت نے اب یہہ نوبت پہنچائی ہے کہ علاوہ ان خدمات کے جو مطوفون سے ارکان حج مین لئے جاتے ہین ہر کام مین حجاج کے دخل دینا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہین۔ بعض متمول حجاج اپنے روپیہ کو اون کے ذریعہ ایسا اڑاتے ہین کہ مطوفون کو اب ایسی عادت پڑگئی ہے کہ وہ امیر آدمیون کا کام دل سے کرتے ہین۔ اس امید سے کہ یہہ لوگ زیادہ اشیا خرید کرنے والے ہین۔ ان سے بہت کچھ نفع کی امید ہے۔ اور غربا کی بہت قدر پرواہ نہین رکھتے اور بڑی حقارت سے غریبون کی طرف دیکھتے ہین۔ مگر حق خدمت غریب بھی وہی دیتا ہے جو ایک متوسط درجہ کا امیر دیتا ہے۔ اس سال میرے تجربہ نے ثابت کردیا کہ وہ حجاج جو اپنے کو امرا مین شمار کرتے تھے۔ کچھ تو اپنی ناتجربہ کاری اور کچھ مطوفون کی بدولت ایسے تنگدست بنگئے کہ بذریعہ اپنے ملک کو تار کرکے جب روپیہ منگوایا گیا تو مصر کا ٹکٹ خرید کرسکے ورنہ شاید مانہ کی گلیون مین دست حسرت ملتے پھرتے۔ یہہ کوئی ناموری اور شہرت نہین ہے۔ میرے خیال مین سر بسر جہالت و نادانی ہے۔ اگر اتفاق سے یہہ سفرنامہ ان کی نظر سے گذریگا تو وہ میری اس سچی تحریر کو دیکھکر اپنی غلطی پر ضرور نادم ہونگے۔ انتہا یہہ ہے کہ مطوفین مکہ معظمہ امیر حاجی کو لنگوٹی بند ہوا کر چھوڑنا زیادہ ثواب سمجھتے ہین۔ یہہ حالت شاہ ہے شاذ کا ذکر نہین۔ خوف مین ڈالنا غلط خبرین سنا کر روحی ایذا پہنچانا تو معمولی باتین ہین۔ بعض مطوف ایسے چالاک ہین کہ حرمین الشریفین ہی مین نہین بلکہ حاجیون کی تلاش مین ہندوستان آکر مختلف اضلاع مین پہنچتے ہین اور گلی گلی مارے مارے پھرتے ہین۔ اور حاجیون کو ترغیب حج کی دیکر وہان کے آرام و آسایش کے قصے سناکر ہر قسم کی آسانیان اور ہر طرح کا آرام دینے

کا وعدہ ظاہر کر کے عازمان حج کو آمادہ، درمطمئن کر دیتے ہین۔ اپنے مطلب کے لئے بطور تذکرہ یہ بھی کہتے ہین کہ مثلاً اس قدر روپیہ آنا اسباب اتنے شخص ملکر چلین تو یہ آرام ہے اور یون آسانی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان آکر جس عازم حج کے گھر پہنچتے ہین اون کے ناخواندہ مہمان بنجاتے ہین۔ سفید یا سیاہ عبا یا چوغہ پر سبز عمامہ باندھکر ہر طرح اپنا اعزاز جماتے ہین۔ ناواقف ہندوستانیون کے لئے یہی کافی ہے کہ فلان مطوف مکی ہے مکہ کے رہنے والے ہندوستانیون کے نظر مین معصوم اور واجب التعظیم ہین۔ خواہ اونکے افعال کچھ ہی کیون نہون۔ اور اوس وقت سے وہ مطوف کے ہاتھ مین پھنس جاتے ہین۔ یہی نہین کہ خود پھنس جائین بلکہ دوسرے جانے والون کو بھی اپنی ہمراہی کی ترغیب دیکر مطوف کے جال مین پھنسا دیتے ہین۔ حالانکہ مکہ مین پہنچکر اونکی قلعی کھلجاتی ہے۔ کہ کوئی ہندوستانی دھنیا۔ کوئی جولاہہ۔ اور کوئی بھٹیارا ہے جو اپنے آبائی پیشہ کو چھوڑکر پشت دو پشت سے مکہ مین بسکر مکی بن بیٹھا ہے۔ بعضے اور آفاقی ہین جو بڑھئی لوہار وغیرہ پیشون سے تنگ آکر عبا قبا پہنکر مطوف بن بیٹھے ہین۔

جس دن سے ہندوستان مین مطوف، حاجیون کو اپنے ذمہ لیتا ہے کل اخراجات اپنی ذات کے حاجیوان کے سر ڈالتا ہے۔ جدہ پہنچکر ضروری خرید و فروخت بھی اپنے ذریعہ سے کرتا ہے اور مکہ معظمہ داخل ہوکر اپنے کسی رشتہ دار یا دوست کا گھر بھی خاطر خواہ کرایہ پر دلوا دیتا ہے۔ اونٹ کے کرایہ شبری و شغدف کی خرید مین مطوف پورے طور پر حاجیون کو جل دیتا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جدہ مین مطوف نے بڑا احسان رکھکر ۳۲ روپیہ کو شغدف خرید کرادیا اور اوس سے بدرجہا بہتر ۱۸ روپیہ کو بعضے دوسرون کو دلوایا تھا۔

جب مکہ معظمہ داخل ہوئے تو مطوف نے کہا کہ تمام لوگ اپنے شغدف اوٗ

شبری میں بھی گھر رکھیں جسکا کرایہ فقط دے دیا ہوگا۔ ہم اوسکو بڑا احسان سمجھکر بخوشی راضی ہوگئے
اور شبریا سو شغادف اوسکے گھر مین رکھدئے۔ جب منا کی تیاری ہوئی تو دیکھا گیا
کہ کوئی شغدف وہان نہین ہے دریافت پر کہا کہ دوسری جگہ پر رکھدئے گئے ہین۔ وقت پر
مل جاینگے۔ یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اوسنے ہمارے کل شغدفون کو بلا اجازت کرایہ پر برابر
دیتا رہا اور اس طرح سے سینکڑون روپیہ اوسنے ہمارے زرخرید شغادف سے کمالئے۔ اور
شغدفون کی یہ نوبت ہوگئی کہ کسی کام کے نرہے بالآخر مدینہ منورہ۔ ینبوع یا جدہ کسی صورت
سے پہنچکر ایک ایک شغدف کو اسکے چیلے چانون نے ۸ر مین خرید کرلیا۔ مین نے بہت
سے حاجیون کو دیکھا کہ مارے غصہ کے اونھون نے اپنے شغدف یا شبری کو توڑ کر جلادیا
مگر ۸ر مین نہین بیچے۔

جو کچھ مین نے اوپر لکھا ہے یہ میرا اور مختلف حجاج کا تجربہ ہے اور بغیر اسکے
چارہ بھی نہین۔ جب تک ریل جدہ شریف سے مکہ معظمہ اور وہان سے مدینہ منورہ کو نہ جاسکے
تب تک کم و بیش یہی شکایات ہوتی رہینگی۔ جسوقت ریل تیار ہو جاینگی ان شکایات مین سے
کوئی باقی نہین رہیگی۔ اوسوقت نہ معلم کی ضرورت نہ مطوف کی حاجت۔ اگر ضرورت پڑیگی
تو مناسک حج کے لئے وہ بھی ناواقف لوگون کے واسطے۔ شاید تھوڑے پیسے پر یہ لوگ اوس
وقت بخوشی اس خدمت کو انجام دینگے۔

مکہ معظمہ کا مسلخ

جنت المعلے کے جانب غرب پہاڑون کے درمیان مذبح ہے
جسکے چارون طرف ایک دیوار کھچی ہوئی ہے۔ اوسمین اونٹ بیل۔ گائے دنبے اور
بکرون کے لئے علیحدہ علیحدہ جائے مقرر ہے مسلخ شہر سے کچھ دور نہین مگر پردہ دار
محفوظ جگہ مین ہے۔ چارون طرف اسکے پہاڑ ہین۔ ایک راستہ درمیان سے مدینہ منورہ کو

چلا گیا ہے جو بنی عمرو کے قبیلہ سے ہو کر گذرتا ہے۔

خطبۂ فضیلت و احکامِ حج آج بعد نماز ظہر کے خطیب مکہ نے یہ خطبہ حرم شریف مین پڑھا بہت آدمی حرم مین تھے۔ ختم خطبہ کے بعد سلطان المعظم کے لئے دعا مانگی گئی۔ اس خطبہ مین صرف فضایل و احکام حج وغیرہ بیان کئے گئے۔ آج ۴۰ ہزار اونٹ کے قریب منا کو چلے گئے

آج ہمنے نماز عشاء کے بعد حج کا احرام باندھکر کعبہ کا طواف کرکے جانبِ صفا و مروہ روانہ ہوے۔ ہمکو بسبب بارش او کیچڑ کے سعی صفا و مروہ مین بہت مشکل پیش آئی۔ کثرت ہجوم سے قدم رکھنے کو جگھہ نہین ملتی تھی۔ دھکا پکی ایسی ہوی کہ بہت سے نحیف اور کمزور حجاج آج سعی صفا و مروہ سے معذور رہے۔ بعض تو دو ۲ ہی اور بعضے تیسرے شوط ہی سے واپس ہو گئے کہ بعد کو کر لینگے۔ ہمارے ہمراہیون مین سے دو ایک آدمی ایسے پھسل کر گرے کہ دوسرے لوگ ہنستے رہگئے۔ اوس رات کی بھی عجیب حالت تھی جو بہت مدت تک یاد رہیگی۔ بعض تو گدھون پر سوار ہو کر اور بعض بچتے جنازے مین بیٹھکر سعی صفا و مروہ کر رہے تھے ہمکو سعی سے واپس آنے کو رات کے ۱۲ بجگئے۔

روانگی جانب منیٰ ۳۰ نومبر روز پنجشنبہ۔ مطابق ۸ ذو الحجہ ہمارے لئے ایک بہت بڑی خوشی کا روز تھا۔ کہ ہم اپنے مقدس میزبان کے پاس مہمان بننے ہر سے جارہے تھے آج تقریباً سب کے سب منا کو روانہ ہو گئے۔ مین بھی اپنے رفیقون کے ہمراہ پیادہ پا مکہ معظمہ سے جانب منا روانہ ہوا۔

کوئی اونٹ پر سوار۔ کوئی گدہے پر اور کوئی گھوڑے پر بیٹھکر اپنے آقائی حقیقی کے دربار مین جارہا تھا۔ مگر مین اپنے مالک اپنے آقا کے پاس پیدل ہی جانا مناسب سمجھا۔ ایک اونٹ کرایہ لیکر سامان اوسپر لکھوا دیا۔ اور ایک غریب آدمی کو اوسپر بٹھا دیا

کہا جاتا ہے کہ منارہ کی روانگی جانب منیٰ افضل سب ہے۔ شہر کے آگے منی میں داخل ہو جانا چاہیے۔ واللہ اعلم

مکہ معظمہ کی بہت سی دوکانیں جانب منا و عرفات چلی گئی ہیں۔ قافلے پر قافلے چلے جا رہے تھے۔ کوئی حساب کوئی گنتی نہیں۔ اللہ اکبر اسقدر دنیا کہاں سے آگئے جو جمع ہو گئے۔ عقل حیران ہو رہی تھی۔ یہ قافلے جو جا رہے ہیں کسی گورنمنٹ کی فوج نہیں ہے جسکا انتظام فوجی اور ملکی حکام نے کیا ہو۔ نہ انکو کسی تحصیلدار نے جمع کیا۔ نہ کسی کلکٹر ضلع کی معرفت سے بار برداری کے جانور پکڑے گئے۔ یہ فقط خدا کی مہربانی ہے اور اسکے مہمانوں کے واسطے عرب کے جنگلی اور وحشی بدو بغیر طلب کئے یکدم حاضر ہو گئے ہیں۔

میں مسجد باب السلام سے باہر ہو کر جنت المعلیٰ پر سے ہوتا ہوا ایک میل تک شہر کے اندر ہی اندر چلا گیا۔ ایک یا سوا میل کے بعد جبل نور کا رستہ ہمارے بائیں جانب چھوٹ گیا۔ اور ہم داہنے جانب کو ایک وسیع میدان یعنے وادی میں سے گذرے۔ ہمارے دونوں جانب بڑے اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے جنپر چڑھنا آسان کام نہ تھا۔ پہاڑ بالکل صاف اور پتھر کے تھے۔ درخت یا اور کسی سبزی کا ان پہاڑوں پر نام و نشان نہ تھا۔ بالکل خشک تھے اور ان پہاڑوں میں پانی کے بہنے کا نشان تو ضرور تھا۔ مگر کسی مستقل نالے کا نشان نہ تھا۔ باب السلام سے جمرۃ العقبیٰ تک پورے ۴ میل اور مسجد خیف تک ۴½ میل کا فاصلہ ہے یہ ناپ بالکل صحیح ہے۔ اس فاصلہ کو بہت سے لوگوں نے کوسوں پر شمار کرکے لکھا ہے۔ رستہ بہت اچھا اور کشادہ ہے۔ بہت سی اونٹوں کی قطاریں میدان پر برابر برابر میں جا سکتی ہیں۔ آج کا روز اونٹوں کی قطار دونوں سے گذر کر نکلنا بھی بڑا مشکل بلکہ کٹھن کام تھا۔ غرض میں خدا خدا کرکے صبح کے برابر ۸ بجے شہر منا میں داخل ہو گیا۔ رستہ میں ہر جگہ خیموں میں چاء اور قہوہ و ٹھنڈا پانی

عرب فروخت کر رہے تھے۔ ۰ رکو ایک پانی کی صراحی اور ۰ رکو چار کی پیالی ملتی تھی۔

منا اور اوسکے زیارات شہر منا کی آبادی ایام حج کے سوا دوسرے دنون مین بہت کم ہے۔ یہان پر فقط عمدہ مکانات دو منزلہ سہ منزلہ بنے ہین۔ جو حجاج کی رہایش کے کام آتے ہین۔ شہر شرقاً و غرباً ۳/۴ میل طول اور شمالاً و جنوباً عرض آدہے میل سے کم ہے اسوقت شہر منا مین دو ہزار مکانات بڑے اور چھوٹے ہین۔ اگر قبل حج یہان پر مکانات کرایہ پر لے لئے جائین تو بہت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایام حج مین مکانون کا کرایہ بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔ مکہ معظمہ سے منا کو دو راستہ ہین۔ ایک تو یہی ہے جس مین ہم آئے۔ دوسرا ایک پہاڑی چڑہکر آنا ہوتا ہے جس سے پیدل اور گدہے سوار آتے ہین۔ اس راستہ سے ایک میل مسافت ہے۔ منا کے نزدیک ایک حوض پختہ بنا ہے۔ اوسی جگہہ سے یہ دونون راستہ علحدہ ہو جاتے ہین۔ منا کے نزدیک وادی منا کی چوڑائی پونے میل کی ہوگی راستہ سے جبل ثبیر۔ جبل ثگا بہ اور جبل نور بھی طرح دکھائی دیتے ہین۔

مکان کا کرایہ ۳ روز کیلئے ۲ گنی سے ۲۰ گنی تک لیتے ہین۔ میرے تجربہ سے ڈیرے کے رہنے سے مکان کرایہ پر لینا اچھا ہے۔ مگر معلم اپنے نفع کی غرض سے مکان دلانے مین بہت حیلہ حوالہ کرتے ہین۔ اور جہان تک اون سے ہوتا ہے مکان نہ دلوا کر خیمہ مین رہنے کی ترغیب دیتے ہین۔ دس پندرہ روز پہلے منا مین جا کر اوسکا انتظام کر لینا چاہیئے۔ حجاج کو لازم ہے کہ مکان ہی مین رہین۔ اوس سے بہت آرام ملتا ہے اور بیماری کے خوف سے بھی بچے رہتے ہین۔

سنا گیا کہ یہ مکانات سال بھر بغیر محافظ کھلے پڑے رہتے ہین اور اکثر ان مکانون مین سامان وغیرہ بھی رکھا رہتا ہے۔ لیکن ان مین چوری وغیرہ سے کچھ نقصان نہین ہوتا ہے

امر صحیح ہو تو کچھ تعجب خیز نہیں ہے۔ ہندوستان کے مانند وہان سرقہ اور نقب زنیان نہین ہوتی ہین۔ بدو البتہ ایک حد تک ارتکاب رہزنی کرتے ہین۔ مگر نقب زنی اور سرقہ اندرونی مکانات کے وہ عادی نہیں ہین۔ نہ کبھی وہان ایسی وارداتین سننے مین آئین۔ یہہ اور بات ہے کہ بدوؤن کے آڑ مین کسی اور ملک کا باشندہ ایسی حرکت کرے اور اوسکا الزام بدوؤن کے سر تھوپے۔ مگر کوئی ایسا واقعہ بھی سنا نہ گیا۔

مسجد خیف منا کے مشرقی حصہ مین مسجد خیف واقع ہے۔ بڑی عالی شان مسجد ہے مکہ کی مسجد الحرام سے تقریباً نصف رقبہ مین اس مسجد کی دیوارین ہین۔ درمیان مین جو قبہ ہے اوس کو مقام النبیؐ کہتے ہین۔ اسکی نسبت مشہور ہے کہ ستر نبیون نے علاوہ آنحضرتؐ کے یہان پر عبادت کی ہے۔ لوگ دوسری یہہ روایت کرتے ہین کہ اس مقام پر ستر نبیون کی قبرین ہین کل عمارت پتھر کی ہے صحن فراخ ہے۔ یہانکی عبادت بڑی فضیلت رکھتی ہے اوسکے چار دروازے ہین۔ بڑے دروازے کے نزدیک ایک پختہ مینار ہے۔

مسجد خیف اسوقت حج سے پہلے بند رکھی جاتی ہے۔ مگر عرفہ سے ایام تشریق تک برابر کھلی رہتی ہے۔ بند رکھنے کا باعث یہہ ہے کہ بہت سے ناواقف حجاج صحن مسجد مین میلا کرتے تھے۔ اور جابجا بول و براز رہتا تھا۔ کسی نیک دل بزرگ نے شریف مکہ سے کہکر اس مسجد کو بند کروا دیا جسکی وجہ سے یہہ اب کسیقدر پاک و صاف رہتی ہے۔ دروازون پر اسوقت ترکی سپاہی موجود رہتے ہین اور بواب بھی رہتے ہین۔ مجال نہین کہ کوئی اسمین بیوقت قدم رکھہ سکے۔ یا قبل عرفہ کے کسیوقت اندر جا سکے۔

وضو کیلئے پانی کی صراحیان دروازون پر موجود رہتی ہین۔ ہر کوبا اریا جیسے موقعہ ہوتا ہے ہر ٹکہ بھی فی صراحی فروخت کرتے ہین جس سے وضو بخوبی کر سکتے ہین۔ مسجد

کی دیواریں پختہ چونے اور گچکاری کے کام کی ہیں۔ اس مسجد میں دعا مانگنا افضل ہے۔ اور اجابت دعا کے لئے یہ مقام بھی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ درمیانی گنبد حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے۔ اسپر بارہا تعمیر ہو چکی ہے۔ شمالی دیوار کے پاس چند قبریں ہیں انھیں میں ایک قبر حضرت محمد رضا صاحبزادۂ علی رضؓ کی ہے۔ جسپر سنگ مرمر کا چھوٹا مینار ہے۔ اسکو مسجد خیبر اور مسجد آدم بھی کہتے ہیں۔

خیف کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ اسمقام پر جب تشریف لائے تو بہت دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ صحابہ رضؓ نے دریافت کیا کہ اس خاموشی کا باعث کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جہاں میں بیٹھا ہوں اس جگہ پر آدمؑ اور دیگر ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔ اور بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جسکو میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ بس اسلئے اس مقام کو خیف کہتے ہیں جسکے معنے پوشیدہ رکھنے کے ہیں۔ واللہ اعلم (یہ ہمارے معلم کی روایت ہے)

مسجد النحر یہ مسجد بازار میں ایک کوچہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سورۂ انا اعطیناک الکوثر نازل ہوئی تھی۔ اس کو مسجد الکوثر بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر آنحضرتؐ نے ۶۳ اور آپ کے حکم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ۳۷ جملہ سو اونٹ کی قربانی کی تھی جسکی وجہ سے مسجد النحر کہتے ہیں۔ میں نے مغرب کی نماز اسی میں پڑھی۔ مسجد کے نزدیک پانی کی صراحی رکھو لگئی جس سے وضو کر لیا گیا۔ مسجد میں کوئی فرش وغیرہ نہیں ہے۔ دو سو آدمیوں کے نماز کی جائی ہے اسوقت بہت سے مفلس و نادار لوگ اسمیں پڑے ہوئے ہیں۔

غار مرسلات یہ وہ مقام ہے جہاں پر سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی۔ مسجد خیف کے بالکل متصل جانب جنوب پہاڑوں کے نزدیک واقع ہے۔ یہاں فقط ایک غار ہے دو رکعت نفل نماز پڑھتے ہیں۔ ایک نشان پتھر میں اوپر کیجانب بنا ہے اوسکی نسبت روایت ہے کہ

یہاں آنحضرت رسول خدا کا سر مبارک لگا تہا اسلئے تبرکاً لوگ اس مقام میں اپنا سر اور
مونھہ ملتے ہیں۔ اس مقام پر حضرت سید المرسلین اور سیدنا جبرئیل دونوں تشریف فرما
تھے سلام پڑہانے والا مجاور سلام پڑہاتا ہے۔ کچھہ خیرات دیدیتے ہین۔ دو چار آدمیون
سے زاید ایکوقت میں اندر نہین جا سکتے ہین۔ [illegible] حقیقت میں یہ
غار نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بڑے پتھر کے نیچے زمین کو کہود کر آدمیون کے بیٹھنے
کیواسطے جگہہ بنائی گئی ہے۔ جہاں رسول خدا بیٹھے تھے۔ لوگ زمین ہی پر دوگانہ ادا کرتے
ہین۔ چٹائی تک نہین ہے۔

مقام کبش یہ وہ مقام ہے جہان پر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے سیدنا اسمٰعیل
ذبیح اللہ کو بحکم خدا ذبح کرنے لیگئے تھے۔ یہ مقام جمرۃ العقبےٰ سے جانب شمال غرب تقریباً دو
فرلانگ کے فاصلہ پر مراض کوہ منا میں واقع ہے۔ جہان یہ مقام ہے وہاں پر ایک مختصر سی
ٹیکری ہے یہاں پر دو مقام ہیں ایک جہاں پر حضرت اسمٰعیل ذبح کرنے کیلئے لٹائے گئے تھے
جنکے عوض حضرت جبرئیل نے جنت سے دنبہ لاکر رکہا۔ ایک بڑا پتھر شق ہوا ہے جو ابھی تک نظر آرہا ہے
اوسکی نسبت لوگونکا یہ بیان ہے کہ جب وہ وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ذبح کیلئے گلے
پر حضرت اسمٰعیل کے چھری پھیری اور وہ خم گئی مگر نہ چلی تو آپ غصہ سے چھری کو اوس پتھر
پر مارے تھے جس سے یہ شق ہو گیا ہے واللہ اعلم

اس مقام سے ذرا جانب غرب بالکل لگا ہوا ایک اور مقام ہے اوسکی نسبت کہا جاتا
ہے کہ اس میں حضرت سیدتنا ہاجرہ اور اسمٰعیل معتکف تھے اور یہ بھی کہتے ہین حضرت سیدتنا
عائشہ صدیقہ بھی اس غار مین معتکف تہین غرض یہ جگہہ ایک پتھر کے اندر بطور غار ہے جسمین
آدمی جھکر اندر جا سکتا ہے۔ اندر جا کر لیٹ بھی سکتا ہے۔ اس مین بہت سے انبیاء کرام و صحابہ نے

عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و پیغمبر خدا بھی تشریف فرما ہوئے۔ ہم بھی اندر جاکر دومنٹ تک تبرکاً لیٹے رہے۔ دعا مانگی ہر دو مقام پر فاتحہ پڑہکر مجاور و مساکین کو کچھ دے دلاکر واپس آگئے کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مساکین نہ ہون

مسجد العقبیٰ | یہ ایک چھوٹی سی مسجد جمرۃ العقبیٰ کے نزدیک مکہ کو جاتے ہوئے دہنے جانب پہاڑ کے دامن مین واقع ہے۔ غربی دروازہ منا سے ایک فرلانگ سے کچھ زیادہ ہوگی۔ اس مقام مین حضرت رسول خدا نے نماز پڑہی ہے۔ اور اصحاب انصار اسی جگہہ پر ایمان لائے تھے اجابت دعا کیلئے مشہور مقام ہے۔ وضو کیلئے پانی کی صراحیان ملتی ہین اندر ۵۰ آدمی کے نماز کی جا ہے چٹائی وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ حجاج تبرکاً دوگانہ ادا کرتے ہین۔

حاجیونکی قیام گاہین | ۳۰ نومبر روز جمعرات مطابق ۸ ذوالحجہ کو منا مین کل مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے اور ادہر ادہر پہرکر حاجیون کی قیام گاہین ملاحظہ کرتے رہے۔ ادہر ہمارا معلم جلدی کر رہا تہا کہ آج عرفات کو چلو جسنے انکار کردیا کہ جب تک پانچ نمازین یہان پوری نہ پڑہ لینگے۔ ہم جانب عرفات نہین جاتے۔ بازار مین قدم رکہنے کو جگہہ نہین تہی لاکہون اونٹ برابر مکہ معظمہ سے آرہے تھے پیدل آدمی کا گذر سخت مشکل تہا۔ اس سے ناظرین اندازہ کرلین کہ راستے کے ایک جانب سے دوسری جانب کو گذرنا چاہتے تھے مگر ہم سے نہ ہو سکا۔ ایک گھنٹہ کامل اس انتظار مین بازار کے بیچ ایک قہوہ خانہ پر بیٹھ گئے اور موقعہ کی تاک مین لگے رہے کہ ذرا اونٹ ٹہر جائین تو ہم دوسری جانب کو چلے جائین۔

محمل شامی و مصری بھی توپ خانہ، سوار و پیدل کیساتہ گذرا اونکے بعد شغادف والے اونٹ جنمین مستورات ہی تہین گذرنے لگین۔ راستہ تنگ اونٹ زیادہ اسمین گدہے اور خچر سوار بھی شامل تھے۔ شغدفونکی ٹکرین ایک دوسرے کو لگتی تہین۔ کوئی شغدف گرتا تہا۔ ادہر کوئی شبری مگر

سے اولٹ جاتی تہی۔ مگر کوئی نہین پوچہتا تہا کہ کیون ایسی بدانتظامی ہے۔ یہ مانا کہ ایسے بڑے
اژدہام مین انتظام کا قایم کرنا غیر ممکنات سے ہے۔ مگر کوشش کیجائے تو کوئی محال امر نہین
نہ پولس ہے نہ کوئی سپاہی مین نے دیکہا کہ چند ترکی سپاہی و آفسر بہی اوس قہوہ خانہ مین
زرق برق کا لباس پہنے ہوئے بیٹہے تہے [illegible] قہقہے لگا رہے تہے
ایک پولس اسٹیشن بہی منا مین ہے مگر براے نام آدمی اونٹون پر سے گرتے ہین لوگ اون پر
سے روندکر گذرجاتے ہین نہ سپاہی پوچہتا ہے۔ نہ پولس آفسر۔ ایک ذراسی توجہ سے یہ سب
بدانتظامیان دور ہوسکتی ہین۔

غربی دروازے پر سپاہیونکا سنگین پہرہ قایم کیا جاے اور صرف ایک قطار کو اونٹ
کی گذرنے دے تنگ گلیون مین جہان دو قطارونکا گذرنا ناممکن نہین تو تکلیف دہ ہے۔ ہرگز
گذرنے نہ دے کم ازکم یہ انتظام ہوجاے تو ذرا راحت ہوجاے گی ضعیف العمر عورات و بچے
اونٹون پر سے گرتے ہین روتے ہین چلاتے ہین۔ ادہر شبری اولٹ گئی ہے۔ اودہر شغدف
اوندہا ہوگیا ہے۔ لوگ چلے جارہے ہین۔ کوئی کسی کو پوچہتا نہین ہے۔ عجب معاملہ ہے۔ اونٹ
کے آنے کا راستہ علحدہ ہوا اور جانیکا راستہ علحدہ مقرر کردیا جاے تو اور بہی بہت آرام ملیگا
جاے تو بہت ہے سنا ہے مکہ جانیوالے اونٹ شہر کے شمالی رخ سے گذرین اور عرفات جانیوالے
جنوب کی طرف سے جائین۔ سوار اور پیدل کیلئے شہر کے اندر سے گذرگاہ رکہین تو ایک حد تک
آسانی اور آرام رہیگا۔ ترکی حکام کی توجہ ادہر ہونی چاہئے۔

اسوقت شہر کے اندر اور باہر میدان مین ایک لاکھ ڈیرے تک استادہ کئے گئے تہے
مدراسی معلم سید عبدالرحمن شبلی نے ایک احاطہ کے اندر اپنے لوگون کے لئے بہت سے عمدہ خیمے
گول ایک سیدہ کے استادہ کردئے تہے۔ جسمین ۸ آدمی ذرا تنگی سے اور ۶ آرام سے رہ سکتے

تھے فی حاجی سے وقوف عرفات کے چند گھنٹے اور منا کی ۳ راتوں کیلئے آدھا پونڈ یعنے ۱۲ معہ روپیہ لئے گئے اور جنہوں نے اپنے پردے وغیرہ تان لئے تھے اونسے فی کس دو روپیہ لئے گئے اور جو شغدف یا شبری ہی مین سو گئے اونسے فی کس یکروپیہ لیا گیا ظاہرا کرایہ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر وہان کی گرمی اور تکلیف کو خیال کرتے ہیں تو کچھ بھی نہیں۔ تاہم اس حساب سے ایک مختصر ڈیرے کا کرایہ ۴ اشرفی لیا گیا جسمین ۸ آدمی تھے اگر یہی ۴ اشرفی شہر مین دیکر گھر کرایہ پر لیا جاتا تو بہت باتون سے آرام ملنے کے سوا دس بارہ آدمی بخوبی گذر کر سکتے تھے ترکی اور بخاری حجاج کے ڈیرے بہت خوبصورت تھے چھوٹے اور بڑے ہر طرح کے خیمے رنگ برنگ کے لگے تھے۔ ان ڈیرون کو پہچانکر جائے قیام پر آنا بھی مشکل ہے۔

زاویہ شاذلیہ طریقۂ شاذلیہ کے مریدون کو جو آرام ہے ایسا آرام اور کسی کو نہیں اول جیسے میں لکھ آیا ہوں مکہ میں رہایش و خوراک کا آرام اور منے میں بھی خیمہ عمدہ اور زاویہ کا مکان اعلیٰ درجہ کا ہے عمدہ فرش و فروش اور اقسام کے تکیون سے آراستہ و پیراستہ ہے کل مریدان طریقت شاذلیہ کو ایام اقامت منا و عرفات میں رہایش و خوراک مفت ملتی ہے شیخ الزاویہ محمد ابراہیم صاحب فاسی الشاذلی نہایت پر اخلاق بزرگ ہیں۔ ذکر اور حلقہ و نعت خوانی ہمیشہ زاویہ میں ہوا کرتی ہے میں بھی اقامت منا میں دو وقت زاویہ کو گیا تھا۔ وہان کا انتظام دیکھکر بڑی خوشی حاصل ہوئی مہمانوں کیلئے فقط چا اور پانی کا خرچہ روزانہ دو چار پونڈ سے کم نہ ہوگا خوش الحان مولود خوان ہر وقت نعتیہ اشعار پڑھتے و حاضرین نعرۂ تحسین بلند کرتے رہتے ہیں۔

ہم پانچ وقت کی نماز یعنے ظہر، عصر، مغرب، عشا و فجر کی پڑھکر دوسرے روز یعنے یکم دسمبر مطابق نہم ذی الحجہ کو علی الصباح جانب عرفات روانہ ہو گئے۔

وادی محسر و مزدلفہ تھوڑی دور جاکر راستہ وادی محسر مین گذرا جہان پر اصحاب فیل

مارے گئے تھے اس وادی میں لوگ زرا تیز قدمی سے چلتے ہیں اوسکے بعد ۲½ میل کے فاصلہ
پر مزدلفہ یعنے مشعر الحرام نظر آیا راستہ بہت اچھا ہے کئے قطارین اونٹونکی یہاں بغیر کسی تکلیف
کے گذر سکتی ہیں دو طرفہ بڑے اونچے اونچے پہاڑ ہیں مزدلفہ ایک ہموار اور وسیع میدان مین
واقع ہے۔ اوسکا عرض پہاڑ سے تو تقریباً ایک میل کے ہوگا۔ مزدلفہ میں ایک مسجد جسکا ایک ہی
منارہ ہے۔ نہر زبیدہ جانب شمال دامن کوہ سے جاری ہے یہانپر نہر زبیدہ کا پانی میسر آتا ہے

میدان عرفات مزدلفہ سے دو راستے عرفات کو جاتے ہیں۔ ایک نہر زبیدہ سے لگا ہوا
جاتا ہے دوسرا ذرا جنوب کی طرف میدان سے گذرتا ہے میں جنوبی راستے سے گیا مگر دونوں راہیں
کوئی دور نہیں ہیں۔ مزدلفہ سے جبل رحمت کا منارہ برابر ۶ میل انگریزی ہے اس حساب سے کل فاصلہ
باب السلام سے جبل رحمت تک ۱۲ میل انگریزی کے قریب ہے۔ اس سے زیادہ نہیں مزدلفہ سے
چلکر ۱½ میل ایک درہ کو عبور کرنا ہوتا ہے جہاں پر اونٹ کی دو قطاریں مشکل سے اور ایک
قطار آسانی سے گذر سکتی ہے۔ اگر ترکی گورنمنٹ حجاج کی صحیح گنتی یا اونٹوں کا عدد معلوم کرنا
چاہتی ہے تو اس مقام پر ایک گنتی کرنیکا عملہ مقرر کردیوے پوری گنتی بالکل بے کم وکاست
معلوم ہوجائیگی مگر یہہ گنتی واپسی کیوقت ہو تو اور بہتر ہوگا۔

جب درہ سے گذر جاتے ہیں تو دور سے جبل رحمت وجبل عرفات دکھائی دیتے ہین پہر وادی
تبدریج کشادہ ہوتی جاتی ہے حد عرفات مسجد نمرہ کے پاس ہے اس قسم کے ااا نشانات پختہ
بنے ہوئے ہیں۔ نہر زبیدہ اس مقام پر کہولکر پختہ کنوئین کے طور پر بنی ہے میدان عرفات بہت
وسیع ہے رقبہ تقریباً ۱۰ میل مربع ہوگا۔ اس میدان مین میری خیال سے ۱۵ اور ۲۰ لاکھ آدمی قیام کرسکتی ہیں
یہہ بات یاد رکہنی چاہئے کہ اگر کوئی شخص پیدل جارہا ہو اور اسکے اونٹ پیچھے رہگئے ہوں تو
اس درہ کے پاس بیٹھنے سے جسکا ذکر میں نے ابھی کیا ہے اونٹ مل جائیگا اگر اس جگہ سے گذر جاوگے

تو یہ عرفات میں اپنے اونٹوں کو ہرگز ہرگز نہیں پا سکو گے۔ اس درہ کے آگے پہر انسان کو لازم ہے
کہ اپنے اونٹ کیساتھ ساتھ رہے ہرگز علیحدہ نہ ہوتا وقتیکہ میدان عرفات میں پہونچکر اپنے خیمہ کا
بندوبست نہ کرلے۔

چاہئے کہ اپنے اونٹ پر کسے خاص قسم کا نشان ... لگا دیا جائے جس سے اپنا اونٹ
پہچان سکیں

مسجد نمرہ مسجد نمرہ حد عرفات سے ذرا باہر ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص مسجد نمرہ ہی
میں رہجا دیگا تو وہ موقوف عرفات سے محروم ہو کر حج اوسکا نہیں ہوگا۔ یہہ مسجد بہت دور سے نظر آتی ہے
منا سے آتے وقت پہلے یہ مسجد ملتی ہے بعد کو حد عرفات میں داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نمرہ کے پاس
پانی کے دو مختصر حوض بنے ہیں جہاں وضو کیلئے پانی میسر آتا ہے افسوس ہے کہ آخری مرمت نہر
زبیدہ کی ہندوستانی امراؤ کے روپیوں سے ہوی۔ ہندوستانیون کا روپیہ اس مرمت میں صرف ہوا
جس سے تمام عالم پانی پیتا ہے۔ مگر خود حجاج ہند کو پانی بدقت گراں قیمت پر میسر آتا ہے وہ بھی بلا
زحمت اٹھائے ایک قطرہ پانیکا نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر بہت سے مقامات پانی
نکالنے کیلئے کھلے ہوے ہیں۔ مگر سب پر بدوٗن کا یا سوڈانی غلاموں کا قبضہ ہے۔ اور یہہ قبضہ
مالکانہ نہیں بلکہ جابرانہ ہے اور اسلئے ہے کہ سوائے اونکے کوئی دوسرا شخص پانی بھر کر نہ لیجائے
کیونکہ اور کوئی پانی لیجائیگا تو اسکے فروخت میں اونکو کمی واقع ہوگی۔ وہ لوگ بلا رو رعایت
دوسروں کو دہکا دیکر گرا دیتے ہیں۔ اور خود پانی بھر کر بیچتے ہیں ایک صراحی ۲ر جسمیں ایک شخص
اچھی طرح وضو کر سکتا ہے اور ایک مشکیزہ ۸ر کو ملتا ہے پانی کی دقت تو نہ تھی قیمت پر باسانی
نہیں تو ذرا تکلیف کیساتھ ضرور ملجاتا ہے۔

روز جمعہ تاریخ ۹ ذوالحجہ کو یہ عاصی پر معاصی میدان عرفات میں موجود تھا جہاں لاکھوں

انبیار اولیا رصدیقین و شہدا ر وصالحین کے قدم پڑے ہیں جس جگہہ ابوالبشر حضرت سیدنا آدم وام البشر حضرت سیدتنا حوا علیہما السلام کی ملاقات ہوی جسکی وجہ سے یہہ عرفات کہلاتا ہے جہاں وہ جبل رحمت ہے جسپر سردار دوجہاں خاتم المرسلان پیغمبر آخر الزمان رسول خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلعم نے حجۃ الوداع میں خطبہ پڑہا تہا۔ جہاں پر وہ مسجد ہے جسمیں حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم ع کو ارکان حج تعلیم کئے تھے۔ جہاں بعد زوال سے مغرب تک ٹہرنا ہر حاجی کیلئے فرض ہے اور بغیر اس وقوف کے وہ حاجی کہلانیکا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کیا شان کبریائی ہے کہ عرفات مین نہ تو کوئی خاص نماز پڑہی جاتی ہے نہ قرارت فقط اس میدان میں کہڑے ہوکر حاضری دینا حج کہلاتا ہے۔ اگر کوئی دیوانہ۔ غافل۔ سوتا۔ جاگتا۔ آج کا روز وقت مقررہ پر یہاں کہڑے ہوکر حاضری دیگا تو حاجی کہلاویگا اور اسکے سر سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔

میدان عرفات میں جدہر نظر اوٹہا کر دیکہو آدمی اور خیمے ہی نظر آتے ہیں رنگ برنگ قسم قسم کے ڈیرے رنگین سبز و سرخ لگے ہیں اپنے اپنے قافلوں کے امتیاز کیلئے مختلف قسم کی جہنڈیاں ڈیروں کے آگے نصب ہیں۔ تقریباً ۹ لاکھ آدمی آج میدان عرفات میں جمع تھے۔ اگر کوئی اپنا ڈیرہ بہول جائے تو پہر اسکو اپنا خیمہ میدان عرفات میں نہین مل سکتا۔ ہمارے ہمراہیوں میں سے ایک شخص عرفات میں بہولکر پہر منا ہی میں آنکر ملا۔ کئے لوگ بہولے بہٹکے پہر رہے ہیں اونکو اپنا ڈیرہ یا مقام نہیں ملتا ہے۔ اسلئے عقلمند و دور اندیش اپنے عیال اطفال کو لیکر اپنے اپنے خیموں میں ہی بیٹہے ہوے تسبیح وتہلیل تلبیہ ذکر واذکار میں مصروف رہتے ہیں ہم اپنے ڈیرہ کا ٹہکانہ کرکے خوب اچہی طرح سے غور کیساتھ جگہہ کو خیال میں رکہکر مسجد نمرہ کی طرف گئے جہاں تل دہرنیکو جائے نہ تہی ایک کنارے پر معہ اپنے ہمراہیوں کے کہڑے ہوگئے اوسوقت میرے ہمراہ بنگلور کے چار اور ویلور کے دو حجاج موجود تھے۔

مسجد نمرہ میں ظہر و عصر قریب ۱۲ بجے کے جب شامی اور مصری توپ خانہ سے توپیں دغنا شروع ہوئیں تو مسجد نمرہ میں خطیب نے خطبہ پڑھا۔ پہلے اذان دیگئی بعد بطور نصایح کے خطبہ پڑھا گیا۔ بعد خطبہ ایک بجے قریب پہلے نماز ظہر ۴ رکعت فرض امام کیساتھ ادا کیگئی اور اسکے بعد فوراً ۴ رکعت عصر کے بھی پڑھ لئے گئے۔ ہم ایک بجے [illegible] نمازیں پڑھکر فارغ ہوگئے
اس مسجد کو مسجد ابراہیم بھی کہتے ہیں اسلئے کہ یہاں پر حضرت جبرئیلؑ نے سیدنا ابراہیمؑ کو مناسک حج بتایا تھا اور نماز پڑھی تھی۔

مسجد کے درمیان جو قبہ ہے اسکو موقف النبیؐ کہتے ہیں اس مقام پر حضرت رسولؐ خدا نے نماز پڑھی تھی۔ نماز ہوتے ہی کل حجاج امام کیساتھ باہر ہوگئے۔ مسجد کی حالت ابتر ہے لوگوں نے نہایت گندہ کر رکھا ہے اسکا بھی دروازہ مثل مسجد خیف کے بند رکھکر آجکا روز وقت مقررہ پر کھولا جاتا تو جگہ بالکل پاک ہوتی۔ لوگ اسقدر دور دراز مقام سے راستہ کی زحمت اور کل تکالیف کو برداشت کرکے آتے ہیں۔ مگر یہاں آکر ایسے بزدل بن جاتے ہیں کہ جہاں رہتے ہیں اوسی جگہ بول و براز کرتے ہیں بہانہ بھی ہے کہ دور جانے سے بدو مار دینگے۔ بس بدؤں کے خوف کی آڑ میں ایسے مقدس اور متبرک مقامات کا کچھ خیال نہیں کرتے جہاں جی چاہتا ہے۔ وہاں رفع حاجت کو بیٹھ جاتے ہیں اور حکومت کی طرف سے تو کوئی مزاحمت ہی نہیں ہے خداوندا تو لوگوں کو نیک توفیق عطا کر یا حکومت کو اس طرف متوجہ کر تاکہ ایسی بے جا حرکات آیندہ نہ ہونے پائیں
اگر گورنمنٹ کی طرف سے چند چٹائیاں مکہ معظمہ سے ایام حج میں اونٹوں پر لدوا کر عرفات کی طرف روانہ کردئے جائیں تو مسجد خیف و مسجد نمرہ میں بچھانے کیلئے کام آوینگے۔

جبل رحمت جبل رحمت ایک چھوٹے پہاڑ کا نام ہے جو بڑے بڑے سیاہ پتھروں کا مجموعہ ہے اسکی اونچائی سطح زمین سے ۲۰۰ سو فیٹ اور سطح سمندر سے قریباً ۳ ہزار فیٹ ہوگی یہ

جبل عرفات کے دامن میں واقع ہے پہاڑ کی چوٹی پر ایک سفید ستون بنا ہوا ہے جہاں امام ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ حج پڑھتا ہے لوگ خطبہ سننے کی غرض سے مسجد نمرہ کو نہیں جاکر اس پہاڑ پر پہلے سے ہی چڑھ جاتے ہیں آدمیوں کی اسقدر کثرت ہوتی ہے کہ دور سے جبل رحمت سفید معلوم ہوتا ہے اوپر چڑھنے کو سیڑھیاں بنائی گئی ہیں لوگ اوپر جاتے ہیں کوئی نیچے اوترتا ہے ایسی دھکم دھکا ہوتی ہوتی ہے کہ بیان سے باہر حکومت کی طرف سے کوئی باقاعدہ انتظام یہاں پر بھی نہیں ہے۔ نہ پولس مقرر ہے نہ سپاہی ہیں کہ اس بے ترتیبی کو سدھاریں۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میں ہی سب سے پہلے چوٹی پر پہونچ جاؤں اور اوپر والے یہی چاہتے ہیں کہ ہم ہی سب سے پیچھے اوتر جاویں غرض ہر ایک وہاں خود مختار ہے۔ لوگ چونٹیوں کے مانند جبل رحمت کو گھیرے رہتے ہیں۔ لاکھوں بندگان خدا چھوٹے بڑے بچے جوان بوڈھے سب کے سب ایک ہی حالت میں برہنہ سر تہمد باندہے ہوے یا چادر لپٹے پہنے جوتے پاؤں میں ڈالے عاجزی کرتے اور فریاد مچاتے ہیں آج خواہ بادشاہ ہی کیوں نہو سر پر ٹوپی نہیں عجب بارگاہ عالی ہے۔

سلطانی فوج علیحدہ خیمہ دئے ہوے ایک جگہ پر ہے سوار و پیدل توپ خانے علیحدہ علیحدہ پڑے ہوے ہیں۔ تمام عالم جو میدان عرفات میں جمع ہے ذکر و تسبیح و تہلیل میں مشغول ہے لوگ جبل رحمت کے اوپر اور دامن میں منتظر بیٹھے ہیں کہ کب خطیب خطبہ پڑھتا ہے۔ اتنے میں مصری شامی اور ترکی توپ خانوں سے توپیں دغنا شروع ہوئیں جنکی آواز سے سارا جبل عرفات گونج اوٹھا ایسا معلوم ہوتا تہا کہ پہاڑ بھی اسوقت تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں۔

جبل رحمت کی چوٹی پر ایک سبز علم نصب کیا گیا اور ایک عمدہ ناقہ پر قاضی مکہ سوار ہو کر جبل عرفات پر چڑہا۔ لاکھوں خوشی کے نعرے بلند ہوے جیسے قاضی صاحب کی اونٹنی اوپر آئی اور قاضی صاحب نے اوپر سوار ہو کر ہی دعائیں پڑھنا اور لبیک پر انگلی اوٹھانا شروع کیا اور ہر لبیک کے ساتھ

کل حجاج اپنی حاضری کی شہادت اپنی جنبش اور اپنے رومال کی جنبش سے دیتے تھے اسوقت
یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جنت کی چڑیاں ہیں جو اپنے سفید پروں سے جبل عرفات پر سایہ کر رہی ہیں
جبل رحمت وجبل عرفات کوئی بڑے اونچے پہاڑ نہیں ہیں جو اپر تمام آدمی چڑہجاتے کل حجاج
کا سواں حصہ بھی اوسپر نہ چڑہا ہوگا۔ لوگ اپنی اپنی قیام گاہوں سے جبل رحمت پر نگاہ لڑائے
ہوے تھے اور وہیں سے لبیک کے اشارونکا جواب اپنے رومالوں کی جنبش سے دیتے رہے
اسوقت تمام مسلمانوں کے دل جوش سے بہرے ہوے اور اس ارحم الراحمین کی رحمت و بخشش
کی طلب میں بالکل گداز تھے۔ ابواب معصیت قطعی بند اور در توبہ سراسر کہلا تھا۔ شان مغفرت
کا ظہور ہر دل میں موجود تھا۔ کیونکہ اپنی بخشائش کا یقین سب کو تہا۔ اور اس میدان میں ہمیشہ
تا قیامت رہیگا۔ جوں جوں شام ہوتی گئی معلم اپنے اپنے حاجیوں کو بڑی لمبی لمبی دعائیں
پڑہاتے گئے ہمارا معلم سید عبدالرحمن شبلی نے برابر نصف گہنٹے تک دعا پڑہائی لوگ اوسکے
ہر لفظ پر قربان تھے اور گوش دل سے متوجہ ہو کر سنتے رہے اور جو جو لفظ وہ اپنے منہہ سے
نکالتا تہا اوسکو دہراتے تہے میں ایکطرف کھڑے ہو کر توبہ واستغفار پڑہتا رہا اور اپنی معصیت
کی خدا سے مغفرت چاہتا رہا۔

خطبہ ختم ہونے پر سلطانی اور مصری افواج نے دہوم مچائی یہہ بات ہمارے دلوں سے
ہرگز فراموش ہونے والی نہیں ہے کہ آج کا روز میدان عرفات میں جو تخمیناً ہ توپیں تہیں مارے
فیروں کے دہوئیں اڑا دئے اور ہیبت اسلام کا نمونہ دکہا دیا ہر دو منٹ کے بعد ایک فائر
ہوتی رہی او ترکی فوجیں افسر سے لیکر سپاہیوں تک سب محرم ننگے سر سفید احرام باندہے
مسلح تھے اور انکی یکرنگی اور نکے لئے ایک خاص وردی ہوگئی تھی۔ فوجی باجے سب ساتہہ
تہے۔ الغرض خطبہ ختم ہونے پر ہر شخص خوشی میں متوالا تہا۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دیرہا تہا

مبارک وسلامت کی صدائیں بلند ہوگئی تہیں۔

تمام میدان ریتیلا جسمیں کنکر اور پتہر ملے ہوے ہیں یہاں سایہ دار درخت دور تک کوئی بھی نہین ہے مگر اسوقت چھوٹے چھوٹے کیکر کے جہنڈ ہو گئے ہیں اگر انکو کاٹا نہ گیا تو شاید ۲ یا ۵ سال میں کہیں کہیں درخت بہی دکہائی دینگے۔ نہر زبیدہ کی وجہ سے پانی کی بہی قلت نہیں رہی۔ اگر حکام ادہر توجہ کریں تو میدان عرفات تختہ گلزار بن سکتا ہے مگر خدا کے مہمانوں کیلئے کیا دہوپ اور کیا سایہ وہ اپنے نشہ میں غرق یاد الٰہی میں بھرے رہتے ہیں۔

جبل رحمت اور جبل عرفات علیحدہ علیحدہ پہاڑ ہیں جبل رحمت کوہ عرفات کے دامن میں ایک چھوٹا پہاڑ ہے اور عرفات اونچا ہے عرفات کی اونچائی سطح سمندر سے ۵ ہزار فیٹ ہے جسپر دور دور کا منظر دکہائی دیتا ہے۔ اگلے سیاحوں نے ملک عرب کو بالکل ریت کا میدان جو بتایا ہے وہ میرے خیال میں محض فرضی تصویر اونہوں نے کہینچی ہے انمیں بڑے اونچے اونچے پہاڑ ہیں جبل عرفات کا سلسلہ جانب شرق جبل قرہ اور جبل محرم اور جانب غرب جبل منا۔ اور جبل ثور تک مسلسل چلا گیا ہے انمیں ہزاروں بدو قبائل آباد ہیں۔ جنکا گذارہ دنبوں اور اونٹ بکرے کی پرورش سے ہوتا ہے۔ جو سال میں ایکدفعہ منا میں لاکر فروخت کرتے ہیں۔ راہیں دشوار گذار ہیں اس سبب سے لوگ آسانی سے نہیں جاسکتے ہیں سیاحان سلف نے قیاسی گھوڑے دوڑا کر عرب کو بالکل ریگستان اور غیر آباد بنجر زمین مقرر کردی ہے۔

اب ہم لاکھوں شکر درگاہ پروردگار میں ادا کرتے ہیں جسنے ہم کو ادائے حج کی توفیق دی اور الحمد للہ کہ بخیر و عافیت پورے اطمینان اور صحت کیساتھ تمام ارکان حج ہمنے ادا کرلئے اور یہ صرف عنایت ایزدی ہے کہ ہمکو یہہ کہنے کی توفیق بخشی کہ ہمنے حج کرلیا۔

جسطرح منا وغیرہ میں عارضی مکانات آجاتے ہیں اسی قسم سے عرفات میں بھی اقسام کی

دوکانیں تہیں جنہیں دنیا بہر کی چیزیں دوکاندار فروخت کر رہے تھے اور گرانی کی کیفیت یہہ تھی
کہ ایک انار جو ۱ر کو مکہ میں ملتا تہا یہاں پر ۲ر اور ایک تربوزہ عہ ر کو بکا۔ ہر قسم کے کہانے عربی اور
ترکی مذاق کے موجود تھے۔ نہر زبیدہ اگرچہ سر پر بہ رہی تھی تاہم کثرت حجاج کی وجہ سے ایک
گلاس پانی ۱ر سے کم میں نہیں ملتا تہا۔ باوجود اس گرانی کے بہی تمام چیزیں شام تک فروخت ہوگئیں
اور دوکاندار ہاتہ پیر جہاڑ کر الگ ہو گئے گویا فروخت کے واسطے کچہ مال بہی اونکے پاس نہ تہا۔
خیال کیا جاتا ہے کہ آج میدان عرفات میں تقریباً ۲ لاکھ روپیہ سے کم کی بکری نہ ہوی ہوگی
کیا یہ سب روپیہ عرب اور بدوی قبائل کے لوگوں کو نہیں ملتا ہے۔

واپس مزدلفہ ہمنے تمام باتوں سے فارغ ہو کر واپس مزدلفہ کی ٹہانی میرے ہمراہیوں
میں سے تو کوئی اونٹ اور گدہے پر سوار ہو کر چلے گئے۔ عاجزنے پیدل ہی واپس ہونا مناسب
سمجہا روز تو سواری پر جاتے ہیں اگر عمر بہر میں ایکبار خدا کے مہمان بننے کیلئے بہی پیدل نہ جائیں
تو ہماری انکساری کہاں یہ خیال کرکے دلمیں سلیا۔ اور پیدل ہی واپس ہونیکی ٹہانی مغرب
کے وقت جب آفتاب سطح زمین سے کچہ ہی نیچے ہو رہا تھا کہ میں میدان عرفات کو ہمیشہ کیلئے
الوداع کہا اور آخری حسرت و حرمان بہری نظر سے جبل رحمت و مسجد نمرہ کو دیکھکر فاتحہ پڑہتا ہوا
روانہ ہو گیا۔ میرے ہمراہ میرا ملازم اور ایک میرے دوست جمعدار حاجی عبدالغفور صاحب
کولاری بہی تھے۔ ہم اونٹوں اور گدہوں کی قطار سے بچتے بچاتے چلے آئے۔ میں بہت تہکا تہا
چونکہ صبح بہی پیدل ہی گیا اور اب بہی پیدل ہی جا رہا ہوں۔ میرے پیر میرے قابو میں نہ تھے
جوتے پہٹے تہے راستہ ریتیلا اور کنکریلا تھا۔

تہوڑی دور آکر میں ایک اونچی جگہ بیٹھ گیا یہاں سے مجہے دونوں جانب کا منظر اچہی طرح
معلوم ہوتا تہا۔ جدہر نظر جاتی تہی اونٹ ہی اونٹ نظر آرہے تھے۔ گویا مزدلفہ تک لوگ متصل

جلا کر چلتے تھے ہزاروں مشعلوں کا روشن ہونا بھی ایک عجیب دلفریب منظر تہا اور شعلیں لوگ ہاتوں میں لئے ہوے اونٹوں کے آگے چل رہے تھے ہم ایسی جگہہ بیٹھے تھے کہ ادہر مزدلفہ اور ادہر میدان عرفات تک دکہائی دیتا تہا۔ خلقت کا کوئی شمار نہ تہا جیسے جیسے لوگ مزدلفہ میں پہنچتے تھے اپنا چراغ زمین پر گاڑ دیتے رہے اسطح سے ہزاروں چراغیں مزدلفہ میں روشن ہو گئے اور ہنوز لوگوں کی آمدنی بند نہین ہوی تھی۔

تہوڑے وقت کے بعد محمل شامی و مصری اور ترکی انفنٹری و سوار توپ خانہ وغیرہ معہ بدوی و عرب سواروں کے ایسے زور سے آیا کہ سارا میدان ریت اور غبار سے دہواں دہار ہو گیا شریفین اسکو اور ان کے گہوڑے نہایت سجے سجائے تھے جنپر بیش قیمت زر دوزی جہولیں پڑی ہوی تہیں۔ جنکے باڈی گارڈوں میں بدوی عرب و ترک شامی جوان مختلف قدوقامت مختلف رنگ کے جنمیں بعض بالکل یوروپین وضع کے بعض سانولے بعض گندمی رنگ کے تھے جو حبشی النسل تھے اونکے بال کسی قدر گہونگروالے تھے اور انکی سرخ آنکہین سیاہ چہرے پر سفید دانتیں بڑے بڑے اونٹوں کے ساتہہ عجیب ہیبت میں نظر آرہے تھے۔ بدوؤں کے پیر میں جوتی ندارد۔ مگر کمروں میں کمر بند زرین اور طپنچہ یا پستول و بیش قیمت زریں و طلائی ہاتہ میں بخرن رائیفل گلے یا کمر میں کارتوسوں کا کمر بند تہا۔ اونکے بعد دو یا تین اونٹ خالی نظر آئے جنپر نہایت بیش قیمت پالانیں ریشمی پڑی تہین۔ انکے گذرتے ہی یکے بعد دیگرے مختلف قسم کے عربی گہوڑے جنمیں ۹ یا ۱۰ بالکل سفید تھے جنپر سنہری جہولیں اور زریں اسباب تھا ہنہناتے ہوے آئے سنا گیا کہ ایک ایک گہوڑا معہ ساز و سامان کے ایک لاکہہ روپیہ سے کم کا نہیں ہے اونکے بعد شریف مکہ ہز ہائینس سید حسین پاشا کی سواری بادبہاری آئی اونکے بعد کمانڈر افواج مکہ معظمہ معہ اسٹاف کے پہونچے۔ یہہ دونوں سواریاں بڑے ترک اور احتشام سے چلی جارہی تہین۔

یہہ تماشا تہوڑی دیر تک ہمنے اوس درہ پر بیٹھکر دیکھا جیسے یہ ہجوم نکل گیا اور بہت سے اونٹ گذر گئے تو ہمنے بھی درہ سے اوتر کر مزدلفہ کا راستہ لیا ۸ بجے شب کے چاندنی میں ہم مزدلفہ کے نزدیک ایک ریتے کی ٹیکری پر آ گئے یہہ ریت کا چھوٹا ٹیک ہمارے لئے بمبئی کے تاج محل پالیس ہوٹل کے لبمروں سے اچھا معلوم ہوا۔ ہم ۳ آدمی تھے دو ایک عورتین بھی پنجاب کی راستہ بھولی ہوئین ہمارے ساتھ ہو گئیں تہین۔ مین نے کہا کہ اب ایسے جم غفیر میں اپنے اونٹونکی تلاش کرنا سراسر حماقت ہے چلو اسی جگہہ لیٹ رہیں۔ ہمارے پاس سوائے احرام کے اور کوئی چیز نہ تھی میرا احرام ایک خاکی تہ بند اور اوپر ایک برا ترکش توال تہا۔ اسوقت ہمکو وہ ریت ایسا اچھا معلوم ہو رہا تہا کہ ہم کسی اعلیٰ درجہ کے کوچ یا صوفوں پر لیٹے ہیں میں نے تو تیمم کر کے مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑہ لی اور ۷۰ کنکریاں چنکر کپڑے میں یعنے احرام کے ایک طرف باندہکر قدرتی بستر پر لیٹ گیا۔ تہکان کے باعث ایسی نیند آگئی کہ پہر دو بجے کو میری آنکھہ کہلی۔

رات کی چاندنی اسوقت ایسی پیاری معلوم ہوتی تھی کہ میں ذرا وقت اوٹہکر بیٹھہ گیا۔ دیکھتا ہوں کہ مجھے کسی قدر آرام ہے۔

مصری اور شامی قافلوں سے ۲۱۔ ۲۱ توپونکی سلامی سر ہوی۔ ۱۰ بجے رات تک توپونکی آواز سے تمام میدان گونجتا رہا۔ پہاڑوں میں توپونکی گرج رات کا وقت روشن کا عالم مسجد مشعر الحرام کے میناروں پر روشنی کا بہت ہی پیارہ نظارہ معلوم ہوتا تہا یہہ منظر بھی مجکو میرے مرنے دم تک یاد رہیگا میں کسی طرح سے آج رات کا نظارہ اپنے قلم سے لکہکر ناظرین کو بتا نہیں سکتا دو بجے شب تک قافلے آتے اور جاتے رہے بعضے اونٹوں نے دو دو پہیرے عرفات اور مزدلفہ کے کئے بیچارے ناواقف حجاج جو ہند سے آخری وقت آئے تھے بڑی مشکل سے

رات کے دس بجے میدان عرفات میں داخل ہو سکے گو انہوں نے اپنے خیال میں وقوف عرفات کا فرض ادا کر لیا ہے مگر اونکی حالت افراتفری ہی قابل رحم تھی۔ اونکا روپیہ بھی زیادہ اوٹھا اور روقت پر اطمینان کے ساتھہ وقوف عرفات میں حصہ نہ لیسکے۔ جہاز نار کو برٹش انڈیہ کمپنی کا تھا ممکن ہے کہ مجھے نام جہاز کا صحیح نہ بتایا گیا ہو خواہ نام کچھ ہی ہو لوگ اوس جہاز کے آج دس بجے شب کے عرفات میں داخل ہوئے۔

تاریخ ۲ ڈسمبر مطابق ۱۰ ذوی الحجہ ہم بعد نماز صبح آفتاب نکلنے کے منتظر بیٹھے رہے۔ دودکانیں ہر قسم کی یہاں بھی تہین اور پانی بھی فروخت ہوتا تھا مگر ایسے انبوہ کثیر میں اپنی جگہ سے پانی کی تلاش میں جاکر پھر اپنے مقام پر واپس آنا ناممکن تہا۔ بہت سے واقعات ایسے سننے میں آئے جنمیں لڑکے ماں سے بہائی۔ بہائی سے شوہر زوجہ سے رفیق۔ رفیق سے ایک چشم زدن میں نگاہ سے غایب ہوگئے اور پھر مکہ معظمہ تک نہ ملے ہمارے ساتہیوں میں سے ایک حاجی محمد یعقوب نامی عرفات کے بہولے منا میں ملے۔ ایک شوہر اپنی زوجہ سے جدا ہوگیا تہا اوس عورت کی آہ وزاری کا بیان میں کچھ نہین لکھ سکتا ہوں۔ عرفات کا چہوٹا مکہ میں آنکر ملا اور رخود ہم ۲ آدمی اپنے قافلے سے چہوٹ کر علیحدہ ریت کے ٹیکرے پر پڑے رہے بہرحال ہر شخص کو پورا یقین تہا کہ ڈیرہ چہوڑا اور گم ہوے بس کسی نے جرأت نہیں کی کہ ڈیرے سے چند قدم بھی علیحدہ ہو۔ عرفات سے لیکر منا تک تمام رات لوگوں کا تانتا برابر لگا رہا ایک لمحہ کو بھی نہین ٹوٹا ہزارہا مخلوق ایسی تہی جنہون نے مزدلفہ میں صرف نماز مغرب اور عشا ملاکر پڑہی اور سیدہا منا کا راستہ لیا اور اس قلیل قیام کو قیام مشعر الحرام سمجہا۔ صبح کی نماز کے وقت بھی ۱۳۔ ۱۳ توپیں باری باری سے مصری اور شامی قافلون نے چلائی سارا میدان گونج اوٹھا۔

الغرض ہم سات بجے صبح کے مزدلفہ سے روانہ ہوکر ۸ بجے منا میں داخل ہو گئے۔ راستہ میں دو

لاشین پڑی ہوئی ہیں نہ معلوم کون تھے اور کیوں نہیں دفن کئے

چونکہ ہمکو اپنا قیام معلوم تھا اسلئے بلا تکلیف اپنی جائے قیام میں داخل ہو گئے۔ آجکے روز منا میں اونٹوں کی قطاروں میں سے ہو کر گزرنا بڑے جوانمرد کا کام ہے۔ مدنراسی قافلے کے اونٹ ۱۰ بجے آگئے اونکو ۴ میل کا راستہ چلنے میں برابر ۶ گھنٹے صرف ہوئے اسپر بھی یہی کہا گیا کہ اونٹ بہت جلد آگئے جیسے اونٹ آگئے لوگوں نے رمی جمرات کی طیاری شروع کی۔

مقام منا اور رمی جمرات آجکا روز منا میں خاصی رونق ہے جدہر نظر کرو ادہر ڈیرے اور خیمے ہی نظر آتے ہیں سارا میدان اور وادی منا بلکہ پہاڑوں کے اوپر تک لوگ ڈیرہ کئے ہوئے ہیں کثرت ہجوم سے تل دہرنیکو جائے نہیں ہے اژدہام مخلوق کا کوئی شمار نہیں۔ ہر نماز کیوقت شامی مصری اور شریفی توپ خانوں سے ۲۱۔ ۲۱ توپیں سر ہوتی ہیں اور یہہ باری باری سے داغی جاتی ہیں۔ کوئی تو کہتے ہیں کہ ہر توپ خانہ سے ۴۸ گولے دغتے ہیں مگر مینے تو ۲۱ ہی گنے۔ جنکی آواز سے سارا پہاڑ گونج اٹھتا ہے عجب شان و شوکت اسلامیہ نظر آتی ہے تمام دنیا کے مسلمان یہاں موجود ہیں گو ان لوگوں کے رسم و رواج الگ تمدن و معاشرت جدا گانہ ہیں شکل و شباہت میں بہت فرق ہے زبان ایک دوسرے کی نہیں سمجھتے۔ مگر سب کے سب یکدل و یکزبان ہو کر وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ جتنے احکام و ارکان حج و قربانی کے ہیں وہ سب کے سب ایک ہی موافق ادا کرتے ہیں اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک سب کی زبان سے نکلتا ہے۔

میں بھی اپنے ہمراہیوں کیساتھ وضو کر کے جمرۃ العقبٰے کے نزدیک گیا جو غربی دروازہ منا کے قریب ہے بڑی مشکل سے وہاں تک پہونچے اسوقت لوگوں کا انبوہ کثیر تھا کنکر پر کنکر مار رہے تھے میں نے بھی مقررہ دعا پڑھکر شیطان پر سات کنکریاں ماریں شان الٰہی دیکھئے کہ ہر سال

لاکھوں کنکریاں مارے جاتے ہیں۔ مگر پتہ نہیں چلتا کہ کنکریاں کہاں جاتی ہیں ورنہ بڑے بڑے پہاڑ بن جاتے۔ ہم کنکریاں مار کر بازار کی طرف سے گذرے اللہ اکبر بازار منا ایسا حاجیوں سے بھرا تھا کہ دو قدم بھی بغیر دھکے کھائے گذرنا مشکل تھا۔ پھر فوراً قربان گاہ کی طرف گئے۔ بہت سے لوگوں نے جمرہ اولی یا وسطیٰ پر ہی کنکریاں مار کر آگئے اور کہتے تھے کہ ہجوم زیادہ نہ تھا ہم کنکریاں مار کر آگئے میرے دوستوں میں سے دو ایک کو میں نے پھر روانہ کیا کہ جاکر جمرۃ العقبہ پر مار کر آؤ۔ ورنہ ایک واجب ہی ترک ہوتا ہے

ادائے قربانی

بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ ادھر جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں اور ادھر آکر حجامت بنوائی وہ کچھ غریب نہ تھے کہ ان پر قربانی یا دم شکریہ واجب نہ ہو غریبوں پر تو حج ہی فرض کہاں ہے جو قربانی نہ دے سکتے ہوں۔ شاید اختلاف مسائل کی وجہ سے ایسا ہوا ہو ہم نے تو پہلے قربانی اور دم شکریہ و دم جنایت دیکر پھر اپنا سر منڈا لیا۔ یہاں پر بہت سے اختلاف مسائل دیکھے گئے کوئی کہتے ہیں کہ قربانی لازم نہیں دم شکریہ واجب نہیں بعضوں کے نزدیک دم شکریہ ادا کئے تک احرام کھولنا درست نہیں یہاں جس طرح جس کے دل میں آیا۔ اس موافق لیا ہم نے پہلے شکریہ کا بکرا ذبح کیا اس کے بعد قربانی دیکر حجامت بنوائی اور یہ سمجھ لیا کہ کوئی نیک کام یہاں پر ثواب سے خالی نہیں ہے ہمارے ساتھیوں نے بھی قریب قریب ایسا ہی کیا آج قربانی اس کثرت سے ہوئی تھی کہ مقام ذبح پر جہاں تک نظر کام دیتی تھی دنبوں اور بکروں اونٹوں کا ہی فرش نظر آتا تھا۔

منا کے حجام

حجاموں کی تعداد منا میں بہت ہے۔ اس پر بھی شام تک جو تہائی حاجی سر منڈوائی سے فارغ نہ ہوئے اجرت ۲ رت ۸ فی حجامت تھی۔ میں ایک حجام کے پاس گیا دیکھا تو لوگ کثرت سے اسے گھیرے بیٹھے ہیں اپنا سر آپ ہی خود پانی لگا کر ملتے ہیں حجام فقط

استرا بھیر دیا کرتا ہے اسقدر صفائی سے حجامت بنائی جاتی تھی کہ چوتھائی بال سر کے اوسمین رہجاتے تھے اور جب تک دو چار زخم سر پر نہ ہوے لیتے تھے تب تک حجامت پکی نہ سمجھی جاتی تھی۔ مینے بھی اپنے سر کو خود پانی لگاکر حجام کے آگے خم کر دیا۔ اوسنے دو چار استرے ادہر سے اودہر مارکر ۲ زخم میرے سر پر لگادئے جس سے تہوڑا سا خون بھی نکل آیا اور مین نے سر جہٹک اور مودب کھڑے ہوکر ۸ ر اوسکی نذر کیا۔

اکثر حجاج نے آج ہی قربانی دم شکریہ و دم جنایات دیکر سر منڈوانے کے بعد احرام کہولدیا بعضوں نے اس خیال سے کہ بکرے کل کے روز سستے ملینگے قربانی ملتوی کر دی۔

جمرۂ اولیٰ ۲ رڈسمبر یکشنبہ مطابق ۱۱ ذوالحجہ آج سبہوں نے تینوں جمرونکو کنکریان مارنا شروع کیا۔ بعضوں نے توقبل زوال سے اور بعضوں نے بعد زوال کے مارا جمرہ اولی سے شروع کرکے جمرۂ وسطی اور جمرۂ عقبےٰ کی طرف جانا چاہئے۔ اسمیں بھی بہت لوگ غلطی کرتے تھے۔ کوئی جمرۂ عقبےٰ ہی سے مارتا ہوا آتا تھا کوئی جمرۂ وسطی سے شروع کرکے جاتا تہا۔ جب اونکو معلوم ہوا کہ غلطی کر رہے ہیں تو کنکریاں تو اونکے پاس نہیں تہیں لائے تھے تعداد کے اور مارڈالے اندہا دھند تب وہیں سے اوٹھاکر مارنا شروع کیا۔ مینے ایسے بہت لوگوں کو دیکھا ہے۔ جمرہ اولی جانب شرق و جمرۂ عقبےٰ جانب مغرب واقع ہے ہمنے دیکھا کہ بہت سے ناواقف لوگون نے حد اعتدال سے گذر کر جوتیوں سے مارا جو بالکل خلاف سنت ہے۔

جائے قربانی وادی محسر کے کنارے دامن کوہ میں قربان گاہ ہے جہاں لاکھوں ہیشیر دنبہ بکرے گائی بہینس اور اونٹ برائے فروخت موجود رہتی ہین لوگ ایک پر ایک خرید کر رہے تھے۔ اس حال دیکھا گیا کہ لوگوں نے پہلے پہلے تو جائے قربانی میں ذبح کیا اوسکے بعد جا بجا اول جہاں جاہا وہاں پر قربانی کے بکرے دنبے گائے وغیرہ ذبح کئے برائے نام بدوسوار اسکی

دیکھ بھال کیلئے مقرر تھے مگر وہ بھی جو کوئی نی بکرا ۱ھ۲ نذر کر دیا کرتے اونکو چھوڑ دیتے تھے جس نے کچھ نہ دیا اونکو ذرا سختی کر کے قربان گاہ کے طرف ہی لیگئے۔

گوشت کی کوئی ممانعت نہ تھی جنکا جی چاہا وہ گوشت لے آئے جنہوں نے نہیں لانا چاہا اوسی جگہ چھوڑ دیا۔ بہت سے حجاج نے اپنے اپنے ڈیروں کے پاس ہی ذبح کیا جانوروں کے چمڑے اول اول ترکی سپاہ نے لے لیا۔ بعد کو جب کثرت ہوئی اور لوگوں نے جہاں چاہا وہاں قربانی دینا شروع کیا تو کہا اونکو بھی کسی نے نہیں پوچھا۔ سینکڑوں کہالیں میدان منا میں ادہر اودہر پڑی ہوئی ہیں نے دیکھیں۔

۱۰ تاریخ یوم النحر کے دن دنبہ کی قیمت ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے دن تک ۸ سے دس روپیہ تک رہی ۱۲ سے شام تک ۱۰ سے ایک اشرفی تک قیمت ہو گئی۔ بکروں کی قیمت ۲ روپیہ سے ۵ تک رہی اور شام کو چھ سے دس روپیہ تک ہو گئی۔ ۱۱ تاریخ کو دنبہ کی قیمت اشرفی سے ۲۰ روپیہ تک چڑھ گئی اور بکروں کی دس سے ۱۶ روپیہ تک ہو گئی تیسرے روز بازار سرد ہو گیا دنبہ کی قیمت پھر اوتر کر ایک گنی کے اندر ہو گئی مگر بکرے دم کے میسر نہ ہو سکے اگر ملے بھی تو تنکے اور سستے نہ تھے۔

تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ یوم النحر کے روز جانور ارزاں بھی رہے اور ثواب بھی زیادہ رہا بعد کو قیمت جانوروں کی بڑھ گئی اور ثواب کم ہو گیا اسلئے جہاں تک ہو سکے اول وقت میں یوم النحر کے روز قربانی کرنا اچھا ہے۔

گورنمنٹ کو کیا انتظام کرنا چاہیے؟ اس سال کے تجربہ سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر گورنمنٹ شریفیہ با حکام عثمانیہ ذرا توجہ کریں ساتھ مندرجہ ذیل امورات کا خیال رکھیں تو حجاج کو آرام ملنے کے علاوہ خود گورنمنٹ کو بڑی رقم منافع میں ملنے کی امید ہے۔

۱ - جانوروں کا بازار ایک جگہ مقرر ہونا چاہئے جہاں پر علیحدہ علیحدہ مقامات پر دنبہ بکرے اونٹ بیل اور بھینس جمع رہیں۔ ایک جانور دوسرے بازار میں نہ آوے۔ ہر قسم کے جانوروں کا بازار بالکل علیحدہ ہو۔ اس سال جیسے کے بدو لوگ مراض کوہ اور وادی محسر میں ادہر ادہر لئے کھڑے تھے ایسا ہونے دیں اسمیں حجاج کو بہت تکلیف ہوتی ہے اگر ممکن ہو تو گورنمنٹ مسلح مناسب سمجھے قیمت جانوروں کی لگا دے۔ شرعًا جو جانور قربانی کیلئے جائز نہ ہوں اونکو ان بازاروں میں لانے ہی ند یا جائے۔ جیسے دبلے و نحیف لنگڑے یا اندہے جنکی سینگ یا کان کٹے ہوں وغیرہ وغیرہ

۲ - قربانی کیلئے مجائے قانونًا مقرر ہو گو اسوقت بھی برائے نام چند بڑے بڑے گڈہے کھودے ہوئے ہیں مگر پابندی نہیں ہے۔ بالکل پابندی لگا دی جائے جائے مقررہ کے سوا اگر کوئی دوسری جگہ قربانی کرتا ہوا دیکھا جائے تو اوس سے تاوان لینا چاہئے۔ قربانی کیلئے وسیع مقام ہو اگر ممکن ہو تو ہر ملک کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ مقرر کر دیجائے۔ تا آپس میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں۔ اس مقام پر چند ڈاکٹر مقرر ہوں۔

جو گوشت وہ پاس کریں اوسکو باہر لانیکی اجازت دیجائے ورنہ اوہیں گڑہو میں دفن کر دیا جائے۔ اس فقرے کو دیکھکر بہت سے لوگ شاید یہہ کہینگے کہ یہہ تو برابر جاری ہے اگر یہہ قاعدہ جاری ہوتا تو اسکا لکھنا ہی ضرور نہ تھا۔

اس سال جیسے خود مختاری رہی کہ جہاں چاہو قربانی دے لو یہ بالکل اک لخت موقوف ہونا چاہئے۔ اس سے بدبو پہیلکر بیماری کا اندیشہ ہے۔ گڑہے جو اس کام کیلئے کھودے جائیں وہ تعداد میں زیادہ ہوں۔ جیسے ہی ایک گڑہا بھر جائے فورًا مٹی ڈالکر بند کرنا چاہئے اگر ٹرکش گورنمنٹ ایام حج میں عارضی طور پر ایک یا دو رجمنٹ سفرمینا یا پاونیرس کے لاکر منا میں رکھدے

تو یہہ سارا انتظام بخوبی ہو سکتا ہے۔

۳ سڑکوں یا گلیوں یا میدان میں جہاں حجاج کے ڈیرے ہوں کسی طرح کا میلا یا آلائش مذبوحہ جانوروں کی رہنے نہ پائے۔ چند مہتر صفائی کیلئے مقرر ہوں۔

۴ حاجیوں کے بول و براز کیلئے چند ایسے مقام عرفات و منے میں پردہ دار بنا دئے جائیں جہاں عورت اور مرد علیحدہ علیحدہ رفع ضروریات کر سکیں۔ اور کسی شخص کو مقرر کیا جائے جو ہر کر عام گندگاہوں یا مسجدوں کے نزدیک یا اپنے ڈیروں کے پاس بول و براز کرتے دیکھیں تو سختی کریں۔ اسکام کیلئے بڑے بڑے ٹرنچ یعنے گڑھے کھود دین جیسے گڑھے بھرتے جاویں اونپر مٹی ڈالکر بند کر دیا جاوے اور ڈس انفکٹنگ پوڈر کا زیادہ استعمال رہے ہر جگہ یہہ پوڈر پھینکا جائے۔

بظاہر یہہ ایک مشکل امر معلوم ہوتا ہے مگر گورنمنٹ چاہے تو کچہ بڑی بات نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ اپنے خرچ سے یہہ کام نہیں کر سکتی ہے تو حجاج پر اس انتظام کیلئے ایک خفیف ٹکس لگا دیا جائے جسکو خوشی سے لوگ دینگے۔ اس سے تعداد حجاج کی بھی معلوم ہو جائیگی۔

۵ کہال ہر جانور کی گورنمنٹ ٹھیکا لے لیوے۔ انکی فروخت سے بہت کچہ اخراجات یہاں کے نکل سکتے ہیں۔ گوشت کو اگر مناسب سمجھے تو مشین کے ذریعہ عرق کہینچ کر اکسٹراکٹ آف بیف یا مٹن بنا لیا جائے اور اسکو ترکی فوج کے بیماروں کو مفت دیا جائے اسمیں حاجیوں کو بھی ثواب ملیگا اور گورنمنٹ کا بھی فایدہ ہے۔ لاکہوں ٹن سالانہ اسکے بن سکتے ہیں۔ ہڈیوں سے بھی بہت بڑا فایدہ اٹھا سکتے ہیں البتہ جب ریل یہاں تک جاری ہو جائیگی تو یہہ سب انتظام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اگر اس قسم کے بنے ہوئے ٹین ہندوستان میں آجائیں تو لاکہوں روپیہ کی آمدنی ہندوستانی مسلمانوں سے ترکی گورنمنٹ کو ہو سکتی ہے۔

۶ قربانی کا گوشت جو راستوں پر پہینکدیا جاتا ہے اوسکو غربا و مساکین نہ اوٹہانے پائیں اور نہ نان بائی یا بہٹیارے اوٹہائیں۔ میں نے اس سال بہت سے گدہے ایسے دیکھے جنپر قربانی کا گوشت لدا تہا یہہ لوگ مکہ معظمہ میں لیجا کر اوسکو کہاتے ہیں اور یہی گوشت دو چار روز تک رکہکر لوگوں کو کہلاتے ہیں جو خراب ہوکر صحت میں فرق آنیکا اندیشہ ہے۔

مساکین اور غرباؤنکو میں اسلیئے کہتا ہوں کہ اوٹہانے نہ پائین یہہ لوگ ایام آقامت مکہ میں گوشت گرانی کے باعث نہین کہاتے ہیں جب منا میں اونکو مفت ملتا ہے تو بے حد و شمار کچا پکا کہا جاتے ہیں جسکو وہ ہضم نہین کرسکتے جس کے باعث وہ اسہال یا بدہضمی میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ مینے اس سال خیال کیا کہ دو دو چار چار غریب ملکر پورا بکرا اٹہا لائے اور اسکو وہاں کر کہا گئے۔ اچہی طرح سے پکا کر کہانا اور بات ہے اور وہاں کر کچا پکا کہانا اور ہے

قربانی کا گوشت اور چیل و کوے کیا یہہ بات تعجب خیز نہین ہے کہ لاکہوں جانور ذبح ہوں اونکا گوشت میدان میں جدہر دیکہو اودہر پڑا ہے مگر کوئی جانور اودہر نہ آوے۔ میں اس بات کو بڑی غور سے دیکہتا تہا اور یہی خیال کرتا تہا کہ اور جگہہ پر اگر ایک بیل یا گدہا مرجاتا ہے تو سیکڑوں گید اور ہزاروں چیل و کوے اوسکو کہانے کیلئے گہیر لیتے ہیں۔ مگر یہاں خدا کی عجیب حکمت ہے ایک جانور بہی اڑتا ہوا آسمان پر نظر نہین آیا ۱۳ تاریخ ذوالحجہ کے ظہر تک تو نہیں نظر آئے اوسکے بعد اگر آئے ہوں تو میں نہیں کہہ سکتا ہون کہ کیا وجہ ہے۔ شاید آدمیونکی کثرت کا باعث ہو یا کوئی حکمت خداوندی پوشیدہ ہو۔ ورنہ ان جانوروں سے حجاج بہت پریشان ہوجاتے۔

منا مین ہیضہ اور پیچش ہمارے مدراسی کمپ میں ۲ شخص ہیضہ مین مبتلا ہوے اور ایک کو پیچش یہہ چاروں ایک ہی دنین راہی ملک عدم ہوگئے خدا اونکو غریق

زحمت کرے میرے اندازمیں ۲ آدمی فی صدی منامیں انتقال کر گئے شاید اس سے کم ہی ہو مگر زیادہ ہرگز نہیں۔ یہہ بھی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اسقدر خلقت کا ہجوم مختلف ملک کے لوگ مختلف طبایع کے انسان مختلف خوراک۔ بعض ایسے نادیدہ کے کبھی اونہون نے گوشت ہی نہ کہایا (یعنے میری غرض اس فقرے سے اون کنگالوں کی طرف ہے جنپر حج فرض نہیں فقط بھیک کے بہروسہ پر آ گئے ہین) لوگ زیادہ تران بیماریون میں مبتلا ہو گئے جیسا ملا کہا لیا بعضے لوگ گوشت کو تبرکًا سو کہا کر لیگئے جو میرے خیال میں بالکل بے جا ہے۔ خود جو تکلیف اوٹہای سو الگ اب اورونکو بھی مبتلائے مصیبت کرنیکا خیال نام تبرک ہے گوشت قربانی کا

منا کی غلاظت لوگ بدوٗن کے ڈر کے فسانے سنکر مارے خوف کے اک قدم آگے بڑہنے کی جرارت نہیں کرتے اور جہاں بیٹھے وہاں عورتیں تو ہی مرد بھی اوس جگہہ پر پیشاب و پاخانہ پھرتے ہین پہر کیونکر غلاظت نہو۔ اور کیون ہیضہ نہ پہیلے۔ یہ تو صرف اللہ کی نشان ہے اور اوسکا احسان ہے کہ باوجود اسقدر گندگی کے زیادہ وبا نہیں پھیلی دو چار اموات ایک دو کیامپ میں ہیضہ کے ہوے مگر زیادہ تر پیچش سے مرے پہنے جو فی صدی ۲ لکہا ہے اوسمیں کل امراض مختلفہ کے بیمار ہیں اور وہ ضعیف بھی شامل ہیں جو اپنی عمر طبعی کو پہونچکر انتقال کر گئے۔ اگرچہ آدمی تو روز مرتے تھے اور مرینگے۔ لیکن مین نے مکہ معظمہ سے عرفات تک عمومًا اور منا میں خصوصًا انتظام صفائی کا نہ دیکھا۔ منا میں بعض ملازمان حکومت برائے نام اس کوشش میں سرگرم دیکھے گئے کہ حجاج قربانی کا گوشت نہ کہاویں اور بیمار نہ ہوں۔ ہماری نگاہ میں اونکا یہہ فعل قابل تحسین ہے۔ لیکن قابل افسوس یہہ ضرور ہے کہ اوس گندگی کا کوئی انتظام نہین کرتے جو ہمارے پیش نظر ہے۔ گندگی کی انتہا تو یہاں تک پہونچی تھی کہ بغیر ناک پر کپڑا لگائے منا کی گلیوں میں پہرنا قریبًا ناممکن تھا۔ جدہر دیکہو غلاظت

ہی غلاظت سے گوشت کے ٹکڑے ہر جگہ راستوں میں علانیہ پڑے سڑ رہے ہیں کوئی صاف
کرنے والا نہیں ہے نہ محکمہ صفائی کے لوگ ہی نظر آئے نہ کوئی سینیٹری ڈپارٹمنٹ کے اہل کار
دیکھے گئے عجیب معاملہ ہے عجب حکومت ہے۔ اگر قدرتی ریگستان نہ ہوتا اور ایسا وسیع میدان
پر ہوا میں گرمی نہ ہوتی تو خدا معلوم کیا کیا بیماریاں ہوتیں۔ خدا کے مہمانوں اور خدا کے گھر کی خبر
گیری اور حفاظت اوسی خدائے وحدہ لاشریک لہ سے علاقہ رکھتی ہے وہی ان تمام بدنظمیونکو
دور کرے اور وہی حکومت کو بھی ہدایت دے آمین۔

شریف مکہ کا عدل وفیاضی اس سال شریف ہز ہائینس سید حسین پاشا نے
اپنی دریادلی اور نیک نیتی سے حجاج پر کوئی ٹکس نہیں لگایا۔ ایک پیسہ حق شریفی کا ہمسے کسی نے
نہیں مانگا۔ نہ معلوم اگلے شریف کیسے تھے جنہوں نے ٹکس لگایا جسکا ذکر اگلے سفرناموں میں ہے
خداوند کریم موجودہ شریف صاحب کو جزائے خیر دیوے کسی طرح سے لوگ اونکے شاکی نہیں پائے
گئے بجز تعریف کے کوئی حرف شکایت اونکی نسبت زبان پر نہیں لایا اور نہ ہمنے سُنا۔

عدل وانصاف کا یہ حال ہے کہ ادنی سے اعلیٰ تک اونکے پاس جاکر شکایت کرسکتا ہے اور
وہ سبکی سنتے ہیں اور ہر ایک سے خندہ پیشانی ملکر دریافت کرتے ہیں اور جو واقعی ہو اوسکا انصاف
بھی معقول کرتے ہیں۔

کسی حاجی کو کوئی معلم ستادے یا خلاف قانون روپیہ وصول کرے اور اسپر کوئی حاجی شکایت
کردے تو اگر معلم اپنے بچاؤ میں ۲۰ شہادتیں بھی پیش کریگا تو شریف صاحب حاجی ہی کی طرفداری
کرینگے اور فیصلہ حاجی کے طرف ہی ہوگا۔ اس سال عبد الرحمان محمود کابلی کی کسی نے رشوت کے معاملہ
میں شکایت کردی شریف صاحب نے معلم عبد الرحمان کو فوراً قید کردیا۔ انکے شریفانہ عدل وانصاف
کو دیکھئے کہ جب عبد الرحمن قید ہوگیا اور اسکا معاملہ صبح کے فیصلہ کیلئے رہا گیا تو اوسکے حاجیونکو

تکلیف ہوی چونکہ روانگی عرفات کا وقت قریب تھا سارا انتظام حجاج پنجاب کا ہی کا اوس کے ذمہ
تھا اسلئے ایک وفد دو چار حاجیونکا شریف صاحب کی خدمت میں گیا جسمیں میرے دوست ڈاکٹر
حاجی محمد یعقوب صاحب نصیر الدین اینڈ فرم لاہور بھی تھے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ بعد مراسم
آداب ضروری وفد کی درخواست پیکہ حج کے دن قریب ہیں اور ہمکو تکلیف مناسک حج کے ادا
کرنے میں ہوگی آپ مہربانی فرماکر ایام حج تک اسکو ہماری ضمانت پر رہا کردیں بعد انتظام حج ہم
اسکو آپکی خدمت میں پہونچا دینگے۔ مہربان و رحیم دل شریف نے اونکی اس واجبانہ درخواست پر
غور کرکے فوراً رہائی کا حکم دیدیا۔ ورنہ اوسکی کیا سزا ہوتی خدا ہی جانتا ہے۔ ایک روز کا قصہ ہے
کہ میرے ایک ساتھی نے منا میں کہا کہ آج آدمی کی قربانی ہوی ہے یہہ سنکر بڑا حیران ہوگیا اور
یقین نہیں سمجھا تو میرے دوست نے کہا کہ ذرا تکلیف کرو اور خود چلکر دیکھو تو میں یہہ سنکر قربان گاہ
کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی ایک بدو کی لاش کو جسکا سر علیحدہ ہے اٹھاکر لا رہے ہیں۔
دریافت پر معلوم ہوا کوئی جاوی حاجی اپنے کرسے ہمیانی نکالکر اشرفیاں گن رہا تھا کسی بدو نے
دیکھ لیا جاوی کو مار کر ہمیانی اپنے قبضہ میں کی۔ دوسری روایت یہہ سنی گئی کہ بدو نے کسی فوجی
سپاہی کو مار ڈالا غرض کچھ ہی ہو بدو پر خون ثابت ہوگیا اوس بدو کو ہز ہائینس شریف مکہ کے
دربار میں لاکر حقیقت جو تھی معہ شہادت کے پیش کی گئی فوراً شرعی حکم صادر ہوا اس بدو کو
لیجاکر قربان گاہ پر قتل کردو۔ فوراً ایک خوجہ دربار سے مجرم کے ہمراہ گیا۔ اور اپنی لانبی تیز تلوار
سے آن واحدہ میں قاتل کا سر قلم کرکے آگیا۔ ایک لحظہ کے اندر سر قلم ہوکر بدن سے الگ
ہوگیا اور لاش زمین پر تڑپنے لگی۔ ہزاروں بدو دیکھ رہے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ دم مارے
یا زبان ہلائے اوسکا بدن اوسی جگہہ پر عبرت کیلئے تھوڑے وقت رکھا گیا بعد اوسکے قبیلہ کے
بدوؤں نے اٹھاکر کسی اور جگہہ دفن کردیا۔ یہہ واقعہ میرے دوست حاجی محمد ابراہیم ناگوری کے

سامنے ہوا ہے اور لاش کو میتے بھی دیکھا ہے۔

شریف صاحب کا دربار منا میں ۱۱۔ ذوی الحجہ روز اتوار شب دوشنبہ مطابق ۲۳ ڈسمبر بعد نماز عشا کے شریف صاحب کا دربار مقرر تھا۔ ترکی بڑے بڑے آفسر محمل شامی و مصری کے کمانڈر معہ اسٹاف کے شریک دربار ہوئے تھے۔ ایک بڑے وسیع شامیانہ میں دربار منعقد ہوا۔ ترکی گارڈ آف آنر نے ہز ہائی نس شریف صاحب کی آمد پر سلامی اتاری اور ادھر شامی و مصری توپ خانوں سے یکے بعد دیگرے ۱۳۱ توپوں کی سلامی ہوی پہلے محمل شامی نے اور بعد کو مصری توپ خانہ نے یہہ کام ادا کیا۔ بدوی قبائل کے بڑے بڑے شیوخ دربار میں حاضر تھے جیسیں قبیلہ حرب اور بنی امر کے شیخ قابل قدر سمجھے گئے اونکو اوروں پر فضیلت دیگئی تھی۔ حجاج اور سپاہ سے درباری ڈیرہ میں تل دہرنیکو جائے نہ تھی

عین دربار کے وقت ترکی گورنمنٹ افواج مکہ معظمہ نے اوس خلعت کو جو محمل شامی کے ہمراہ قسطنطنیہ سے آیا تھا معہ تمغہ عثمانیہ اور ایک پیش قبض جسکے سنہری قبضہ پر جواہر لگے ہوے تھے سلطان المعظم کی جانب سے شریف مکہ کو پیش کیا اور فرمان سلطانی سنایا گیا۔ یہہ چیزیں شریف صاحب کو اوس جنگ کے فتح کرنیکے صلہ میں دیگئی تھی جو ابھی کچہ دنوں آگے یمن میں باغیوں پر حاصل کی تھی اور طایف کے نزدیک جو بغاوت ہوی تہی اوسکو بھی شریف صاحب نے اپنی حکمت عملی سے فرو کیا تھا۔ دربار اس قسم کا تھا کہ جس کا جی چاہے چلا جائے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ شریف صاحب کشادہ پیشانی سے ہر ایک کا سلام لیتے تھے۔ اثنا دربار میں کچہ آتش بازی بہی چہوڑی گئی جو معمولی سی تھی معلوم ہوتا تہا کہ کسی اچہے کارخانہ کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ بم گولے بان وغیرہ معمولی ہی تھے۔ قریب دس بجے شب کے دربار برخواست ہو گیا۔

توپوں کی سلامی ۱۰۔ ۱۱۔ اور ۱۲ ذوی الحجہ کو منا میں ہر نماز کے وقت محمل شامی سے

۲۱ اور اسکے جواب میں محمل مصری سے ۲۱ توپین چھوٹا کرتی تہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میدان منا میدان جنگ ہو رہا ہے۔ منا کے دونون طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں پانچ وقت کی نمازیں جملہ ۲۱۰ توپیں چلتی رہیں۔ جس سے سارا میدان گونج اوٹہتا تھا۔ علاوہ نماز پنجوقتہ کے شریف صاحب کی آمد و رفت پر بھی ۲۱۔۲۱ توپیں سر ہوتین تھین۔ اگر کوئی پاشا یا جنرل آتا تھا تو اوسکے مرتبہ کے موافق توپیں چلتی رہین گویا سارا دن توپ خانون کو فرصت ہی نہ تھی۔ ادہر بخاری اور بدوی لوگ خواہ مخواہ اپنی بندوقوں کو چھوڑا کرتے تھے۔ جنکے پاس بندوقین یا پستولین تہین وہ اپنے پرانے کارتوسونکو یہاں خرچ کرگئے۔

خطبۂ عید الضحیٰ ۱۰ ذوی الحجہ کو کعبۃ اللہ اور منا میں خطبۂ عید الضحیٰ پڑہا گیا بعض حجاج صبح ہی مزدلفہ سے خطبہ سننے کیلئے حرم شریف کو چلے گئے۔ منا والون نے بھی خطبہ مسجد خیف مین سنا۔

منا سے واپسی ۱۲ ذوی الحجہ روز دوشنبہ مطابق ۴ ڈسمبر کو منا سے واپس ہوگئے مسجد خیف میں جاکر دوگانہ ادا کیا اور رمی جمرات ثلاثہ کے بعد شہر منا کو ایک حسرت بھری نظروں سے دیکھکر ہمیشہ کیلئے جدا ہوگئے۔ فاصلہ تو بہت تہوڑا تھا مگر کثرت ہجوم کے باعث شغادف شبریوں گدہے سوار و اونٹ سوارون سے اپنے کو بچاتے ہوے مکہ معظمہ کو آنے مین ظہر کا وقت ہوگیا۔ حرم شریف میں طواف زیارت کرکے ظہر کی نماز پڑہی۔

جب دوبارا میں اس متبرک مقام مین داخل ہوا تو تصرف غیبی سے یہہ معلوم ہوا کہ جس قدر صعوبات اور آلام سفر تھے وہ بالکل نسیًا منسیًا ہوگئے اور یکایک دلکو وہ خوشی اور سرور حاصل ہوا کہ زبان قلم سے اوسکا ادا ہونا دشوار ہے۔ دل من داند و من دانم و داند دل من۔ یہہ وہ مقام ہے جس کی ثنا میں اسکے مالک نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسمیں داخل ہوا تمام آفات سے نجات پاکر امن میں آگیا

یہہ وہ عمارت ہے کہ از ابتدائے ورود آدم و حوا علیہما السلام تا این زماں بااین عظمت و جبروت و جلال قایم ہے اور انشاء اللہ تا بقائے عالم یوں ہی قایم رہیگا۔ ؎

حشر تک عظمت و شان اسکی رہیگی باقی بیت اللہ ہے یہہ جنت شداد نہین

محل شامی و مصری کی سپاہ بھی اسیوقت منا سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ داخل ہوگئی۔ شہر کے دروازے سے حرم شریف تک جانے میں کامل ایک گھنٹہ لگا اسقدر ہجوم تھا۔ اب ہم ہزاروں شکر درگاہ بے نیاز میں ادا کرتے ہیں جسنے ہمکو ادائے حج کی توفیق دی۔ اور الحمد وللہ کہ بخیر و عافیت تمام ارکان پورے اطمینان و خاطر جمعی اور صحت کے ساتھ ہمنے ادا کر لئے اور یہہ صرف عنایات ایزدی ہے کہ ہمکو یہہ کہنے کی توفیق بخشی کہ ہمنے حج کر لیا۔

آج کا روز مکہ معظمہ میں پانی کی بڑی قلت رہی ایک شکیزہ یکروپیہ کو ملا۔ تجربہ سے یہہ پایا گیا کہ منا کو جاتے وقت اگر لوگ اپنے گھر و نکی ٹانکیاں پانی سے بھر کر جائیں تو واپسی کیوقت وضو یا غسل کیلئے پانی بلا وقت مل سکتا ہے۔ ارزانی و گرانی کی تو کوئی بات نہیں ہے مگر وقت پر ملنا مشکل ہے۔

میقات حرم وہ مقامات جہان سے باہر کے لوگ حرم اللہ میں داخل ہونا چاہئین تو بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتے وہ مقامات یہہ ہیں مینے اپنے نقشہ میں نہایت وضاحت سے دکہایا ہے۔ مگر بیان مختصر بیان کرنا مناسب ہے۔

۱ ذوالحلیفہ مدینہ سے جانب جنوب ۵ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اس مقام سے اون حجاج کو احرام باندہنا لازم ہے جو مدینہ منورہ سے آتے ہیں مگر مینے دیکھا تو نہیں سنا ہے کہ بہت سے لوگ اسکے خلاف رابغ سے ادہر آکر احرام باندہتے ہین۔ جو مصریوں کا جائے احرام ہے۔

۲ حجفہ رابغ کے نزدیک ایک غیر آباد مقام ہے یہان سے مکہ معظمہ ۳ منزل رہجاتا ہے

یہہ مصر اور ممالک مغربی کے لوگون کا حدمیقات ہے جو بحر احمر کے ذریعہ رابغ میں اوترکر آتے ہین۔

۳ اسکو جبل سعدیہ بھی کہتے ہیں یہہ ایک پہاڑ ہے جہان سے عدن اور یمن کے حجاج احرام باندہتے ہین۔ ہندوستانی۔ جاوی۔ چینی اور کل ممالک شرقیہ کے حجاج کا بھی حدمیقات ہے ہنداکامران سے جب جہاز روانہ ہوتا ہے تو جبل سعدیہ دکہائی دیتے ہی کپتان جہاز سیٹی جہاز کی بجاتا ہے تو حجاج احرام باندھ لیتے ہین جدہ کے قریب قریب پر بھی وہ پہاڑ نظر آتا رہتا ہے یہہ گول پہاڑ ہے جسکی اونچائی سطح سمندر سے ۲ ہزار فیٹ ہوگی

۴ قرن منازل۔ یہہ ایک چھوٹا سا گاؤن طایف کے قریب ہے جہان سے اہل نجد احرام باندہتے ہین جو طایف سے آتے ہین یہہ جبل قرہ کے اوپر ہے یہاں سے مکہ معظمہ دو منزل ہے

۵ ذات العراق۔ یہہ اون لوگون کے احرام باندہنے کا مقام ہے جو ایران اور عراق سے براہ بغداد وحایل حدب زبیدہ سے آتے ہیں۔ اب رہے باشندگان مکہ اونکے احرام باندہنے کیلئے حل معین ہے جو حد حرم سے باہر ہے حرم کی حدین ہر طرف میں مختلف ہیں شمال و مغرب میں مقام تنعیم اور جدہ کی راہ مین حدیبیہ اور جنوب کی طرف حسینہ جانب شرق مسجد نمرہ کے کے نزدیک واقع ہے نقشہ میں یہہ مقامات ایک حد کے اندر بتا دیئے گئے ہیں۔

شریف مکہ کے اختیارات شریف مکہ ہمیشہ خاندان سیادت سے با اثر شخص ہوتا ہے جسکا مرتبہ وزارت کا ہے۔ موجودہ شریف مکہ ہز ہائینس سید حسینی پاشا ہین تنخواہ ان کو ۱۲۵۰ لیرہ عثمانی ماہوار ملتے ہین جو انگریزی ستراہزار پانچسو روپیہ کے برابر ہے۔ اسکے علاوہ اور کل اخراجات سرکار کی طرف سے ملتے ہیں۔ سلطان المعظم اپنے ارکان سلطنت میں سوائے شریف مکہ یا شیخ الاسلام قسطنطنیہ کے تعظیم کے لئے اپنی جگہہ سے نہیں اوٹھتے ہین۔

شریف صاحب کو ۲۱ توپین سلامی کے ہیں اور ایام تشریق مین ۲۱ توپین سلامی کی ہوتی ہین سلطان المعظم شریف حال سے اسدرجہ خوش ہیں کہ جیسے مینے منا کے دربار میں لکھہ آیا ہون ایک گران خلعت اور تمغہ آل عثمان جو سلاطین یوروپ کو دیا جاتا ہے معہ مرصع جواہرنگار تلوار کے مرحمت فرمایا ہے۔

گورنمنٹ عثمانیہ کی جانب سے اونکے ذمہ یہہ فرض مقرر کر دیا گیا ہے کہ قافلون یا تاجرونکا راہ مین لُٹ جانے سے جو کچہ نقصان ہو اوسکا پورا معاوضہ مدعی کو ادا کریں اور اوسکی عملاً تعمیل جاری ہے۔

مین اسوقت یہہ فیصلہ کرنے کیلیے طیار نہیں ہوں اور یہہ کام میرے منصب سے بھی دور ہے کہ سلطنت عثمانیہ کن مصلحتوں اور ضرورتوں سے ایک سادات کو شریف مکہ مقرر کرتی ہے اسوقت موجودہ شریف صاحب کو یکم محرم الحرام ۱۳۲۳ھ سے دونوں اختیارات یعنے ملکی و فوجی سلطان المعظم نے اپنی دوراندیشی سے دئیے ہیں۔ اس سے قبل گورنر حجاز کے ذمہ ملکی اور کمانڈر حجاز کے ماتحت فوجی اختیارات تھے۔ اسوقت مکہ مین کوئی گورنر نہیں ہے البتہ ایک کمانڈر افواج مکہ میں رہتا ہے جو برگیڈیر کا درجہ رکہتا ہے۔

بادی النظر میں یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاز کے باشندے یا بدوی قبائل جنمین علم و تمدن و تہذیب و شایستگی کا اثر بہت کم ہے ترکون کو بوجہہ اونکے یوروپین طرز معاشرت کے بیگانگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان قبائل کو قابو میں رکہنے اور سلطانی اختیارات و اقتدار کی ترقی و قیام کی غرض سے شریف کا تقرر جو عرب مین معزز خاندان کا با اثر شخص ہو ضروری سمجھا گیا ہے۔ اب عرب مین سرکاری زبان بھی عربی ہوگئی ہے آئیندہ امید ہے کہ بڑے بڑے اعلیٰ عہدون پر خاص عرب یا عربی زبان سمجھنے والے ترک مامور ہونگے۔

دوسرا خیال یہ بھی ہے کہ بعد وفات سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات کے جب انصار نے سعد ابن عبادۃ انصار صحابی کو اپنے لئے امیر منتخب کرنا چاہا تو اوسوقت باتفاق یہہ قطعی فیصلہ ہوگیا کہ حسب ارشاد پیغمبر خداؐ امیر حجاز ہمیشہ قریش میں سے ہوگا. شریف کو اختیارات وحذبات یہہ ہیں. قافلونکی روانگی کا انتظام. بدؤن کا انتظام. بدؤن کیا تھ اونٹون کا کرایہ طئے کرنا. بدؤونکے مقدمات اور تنازعات اور اونکی آپس کی خانہ جنگی کا فیصلہ. غرض عرب اور اہل عرب کے کل معاملات مکہ و مدینہ بلکہ کل حجاز مقدس انکے سپرد ہے اور بدؤن پر انکا حکم عام ہے حتی کہ موت وحیات کا اختیار رکھتے ہیں آن واحد میں بغیر کورٹ مارشیل کے خون کا فیصلہ صادر کرتے ہین. ترک حکام ان معاملات میں ہرگز مداخلت نہیں کرتے ہیں اب چند سال سے حرم شریف کے امامون. موذنون. خطیبون فراشوں وغیرہ کا عزل و نصب بھی شریف صاحب کے متعلق کردیا گیا ہے.

طایف شریف ایک نہایت خوبصورت اور مختصر سا شہر جبل قرہ کے شرقی دامن میں واقع ہے جو مکہ معظمہ سے تقریباً ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہے. مکہ سے طایف کو دو راستہ جاتے ہین ایک مین سوار و پیدل جاسکتے ہین جو عرفات ہو کر جبل قرہ سے جاتا ہے اور دوسرا جسمیں شغاوف و شبری کے اونٹ جاسکتے ہین وہ جبل نور کے نیچے سے نکلکر سولہ اور زیمہ ہوتا ہوا جاتا ہے. اول الذکر سے دؤ روز اور آخر الذکر سے چار روز مین طایف کو جاسکتے ہین شریف مکہ اور کل عملہ فوجی و سیول گرمیوں کے دنوں میں طایف ہی میں جاکر رہتے ہیں گویا طایف ملک عرب کا شملہ یا نیلگری ہے اونٹون کا راستہ اس طرح پر جاتا ہے. پہلی منزل سولہ بارہ گھنٹے کے قریب لگتے ہیں. اسمین ایک پہاڑ ملتا ہے جو پونے گھنٹہ کی سخت چڑہائی ہے راستہ اچھا ہے مقام پر پانی لکڑی اور ضروری اشیاء مل جاتی ہیں. بدوی پہاڑون پر آباد ہین. فاصلہ تقریباً

۱۸ میل انگریزی ۔ دوسری منزل زیما ۔ راستہ وادی کے اندر سے گذرتا ہے کہیں کہیں چڑھاؤ اوتار ہے آجکی منزل میں بھی پانی ملتا ہے فاصلہ ۱۶ میل ۔
تیسری منزل سیل ۔ راستہ زیادہ تر وادی میں گذر کر پھر پہاڑ پر چڑھتا ہی فاصلہ ۱۷ میل کے قریب ہے
چوتھی منزل طایف تہوڑی دیر کے بعد ایک سخت چڑہائی ملتی ہے جہاں پر شغدف اور شبریون سے حاجیونکو اونٹ والے اتار دیتے ہین اگر سوار رہی رہینگے تو خود تکلیف اٹھاوینگے یا خدا نخواستہ اونٹ سے شغدف گر جائے تو چوٹ آنیکا خوف ہے ۔ تہوڑی دور چڑہائی اور اترائی کے بعد ایک وسیع میدان میں راستہ جاتا ہے ۔ اب پہاڑ دونوں جانب سے دور ہوجاتے ہین دہنی طرف جبل قرہ وجبل محرم رہتا ہے اور بائین جانب جبل غایم یہہ پہاڑ بالکل خشک ہیں ۔ مگر وادی مین سرسبزی وشادابی نظر آتی ہے جابجا باغات وچاہات دکہائی دیتے ہین ۔
طایف مین ایک سلطانی قلعہ ہے شہرپناہ کی ایک ٹوٹی وشکستہ دیوار بھی ہے جسکا نقشہ تیڑہا بیڑہا ہے یعنے دیوار شہر کی باقاعدہ نہین ہے دیوار کے پاس پرانے خندق کا بھی نشان ہے شہر کے تین دروازے ہیں ۔ مکہ کے مریض اپنی صحت بحال کرنیکو اکثر طایف چلے جایا کرتے ہین طایف مین زمانۂ جہالت کے تین پتہرون کے بت ڈوگہٹی سیاح نے دیکھے تھے اوسکا بیان ہی کہ العزا ۲۰ فیٹ سرخ پتھر کی سل مین بنا ہے دوسرا جبل جس کے وسط میں شگاف پڑا ہوا ہے جسکو حضرت علیؓ کی شمشیر کے ضرب کا نشان بتاتے ہیں اور لات ایک بے شکل خاکی پتھر ہے یہ تینون عرب کے قدیم بت تھے ۔ ہمنے ان بتون کو نہین دیکھا کہ کہان اور کس جگہہ ہین واللہ اعلم
شہر مین ایک عالیشان محل گورنمنٹ کا ایک اونچی پہاڑی پر واقع ہے جہاں سے پورا شہر نظر آتا ہے ۔ بازار بھی اس محل کے قریب ہے مکانات پختہ اور خام دونون قسم کے ہین ۔ آبادی ۱۰ ہزار کی بیان کرتے ہیں مگر موسم گرما میں ۱۵ یا ۲۰ ہزار تک ہوجاتی ہے ۔ ایک تار کی لائین یہاں

جدہ سے مکہ معظمہ و عرفات ہوتی ہوی آئی ہے اور شاید یمن کو بھی یہان سے سیدھا تار گیا ہو۔

جب سے یمن کی بغاوت زورون پر ہے طایف کی فوجی گیارسن زیادہ کردیگئی ہے نوجو نئے ہتیارون سے آراستہ کیا گیا ہے۔ سوار و پیدل کے علاوہ ایک توپ خانہ بھی یہان رہتا ہے ہر حالت میں یہانکی فوج بالکل آراستہ و پیراستہ ہے۔

طایف شریف کا میوہ سارے عرب و حجاز میں مشہور ہے خصوصًا انار۔ انگور اور تربوز یہان سے دور دور تک جاتے ہیں ایام حج مین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جدہ وغیرہ کو اس جگہ سے میوہ جاتا ہے انار بے دانہ یہان کے بالکل شیرین اور بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور ارزان ملتا ہے

دو مسجد طایف مین ہیں حرم مسجد کے اندر حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی ترجمان القرآن و سیدنا احمد رضا صاحبزادہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس۔ و سیدنا محمد بن حنیفہ ابن سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔ سیدنا طیب طاہر رضہ و سیدنا قاسم ہاشم ابن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ باہر حرم شریف کے قبرستان مین سیدنا زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ اوستاد سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کا مزار ہے۔ حرم کے بازو ۱۲ مزار گنج شہیدان کے ہیں جو غزوۂ حنینؐ مین شہید ہوے تھے بازار مین سیدنا محمد الہادی اولیاء اللہ کا مزار ہے۔ دور کی زیارتین۔ سیدنا عبد اللہ المحجوبؒ اولیاء اللہ کا مزار ہے۔ آنحضرت رسول خداؐ کی کونی مبارک کا نشان اور سر مبارک کا نشان پہاڑ پر ہے

مقام تمنا طایف شریف سے ایک مقام تمنا نامی ہے جہان پر فقط باغبان رہتے ہین اور جا بجا ہات کے ذریعہ سے آب پاشی کرکے باغات اور نخلستان کو سیراب کرتے ہین۔ اس جگہ ایک مقام وحطہ ہے جہان پر سیدنا اکرمہ رضہ کا مزار ہے مسجد سیدنا ابابکر صدیق رضہ معہ دس اصحاب کرام کے مقام تمنا میں ہے مسجد عداس بھی مقام تمنا ہی مین واقع ہے۔ ایک کنوان یہان پر ہے جسکا پانی نہایت لذیذ اور شیرین ہے کہتے ہین کہ اسمین لعاب دہن مبارک آنحضرتؐ کا گرا تہا جب

سے نمکین پانی شہد جیسے میٹھا ہوگیا۔

مقام شہار مین ہرنی اور اوسکے بچے کے قدم کے نشان ہیں یہہ وہ مقام ہے جہان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے کوئی مبارک کا نشان ہے اسکی نسبت یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ہرنی کو ایک یہودی کے پنجہ سے رہائی دلوائی تو ہرنی دودھ پلانے کے لئے اپنے بچہ کے گئی اور واپس آئی تک آپ اپنی کونی مبارک کے سہارے اوسی جگہہ کہڑے ہوے تھے جب ہرنی دودھ پلاکر واپس آئی تو یہودی اس معجزہ کو دیکھکر ایمان لایا اور ہرنی کو بھی چھوڑ دیا۔

مقام تمنار مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستار مبارک گرنے سے پتھر شق ہوگیا اور قدم مبارک کا نشان موجود ہے اور انگلیون کا نشان بھی ہے۔ وادی نمل بھی اس جگہہ ہے جہان حضرت سلیمانؑ کو چونٹیون نے دعوت دی تھی ایک نمل یہی ہے اور ایک وادی نملہ رملہ یعنے بیت المقدس کے پاس بھی ہے خدا جانے کونسی صحیح ہے دونون کی نسبت یہی بیان ہے کہ سلیمانؑ کو چونٹیون نے دعوت دی تھی۔

طایف مین میر اکثر پہاڑون سے آتا ہے۔ اور بلسان بھی ملتا ہے یہان پر بنی عطیمہ کے لوگ بکثرت آباد ہیں۔ طایف سے واپس آتے ہوے ایک مقام عدہ پہاڑ کے پلاٹیو یعنے ہموار سطح پر ملا۔ سنتے ہین کہ یہانکی آب ہوا بہ نسبت طایف کے بہت اچھی ہے مگر یہان ایک قسم کی بیماری ہے جس کے باعث لوگ زیادہ ٹھہر نہیں سکتے۔ یہان پانی بکثرت ہے اور باغات انگور کے زیادہ ہین۔

یہان سے پیدل وسوار جبل قرہ پر سے ہوتے ہوے میدان عرفات میں آکر مکہ معظمہ کو جاتے ہیں۔ جبل قرہ کی اونچائی سطح سمندر سے تقریبًا ۷ ہزار فیٹ ہے اور طایف کی اونچائی

چھتہ ہزار فیٹ کے قریب ہے۔

جبل قرہ کے درہ سے جہاں راستہ گذرتا ہے ملک عرب کا بہت بڑا حصہ دور دور تک دکہائی دیتا ہے جہاں تک نظر کام دیتی ہے بڑے بڑے پہاڑون کا مسلسل سلسلہ نظر آتا ہے جانب شرق بہت دور پر ریگستان کا وہ حصہ نظر آتا ہے جو بریدہ اور ریاض سے ملتا ہے۔ اور شمال کی طرف مدینہ منورہ کے بڑے اونچے پہاڑ نظر آتے ہیں۔ ربع الخالی کا ریگستان بھی دکہائی دیتا ہے۔

رہائش مکہ کے صرف کا اندازہ و تخمینہ ایک متوسط الحال جسکے ساتھہ فقط ملازم ہو کرایہ مکان کے علاوہ چالیس یا پچاس روپیہ ماہوار مین بسر اوقات کرسکتا ہے اور ایک خاندان جسمین پانچ یا سات آدمی ہون علاوہ کرایہ مکان کے سوا سو روپیہ ماہوار مین گذارہ کر سکتے ہین اگر امیرانہ طور سے رہنا چاہو تو اسکا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ مجھے معہ ملازم کے صرف خوراک کیلئے مکہ معظمہ مین پچاس روپیہ ماہوار کا اوسط پڑا تھا۔ اگرچہ ہندوستان کی نسبت وہان اکثر چیزین گران ہین مگر خیر و برکت ضرور ہے یہان جو ترکاریوں میں مزہ انسان محسوس کرسکتا ہے وہی سبزی یا ترکاری ہمارے وطن میں پکائی جائے تو اس قدر مزیدار نہیں ہوتی ہے دوسرے فضول اخراجات کا وہان تذکرہ نہیں۔ میری رائے میں جو لوگ گرمیون مین شملہ یا نیلگری پر جا رہتے ہیں اون مقامات سے کم اخراجات پر طائف شریف مین عمدہ طور پر زندگی بسر ہو سکتی ہے ملازم بھی ارزان ملجاتا ہے غریب حاجی بہت مل جاتے ہیں مگر دیکھہ سمجھکر انپر بھروسہ کرنا چاہئے جہان تک ہو سکے اپنا کوئی عزیز ہو تو بہت اچھا ہے۔

تجارت عرب دنبون کی فروخت و کرایہ اونٹ و اوقاف وغیرہ سے عرب کو سالانہ جو منافع ملتا ہے و نیز تجارت عرب کی صحیح تعداد کا قائم کرنا کہ ایام تشریق مین مقام منا و

ومکہ معظمہ وغیرہ میں کسقدر جانور فروخت ہوتے ہین اور حجاج سے بدوؤن کو سالانہ کیا وصول ہوتا ہے بشکل ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے میں اپنی ذاتی راے سے یہہ کہہ سکتا ہون اس سال ۳ لاکھ جانور سے کم ہرگز میدان منا میں ذبح نہیں کئے گئے یہہ تعداد قربانی کی ہے اور روزانہ مکہ معظمہ اور دیگر مقامات مین ذبح ہوتے ہیں وہ علیحدہ رہے ۔

اس سال روایات مختلفہ اور میرے تخمینہ سے چھہ لاکھہ سے ۱۰ لاکھہ تک آدمی میدان عرفات میں جمع تھے۔ اگر دونون کو ملاکر نصف کرلیا جاے تو بھی آٹھ لاکھہ آدمی ہوتے ہین انمین ایک لاکھہ بچے اور دو لاکھہ غربا و ساکین کی تعداد کو الگ کردوئے تو جب بھی پانچ لاکھہ آدمی ایسے بچے ہیں جنپر قربانی واجب ہے لو فرضا پانچ لاکھہ آدمیون نے قربانی نہین دی تو تین لاکھہ حاجیون نے ضرور ہی قربانی کی ہوگی ۔ اس فرضی تعداد میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہین کہ کوئی دو کوئی تین بلکہ چار چار جانور تک ذبح کئے ہین دم شکریہ اور دم جنایت کے سوا قربانی کی فرضی تعداد ہی بہت ہوجاتی ہے جسمین دو لاکھہ دنبے ایک لاکھہ بکرے اور باقی اونٹ گائے اور بھینس بھی ہین ۔ اس سال سوائے دنبہ اور بکرون کے اونٹ اور بیلون کی تعداد بہت کم تھی ۔ غرض تین۳ لاکھہ جانور ونکی قیمت اوسط دس روپیہ ہی سے رکھہ لی جاے تو تیس۳۰ لاکھہ روپیہ ہوے ۔

علاوہ جانوران قربانی کے اونٹون کا کرایہ جدہ سے مکہ معظمہ اور مکہ سے مدینہ منورہ پھر ینبوعہ یا واپس جدہ اس پورے سفر مین جسمین عرفات کی آمد و رفت بھی شامل کرلو تو کرایہ فی اونٹ سو روپیہ سے ڈیڑھہ سو روپیہ تک ہوجاتا ہے اسمین بعض لوگ طایف شریف کو بھی جاکر آتے ہیں ۔ حجاج کی تعداد کا اوسط اگر آٹھہ لاکھہ رکھہ لیا جاوے تو زایرین مدینہ منورہ کی تعداد اس سے نصف رکھہ سکتے ہین یا کچھہ کم غرض کچھہ ہی ہو تین لاکھہ آدمیون سے کم اس سال

مدینہ طیبہ کو نہیں گئے زیادہ ہو تو تعجب نہیں۔ اس حساب سے تخمیناً ایک کروڑ روپیہ سو روپیہ کے حساب سے اور ڈیڑھ کروڑ روپیہ ۱۵ روپیہ کے حساب سے بدؤنکو حجاج و زائرین سے ایام حج مین ملا۔

تجارت یہان عمدہ ہو سکتی ہے اور اب بھی معقول ہے تخمیناً دو کروڑ روپیہ کا مال ممالک غیر سے آکر حجاز میں فروخت ہوتا ہے اور عرب سے ۱۰ لاکھ روپیہ کا مال سالانہ ممالک غیر کو جاتا ہے

توسیع ریلوے سلطان عبد الحمید خان احسن اللہ خلاصہ کی حکمت عملی سے ریل مدینہ منورہ تک تو آگئی اگر سلطان اب تک تخت عثمانیہ پر جلوہ گر رہتے تو مکہ معظمہ سے جدہ اور مدینہ منورہ طایف و عرفات میں اسوقت ریل دوڑتی نظر آتی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت پر پوری ہوتی ہے۔ اسوقت مکہ معظمہ۔ و مدینہ منورہ۔ جدہ و طایف شریف کی ریلوے شاخ کی نسبت قبایل بدوی کے لوگ عموماً اور مطوفین مکہ خصوصاً یہہ خیال کر رہے ہین کہ ریل سے ہمین نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے جب کبھی کسی معلم یا بدو سے ریل کا تذکرہ آیا تو اونہون نے بڑے زور سے یہی کہا کہ یہان انشاء اللہ ریل ہرگز نہین بن سکتی۔ ہمارا مدراسی مطوف تو بڑے زور سے ریل کی مخالفت مین ہمہ تن مستعد معلوم ہوتا رہا۔

اونکا خیال ہے کہ اونکے ذرایع معاش ریل کی بدولت مفقود ہو جائینگے۔ لہذا حتی الامکان ہم ریل کے بننے مین مزاحمت کرینگے۔ انکا یہہ خیال سراسر غلطی پر مبنی ہے اور اونکی جہالت و کم عقلی کی دلیل ہے بیشک جیسے میں اوپر کسی مقام پر لکھ آیا ہون ریل کے بننے سے مطوفونکا سالانہ حیلہ حجاج پر نہ ہو سکیگا بیشک مطوفین مکہ کو بڑا نقصان پہونچیگا اونکو کوئی نہیں پوچھیگا۔ کہ تم کون ہو۔ اس ذرہ سی نقصان کیلئے گورنمنٹ عثمانیہ اپنے ایک عظیم الشان اسکیم کو ہرگز نہین چھوڑیگی۔ مجھے وثوق کیساتھ معلوم ہوا ہے کہ حکومت عثمانیہ جدہ سے طایف شریف اور

سے مدینہ منورہ ہی تک ریل کا سلسلہ قائم نہ کریگی بلکہ طایف شریف سے ہوتے ہوئے۔ ترابہ۔ بشہ۔ نجران کے علاقہ سے برابر یمن اور نجد مین کسی وقت اس ریل کو ملادیگی۔ چنانچہ حدیدہ سے فرنچ کمپنی نے کام صنعا کی جانب شروع کر دیا ہے جسکا کچھ تھوڑا حصہ طیار بھی ہوچکا تہا۔ مگر جنگ ترکی واطالی کی وجہ سے فی الحال رک گیا ہے انشاء اللہ کسی نہ کسی وقت یہہ بہت جلد تمام کو پہونچیگا۔

بدوی قبائل اسوقت یہہ بھی نہین جانتے کہ کہان تک ریل بن چکی ہے کن کن سامانون سے بن رہی ہے۔ کون کون مشکل امور طئے ہوگئے ہین۔ سلطان المعظم کی گورنمنٹ انکے ظاہری اونٹونکی نقل وحرکت کے نقصان میں انکا معاوضہ بھی دینے کو طیار ہین۔ بدو بیچارے بے سروسامان چونان شبینہ تک کو محتاج ہین۔ ترکی افواج قاہرہ کا جنکی بہادری کی مثالین زبان زد خاص وعام ہین اور جنگ ترکی واطالیہ وجنگ بلقان مین اظہر من الشمس ہوگئے ہیں محتاج بیان نہین کسی طرح سے انکا مقابلہ نہین کرسکتے۔

رہا ذرایع معاش کا جاتا رہنا اونکا یہہ خیال بالکل بودہ ہے۔ اونکے ذرایعہ معاش ہین سے نظاہرا اونٹون کے کرایہ مین کمی کا احتمال ہے۔ اول تو اونکو اس رقم مین سے بڑا حصہ مطوف و دلال اور اونکے شیوخ کہا جاتے ہین اون بے چارونکو اوسین ملتا ہی کیا ہے۔

اسکے بجائے ریل کی وجہ سے جو ترقی تجارت مین ہوگی شام کا غلہ آکر ارزان فروخت ہوا کریگا۔ ضروری چیزون کا ارزان ہونا بعض کارخانون کے سبب ذرایع معاش کا پیدا ہو جانا ریلوے محکمہ کی ملازمت وغیرہ وغیرہ یہہ سب سامان ایسے ہیں جنکی بدولت ادنیٰ محنت اور تھوڑے وقت مین کرایہ شتران سے بدرجہا زیادہ اجرت اونکو ملجایا کریگی۔ اسکے سوا جو اسوقت ملک کی اندرونی تجارت جو نصر دریا مین پڑی ہوی ہے مجبوراً اونٹون کے ذریعہ ترقی

کا باعث ہوگی۔ اور وہ حصہ نامعلوم عرب جسکا ہم اورجگہہ ذکر کرینگے۔ پھر اقوام یوروپ کے نزدیک پوشیدہ نہین رہیگا۔ اندرون عرب مکہ معظمہ سے طایف اور وہان سے بحرین ملکہ کویٹ تک اونٹوں کی آمدورفت کھل جائیگی اس صورت مین جو اونٹ صرف سالانہ حج کے موقع پر کام آتے ہین اونسے ہروقت اور ہمیشہ کام آیا کرینگے لہذا کرایہ اونٹون میں بھی ترقی کی امید ہے نہ کمی کی اس ریل کے ہی بدولت حجاز مقدس کی تجارت کو ترقی ہونیکی امید ہے۔

بدوؤنکے ساتھ سلطان المعظم کی گورنمنٹ خاص مراعات ملحوظ رکھتی ہے۔ اسوجہ سے جہلار کا خیال کہ بدوی اقوام کو سلطان المعظم کا آزاد چھوڑ دینا اور خاص رعایت مدنظر رکھنا اصول سیاست اور ملک داری کے منافی ہے مگر وہ کیا نہین جانتے ہین کہ حرمین شریفین وہ مقامات ہین کہ جنکے ساتھ دنیا کے کروڑون مسلمانونکی مذہبی امیدین وابستہ ہین اور ہر مسلمان کے دلمین خواہ کسی حصہ دنیا کا رہنے والا کیون نہو ان مقدس اور متبرک عبادت گاہونکا خاص عظمت و احترام ہے۔ پس ایسی صورت میں یہاں پر کسی قسم کا تنازعہ ہونا کسقدر مسلمانونکی ایذا کا باعث ہے۔ یہی سبب ہے کہ حجاز ریلوے کا انتظام حجاج کے آرام کے سوا شہنشاہ اسلام کی اعلے درجہ کی روشن خیالی کی دلیل ہے اور غالبًا بڑے غور وخوض اور اہل الرائے کے مشورے کے بعد بہبودی عرب کے کیلئے سوچا گیا ہے مجکو ایک خط حال میں مدینہ طیبہ سے میرے مکرم دوست عبدالرحمن خان عنبر خانی کی طرف سے آیا ہے اوسکے بعض فقرات نقل کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہون۔

"کرایہ ریل کا مدینہ منورہ سے شام شریف تک ارزان ہوگیا ہے اہل مدینہ و اہل شام کیلئے آنے جانیکا چار گنی درجہ سوم کا ہے۔ اور اندرون ریل کا کام مکہ معظمہ تک جاری کرنیکے لئے ضروری سامان آرہا ہے۔ ریل کا لوہا تین چار ہزار کے قریب مدینہ طیبہ مین آچکا ہے اور انجنیر بس

مکہ معظمہ سے کہونٹی گاڑتے ہوے طایف کی راہ سے مدینہ منورہ آگئے ہین عنقریب کام جاری ہونیوالا ہے اللہ تعالیٰ اس ریل کو جلد بنوا دے تو زایرین و حجاج کو بہت آسایش ہوگئی" اللہم زد فزد۔

سفر حجاز مین تکالیف سے بچنے کی تدابیر

جو وقت اس مبارک سفر کا خیال کرو تو سب سے پہلے تھامس کوک اینڈ سنز کی معرفت اپنے ٹکٹ کا انتظام کرو مغل کمپنی کے جہاز مین سفر کرنیکا ارادہ ہو تو ساون کا ٹکٹ۔ اگر کسی ولایتی کمپنی کے جہاز مین براہ سویز یا پورٹ سعید جانیکا خیال ہو تو تیسرے درجہ یعنے ڈک کا ٹکٹ اور اگر کسی یوروپین جہازران کمپنی مین جدہ جانا ہو تو درجہ دوم کا ٹکٹ متوسط درجہ کے مسافرون کو کافی ہے۔ یون اگر دل چاہے تو جہازون پر درجہ اول کا ٹکٹ لے لو جو کچھ ہمنے لکھا ہے وہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے فضول روپیہ ایسے مبارک سفر مین خرچ کرنا فائدہ نہین اس طرح کے فضول اخراجات کو روک کر حرمین کے مستحقین کو خیرات کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔

وقت مقررہ سے دو دن پہلے بمبئی داخل ہو جاؤ۔ اگر جدہ شریف جانا ہو تو پاسپورٹ اپنے وطن سے لیکر چلنا چاہئے یا محافظ حجاج کے دفتر سے لے لینا۔ اگر براہ سویز جانا ہو تو سیکرٹریٹ بمبئی مین چھ فیس دینے سے پاسپورٹ ملجائیگا۔ پاسپورٹ پر ترکی قونصل جنرل کا تصدیقی مہر یا دستخط ہونا چاہئے ورنہ جدہ میں ذرا کھینچ تان ہوتی ہے اوسکے بعد پھر گھر آنے تک وہان کوئی نہین دریافت کرتا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کہان جاتے ہو۔ مگر پاسپورٹ کا رکھنا ہر حالت میں خطرہ سے بچاتا ہے۔

چند سستی گھڑیان یا اور کسی قسم کا تحفہ ضرور ہندوستان سے لیجاؤ۔ کامران داخل ہوتے ہی وہان کے باتھی ترک کو اور وہ شیدی جو سیاہ فام پانی کے ٹکٹ تقسیم کرتا ہے اور ڈاکٹران تینون کو

اپنا بنالو۔ آسان ترکیب تو یہی ہے کہ عدن سے کچھ سوڈہ لیلو ہمراہ زنانہ ہے تو لیڈی ڈاکٹر کو کچھ دینا کم از کم عمدہ پلاؤ بنوا کر ترک باشی کی دعوت کر دو اور روزمرہ جب وہ تمکو نظر پڑے عمدہ فنجان مین چا سے تواضع کرو۔ میرے ہمراہیون مین سے چند ایسے اشخاص بھی تھے کہ مینے جو کچھ لکھا ہے وہ برابر کرتے رہے اور اونکو مجھسے زیادہ آرام رہا۔ مینے اونکے تجربہ سے یہہ بات لکھی ہے ورنہ مین خود ایسی خوشامد کرنیکا عادی نہین ہون۔

جہاز پر کرانی جہاز کو کچھ تحفہ ضرور پیش کر دو سارے سفر مین راحت ہوگی اگر ممکن ہو تو جہاز کے ہر ایک ملازم سے ملنساری رکھو خصوصًا اشتوارڈ سے جب جدہ داخل ہو جاو تو جلدی نہ کرو۔ راستہ ہی سے مت کسی مطوف کے پہندے میں پہنس جاؤ! ورنہ کسی سے اقرار کرو کہ ہم وہان تمہارے پاس رہینگے۔ اس معاملہ مین جہان تک ہو سکے بڑی احتیاط سے کام کرو۔ اپنے ساتھیون کو ہرگز مت چھوڑو اگر وہ تمہارے ہم خیال ہون۔

ملازم گھر سے لیجاؤ جو تمہاری مزاج اور طبیعت سے واقف ہو۔ جدہ پہونچکر اگر اور کسی ملازم کی ضرورت ہو تو واقفکار شخص کو دیکھکر رکھہ لو تو ماہوار عہ روپیہ پر خوشی مل جائیگا علاوہ تنخواہ کے خوراک اور سواری آپ کو علیحدہ دینی ہوگی۔ سواری کیلئے ایسے آدمیون کو بار برداری کے اونٹ ہی پر بٹھا دیا کرتے ہین جو دو یا چار روپیہ اور زیادہ دینے ہوتے ہین۔ جس اونٹ پر تم بیٹھو او سپر اپنا ساتھی اپناہی ہو زن ڈھونڈو ورنہ دونون کو سخت تکلیف ہوگی اور خود کو بھی اس مبارک سفر مین انتہا درجہ کا حلیم اور شیرین زبان خوش اخلاق بننا چاہئے۔

جب جدہ سے جہاز مقدس مین کسی جگہ بھی سفر اونٹون کا کرو تو اپنے بدو کو خوش رکھو۔ اونکو خوراک جو تم کہاتے ہو دیدیا کرو وہ لوگ گھی اور کھچڑی کے بڑے شایق ہوتے ہیں مگر یہ کوئی ضروری بات نہین ہے کہ اگر تم کھچڑی نہ کہاتے ہو تو فقط اونکے لئے بنواو ایسا کرنے سے اونکی

عادت ہو جاتی ہے۔ پینے تو اونکو وہی خوراک دی جو مین کھایا کرتا تھا۔ البتہ اس بات کا ضرور خیال رکھو کہ اوسکو حقیر مت سمجہو بحیثیت مسلمان ہونے کے خواہ وہ حد درجہ کا میلا بھی ہو اور تمہاری طبیعت اسکو دیکھکر اوسکے میلے پن سے نفرت ہی کرتی کیون نہو کہانا اوسکو اپنے ساتھ بٹہاکر کہلا دو یا جب تم کھانے لگو تو اوسیوقت اوسکو بھی دیدو۔ مگر ہمیشہ اون سے حکمت عملی سے کام لیا کرو۔ روزانہ اونکی بخشش ۸ ر دیدیا کرو۔ یاد رکھو کہ جو بخشش تم اول روز دوگے وہی وہ آخر تک روزانہ لیا کرینگے جس کے معاوضہ مین وہ پانی اور لکڑی لانے کے ذمہ دار ہوجاتے ہین اور وہ نقد دینار رائیگان نہین جاتا بلکہ نفع بخشتا ہے بسکے تجربہ سے تو یہہ ثابت ہوا ہے کہ ملازم کسی بدو کو رکہہ لو تو اور اچھا ہے۔ بدو نہایت جاہل اور بے وقوف ہوتے ہین جو سیدہا طریقہ ہوتا ہے اوسیکو فورًا سمجھتے ہین اور جو برتاؤ اول دن اونکے ساتھ برتا جاتا ہے۔ وہ ہی آخر تک انجام دیتے ہین۔ بلکہ راستہ چلتے وقت کوئی چوہارے فروخت کرنے والے ملین تو فورًا اپنے بدو کو بلا کر ۲ ر دیدو اس سے اور بہت خوش ہوگا۔ اونٹ جس سلسلہ سے اول روز لگایا جائیگا آخر تک برابر اوسی سلسلہ مین وہی جگہہ رہیگا۔ اگر کوئی چاہے کہ اس روش کو بدل دے تو ناممکن ہے اور جو شخص جس اونٹ پر پہلے روز سوار ہولیا۔ پھر دوسرے اونٹ پر خواہ اوسی نے اپنے ساتھی کیلئے کرایہ پر کیون نہ کیا ہے سوار نہین ہوسکتا۔ جو اسباب جس اونٹ پر پہلے مرتبہ لاد دیا گیا وہ ردوبدل نہین ہوسکتا راستہ مین زیادہ اسباب اگر خرید لو تو ہرگز چڑہایا نہین جاسکتا۔

مدینہ طیبہ کے راستے مین مطوف کے آدمی کو ہمراہ رکہنا بہت اچھا ہے وہ بظاہر حاجیون سے ایک ضعیف ہی رقم جیسے ۵ ر روپیہ لیتا ہے اگر اوسکو دو ایک اشرفی دیدو یا دینے کا وعدہ کردو یا یہہ کہدو کہ جیسی خدمت کرے اور راحت پہونچائے ویسا ہی انعام دیدیا جائیگا۔ وہ رفیق تمام راستہ مین ہر طرح خبرگیران رہیگا۔ اور بدوٗن سے خود جملہ ضروری خدمات منزل پر پہونچتے ہی۔ یا

راستہ مین اونٹون کو کہڑا نا وغیرہ انجام دلائیگا اور کوئی عمل خلاف مزاج نہین ہونے دیگا۔ یاد رکہو کہ ایسے آدمی سے بہت ہوشیار بہی رہنا چاہئے۔ نصف انعام پہلے دیدو باقی نصف کا اقرار طریقہ بانا پہ لے لو۔ روپیہ کا انتظام اشرفی سے کرلو اور اگر سفر شام وبیت المقدس یا مصر جانے کا ارادہ ہو تو تہاس کو کس کی معرفت سرکلر نوٹ لے رکہو بہت آرام ملیگا۔ جب مکہ معظمہ پہونچ جاؤ تو پہلے روز کسی مقام پر قیام کرکے اپنے اطمینان کے موافق گہر کرایہ پر کرلو۔ ایک کرہ جسمین دو آدمی متوسط درجہ کے اور چار یا پانچ آدمی معمولی حیثیت کی گذر کر سکتے ہین۔ ۴۰ اشرفی کو ملجاتا ہے خواہ اوسمین ایک ہی آدمی کیون نہ رہے۔ اکثر متمول اور صاحب ثروت رباط مین رہتے ہین جو غرباؤن کے حقوق کو غصب کرنا ہی گو وہان آرام بہی ہو مگر علیحدہ مکان حرم شریف کے نزدیک لینے سے جو آرام ہوگا وہ رباط مین ہرگز نہین مل سکتا۔

خرید و فروخت مکہ مین خود اپنی طور پر کرلو۔ کسی مطوف کی معرفت ہرگز مت کرو۔ اپنی مطوف کو عرفی کس کے حساب سے دیدو اگر وہ خوش نہ ہوگا تو ناراض بہی نہین رہیگا۔ جہان تک ہوسکے مطوف کے بغیر کام چلالو تو بہت اچھا ہے۔ مگر ریل کی آمد تک یہہ بات قریب قریب ناممکن ہے عرفات کو جب چلو تو (اگر تنہا ہو زنانا ہمراہ نہ ہو) گدہے پر یا اگر پیرو نمین طاقت ہو تو پیدل چلنا ہر حالت میں آرام ہے زنانہ ساتھ ہو تو مجبوراً شغدف مین جانا چاہئے۔

قیام منا اور عرفات کیلئے جہان تک ہوسکے مکان منا مین کرایہ کرلو یا نہین تو مجبوری ڈیرون مین ٹھہرنا پڑیگا۔ بڑا اور کشادہ ڈیرہ دیکھکر کرایہ پہ لو۔ جہان تک ممکن ہو منا مین گوشت مت کہاؤ۔ اگر ہوسکے تو مکہ میں بہی پرہیز کرو سبزی اور ترکاری پر گذارہ کروگے تو بیماری سے بچوگے۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک سفر کیلئے ایک تارپالن یعنے کیمچ یا واٹر پروف ضرور ساتھ رکہو شاید راستہ مین بارش ہو تو آرام ملیگا ورنہ وہ کام مین ہی آئیگا۔ مدینہ منورہ مین جب پہونچو تو

ہرگز مزدور وقت مقرر کرو ۔ اگر کروگے تو بھی وہان زیادہ تکلیف نہین ہے فی کس عگا ریا صد ہ روپیہ دیدوگے تو وہ لوگ بخوشی قبول کرینگے ۔میرے تجربہ مین معلین مکہ معظمہ سے مزورین مدینہ طیبہ نہایت خوش خلق اور ملنسار ہین اور زیادہ حریص بھی نہین ہیں ۔

مدینہ طیبہ مین بھی مکان کرایہ پر لیکر رہنا بمقابلہ سیاطون رہایش کے بدرجہا بہتر و افضل ہے مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت اگر براہ شام وبیت المقدس لوٹنا ہو تو افضل تو یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے مین لوٹین اگر اتفاق ایسا نہ ہو تو جب چاہین لوٹ سکتے ہین ۔ حجاز ریلوے میں تیسرے درجہ ہی کا ٹکٹ لینا اچھا ہے گو مینے اپنی ناتجربہ کاری سے درجہ اول کا ٹکٹ مدینہ منورہ سے شام شریف کا لیا تھا ۔ تجربہ نے ثابت کردیا کہ درجہ سوم میں کوئی ایسی تکلیف نہین ہے جو خواہ مخواہ درجہ اول ہی کا لیا جاوے

جب دمشق داخل ہوجاتے ہین تو پھر کہانا پکانیکی ضرورت نہین رہتی ہے شامی بازارون مین ہندوستانی مذاق کا تو نہین پھر بھی بہت عمدہ کہانا مل جاتا ہے ۔ دمشق مین ہوٹلین عمدہ ہین جنکا ذکر میں موقعہ پر کرونگا اس طرح سے جو ضروری ہدایتین ملک شام وفلسطین کیلئے ہوگئی وہ احوال حرم ثالثہ مین وضاحت سے لکھے گئے ہین ۔

حرمین الشریفین کے اوقاف یہان کے اوقاف کی صحیح تعداد معلوم کرنا تو محال ہے اور تخمینہ بھی نہین کیا جا سکتا ۔ مگر حکومت ترکی کی جانب سے تین لاکھ روپیہ سے زیادہ سالانہ کا غلہ بعیان مقرر مساکین کیلئے آتا ہے اسکے علاوہ مکہ و مدینہ مین برابر خیرات خانے جاری ہین جہان مساکین کو کہانا مفت ملتا ہے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے حرمین کا بہت وسیع خرچ ہے سناگیا کہ صرف صفائی و روشنی وغیرہ کے خرچ کی مقدار ساڑھے سات لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ ہے یہ کل خرچ اوقاف عثمانیہ سے ہی آتا ہے ۔

جرائم و خصائل عرب بدوی قبائل کی نسبت مصنف تمدن عرب یون لکہتا ہے کہ بدوی قبائل نیم وحشی حالت مین ہین اونمین کسی قسم کا تمدن نہین ہے جو حالت ۳ ہزار برس پیشتر اونکی تھی وہ آج بھی موجود ہے۔ بجز مذہب کے اونکے کسی چیز مین تغیر نہین آیا۔

بدؤن کے دو ہی شغل ہین آپس مین خونریزی۔ یا مویشی اور اونٹون کا پالنا جب کبھی ایک فرد کسی قبیلہ کا مارا جاتا ہے تو اسکے بدلے مین سلسلہ خونریزیونکا قائم ہوجاتا ہے جب دو قبیلے لڑتے لڑتے تھک جاتے ہین تو پھر صلح کرلیتے ہین اور جان کے بدلے تاوان قبول کرلیتے ہین

ایک اور مورخ لکھتا ہے کہ " اونمین خونخوار بھی ہین اور نہایت درجہ فرمان بردار بھی بھی ہین اور مغرور بھی۔ ایک طرف تو وہ آزاد فیاض اور جواد ہین اور دوسری طرف مغلوب الغضب اور بے باکی سے بھرے ہوے۔

اپنی کل احتیاج کو مہیا کرنے کی ضرورت نے اونہین پھرتیلا چالاک بنایا ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرنیکی مجبوری نے اونہین صبر دیا عرب آزادی کا اسوجہ سے عاشق ہے کہ یہی ایک نعمت ہے جو اوسکے حصہ مین آئی ہے۔ چونکہ اوسے ہر قسم کے تحکم سے نفرت ہے اسلئے لڑنا جھگڑنا اوسکی فطرت کا جز ہوگیا ہے۔ خود اپنے اوپر سختی کی عادت نے اوسے دوسرون کیلئے بیرحم بنادیا ہے اور اسمین انتقام کی خواہش پیدا کردی ہے۔

ملک اور خیالات کے متحد ہونے نے کل قوم میں ایک ہی معیار عزت و آبرو قائم کردیا ہے اونکی ساری نام آوری تلوار۔ مہمان نوازی اور فصاحت مین ہے۔ تلوار تو اپنے حقوق حاصل کرنیکی ضمانت ہے اور مہمان نوازی اونکی عزت بڑہانیکا ذریعہ اور سارے قانون انسانیت کا لب لباب ہے اور تحریر و کتابت کی جگہہ پر فصاحت اون تمام باہمی نااتفاقیون کو ختم کرنے والی چیز ہے جنکا فیصلہ تلوار سے نہین ہوسکتا۔

ایک اور مورخ یون رقم طراز ہے کہ عربون کے خصایص مین شاید وہ خاصیت سب سے زیادہ نمایان ہے جو لوٹنے کے ولولے اور مہمان نوازی کے جوش سے ملکر پیدا ہوئی ہے۔ غارت گری کا اشتیاق اور اوسکے ساتھ فیاضی۔ شدید بیرحمی اور پھر کشادہ دلی وہ خاصیتین ہیں جو اونکے اوصاف اضداد کو ہمارے سامنے لاتی ہیں اور ایک ہی تقریر مین ایک ہی شخص کی نسبت بیس مرتبہ ہمسے آفرین اور نفرین کہلواتی ہین۔ ان متضاد خصایص کا سمجھنا اور اونپر توجہہ کرنی نہایت مشکل ہو اگر ہم اس قوم کی خاص حالت کو ملحوظ نہ کہین کہ یہہ اپنے ملک اور موقعہ کے لحاظ سے تمام اقوام سے علیحدہ اور ایک ریگستان عرب سے اپنی تمامی مایحتاج کے حاصل کرنے پر مجبور ہین ملک کی پیداواری اونکے لئے لوٹ کھسوٹ کی محرک بنگئی ہے وہ زرخیز زمینین جو اور ملکون کے باشندون کیلئے وافر غلہ اور کافی چارہ پیدا کرتی ہین اونکے حصہ مین نہین آئین اور قسمت کی اس کمی کی تلافی وہ لوٹ مار سے کرتے ہین۔ ہر قافلہ کو لوٹتے وقت وہ یہی خیال کرتے ہین کہ یہہ بھی ایک حصہ اوسی دولت کا ہے جو دنیا کی نعمتین تقسیم ہوتے وقت اونہین ملنا چاہئے تھا جس سے وہ محروم رکھے گئے ہین۔ اونکے نزدیک لڑائی مین اور چھپکر رہزنی کرنے میں کوئی فرق نہین جس مال کو وہ ہتیار کے زور سے لوٹتے ہین وہ اُنکی نظرونمین مال غنیمت ہے کسی مسافر کو لوٹ لینا اونکے نزدیک ویسا ہی جوانمردی کا کام ہے جیسا کہ کسی شہر کو فتح کرنا یا کسی صوبہ کو زیر حکومت لانا

اسوقت بھی بدوی اعراب مین خواہ وہ کسی حصہ ملک کا ہو آزادی کا ولولہ موجود ہے۔ جسے اہل یورپ بمشکل سمجھ سکتے ہین۔ یہہ لوگ شہر و قصبات کے باشندونکو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے اور اونہین غلام سمجھتے ہین اونکے نزدیک کسی خاص مقام کو مسکن ٹھرانا گویا آزادی کو خیرباد کہنا ہے کیونکہ جہان مسکن مقرر ہوا اوسکے ساتھ ہی غیر کا محکوم ہونا بھی لازمی ہے بدوینکی ساری دولت آزادی ہے اور وہ اُنکی نظرونمین تمام نعمتون سے بہتر ہے اور بیشک اونھون نے اس

آزادی کو سالہا سال سے دراز سے قائم بھی رکھا ہے۔ کل سلاطین یورپ و ترکی نے دنیا پر حکومت کر کے اپنا سکہ جمایا مگر بدویوں کو زیر نہ کر سکے۔ اور نہ اونپر حکومت قایم کی۔ بدویوں پر جب حکومت ہوگی تو چند روزہ ہوگی اور یہہ چند روزہ حکومت بھی بلا اسکے نہیں حاصل ہو سکتی کہ ایک بدوی قبیلہ کا مقابلہ دوسرے قبیلہ سے کرایا جائے۔

بدویوں نے تمدن ملکی کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھا ہے اور اپنی صحرائی زندگی کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے۔ ان خانہ بدوش اقوام نے جنکا دلربا اور شریفانہ انداز ہر ایک سیاح کے دلکو بہاتا ہے اپنے کو مصنوعی مایحتاج انسانی سے مطلقًا مستغنی رکھا ہے فی الواقع صحرائی زندگی بھی ایک خاص لطف رکھتی ہے اگرچہ مدارج ترقی انسانی کے لحاظ سے بدوی بہت ہی ابتدائی درجے مین ہین اونکی صحرائی زندگی اونھین اس درجہ سے ہرگز بڑھنے نہین دیتی لیکن فہم و ادراک مین وہ فی الواقع دنیا کے تمام گلہ چرانے والی اقوام پر بدرجہا فوقیت رکھتے ہین۔

قوم عرب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے سے ہی ایک بہادر اور مغرور قوم تھی اوس کی عادت اور طرز معاشرت یکساں رہی کبھی نہین بدلی اونھین گھر کا بڑا بوڑھا اپنے گھرانیکا سردار ہوا کرتا تھا۔

عرب ریگستان کی خالص اور قوت دینے والی آب و ہوا مین رہنے کے باعث اور اسوجہ کہ بڑے بڑے شہروں مین رہنے اور آبادی مین سکونت پذیر ہونیکی عادی نہ تھی اور نیز دنیا کی نعمتوں سے ناواقف تھے یا یہ کہ دنیا کی نعمتوں مین سے صرف اونٹ بھیڑ اور خیمہ اپنی قوت بسری اور آسایش کیلئے کافی سمجھتے تھے اس لئے ہمیشہ آزاد و سادہ مزاج اور طاقتور رہے۔

اس حالت مین وہاں وقوعات جرم کا ہونا ہی تعجب انگیز ہے۔ ملک بہو کا ننگا۔ زمین کا اکثر حصہ ناقابل زراعت۔ پانی کی قلت راستہ کی دشواریاں عمومًا رات کا سفر قوم کی قوم بالکل جاہل

بلکہ صحرائی درندے سے زشت خو۔ جنگجو۔ تہذیب و شایستگی کے اعتبار سے بڑی پست حالت مین اور سپر آزاد و سرکش جو بجز اپنے دلی اطاعت کے دراصل نہ کسی قانون کے پابند۔ نہ قاعدہ کے مطیع ان وجوہ سے جو کچھ نہ ہو وہی غنیمت ہے لوٹنے اور لڑنیکی خاصیت کی وجہہ سے بدوی مہذب اور شہری اقوام کے نزدیک نہایت خطرناک ہمسایہ سمجھے جاتے تھے اور کسی زمانے مین وہ مجسم قزاق تھے۔

صرف اونکے معاہدہ کی خوبی اور قانع طبیعت ہمیشہ جرایم سے اونکو روکتی رہی ہے۔ جس مضبوطی اور سچائی سے بدوی اپنے قول اور معاہدہ کی پابندی کرتے ہین غالبًا روے زمین پر کوئی مہذب اور ایماندار سے ایماندار تعلیم یافتہ قوم بھی نہین کرسکتی۔ اور یہہ قول کی پابندی اور عہد کا وفا کرنا بھی اونکی فطرت کا جزو ہوگیا ہے جو اونکی خطرناک حالت کیلئے عمدہ سپر ہے۔

ونکی واردا تونکو جس قدر خوفناک خیال کیا جاتا ہے اسدرجہ ہرگز نہین ہین اب زیادہ تر خیالی یا گاہے گاہے اتفاقی واقعہ کے سوا رہزنیون کو پرانے افسانے سمجھنا چاہیے ہماری ناواقفیت ونیز اجنبی حالات سے البتہ یہہ ضرور ہے کہ مطوف زیادہ تر خوف مین ڈالتے ہین اور قصدًا ایذا مین پہونچاتے ہین۔ یا یہ کہ کوئی شخص قافلہ سے جدا ہوگیا۔ یا مختصر سا گروہ قافلہ سے علیحدہ ہو کر آگے بڑھگیا اوسپر حملہ ہو جاتا ہے ایسی صورت مین کسی کی سواری کا گدھا یا اونٹ چھین لیا یا جو کچھ پاس پلے ہوا وہ لے لیا۔ مزاحمت کی حالت مین مار کٹائی کی عجلت کے ساتھ مجرم چلتے پھرتے نظر آئے ان واقعات کو بھی لوگون کی غفلت یا عمال و محافظان ملک کی لاپروائی یا حکومت کی بدنظمی پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

اونکے مقابلہ مین ہند کے جرایم	ہندوستان مین باوجود گورنمنٹ کے قوانین ایسے منضبط ہونے کے اون رہزنیون اور چوریون کو ایسا بھی نہین کہہ سکتے ہین جیسا

کہ ہندوستان کے با امن صوبون مین ڈکیتیان وچوریان ہوجاتی ہین آئے دن شہرون مین متمول لوگون کے گھر وںمین نقب زنیان وتوع مین آتے ہین۔ ہندوستان کے جرائم بعض لحاظ سے بمقابلہ عرب کی نوعیت واثر دونون مین زیادہ سخت ہین۔ یہان کے بداطوار ڈاکو آبادی اور شہرون مین غارتگری وقتل کے ارتکاب کر بیٹھتے ہین عورات کو ڈاکہ زنی کے وقت ناگفتہ بہ ایذائین پہونچاتے ہین شرمناک اور وحشیانہ افعال کے مرتکب ہوتے ہین۔ عرب مین کوئی واردات شہر اور آبادی مین ہوتی ہوی نہین سننے مین آئی یہان کے ڈاکخانہ والون کا ساکمال وہان نہین کہ پارسل ثابت رہکر اور مال نکل جاے جعلساز ایسے کہان کہ ہزارون دستخطی دستاویزین بنجائین اور اصل سے مطابق کردئے جائین۔ کہوٹے روپیہ آئے دن بنائے جارہے ہین جعلی نوٹ مثل اصلی کے بناکر چلائین اسکے سوا زہر خورانی۔ اسقاط حمل۔ دروغ حلفی۔ زنا بالجبر۔ عفت مین خلل ڈالنا اور قمار بازی شراب خوری ان تمام کا عرب مین وجود نہین۔

ایک جعلسازی کا جرم ہندوستان مین ایسا ہے جو ڈاکہ اور رہزنی سے بدرجہا اثر مین سخت اور صورت مین نرم ہے جرم کو ہمیشہ اثر کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے نہ صورت کے اعتبار سے عرب کا یہہ انتظام بہت معلوم ہوا کہ قافلون اور تاجرون کا بذریعہ رہزنی یا غارتگری جو نقصان ہوجاے نقصان پانیوالے گورنمنٹ کی کونسل کے حضور مین فریادی ہو بعد تحقیقات اوسکے نقصان کا پورا معاوضہ ملجاتا ہے یہہ رحیمانہ قاعدہ جو عملاً جاری ہے واقعی قابل تعریف ہے دیگر ملکون مین تو مظلوم مدعی کو پیروی مقدمہ مین کچھ نہ کچھ اور صرف کرنا پڑتا ہے اور جو مال غارت ہوا اسکے ملنے کا ذکر ہی کیا ہے۔ از مراۃ العرب

دربار خداوندی ودربار قیصری

اس سال دربار خداوندی کا حج اکبری ہوا تھا جسمین تقریباً ۷ لاکھ مسلمان امیر وغریب شاہ وگدا سب ملے ہوے تھے۔ اسقدر مجمع فقط ایک شہر مکہ ہی مین نہ تھا۔ بلکہ یہی لوگ تاریخ مقررہ پر منا۔ مزدلفہ۔ و میدان عرفات مین بھی جمع تھے اسمین

عورت مرد۔ بچے۔ بوڑہے سب قسم کے لوگ شامل تھے۔ یہہ اس قوم کا مجمع تھا۔ جو روئی زمین پر اپنی شجاعت وجوانمردی مین اپنا ثانی نہین رکھتی ہے یہہ اُس قوم کا مجمع تھا جو خوروِنوش مین سارے دنیا کی اقوام سے گوئی سبقت لیگئی ہے۔ اوس مالک دربار کالاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ کوئی ایک لفظ شکایت بھی اپنی زبان پر نہین لایا۔ نہ کسی کو یہہ کہتے سنا کہ مکہ مین گھر نہین ملا۔ یا ملا تو بہت گران کرایہ پر ملا۔ روٹی نہین ملی آٹا میسر نہ ہوا یا یہہ چیز نہین ملی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا مقدس پانی خدا کے درباری وہان پیتے رہے کہ روئے زمین پر کوئی پانی اوسکا مقابلہ نہین کرسکتا وہ کونسا پانی تھا "زمزم شریف" اللہ اکبر کیا شان کبریائی ہے کہ وہان اعلیٰ درجہ کے انگور۔ انار۔ کھجور۔ ناشپاتی سیب۔ بہتہ۔ مٹھی وغیرہ وغیرہ ہمارا رب الجلیل میزبان ہمکو کہلاتا رہا اور اسقدر افراط سے ہمکو ہماری غزائین بہم پہونچایا کرتا تھا کہ ہم اونکی خریداری سے عاجز تھے۔ ضرورت سے زیادہ چیزین ہماری روزمرہ کی خوراک کو ملتی تہین۔ کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ مینے فلان چیز کی خواہش مکہ مین کی اور وہ میسر نہ ہوی۔ ہمارا رب الجلیل میزبان ہمکو کہلایا پلایا اور اپنا مہمان بناکر ہمکو وہ معزز دنیبی خطاب حاجی سے مشرف کرکے ہمکو خلعت عفو مرحمت فرمایا۔ اس مالک دربار کا کڑوڑہا شکر ہم ادا کرین تو بھی ادا نہین ہوسکتا۔ ہمکو اپنے مکان سے ایسا بناکر بھیجا جیسے روز اول ہمکو اپنی مان کے شکم سے روانہ کیا تھا۔ سبحان اللہ کیا ہی رحیم وکریم ہمارا میزبان ہے کہ جسنے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے یہہ بھی خوشخبری سنادی کہ "ایک پیٹ مین دو چیز نہین رہسکتین یعنے نار دوزخ۔ و آب زمزم" کیسے خوش قسمت ہین وہ لوگ جو اس دربار خداوندی مین اپنی تمام عمر مین یکبار وہ بھی بغیر بلاے بے روک وٹوک حاضر ہوکر اپنی گناہونکی بخشش کرالیتے ہین۔

اب ہندوستان کے دربار قیصری کو دیکھئے کہ اونمی دونون مین سلطنت مغلیہ کے

قدیم پائے تخت دہلی مین دربار قیصری بڑی شان وشوکت سے ہوا تھا. زیادہ سے زیادہ بالا
کے درباری ۲لاکھ تک آئے ہونگے. اب شکایتون کی طومار سنئے کوئی کہتا ہے کہ گھر نہین ملا
اگر ملا بھی تو بہت گران کرایہ پر تھا. اشیا راسقدر گران تھی کہ دو آنہ کی چیز ایک روپیہ کو ملتی
رہی پانی ایسا نایاب تھا کہ ایک مشکیزہ چار آنے سے یکروپیہ تک کو ملا وغیرہ وغیرہ

اس مین کچھ شک نہین کہ دربار قیصری سی ہز مجسٹی قیصر جارج پنجم کے معزز مہمان دنیاوی
خطابات معہ خلعت حاضرات تمغہ وسندات لیکر آئے. سینکڑون اقوام کا مجمع تھا. متعدد مذاہب
کے افراد تھے انمین بہت کم ایسے ہونگے جنکی رسائی اپنے معزز میزبان تک ہوی ہوگی اگر
کسی کو یہہ عزت حاصل ہوئی بھی تو اوسکو یہی فخر ہوگا کہ اوسنے اپنے بادشاہ عالیجاہ ہز موسٹ
گریشیز مجسٹی شہنشاہ جارج پنجم کی بارگاہ مین شرف باریابی حاصل کی ہے. دربار قیصری
کیلئے ہمارے شہنشاہ جارج پنجم بھی مدینہ مین سوار ہوکر لنڈن سے بمبئی تشریف لائے.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکرِ مدینہ منوّرہ

۱۳ ۵ ۳۰

مکہ معظمہ سے روانگی ہم گذشتہ شبکو ہی زیارت الوداع کر چکے تھے۔ اسوقت کی جدائی کی حالت عجب رقت خیز اور درد انگیز تھی۔ الوداع یا بیت اللہ الوداع یا حرم اللہ۔ الفراق یا بیت اللہ الفراق یا حرم اللہ کہتے ہوے خود بخود ہماری آنکھوں سے آنسوؤن کی نہر بی برابر باران رحمت کی طرح جاری تھی۔ دل پر خاص قسم کی چوٹ لگی تھی اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے تھے ؎ جدائی تیری کسکو منظور ہے۔ زمین سخت اور آسمان دور ہے۔ غرض جدائی کے جملے کہتے ہوے افسوس کیساتھ حسرت بھری نگاہون سے بچشم تر باب الوداع سے گذرتے ہوے آخری نظر سے حرم اللہ اور حرم خلیل اللہ کو دیکھتے رہے۔ اسوقت بھی دعا دل سے نکلتی رہی کہ خداوندا! تو پھر ہمکو اپنے گھر مین دوبارہ لے آ۔ اور اس مقدس گھر کی زیارت نصیب کر۔

آخر اس مقدس گھر اور مبارک زمین سے جدا ہونیکی گھڑی آگئی قریب دوپہر کے۔ روز شنبہ تاریخ ۴ ہر ذوالحجہ مطابق ۱۵ ر دسمبر ۱۹۱۲ء کو ہمارا قافلہ مکہ معظمہ سے ہمیشہ کیلئے جدا ہوکر ترکی فوجی بارک کے پاس جہان اکثر قافلے پہلے روز اُترا کرتے ہین ٹھہر گیا۔ ہند کے کل قافلے جو مختلف اضلاع کے تھے سب وہی میدان مین جمع ہوے۔ اتوار کے ٹھیک ½ ۱۲ بجے دن کے ہم مکہ معظمہ سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے۔ اگر مکہ معظمہ مین ریل ہوگی تو غالباً اسٹیشن اسی مقام بنے گا۔ بہت سا لوہے کا اسباب یہان پر پڑا ہوا دیکھا گیا۔ ایک عمارت نہایت مضبوط اور پختہ زیر تعمیر ہے۔

پونے دو بجے کے قریب مسجد تنعیم مین داخل ہوے - یہ مقام ذرا بلند جگہہ پر ہے - مکہ سے ۳½ میل کے فاصلہ پر ہوگا - یہان سے عمرہ لایا جاتا ہے - ایک پانی کا کنوان بھی ہے - اسکے بعد ہم ایک وسیع وادی مین گذرے جسکی دونون جانب چہوٹے چہوٹے پہاڑون کا سلسلہ دور تک برابر چلا گیا ہے - یہ سلسلہ برابر المیمونہ تک قائم رہا -

المیمونہ وہ مقام ہے جہان پر اُم المومنین حضرۃ میمونہؓ زوجہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پُرانوار ہے - جو مکہ معظمہ سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے - مزار مبارک پر ایک قبہ اور ایک مختصر مسجد بھی ہے - بدو لوگ پانی اور چا وغیرہ فروخت کرتے ہین - یہ مقام بھی ذرا اونچے پہاڑ کے درّہ پر ہے - جہان سے دونون جانب راستہ اوترتا ہے - اور بہت سے مقابر یہان پر دیکھے گئے دریافت کرنے پر میرے بدو نے کہا کہ اگلے دنون مین عمرہ یہان سے لایا جاتا تہا - اور قافلے بھی اکثر اسی جگہہ قیام کرتے تھے - پہاڑون کے دامن مین بدو قبائل بکثرت آباد ہین جو اپنے مُردون کو تبرکاً اس مقام مین لاکر دفن کرتے ہین -

وادیٔ فاطمہؓ آج راستہ مین ۵ یا ۶ چہوٹی چہوٹی پہاڑیون پر سے ہمارا گذر ہوا - رستہ بحیثیت مجموعی اچہا رہا - تہوڑی سی مرمت مین یہانتک گھوڑا گاڑی آسکتی ہے - ہم سات گھنٹے کا راستہ طے کرکے وادی فاطمہ مین داخل ہوگئے - وقت اور گھنٹے اور میل کا نقشہ نہایت صحت کیساتھ جو آجتک کسی اردو کتاب مین نہین لکہا گیا دیدیا گیا ہے - چنانچہ اس مقام پر مین فاصلہ اور وقت نہین لکھونگا -

ہم مقام پر داخل ہوتے ہی بدوی عورات اور مرد جو قرب وجوار کے دامن مین رہتے ہین لکڑی - پانی اور مرغیان روٹی اور پکا ہوا گوشت لاکر بیچنے لگے - پانی بہت ارزان تہا - نہر جاری ہے - جسکا پانی ایک مقام پر ذرا نیم گرم معلوم ہوتا ہے اور دوسرے مقام پر سرد - پانی صاف

اور اچھا ملا - باوجود نہر نزدیک ہونے کے بھی کسی کی مجال نہین تھی کہ ایک قدم آگے جاکر پانی لاتے ۔
۲ ر مین ایک چھوٹا مشکیزہ پانی کا اور ۲ ر مین دو آدمی کے کھانا پکانے کی مقدار لکڑی ملگئی ۔ ساربانون
نے بھی ہمکو بخشش کے عوض پانی اور لکڑی دی - باوجود اس حجم غفیر کے سب کو پانی اور لکڑی ملگئی
کوئی شاکی نہ تھا - بدوونکی چوری کو بہت سنا تہا - مگر چند ہمارے حاجی بدو بھی ایسے موقع پر کسی کا
مال ہضم کرلینا ثواب عظیم سمجھتے ہین - بدوونکی آڑ مین خود شکار کرجاتے ہین - میری ایک سیڑہی اور
چراغ کو ایک شخص بڑے شوق سے لیجا رہا تہا اوسکی بدقسمتی سے میری نگاہ پڑگئی چراغ تو لیلیا
گیا اور سیڑہی کیلئے قسمین کہا گیا کہ اوسکی ہے مین ہی شرم کے مارے خاموش ہوگیا ۔

وادیٔ فاطمہ کی مہندی بہت مشہور ہے اور یہان سے سارے ملک حجاز مین جاتی ہر سالانہ
۱۰ ہزار روپیہ سے زاید کی حنا فروخت ہوتی ہے - رنگ اس حنا کا بہت پختہ ہوتا ہے - وادیٔ
فاطمہ کی وجہ تسمیہ بدو لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت فاطمہؓ سفر مین اپنے والد ماجد رسول خدا کیساتھ
تہین - پیاس کے غلبہ سے پانی مانگا اوسوقت آنحضرتؐ نے دعا کی اور یہ نہر جاری ہوگئی - دوسری
روایت یہ بیان کرتے ہین کہ بی بی فاطمہ ام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ملکیت سے یہہ وادی نامزد ہے
واللہ اعلم - لوگ تبرکاً موقعہ ملا تو اس نہر مین غسل کرتے ہین -

بیر عسفان دوشنبہ ۲۶ ذوالحجہ مطابق ۱۸ دسمبر - نماز صبح کے بعد قافلے نکلنا شروع ہوگئے بعض تو
پچھلی رات باقی رہے کے چلدئے ہمارا اور پنجابی قافلہ ذرا دیر مین روانہ ہوا برابر ۶ بجے صبح ہمارے
اونٹ مقام سے نکلگئے - اور رات کے ۱۰½ بجے بیر عسفان مین داخل ہوے - یہ مقام ایک سطح تختہ
زمین پر پہاڑ کے درمیان واقع ہے اسکے چارون طرف پہاڑونکا سلسلہ قائم ہے - دو پانی کے
کنوئین ہین ایک تو خشک ہوگیا ہے اور دوسرے مین پانی ہے - انمین سے ایک کنوان حضرت عثمان
ابن عفانؓ کیطرف منسوب ہے - اسکا پانی نہایت شیرین اور مزیدار ہے سنا گیا کہ آنحضرتؐ کا لعاب

دہن مبارک اس مین گرا ہے۔ آج راستہ مین فقط ۲ یا ۳ جائے بدو چار اور پانی فروخت کرتے ہوے
نظر آئے۔ زمین بہت خشک اور پتھریلی تہی ریت مین چونے کے کنکر ملے ہوے نظر آرہے تھے جنمین
کہین کہین برائے نام چہوٹے چہوٹے جنگلی درختون کے جھنڈ بھی دکہائی دیے۔ راستہ ریتلے پہاڑ
پر سے گذرا ان پہاڑون کے اوپر بھی کہین کہین سوکہے درخت دکہائی دئے جنمین پتونکا پتا
نہ تہا فقط ٹہنین ہی باقی تہین۔ وادی بہت وسیع ہے۔

مین عصر کے قبل اپنے اونٹ سے اوترا اور کچہہ دور تک چلتا رہا۔ میرے پیرو مرشد حضرت
سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ بھی ملگئے اونکے ہمراہ نماز عصر کی پڑہکر بہت دور تک چلکر آیا
حضرت پیر صاحب بھی اکثر شام کیوقت تھوڑی دور چلا کرتے تھے۔ اوسوقت ہمارا قافلہ ذرا پیچھے
ہوگیا اور پنجابی قافلہ ذرا آگے۔ ہمنے مغرب کی نماز راستہ ہی مین پڑہی۔ جب ذرا اندہیرا ہونے
لگا تو پیرو مرشد قبلہ مدظلہ العالی اپنے اونٹ پر سوار ہوگئے مین اور میرا ساتھی آہستہ آہستہ پیدل
ہی چلتے رہے کہ جب قافلہ آجائیگا تو اپنے اونٹ پر سوار ہوجائینگے۔ قافلہ تقریباً آدھ میل پیچھے تھا۔
اب بدوؤن کی چالاکی کو خیال کیجیے کہ وہ ہمکو کیسے جل دیکر گھبرا دیتے ہین۔ چار بدو جو ہمارے
ہمراہی قافلے کے تلوارین لئے ہوے میرا نام لیکر آوازین دیتے ہوے آرہے تھے۔ مین اپنا نام
سنکر حیران ہوگیا۔ مین اور میرا رفیق ایک مقام پر کہڑے ہوگئے۔ ۴ بدو جنکو مین جانتا تہا آئے
اور بڑے مخلصانہ طور پر کہنے لگے کہ "یا شیخ حرامی کثیر" تم اکیلے کیون جارہے ہو کوئی مار دے گا۔
مین دیکھا کہ دوسرا تو کیا ماریگا یہ ہم ہین اور انکے ہاتون مین تلوارین ہین شاید یہی مار دین۔ یہ فقط
ہمارے دل کا ڈر تہا جو اگلے قصے سنکر دلمین بیٹھا ہوا تہا۔ مینے فوراً چار روپیہ نکالکر اونکو دیا اور
کہا کہ اسوقت تم یہ لیلو چونکہ مین روپیہ نقد نہین رکھتا ہون انشاءاللہ مدینہ طیبہ ہوچکر فی کس
ایک ایک مجیدی اور ایک ایک رومال انعام دونگا۔ یہ سنتے ہی چارون نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا

اور تیری رحمدلی سے مجھکو اپنی حفاظت مین لے لیئے اور مین سچ بتاتا ہون - یہ لوگ اپنے وعدے کے ایسے پکے نکلے کہ برابر مدینہ منورہ تک میرا خیال رکھتے تھے اور ہر روز بلا ناغہ مجھکو میرا وعدہ یاد دلایا کرتے رہے - جب میرا قافلہ آگیا اور مین اپنے اونٹ پر سوار ہوگیا او سوقت سالار قافلہ سلیمان شیخ نے مجھکو دوست نصیحت کی کہ ایسے اکیلے نہ جانا لوگ مار دینگے - جہانتک میرے غور کیا ہے قتل کے وقوعات تو بہت کم ہوتے ہین شاذونادر کوئی ایسا وقعہ ہوجاتا ہو -

مقام پر داخل ہوتے ہی حسب معمول بدوی عورات لکڑی پانی اور مرغیان لاکر بیچتی رہین - آج ہمارے بدو نے ہمکو پانی خریدکر دیا رات زیادہ ہوگئی تہی جلدی سے پکاکر کہاے اور سو رہے - یہان چند بدو دوکانین رکھے ہین جنمین سوکہی مچہلی گوشت بسکوٹ اور کہجور کی گٹھلیان اونٹونکا چارہ مناسب قیمت پر ملجاتا ہے - مقام بیر عسفان مین وادی کا عرض ۱۲ میل اور طول ۵ میل کے قریب ہے اور چارون طرف پہاڑ ہین - اتنا ٹکڑا بالکل ہموار ہے ایک لاکھ آدمی بخوبی قیام کر سکتے ہین - بدون نے راتکو پہرہ دینے کی اجرت فی کس ۲ روپیہ وصول کی -

نتوغہ یا ادف ۲۷ ذوالحجہ شنبہ مطابق ۱۹ دسمبر قافلہ دس بجے دن کو روانہ ہوکر پانچ بجے شام کو منزل پر پہونچگیا - راستہ آجکا بہت اچہا تہا - پہاڑی کے اوپر ایک پختہ سبیل بنی ہوئی ہے مگر بانی سبیل کی وفات سے اب اوس مین پانی وغیرہ نہین رکھا جاتا ہے شکستہ حالت ہے - بدوی قبائل یہان پہاڑون کے اوپر اور دامن مین آباد ہین - اونکی عورات و بچے حجاج و زائرین کیلئے کہجور چارا اور پانی لاکر راستہ مین مناسب قیمت پر فروخت کرتے تھے - مولی پیاز اور تربوز بھی آج بچے روز لائے تھے - مرغیان بھی تھین - معلوم ہوتا ہے کہ اس قرب وجوار مین سبزی پیدا ہوتی ہے - راستہ مین کسی طرح کی تکلیف نہین ہوئی بہت آرام سے گذرا ہمارے قافلہ کے جملہ اونٹون کی تعداد قریب پانچہزار کے تھی -

یہان پر دو چار کنوئین ہین چند درخت خرما کے دیکھے گئے مکہ معظمہ سے چلنے کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ہمنے مزروعہ زمین کا کچھ حصہ اور کھجور کے درخت دیکھے۔ رات مین بڑے زور سے بارش ہوئی جس سے لوگون کو سخت تکلیف ہوئی۔ یہان سے قصبہ جات البرکہ اور خلیص۔ السوق قریب ہین یعنی بالکل ایک ہموار زمین پر واقع ہین۔ ان مقامات مین کھجور کے باغات بکثرت ہین۔ اور ایک قلعہ جو کسی زمانہ مین مستحکم پہاڑی پر واقع تھا اب شکستہ حالت مین دکہائی دے رہا ہے۔ دامن مین بھی ایک قلعہ ٹوٹا ہوا ہے یہ ہر دو قلعجات بہت قدیم ہین انکا ذکر علامہ شیخ ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفرنامہ مین کیا ہے۔ خاریز مین یہان پر جاری ہین انکے ذریعہ باغات کی آبرسانی ہوتی ہے۔

مقام السیوق یا السوق مین بازار بڑا ہے۔ قرب وجوار کے بدوی قبائل اسی بازار سے ہی خرید و فروخت کرتے ہین۔ قبائل بنی زبیدہ و بنی قضیمہ کے لوگ دامن کوہ مین آباد ہین داہنی طرف یعنے جانب شرق جبل راحب کا مسلسل سلسلہ جبل صبوح تک چلا گیا ہی جسپر قبیلہ بنی امر یا عامر کے جنگجو لوٹیرے لوگ آباد ہین۔ راتکو چورونکا ڈر بہت رہا مگر کوئی واردات سُننے مین نہین آئی اس مقام پر ذرا احتیاط لازم ہے۔ ایک شخص آج انتقال کر گیا۔

قضیمہ اس مقام کو عقبۃ السویق بھی کہتے ہین۔ روز چہارشنبہ ۲۸ ذوالحجہ مطابق ۲۰ ڈسمبر صبح ۷ بجے مستورہ سے روانہ ہوکر ۴½ بجے قضیمہ مین داخل ہوگئے۔ راستہ بہت صاف اور ہموار رہا۔ گاڑی اور ریل کیواسطے اس درمیان مین کوئی رکاوٹ نظر نہین آئی بڑی آسانی سے گاڑی آسکتی ہے۔ نصف راستہ تک دہنے اور بائین جانب جیٹر کے چھوٹے چھوٹے درخت بکثرت دکہائی دئے۔ اگر یہ درخت ۱۰ سال تک نہین کاٹے گئے تو بڑا گھنا عظیم الشان جنگل ہوجائیگا ۳ بجے کے قریب سمندر کا پانی نظر آنے لگا۔ پہاڑ راستہ سے بہت دور ہوگئے جبل راحب ۱۵ یا ۲۰ میل کے فاصلہ پر نظر آتا رہا۔ مقام قدیمہ مین دو چار پختہ عمارتین جو کسی زمانہ مین عمدہ تھین اسوقت

شکستہ حالت مین پڑی ہین - بدوؤن کی جھونپڑیان بھی ہین جنمین قہوہ اور خوردنی اشیا کی دوکان ہے - کنوئین بے حساب ہین مگر اونکا پانی نمکین ہے - آج تمام راستہ مین بدوی عورات تربوز جار، پانی اور سبزی لاکر فروخت کرتی تہین - گزشتہ شب کی بارش سے راستہ مین پانی جمع ہوگیا تہا جس سے لوگ وضو اور استنجا کیا کرتے تھے -

قضیمہ کا میدان اسقدر وسیع ہے کہ اس مین دو لاکھ آدمی بآسانی رہ سکتے ہین - اور کنوئین کہودنے سے پانی بہت جلد نکل آتا ہے - گو نمکین ہے اگر ہم برکت یہ پر ڈیرہ پڑیگا - تو کسی قدر بدمزہ تو ہوجاتا ہے مگر نمک اوسکا جاتا رہیگا - زمین ریتلی ہے برسات مین سخت تکلیف ہوگی راستہ کے دہنے اور بائین چند کہجور کے درخت نظر آئے - بحر احمر کا کنارہ ۴ میل کے فاصلہ پر ہے - ظاہرا بدوؤنکا کوئی خوف نہین مگر ہمارے دلومین اونکی طرف سے جو دہشت بیٹھ گئی ہے وہ دور نہین ہوتی اور اوسی وحشت کی آڑ مین لوگ بیحیائی کا برقعہ اوڑھکر لوگون کے روبرو ہی رفع حاجت کیلئے بیٹھ جایا کرتے ہین - خدا غیرت عطا کرے -

رابغ یا رابق ۲۹ ذوالحجہ جمعرات مطابق ۱۲ دسمبر صبح ۷ بجے ہم قضیمہ سے روانہ ہوکر ۲ بجے مقام رابق میں جا پہونچے - راستہ مین ایک گھنٹہ اونٹون نے مقام قولیہ پر آرام کیا - اس حساب سے برابر ۸ گھنٹے کی منزل ہوئی - راستہ مین دو چار وقت بارش بھی خفیف سی ہوئی مگر تمام دن ابر گھیرے ہوئی تہا - راستہ پہلے ایک وسیع میدان سے گذرا دور دو رویہ دہنی جانب پہاڑ نظر آرہے تھے کہین درخت یا آبادی کا نشان نہ تھا - نہ راستہ مین بدوی لوگ قہوہ وغیرہ فروخت کرتے دکہائی دئے - البتہ گدھون پر کہجورین لادکر کہین دور سے آکر ایک مقام پر بیچتے تھے - مغرب کے وقت چند ریت کے بڑے بڑے ٹیلے نظر آئے جو ۲ سو سے ۵ سو فیٹ تک اونچے اور ہزار سے ۲ ہزار فیٹ تک مربع تھے - ہوا جب سخت ہوتی ہے تو زمین سے ریت اوٹھکر ایک جا جمع ہوجاتی ہے اور وہ ایک مقام سے دوسر

مقام کو کھسکتی بھی ہے۔ اور بعض ٹیکریاں پتھر کی بھی مین گو اونکی اونچائی سطح زمین سے ۲ سو فیٹ سے زیادہ نہین ہے مگر دور سے بڑے عظیم الشان پہاڑ نظر آتے تھے۔ راستہ مین برسات کی وجہ سے پانی جا بجا جمع ہو گیا تھا۔ لوگون نے پیاس رفع کرنیکو بھی پینا شروع کر دیا۔ اگر ایک روز اس قطع مین برسات زور و شور سے برس جائے تو کئے دنون کیلئے راستہ کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ نشیبی زمین مین پانی تالاب کے مانند عرصہ دراز تک بھرا رہتا ہے۔ اونٹو نکا چلنا دشوار ہو جاتا ہی۔ اونکے پیر اکثر کثرت کیچڑ کے باعث پھسلتے ہین جسکے لئے وہ راستہ بچا بچا کر چلتے ہین۔ کیچڑ کے باعث ہم لوگ راستہ کو چھوڑ کر دوسری طرف کو گھومتے ہوئے آئے ورنہ شاید ۱۶ گھنٹے کا راستہ تہا۔

عشا کیوقت زیادہ خوف معلوم ہوا تمام اونٹ ایک جا جمع ہو گئے اندھیرا سخت تھا بادل گرج رہا تھا شغدف سے شغدف ٹکرا رہے تھے کوئی شبری اولٹ گئی تھی اور کوئی شغدف گرا پڑا تہا حجاج خوف سے گھبرا رہے تھے۔ مگر خدا کا فضل ہوا کہ کوئی سخت حادثہ پیش نہ آیا۔ اپنے رسولؐ کی مہمانونکو خدا نے بچا لیا۔ اندھیرے مین اونٹو نکا چلنا بھی خطرے سے خالی نہین ہے۔

علامہ ابن بطوطہ اس ریگ کے ٹیلون کی نسبت یون تحریر فرماتے ہین "عقبۃ السویق مین حجاج ستو پینا ضروری سمجھتے ہین۔ اس رسم کے ادا کرنے کیواسطے مصر و شام سے ستو ساتھ لاتے ہین۔ اور اس مقام مین شکر ملا کر ستو پیتے ہین۔ اور امرا لوگ ستو سے حوضین بھروا دیتے ہین اور سب لوگ اونمین سے پیتے ہین۔ اس رسم کی نسبت یہ روایت ہے کہ رسولؐ خدا جب اس مقام پر گذری تو آپکے ہمراہیون کے پاس کچھ کہانیکو نہ تہا۔ حضرتؐ نے وہانکی ریگ اوٹہا کر اپنے اصحاب کو مرحمت فرمائی اصحاب نے اوسکو گھولا تو وہ ستو ہو گیا" شاید اسوقت پر یہ رسم جاری ہے یا نہین ہمنے کسیکو ستو پیتے ہوئے نہین دیکھا۔

شب کے دو بجے ہم مقام پر آئے مگر صبح کے ۹ بجے تک ہمکو ایک قطرہ پانی میسر نہوا۔ اور نہ کوئی

شے نہ آئے گی - ہمنے ممالک شرقیہ مین بہت دور تک سفر کیا ہے - اور بڑے بڑے جنگل دیکھے ہین - لیکن وشان کا وحشتناک جنگل جسمین درندے اور ڈاکوؤنکا خوف بھی تھا - مگر اللہ اکبر اس سفر کا نام ہی سفر ہے - راستہ کی بدانتظامی کی وجہ سے اونٹ کی سواری مین تکلیف لازمی ہے - تکلیف کی کوئی انتہا نہین - مگر شاباش ہمارے اولوالعزم دلون پر کہ باوجود اسقدر تکلیف جھیلنے کے بھی شاید ہی کوئی بدنصیب مسلمان ہوگا جو زیارت روضہ رسول اللہ سے اس تکلیف کا خیال کرکے محروم رہتا ہو - ورنہ ۹۹ فیصدی حجاج زیارت نبوی سے مشرف ہوتے ہین - اور مدینۃ الرسول کی دیدار سے اپنے آنکھو منور اور دلکو روشن کرتے ہین - کیا ہی وہ دل ہونگے اور کیسا اونکا شوق ہوگا کہ زیارت رسول اللہ کیلئے صرف تیس روز بلکہ اس سے بھی کم دنون کیلئے ۲۴ روز کی سخت سے سخت مصیبت کو برداشت کرکے مکہ معظمہ سے آکر فورا واپس چلے جاتے ہین - ایسے لوگون مین زیادہ تر جاوی مسلمانون کا نمبر اول ہے -

میرے خیال مین اس راستہ سے ریل کا آنا غیر ممکن نہین تو سخت مشکل ضرور ہے - اگر ہو بھی گئی تو برسات کے موسم مین گورنمنٹ کو بہت انتظام کرنا پڑیگا - زمین ہموار ہے - پانی سے تکلیف ہوگی - اسی لئے غالبا حکومت کا خیال شرقی راستہ سے ریل نکالنے کا ہے - سلطانی راستہ سے نہین لائینگے -

رابق سے سمندر قریب ۳ میل کے ہوگا - میدان بہت وسیع ہے - ایک لاکھ آدمی بوقت ضرورت قیام کرسکتے ہین - پانی بافراط مگر ذرا نمکین ہے - اسکی وجہ بھی ہے کہ بحر احمر کا کنارا نزدیک ہے - پانی ۲ کو ایک ٹین یا مشکیزہ ملجاتا ہے - لکڑی بکثرت ہے - ۴ ریس دو وقت کا کھانا ۳ آدمیون کیلئے طیار ہوسکتا ہے - یہان ایک ترکی قلعہ ہے جسمین ۲ سو آدمی کے قریب رہتے ہین - مکہ معظمہ سے رابق تک بلکہ مدینہ منورہ تک سوائے خدائی فرشتون کے سلطانی فوج کا کوئی سپاہی ملک کی حفاظت کیلئے نظر نہین آیا - نہ کوئی چوکی ہے - نہ آوٹ پوسٹ ہے - جدہ کے راستہ مین تو جا بجا چوکیان بنی ہین - قافلہ پر حملہ ہو تو کوئی بچا نہیں سکتا - حجاج وزائرین بدوؤن کے رحم پر ہوجاتے ہین -

رابق میں ایک مختصر سا بازار ہے جسمیں ضروری اشیا مناسب قیمت پر میسر آجاتی ہیں۔ سوکھی مچھلی بحر احمر کی کثرت سے فروخت ہوتی ہے۔ مرغیان انڈے ولایتی ٹین کی اشیاء دودھ میسر آتا ہے گو لازمی طور پر کل چیزیں گران ہیں مگر شکر ہے کہ مل جاتی ہیں۔ دنبہ کا گوشت عہ اوگہ کو آج فروخت ہوا اونٹونکا چارہ کثرت سے فروخت ہوتا ہے۔ مکانات یہان کے نیم پختہ جنمیں مٹی کی ہیں۔ اصل شہر ذرا فاصلہ پر ہے۔ بدون کی جھونپڑیان اور خیمے بکثرت یہان موجود ہیں۔ یہہ بھی سُنا گیا کہ رابق میں چوری نہیں ہوتی اگر ہوجائے تو کل نقصان کا معاوضہ شریف مکہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ غلاظت کا وہی حال ہے جو گذشتہ منزلون میں تہا اسکی شکایت ہی بیجا ہے۔ چونکہ یہ ہمارے ہی بُری عادت کا نتیجہ ہے۔ جہان سوتے ہیں اوسی جگہہ میلا کرتے ہیں۔

ترکی قلعہ کے آگے دو دقیانوسی توپیں شاید خواجہ خضرؑ کی وقت کی پڑی ہوئی ہیں جنمیں زنگ اسقدر لگا ہوا ہے کہ روزن نظر نہیں آتا۔ شاید یہ کسی لڑائی کی پکڑی ہوئی توپیں ہوں ورنہ اس کس مپرسی کی حالت میں نہ ہوتیں۔ ترکی سپاہ نہایت چست و چالاک اور اچھی وردی میں دیکھی گئی افسرون کا لباس حسب معمول زرق برق کا نہایت عمدہ تہا۔ ایک جامع مسجد ہے۔ آج نماز جمعہ بھی اسی جامع میں نصیب ہوئی چٹائی اور جائے نماز کا کوئی انتظام نہ تہا۔ نہ باقاعدہ جماعت ہوتی ہے۔ جو آتا اپنی نماز پڑہکر روانہ ہوجایا کرتا تہا نہ امام کو مقتدی کی ضرورت تھی نہ مقتدیون کو امام کی حاجت۔

یہان کا معاملہ کثرت حجاج پر موقوف ہے۔ صبح جو چیزیں نہایت گران تہین وہی شام کو نصف سے کم قیمت پر ملنے لگیں۔ میرا بدو مجھسے دو روز کی بخشش عہ کے حساب سے ۳ روپیہ پہلے مانگ لئے۔ موسم کا یہ حال تھا کہ شب کو سخت سردی اور دنکو اشد درجہ کی گرمی آلہ مقیاس الحرارت ۹۶ درجہ پر رہا۔ اس مقام سے اکثر حجاج راستہ کی تکلیف کو برداشت نہ کرکے جدہ اور ینبوع تک کشتیون کے ذریعہ بھی آیا جایا کرتے ہیں۔ میں قلعہ کے اندر جانا چاہا تو ترکون نے اجازت نہیں دی۔ دروازے پر مسلح سپاہی

پہاڑ پر تیز ڈھلوان ہے۔

یہاں کے لوگ بہت سیاہ رنگ ہیں شاید اونمیں آفریقین خون ملا ہو جو افریقہ سے بحر قلزم کے ذریعہ یہاں آیا جایا کرتے ہیں۔ بال بھی اونکے ذرا گھونگروالے ہیں۔ یہاں پر ایک ڈاکخانہ ہے مگر تار نہین ہے۔ پیداوار یہاں کی یہ ہے۔ کھجور۔ مولی۔ تربوز۔ بیگن۔ فرنج بین کی پھلی۔ بہنڈی شلغم۔ پیاز۔ پہاڑون پر چونہ بہت پیدا ہوتا ہے۔ بدوی عورات سمندر سے صرف گونگے وغیرہ لاکر بیچتی ہین کل ممالک اجنبیہ کا نقرئی و طلائی سکہ چلتا ہے۔ مگر برنجی سکہ سوائے سکہ عثمانیہ کی نہین چلتا۔ مگر گورنمنٹ برطانیہ کے سکہ کو سب پر فوقیت ہے۔ آج شام کو محرم الحرام کا چاند نظر آیا سردی بھی زیادہ ہوگئی۔

مستورہ یکم محرم الحرام ۱۳۳۰ھ روز شنبہ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۱۱ء نماز صبح کے بعد قافلے روانہ ہونے شروع ہوگئے۔ حسب دستور مدراسی قافلہ برابر ۷ بجے روانہ ہوکر ۶ بجے بیر مستورہ پر پہونچا راستہ رابق سے پہلے کھجور کے درختون مین سے گذرا اوسکے بعد ایک وسیع میدان مین آیا۔ اول اول ریگ بہت ملی ظہر کے بعد پتھر اور کنکریلی زمین ملی ۲ بجے دن تک کہین درخت کا نام نہین نہ کسی سبزی کا نشان بالکل لق و دق میدان تھا۔ ۳ بجے کے قریب جنگلی درختون کے جھنڈ کہین کہین نظر آئے۔ اور کیلا جنگل بھی ملا اور یہ سلسلہ برابر بیر مستورہ تک جاری رہا۔

بیر مستورہ کی شمال مین بڑے بڑے تیز اور اونچے پہاڑ ہین جو دور سے بہت خوشنما معلوم ہوتے ہین۔ ان پہاڑون پر درخت کا نام و نشان نہین ہے۔ بالکل صاف ہین پہاڑ پتھر کے ہین۔ انپر گذر مشکل ہے مستورہ کے قریب جب ہم آئے تو ہمکو پھر وہی ریگ کے ٹیلے نظر آئے۔ جو ہوا سے ریگ جمع ہوکر مثل پہاڑون کے ہوگئے ہین۔ یہہ ٹیکریاں ۵ فیٹ سے زاید اونچی نہین ہین اور تقریبًا ۵۰ سے ۱۰۰ مربع فیٹ ہونگی۔ ریت ایسی باریک اور صاف ہے کہ جسکو دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے

کہ قدرت نے چھلنی کرکے اسکو رکھدیا ہے۔ اس ریگ مین قدرے چمک بھی ہے۔

ایک اور چیز ہمین دکھائی دی۔ بارش کے ایام مین یہان جو سیلاب پہاڑون سے آتا ہے۔ وہ ۵ فیٹ سے ۵ انیٹ تک اسی وسیع میدان مین جمع ہوجاتا ہے اور بتدریج کم ہوتا ہے۔ ہمنے سیلاب یا اوسکا پانی تو دیکھا نہین مگر اوسکے نشانات نمایان طور پر ظاہر تھے۔ کھجور کے بڑی بڑی درخت سیلاب مین بہکر آگئے تھے۔ جو ابتک اٹکے پڑے ہین دو ایک درخت کو مینے ۷ فیٹ اونچی جگہہ پر پڑے ہوے دیکھا ہے۔ اس مقام سے جانب غرب بحر احمر کا کنارہ تقریباً ۸ میل ہوگا۔ میرا بدو کہتا تھا کہ سیلاب کے وقت سمندر سے یہانتک برابر پانی ہی پانی ہوکر راستہ بند ہوجاتا ہے۔

پہاڑ جانب شرق بہت دور نظر آرہے تھے۔ پانی کی وجہ سے یہان کوئی آبادی قریب مین نہین ہے مستورہ مین پانی کے کنوئین دو یا تین ہین۔ پانی ذرا نمکین ہے۔

مستورہ کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمراہ یہان کفارون سے ایک لڑائی ہوئی اوسوقت ایک صحابی کی بی بی کو کفارون نے کپڑے اوتار کر زخمی کرکے برہنہ کردیا تہا۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسکا ستر ڈہانکو اوسکے بعد اوس نیک بی بی کا انتقال ہوگیا۔ اونکی مزار ابھی تک باقی ہے۔ اسلئے اس مقام کو مستورہ کہتے ہین بہت سے اور صحابیون کی قبرین یہان پر تہین مگر اسوقت اونکا پتہ نہین چلتا ہے۔ سُنا گیا کہ مولانا مولوی عبدالحی صاحب بنگلوری کا مزار بھی اوسی مقام پر تہا۔ مگر اب نشان نہین ہے۔ ایک شخص جو اوسوقت آپکے ہمراہ تہا اوسنے جو جگہہ بتائی تو ہمنے سلام پڑہا۔ دو پختہ مزارین ہین یہان آبادی کچھہ نہین ہے۔ ریگستان مین چند بدوی خانہ بدوش کے دو چار خیمے نصب تھے سُنا گیا کہ یہان سے حضرات شیعہ مقام خم غدیر کو جاتے ہین۔ جو تقریباً ۸ یا ۱۰ گھنٹے کے راستہ پر جانب شرق واقع ہے۔ اور ایک راستہ یہان سے بدر کو بھی جاتا ہے۔

حسب دستور بدو پانی اور لکڑی فروخت کر رہے تھے جو زیادہ گران نہ تھی۔ ایک یا دو قہوہ کی دوکانین بھی تھین اونٹونکا چارہ ملتا ہے۔ یہان کے پہاڑون مین تانبہ، لوہا، سیسہ، سیاہ نمک اور سونا بھی بعض وقت دیکھا گیا۔ مگر ابتک جیالوجیکل ذرایعہ سے گورنمنٹ ترکی نے کوئی بات کی تحقیقات نہین کی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ چند جیالوجسٹ ان پہاڑون مین بھیجے جاتے اور معلومات حاصل کرکے گورنمنٹ کو اطلاع کرتے۔

راستہ مین ایک شخص انتقال کرگیا بدن کے کپڑون سے بغیر غسل و کفن کے بالشت سے کچھہ ہی اوپر زمین کھود کر اوسکو اوسکے ہمراہی دبا گئے۔ افسوس! خداوندکریم مرحوم کو غریق رحمت کرے اوسکے کپڑے اور بچھونا بھی اوسی جگہہ پر چھوڑ گئے۔

آج ایک اور نئی چیز دیکھی۔ لوگ آتے اور جاتے یہان پر پتھر کے اوپر پتھر جما دیا کرتے ہین جیسے برہما مین راستون کے دہنے بائین پتھر کے ڈھیر ہوا کرتے ہین۔

بیرالشیخ دوم محرم الحرام روز یکشنبہ مطابق ۲۴ ردسمبر اور قافلے تو ۳ بجے رات سے روانہ ہو چکے۔ مدراسی قافلہ ½ ۶ بجے صبح روانہ ہوکر ½ ۷ بجے مغرب کو بیرالشیخ مین داخل ہوا۔ راستہ تمام دن میدان مین گذرا۔ ہمارے دہنی جانب شمال مشرق پر جبل ایوب کی بلند چوٹیان دکہائی دیرہی تہین۔ جنمین قبیلۂ بنی ایوب اور بنی عوف کے لوگ بکثرت آباد ہین۔ پہاڑ بہت اونچے اور صاف ہین۔ اونچائی سطح سمندر سے انکی ۲ ہزار سے ۵ ہزار فیٹ تک ہوگی۔ راستہ مین بدوی لوگ پانی اور کھجورین لاکر بیچ رہے تھے۔ یہ کل سامان گدھون پر لاد کر راستہ مین لاتے ہین۔ شام کو پھر اپنے مسکن پر چلے جاتے ہین۔ قریب عصر کے ایک مختصر پہاڑی پر سے ہمارا گذر ہوا۔ جو جبل ضوا اور جبل صبوح سے ملتی ہے۔

ہمارے دہنی جانب جبل صبح اور بائین پر جبل رضوہ کی چوٹیان بھی دکہائی دے رہی

تہین۔ میرے قافلہ کے شیخ سلیمان سے مینے جبل صبوح کا نام جب سُنا تو دریافت کیا کہ بلسان کی حقیقت یا اوسکا حال معلوم ہو تو بتا۔ اوسنے میرے سوال کا اچھی طرح سے جوابدیا۔

بلسان اور اوسکی شناخت

سلیمان کی زبانی معلوم ہوا کہ بلسان جبل صبوح مین بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور مکہ معظمہ سے طائف جاتے ہوے جبل قرہ پر بھی ہوتا ہے مگر جبل صبوح کا بلسان نہایت عمدہ اور پُرتاثیر ہے اسکا درخت ۳ انیٹ تک بلند ہوتا ہے۔ ڈالین بالکل سید ہی ہوتی ہین۔ موسم گرما کے وسط مین دخت سے بدوی عورات ایک خاص قسم کی چاقو سے درختون پر نشتر لگاتی ہین جس سے ایک قسم کا سفید رنگ عرق نکلتا ہے جسکو وہ اپنے ناخون کے ذریعہ نکالکر علحدہ برتن مین جمع کرلیتی ہین۔ بعض تو اسقدر نکالتی ہین کہ چمڑے کے مشکیزے بہر جاتے ہین۔ جو بلسان کہ موسم کے آخر مین نکالا جاتا ہے اسکا رنگ کسیقدر مائل بہ زردی ہو جاتا ہے اور بھی اچھا اور زیادہ طاقتور سمجھا جاتا ہے۔

اس مین یہ لوگ اپنی چالاکی سے خالص بلسان ہرگز نہین لاتے جو مکہ اور مدینہ مین فروخت ہوتا ہے وہ بمشکل اصلی ہوتا ہے۔ اسلئے ایرانی حجاج جنکو بلسان کی خواہش ہوتی ہے وہ جبل صبوح پر جاکر اصلی چیز خرید کرتے ہین۔ عرب نقلی اور اصلی بلسان کو اوسکی خوشبو ہی سے پہچان جاتے ہین۔ اصلی بلسان کا قطرہ اگر پانی کے گلاس یا پیالہ مین ڈالدیا جائیگا تو قطرہ ڈوب جاویگا اگر اوسکو جلایا جائیگا تو اوسکا دہوان مائل بہ نیلگون نکلیگا۔ اگر بلسان کا ایک قطرہ اپنی انگلی پر ٹپکاکر اوسکو جلایا جائے تو بغیر انگلی کو صدمہ پہونچنے کے فقط تیل جل جائیگا اور جسم اوپر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ایرانی سوداگر اوس مین ٹارپن ٹائین آمیز کرتے ہین اسوجہ سے کہ زرد بلسان اگر اوس مین کوئی شئے نہ ملائی جائے تو وہ اپنی ہی بو رکھتا ہے مگر عرب اقسام کے اور چیزون ملا دیتے ہین۔ بعض ایرانی اور بخاری حجاج روغن بلسان کے چند قطرے ہمیشہ علی الصباح جب وہ

اپنی کافی یا چار پیتے ہین ملاکر پیتے ہین جس سے اعصابی قوت کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ زخم کے لئے تو روغن بلسان اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ الحمراء اور صفرا وادی مین بدو اصلی بلسان لاکر ۲ روپیہ تک رطل بیچے۔ اگر کسی کو روغن بلسان لینا ہے تو احمرا، یا صفرا وادی مین کوشش کر کے خریدے اصلی ملجاتا ہے ۱۵ روپیہ سے کم مین اگر رطل ملیگا تو اوسکے اصلی ہونے مین بھی شک ہے۔ مذکورہ بالا ترکیب سے اصلی اور نقلی کی تمیز کرسکتے ہین۔ پانی مین اگر قطرہ ڈوب جاوے یا اونگلی پر بغیر صدمہ کے الگ روغن ہی جلجاوے رنگ اوسکا مائل بہ زردی ہو تو اوسکو اصلی سمجھو ورنہ نقلی۔ سالانہ عرب ۱۰ ہزار روپیہ کا مال باہر جاتا ہے۔ جو جبل صبح ہی سے آتا ہے۔ غار ثور کے پاس بھی بلسان ملجاتا ہے۔ مگر مکہ کے بازارون مین جو ملتا ہے وہ فقط دھوکا ہے!! دو چار ریت کے بڑے بڑے ٹیلے آج بھی ملے جنکی اونچائی ۵۰ سے ۷۵ فیٹ اور رقبہ دو سو فیٹ سے ۵ سو فیٹ تک ہوگا۔ پتھر راستہ مین قسم قسم کم صاف و چکنے دیکھے گئے جس سے ایک قسم کی خوشی معلوم ہوتی ہے۔ برسات مین پانی جمع ہونے کے گڑھے بڑے بڑے تالابون کی شکل مین بالکل خشک پڑے تھے۔ آجکے راستہ مین سو اونٹ سے زاید مرے ہوے ملے۔ اونکے تازے استخوان اس بات کا پتہ دے رہے تھے کہ یہ جانور اسی سال کے اندر مرے ہین۔ چند قبرین بھی نظر آئین معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ اس مقام پر ٹھہرا ہو کوئی متعدی مرض مین جانور اور انسان مبتلا ہو کر مرگئے ہون یا کسی نے ڈاکہ زنی کی ہو۔ یا سیلاب نے قافلہ کو نقصان پہونچایا ہو۔ واللہ اعلم

آجکا روز پانی کہین نہین ملا۔ اونٹ یا بیل خچر یا گھوڑے کی گاڑی رابغ سے یہانتک بخوبی آسکتی ہے۔ میرے خیال مین فی میل اوسط ۱۵۰ روپیہ کے خرچ پر یہانتک گاڑی کیلئے پختہ سڑک بن سکتی ہے۔ پتھر تو افراط سے موجود ہین نہ معلوم یہان گاڑیون کا رواج کیون نہین ہے۔ اور گورنمنٹ کیون اسطرف توجہ نہین کرتی۔

بیر شیخ مین بہت بڑا میدان ہے جسقدر آدمی چاہے مقام کرسکتے ہین - آبادی مستقل نہین ہے
چند جہونپڑیان بدوؤنکی ہین ضروری اشیا میسر آجاتی ہین - پانی اور لکڑی یہان برگران ہے -
ایک گربہ پانی کا ۴ر سے ۸ر تک فروخت ہوا - اور ۲ آدمیون کے کہانا پکانیکو لکڑی ۴ر کی لگی
ایسے میدان مین جہان آبادی کا نام نزدیک نہو گوشت بھی ۸؍ روپیہ کو اوگہ ملا خدا کا لاکھ لاکھ
احسان ہے کہ ایسے جنگل مین بھی ہمین گوشت ملا - دو کنوئین ہین ساری خلقت انہین کوؤن کا
پانی پیتی ہے مگر وہ خالی اور خشک نہین ہوتے بلکل قافلے کے اونٹ جو ۵ ہزار سے کم نہ تھے بھی پانی
پیئے - اللھم زد فزد

ابیار احسانی سوم محرم الحرام دوشنبہ مطابق ۲۵ دسمبر اور قافلے تو صبح ۴ بجے روانہ ہوگئے
مگر مدراسی قافلہ برابر ۷ بجے صبح کے روانہ ہوکر ۲ بجے دنکے ابیار احسانی مین داخل ہوا - راستہ مین
دو چار جگہہ چہوٹے چہوٹے ٹیکریون پر سے اونٹونکا گذر ہوا - بعض مقامات پر سخت گہاٹیان ہین راستہ
تنگ ہے - فقط ایک اونٹ گذر سکتا ہے بہت خوف کا مقام ہے - جبل صبوح کے دامن مین چہوٹے
چہوٹے پہاڑ ہین اونپر ہوا کے زور سے ریت اوڑ کر چڑہگئی ہے جس سے کل پہاڑ ریگ کے ہی معلوم
ہوتے ہین - دو چار سال کے بعد یہہ بھی بڑے بڑے ریت کے پہاڑ بنجاوینگے - اسوقت انکی اونچائی
سطح زمین سے ایکہزار فیٹ تک ہوگی - خدا کی شان ہے کہ ریت کو ہوا کے ذریعہ راستہ سے اوٹہا کر
دہنے اور بائین کردیا گیا ہے جس سے اونٹونکو تکلیف نہین ہوتی - اس میدان مین ہوا اکثر شمالاً جنوباً
چلا کرتی ہے - جبل صبوح بہت دور سے دکہائی دیتا ہے اور ایسا خوشنما منظر معلوم ہوتا ہے جسکا
بیان نہین - بڑی بڑی پتھریلی چوٹیان آسمان سے باتین کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہین انکی
اونچائی سطح سمندر سے ۴ ہزار سے ۶ ہزار فیٹ تک ہوگی - ان پہاڑون پر کسی جانب کو راستہ نہین
ہے - البتہ وادیون میں سے راستے جاتے ہون - قبائل بنی صبوح کے اسی پر آباد ہین - پہاڑون پر

درخت کا نام نہین ہے سوائے پتھر کے اور کچھ شئے معلوم نہین ہوتی۔

ابیار احسانی مین کنوئین ہین جنکا پانی نہایت شیرین ہے۔ یہان پر تقریبا ایکسو نیم پختہ مکانات ہین جنمین عرب اور حبشی مع بدوی قبائل کے ملے جلے رہتے ہین۔ اشیاء خوردنی مناسب قیمت پر ملجاتی ہین۔ گوشت دنبہ کا بہتر اور بکری کا تہ راوگہ سے ملا۔ روغن زیتون اور اوسکا اچار بھی بکثرت ملے جبل احسانی کے پہاڑونکا مسلسل سلسلہ اس مقام سے جانب غرب بڑی دور تک چلا گیا ہے۔ یہان پر ۱۰ ہزار آدمی بخوبی پڑاؤ کر سکتے ہین مگر پانی کفایت نہ کریگا کنوئین کھودنے سے بہت نزدیک ہی پانی ملجائیگا۔ جبل صبوح بہت آباد ہے میرے ساربان نے کہا کہ مجموعی آبادی قبائل بدوی کی ۴ لاکھ کے قریب ان پہاڑون پر ہے واللہ اعلم۔ اندر کی طرف پہاڑون کے عمدہ میوہ جات اور پانی کے چشمے جاری ہین زراعت کہین کہین ہوتی ہے کھجور و نارنگیان بکثرت پیدا ہوتی ہین حسب معمول بدوی عورات پانی اور لکڑی لیکر آئین اور مقامات سے کسی قدر ارزان نرخ رہا۔

یہان پر چورونکا بہت خوف بتایا جاتا ہے۔ سمندر کا کنارہ جانب غرب ۶ گھنٹے کی راہ بتاتے ہین۔ آج تمام راستہ مین بدو اشیاء فروختنی لاکر بیچتے رہے۔ سینکڑون گدھون پر مال لادکر لایا گیا۔ اور قریب قریب سب فروخت ہوگیا۔ علاوہ انکے فقراء اور مساکین بہت آگئے۔ یہ مقام چارون طرف پہاڑون سے گھرا ہوا ہے۔ ترکی عملداری کا کوئی نام و نشان نہین بسپاہی ہے نہ کوئی پولس۔ اللہ کی حفاظت مین اوسکے حبیبؐ کے مہمان قافلے کے قافلے لئے ہوئے چلے جارہے تھے۔

آج بھی بہت اونٹ راستہ مین مرے ہوے ملے۔ یہان کے باشندونکی شکل و شباہت افریقین لوگونکی سی ہے سیاہ فام اور بال گھونگروالے ہین۔ ان پہاڑون مین دنبے بکرے اور اونٹ بلا تعداد پائے جاتے ہین۔ یہان سے دو راہین مدینہ طیبہ کو جاتی ہین ایک براہ خلیص دوسرا بیر درویش ہوکر خلیص کا راستہ کسیقدر نزدیک ہے مگر سخت دشوار ہے۔ یہان قاعدہ یہ ہے کہ اونٹونکا سالار قافلہ

جس طرف کا رہنے والا ہوگا وہ اوسی طرف کو اپنا قافلہ لیجانے کی کوشش کریگا۔ مین اس سفر کے آخر مین
مین جتنی راہین مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو جاتی ہین سب معہ مقامات منازل کے لکھدونگا۔ بس آپکے اونٹون کا
شیخ جس طرف کا رہنے والا ہوگا ہزار حیلے وبہانے اپنے گھر کی طرف سے ہی لیجائیگا۔ اگر آپ اوسکے خلاف
جانا چاہینگے تو سو طرح کے وسوسے آپکے دلون مین ڈالوادیگا۔ آخر اس پر اڑیگا بیشک ہمکو جو راستہ
بولو ہم جاتے ہین مگر بھلے برُے کا ذمہ ہمارا نہین اتنا کہنے سے آپ اوسکے بس مین ہوکر اوس کی
مرضی کے موافق سفر کرنے پر آمادہ ہوجائینگے ایسا کہنے مین زیادہ دہوکا نہین ہے بشرطیکہ مکہ معظمہ مین قافلہ کا
شیخ شریف مکہ کے پاس ضمانت پر کسی اپنے لڑکے یا اور عزیز کو رکہا ہو۔ ایک اور بات بھی ہے اگر نزدیک کا
راستہ لیجاوینگے تو اونکی بخشش مین فرق آئیگا اسلئے وہ حتی المقدور ذرا پھیر کا ہی راستہ جانا پسند
کرتے ہین جسمین ایک یا دو دن زیادہ لگین اور اونکی بخشش مین کمی نہو آخر اسی مقام پر فیصلہ کرکے ۳ روز
کی بخشش پیشگی لے لیتے ہین۔ آخر ہمارے شیخ نے یہ فیصلہ کیا کہ مدراسی قافلہ صفرا وادی اور بیر عباس
ہوکر جائیگا اور بعد عشا کوچ کرنا ہوگا۔ مردہ بدست زندہ۔ قافلہ ہمیشہ شیخ کے ماتحت چلتا ہے اسکا حکم
بسر و چشم ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ بدوی ساربان سب اسکے ماتحت ہوتے ہین جسطرح شیخ چلاتا ہے چلتے ہین
یہ سُنتے ہی لوگون نے جلدی سے روٹی پکانی شروع کی اور قریب ۹ بجے تک کچی پکی جیسی ملی کہا پیکر
فارغ ہوگئے۔ میرے ملازم نے گوشت پکایا جو آدہے سے زیادہ پکا نہین تھا۔ مین تو نہین کہایا اوسنے
خوب کہایا اور ہیضہ مین مبتلا ہوگیا۔ دو چار اور مبتلائے ہیضہ ہوگئے۔

پیر و مرشد حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی قادری مدظلہ العالی براہ خلیص مدینہ طیبہ
کو روانہ ہوگئے۔ ہمارا مدراسی قافلہ جسمین ۲۵۰ اونٹ تھے ٹہیک ۹ بجے برابرا بیار احسان سے آگے
کو روانہ ہوگیا۔

الحمرا رات کی روانگی مین ہر کسی کو خوف معلوم ہوتا رہا بدو لوگ چراغین اور مشعلین لئے ہوئے اونٹون

کیساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ شغدف یا شبری کے گرنے یا اونٹ کے بیٹھ جانے کا اندیشہ دلمیں لگا ہوا تھا ہر ایک آدمی خوف کے مارے سویا نہیں تمام رات اسی فکر مین گذری طرح طرح کے خیالات دلون مین آتے اور جاتے رہے ہم اپنے شیخ کے ہاتھ مین پھنس گئے تھے اندہیرا ایسا تھا جسکی مثال نہین بادل اوپر سے گرج کر اور بھی ہمکو ڈرا رہا تھا۔ بجز راستہ خاموشی کیساتھ طے کرنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ بدوون کا میزان میزان پکارنا اور بھی خوف مین ڈالتا تھا۔ میرا ساتھی ایسا بیفکر تھا کہ اوسکو دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی بڑے زور کے خراٹے لیکر سوگیا جو کچھ مصیبت میزان کی تھی وہ مجھپر تھی مین بدو کی حکم کی تعمیل کرتے رہا جدہر وہ کہتا تھا اودہر جھک جاتا یا آگے یا پیچھے سرکتا رہا۔

یہانتک تو ہمارے ساتھ اللہ کا فضل رہا مگر اون بیمار ونکا کیا حال ہوا ہوگا جو پیچش مین مبتلا تھے اور گھنٹے مین ۸ دفعہ سے کم ضرورت کو نہ جاتے تھے وہ بھی شغدفون مین ہی رفع حاجت کرتے ہوئے مجبوراً آگئے غرض انہی تکلیفون سے ۶ بجے صبح کے حمراء مین داخل ہوگئے ۳ بجے شب کے ایک بڑا موضع جسکو صفرا وادی اور الواسطہ بھی کہتے ہین ملا۔ اندہیرے کے باعث مین کچھ نہ دیکھ سکا ہمارے اونٹ نصف گھنٹے تک اوسمین گذرتے رہے میرے ناپ مین ایک میل سے گاؤن زاید لانبا تھا اوس مین تقریباً ۲ ہزار گھر پختہ ونیم پختہ ہونگے۔ آبادی ۸ ہزار سے ہرگز کم نہ ہوگی۔ بازار بہت بڑا دو طرفہ دکہائی دیا۔ نہر موضع مین جاری ہے ۳ جگہ اوپر سے نہر کا مونھہ کہلا ہوا ہے۔ جہان سے لوگ پانی لیتے اور غسل بھی اسی جگھہ کرتے ہین۔ اس وادی کو صفرا وادی کہتے ہین یہان سے راستہ بالکل تنگ وادی مین ہوکر جاتا تہا دو طرفہ پہاڑ کا سلسلہ قائم ہے چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہین جنکی اونچائی سطح زمین سے ۵ سو اور سطح سمندر سے ۲½ ہزار فیٹ کے قریب ہوگی۔ اب ہمکو دن کی روشنی مین وادی کا منظر بخوبی دکہائی دیا۔ جسپر ہم گذر رہے تھے۔ یہ زمین بہت نشیب و فراز تھی۔ ریگ ہلکی اور کم استوار تھی۔ اوسکے بہت دور تک گہانس کا تنکا یا جہاڑی کی بیخ نہین نظر آسکتی تھی۔ مگر گاؤن کے

متصل سبزی اور باغات کے علامات نظر آرہے تھے۔ ہمارے اونٹ رات بھر کے تھکے ہوئے تھے۔ مگر آہستہ آہستہ خراماں خراماں آگے بڑھتے گئے۔ تھوڑی دور کے بعد ہم ایک ہلکی مگر ذرا پیچدار اُترائی کو طے کرنے کے بعد وادی صفراء کے تہ مین پہونچگئے۔ جہان بدوی عورات کھجورین پانی سبزی و ترکاری فروخت کررہی تہین۔ الواسطہ سے ۲ میل پر ایک اور قریۂ جسکا نام خرما ہے۔ اسمین واقعی کھجور و مہندی کے درخت بکثرت دیکھے گئے۔ ایک میل کے بعد تیسرا گاؤن الحمرا ملا۔ جسمین ہمنے چند گھنٹون کیلئے ڈیرا کیا۔ یہ وہی مقام ہے جہان ۱۳۳۱ھ ہجری مطابق ۱۹۱۳ء ۸ جنوری کو ۸۰۰ ہندی الحجاج کا قافلہ جسمین ۵ ہزار اونٹ معہ بدؤن کے ایک سیلاب مین بہ گئے جسکی رپورٹ باقاعدہ انگریزی کونسل متعینۂ جدہ نے کی ہے۔ یہ مقام بڑا مخدوش وخطرناک ہے نقشے سے اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی۔ اگر ممکن ہو تو یہان ذرا بلندی پر ڈیرہ کرنا چاہیئے مگر اسطرح کرنا ممکن نہین چونکہ لوگ بدؤون کے بس مین ہوتے ہین وہ جہان چاہینگے۔ اوسجگہہ اوتارینگے اونکی خلاف مرضی عملدرآمد کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔

الحمراء مین وہی نہر جسکا ذکر الواسطہ مین کیا گیا ہے آئی ہے۔ یہان پر پانچ جگہہ اوسکا موکھہ کھولا گیا ہے۔ پانی نہر کا ایسی سردی کے موسم مین اسقدر گرم ہے کہ لوگ بڑے شوق سے نہا لیتے ہین میری خیال مین ۲۰ درجے کی گرمی پانی مین ہوگی۔ پانی کھارا ہے نہر پختہ زمین دوز بنی ہے۔ پانی زور سے رواں ہے۔ گہرائی ۲ فیٹ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دور سے پانی آتا ہے اور اونچی جگہہ سے آنیکے باعث ذرا زور سے بہ رہا ہے۔ الحمراء مین ۵۰ گھر کے قریب ہین عرب اور حبشی مخلوط النسب بستے ہین حسنی النسب کے لوگ بھی یہان آباد ہین۔ ایک شکستہ قلعہ میدان مین ہے جہان کسی زمانہ مین ترکی اوٹ پوسٹ رہا کرتا تہا۔ اب اجاڑ پڑا ہے۔ چند قدیم توپین بھی گاؤن کے پاس پڑی ہین۔ ہمارے مقام کرتے ہی بدو لوگ دنبہ اور بکرا لاکر بیچ گئے جبہ کو ایک اوگ ملا۔ بکرے بہت سے لائے تھے۔ یہ مقام بھی چارون طرف پہاڑون سے گھرا ہوا ہے۔ یہان سے ینبوع کا راستہ جانب غرب چلا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ سے ۱۳۲ میل ہے ۴ محرم الحرام روز شنبہ مطابق ۲۶ دسمبر بدوی عورات اور لڑکیان اقسام کی اشیا ہمارے مقام پر لاکر فروخت کر رہی تہین جنمین کہجورے پینکے قابل ذکر ہین پانی اور کہی بہت ارزان تہی نہر کا پانی نیم گرم رہنے کی وجہ سے تقریباً کل زائرین غسل کئے۔

مین رابق مین یہ کہنے بہول گیا کہ اٹالین اپنی چالاکی سے ساحل بحر آحمر پر بندوقین پستولین اور کارتوس اسقدر ارزان فروخت کرتے ہین کہ شاید ہی اور کہین ایسے سستے ملین ایک پونڈ کو مخزن رائفل رابق مین ملتی رہی میرے بدو نے دو پونڈ مین نہایت اعلے درجہ کی کار بائین مخزن دار رائفل جسمین ۷ یا ۹ کارتوس ایکوقت سما سکتے ہین خریدا۔

آج الحمرا مین جو ایک معمولی جگہہ ہے پستول رائفل طرح طرح کے فروخت ہوتے ہوئے دکہائی دئے۔ آج ایک ماذر کار بائین ایک پونڈ مین بدو نے خریدا۔ اسمین شاید اطالیہ کا یہ خیال ہو کہ کل بدوی قبائل کے ہاتھ مین نئی قسم کی ہتھیار پہونچ جائے اور بروقت یہ لوگ سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے خلاف اوٹھ بیٹہین۔ مین نے ان معاملات مین زیادہ دلچسپی لیکر دریافت حالات کرتا رہا۔ جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ عرب اور کل بدوی قبیلے جنکی تعداد مینے کسی اور جگہہ دی ہے۔ آن واحد مین اسلام پر جان دینے کیلئے طیار ہو جائینگے۔ اور شریف مکہ کے حکم کو جان و دل سے بجا لائینگے۔ یہ لوگ سلطان المعظم کو دل سے دعا دیتے ہین روزانہ ۵ وقت کی نماز مین دست بدعا ہین۔ میری سمجہہ مین جو یورپین عربون یا بدوون کو ہتھیارین اسقدر ارزان فروخت کر رہے ہین در پردہ اسلام کی مدد کر رہے ہین۔ ترک اسکی روائی سے بالکل باخبر ہین۔ ایک معزز ترک سے جب مین نے اسکا ذکر کیا تو اوسنے ہنسکر یہی جواب دیا کہ ہماری مدد عرب مین یورپ کر رہا ہے ہم باخبر مگر بیفکر بیٹھے ہوے تماشہ دیکھہ رہے ہین۔ وقت پر اونکو خود اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑیگا۔ الحمرا مین ہولی بگا جر لوبہ دوسری سبزی بھی دیکھنے مین آئی اس نہر کے ذریعہ آب پاشی ہوتی ہے۔ آج خلاف معمول ۱۲ بجے شب تک شغف شب داری کیلئے وصول کئے وجہ یہ بتائی گئی کہ

یہاں خوف بہت ہے۔

ایک اونٹ کی سزا

ادہر اسی قافلہ مین ایک اونٹ نے کسی بدو کو اوسکا بازو اپنے دانتون سے پکڑکر اوٹھا کر پٹکدیا جس سے اوسکا بازو زخمی ہوکر ٹوٹ گیا۔ اونٹون کے پاس بیڈہڑک جانا نہین چاہیے بعض اونٹ جو مستی مین ہوتے ہین تو بڑے موذی بنجاتے ہین۔ جس اونٹ نے بدو کو کاٹا تہا وہ بڑا زبردست تہا اور مست بھی تھا اوسکو بدو مجنون کہتے تھے۔ زخمی بدو کو اوسکے گاؤن کو روانہ کردیا گیا۔ اور اونٹ کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ وہ میری سواری کیلئے لایا گیا۔ مین اور میرا ساتھی دونو کا مجموعی وزن ۵½ من تخبتہ او شخدف و دیگر سامان ۲ من کے قریب ہوگا۔ ان بیوقون کی خیال مین ۷½ من تخبتہ وزن کا ایک مست اونٹ پر لادنا سزا سمجھی گئی۔ مجھے اسکا بالکل علم نہ تھا۔ اور نہ مین نے یہ قصہ سنا تہا۔ صبح جب روانگی کا وقت آیا تو میرا معمولی اونٹ ندارد اوسکے عوض مین ایک زبردست اونٹ موجود ہے۔ مین نے اپنے شتربان سے دریافت کیا تو اوسنے کہا کہ "یا شیخ ہذا اجمل طیب" اوسکا منہ جالی سے بند تھا اور کف اسقدر جاری تھا کہ جیسے کوئی عربی گہوڑا اپنی لمبی ڈوڑ دوڑ کر آیا ہو۔ مین اور میرا رفیق لاعلمی مین سوار ہوگئے اب بدو کل مفرد ہوکر دوسرے اونٹون پر شغادف چڑہانے لگے ہمارے اونٹ کی یہ کیفیت تھی کہ ایک جگہہ نہین ٹہرتا تہا ادہر اودہر چکرین مارتا اور کف مونہ سے جاری تھا۔ مین نے خوف سے اپنے ملازم کو کہا کہ ذرا اسکو تہام لے۔ اوسنے تہام لیا وہ کیا اوس سے سنبھل سکتا تھا بعد ایک بدو نے آکر اوسکو ایک اونٹ کے پیچھے لگا دیا اسپر بھی وہ ایک جائے نہ ٹہرا ادہر ادہر چکر مارنے کی کوشش کرتا رہا۔ اسکی ان حرکتون سے ہم دونون بہت ڈررہے تھے۔ بدو کسی کی کب سنتے ہین۔ غرض آج تمام روز اونٹ کی تو کیا سزا ہوئی ہم بلائے ناگہانی مین گرفتار ہوگئے۔ جب مین نے بدو کو خوب ڈرایا اور یہ کہا کہ مین تجھکو مدینہ منورہ پہونچکر انعام نہین دونگا تب اوسنے اونٹ کو کہولکر دوسرے قافلہ مین ایک اونٹنی کے پیچھے باندہ دیا۔ اور وہ برابر شام تک بغیر چکر لگائے اوسکے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ اسقدر

زور سے پکارتا رہا جس سے دور تک اوسکی آواز خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ لوگ ہمیشہ اپنے ہی اونٹ پر سوار ہوا کریں راستہ مین بدو اگر کیسا ہی اونٹ بدلنے کا بندوبست کریں تو ہرگز نہ سنیں بعض بدو ایسے بد ہوتے ہیں کہ اچھے اونٹ کے بدلی بد اونٹ بدلدیا کرتے ہیں۔ زنانہ اگر ساتھ ہو تو ایسے شریر اونٹون سے بہت پرہیز کرنا چاہئے۔ اونٹون کے نزدیک بلا خوف جانا بھی اچھا نہیں ہے پنجم محرم الحرام روز چہارشنبہ مطابق ۲۷ ڈسمبر ۱۲ بجے صبح کے ہمارا قافلہ مقام الحمرا سے روانہ ہوکر ۲ بجے مغرب کے بیر عباس پر پہونچا۔ خاص بیر عباس مین مقام نہین

بیر عباس کیا مگر ذرا دور آگے بڑہکر پہاڑون کے دامن مین لوگ اُتر گئے۔ راستہ تمام دن تنگ وادیون مین سے گذرتا ہوا آیا کسی مقام پر وادی کا عرض ½ میل سے زیادہ نہ تہا۔ دو چار مقامات پر چھوٹے چھوٹے ٹیکریون پر سے گذر ہوا راستہ کل پتھریلا رہا مگر کہین کہین ریتلی زمین بھی ملی۔ بڑے بڑے عظیم الشان پہاڑونکا سلسلہ ہمارے دونون جانب پر تہا۔ پہاڑ صاف اور پتھر کے سخت دشوار گذار نظر آرہے تھے۔ اونکی اونچائی سطح سمندر سے ۵ اور ۶ ہزار فیٹ کے درمیان ہوگی۔ پہاڑون کے اندر بدوی قبائل بکثرت آباد ہین۔ آج صبح ہی سے ہمارا بدو بلکہ جملہ بدو قافلہ کے اپنی اپنی طرز اور خوش الحانی سے قصیدۂ بردیہ کے اشعار گاتے رہے اونکی خوش الحانی صبح کے سہاونے وقت پر دلکو ایک عجیب فرحت بخش رہی تھی۔ میرا ساتھی میرے کہنے پر اوس قصیدے کے اردو ابیات جو اوسکو یاد تھے پڑھتا گیا۔ مین ناظرین کی دلچسپی کیلئے عربی اور اردو ابیات یہان پر لکھدینا مناسب سمجھتا ہون۔ اس قصیدہ کو میرے ایک دوست حاجی محمد محی الدین صاحب سوداگر بنگلور نے ایک مختصر رسالہ کی صورت مین شائع کیا ہے۔ چنانچہ اوسی رسالے سے یہ چند اشعار انتخاب کئے ہین۔

قصیدۂ بردیہ از سلطان العاشقین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ

لذ باالالہ ولا تلذ بسواہ — من لاذ بالمولی الجلیل کفاہ

کیا کام دوسرن سے پناہ خدا مین آ — شاہنشہ جلیل کا بس تجہ کو آسرا

ملک عظیم الشان فرد واحد — وتر کریم الصفح جل ثناہ

وہ مالک یگانہ ہے یکتا و بے مثال — اوسکا کرم بہت ہے بڑی اوسکی ہے ثنا

اسمائہ دلت علی اوصافہ — وتعظمت وتقدست اسماہ

عظمت نشان ہین نام جلیل الصفات کے — ہر نام ایک پاک صفت کا ہے رہنما

کل علیہ معول ومومل — منہ الرضا طوبی لمن ارضاہ

اسکی رضا یہ ساری جہان کا رخ امید — ہے خوش نصیب جسکو ملے دولت رضا

فاذا وقعت بشدۃ او کربۃ — فادع الکریم وقل سریعا یاھو

ہنگامہ سختیونکا بپا تجہ پہ ہو اگر — دل سے در کریم پہ یاہو کی دے صدا

یکشف کروبک عاجلا فیحلہا — فلکم وکم من غارق انجاہ

تیری مصیبتونکو وہ پل مین کریگا دور — کے ڈوبتونکو لطف نے اسکے لیا بچا

فادع الالہ مدی الزمان لذیلہ — ماخاب عبد لاذ فی مولاہ

اللہ کو پکار سدا اوسکی لے پناہ — مولا کی گر پناہ ہے تو بندے کو غم ہے کیا

من للشدائد من یحل وثاقہا — من للنوائب والخطوب سواہ

کھلتے ہین کس سے اسکے سوا سختیونکے بند — حلال مشکلات کا کون اسکے ہے سوا

ملک تسبحہ السموات العلی — والارض والاشجار والامواہ

وہ مالک جہان کہ زمین اور آسمان — تسبیح جسکی پڑہتے ہین ہر صبح اور مسا

والعرش والکرسی المحیط بعلمہ — والشمس والقمر المنیر ضیاہ

رطب اللسان حمد میں ہیں آب اور شجر اور عرش و کرسی و مہ و خورشید پُر ضیا

وَالطَّیْرُ فِیْ جَوِّ السَّمَاءِ بِرِزْقِهٖ وَالْحُوْتُ وَسْطَ الْبَحْرِ مَا یَنْسَاهُ

زیر فلک پرند اُسی کی ہوا میں ہیں دریا میں اسکی فیض کے مچھلی کا ہے شنا

وَکَذٰلِكَ الْوَحْشُ الْمُتَرَدِّدُ فِی الْفَلَا یَسْعٰی اِلَیْهِ الرِّزْقُ نَحْوَ فَلَاهُ

جنگل میں جلکے پہنچے ہے ہر جانور کو پاس بھیلی ہوئی زمین میں ہے یوں روزی خدا

سُبْحَانَ مَنْ لَا یَسْتَعِیْنُ بِنَاصِرٍ وَاِذَا الْتَجَا لَاجٍ اِلَیْهِ کَفَاهُ

کیا پاک بے نیاز وہ رب جلیل ہے پاتا ہے جسکی لطف سے ہر بے نوا نوا

نَادِ بِصَوْتِكَ یَا مُهَیْمِنُ یَا قَوِیُّ یَا مَنْ تَعَالٰی فِیْ عُلُوِّ سَمَاهُ

در پہ صدا جے اسکے کہ یارب یا قوی اوسکو پکارے اے مہیمن اے ذو العلاء

یَا رَبِّ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا سُلْطَانُ یَا اَللّٰهُ

حنان تو ہی اور تو ہی منان ربنا دیان تو ہی اور تو ہی سلطان یا الٰہ

عَبْدٌ بِبَابِكَ وَاقِفٌ مُتَضَرِّعٌ مُسْتَغْرِقٌ مُتَغَمِّرٌ بِخَطَاهُ

درگاہ بے نیاز میں تیری بصد نیاز ڈوبا ہوا کھڑا ہے یہ بندہ پُر خطا

فَامْنُنْ عَلَیْهِ بِتَوْبَةٍ مَقْبُوْلَةٍ وَاغْفِرْ لَهُ الزَّلَّاتِ یَا رَبَّاهُ

پس توبہ اسکی از رہ منت قبول کر پروردگار عفو تو کر اوسکی ہر خطا

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ سَیِّدِیْ عَبْدِ الرَّحِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَمَنْ یُحِلُّ حِمَاهُ

آقا ترا غلام جو عبد الرحیم ہے اُمید وار لطف ہے اسکی ہے التجا

کل مومنوں کو لطف سے رکھ اپنے بہرہ ور دونو جہان میں حاجتیں انکی تو کر روا

یارب بحق سیدنا شافع الامم مسکین محی دین کی مقبول ہو دعا

یارب طفیل انکی دعاؤنکا جنکے ہاتھ — وقت دعا ہے دامن عرفات اور منا
رکن یمانی زمزم و قربان گہ خلیل — کو صفا و مروہ پہ کرتے ہین جو دعا
یارب طفیل انکی دعاؤن کا جنکے سر — تیرے حرم مین جو کہ رگڑتے ہین لسے آ
یارب طفیل انکی دعاؤن کا جنکی آنکھ — میزاب رحمت اور در کعبہ سے آشنا
یارب طفیل انکی دعاؤنکا جنکے دل — دیدار کعبہ پر سے تصدق ہے اور فدا
یارب طفیل انکی دعاؤنکا جنکے منھ — ہین جانب حریم شہنشاہ انبیاؑ
چلتے ہین تسلیم کئے راہ مدینہ مین — جنکی غبار دیدہ دل کی ہے توتیا
زوار روضۂ نبویہ جو پڑھتے ہین — یارب طفیل ان صلوٰت وسلام کا
ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ — مَا لَاحَ بَرْقٌ وَاسْتَنَارَ سَنَاهٗ
ہر دم نبی و آل و صحابہ پہ آپکے — تسلیم اور تحیہ صلوٰۃ اے خدا
جبتک فلک پہ صل علیٰ کا رہے خروش — جبتک لب ملک پہ ہو سبحان ربنا
روح رسول پاک پہ پہنچائیو درود — جبتک چمن مین نکہت گل لے پھرے صبا
یَا رَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِيْ سَرِيْرَتِيْ — فَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ بِحَقِّ لِيَ الْمُنٰى

زیارت عبدالرحیم برعیؒ ۹ بجے کے قریب وادی خیف مین جدیدہ گاؤن کو پہونچے جہان پر عاشق رسول کریم حضرت شیخ عبدالرحیم برعیؒ کا مزار مبارک ایک قبہ کے اندر ہے اونکے پہلو مین اور دو مزارین ہین ایک احمد الحلبی اور دوسری زین العابدین کی یہ دونون مشائخ عظام سے ہین۔ باہر کی طرف ایک مختصر قبرستان ہے جسمین اور بہت سی قبرین ہین۔ ایک مختصر مسجد قبہ کے پہلو مین ہے جہان پر گاؤن کے لڑکے اور لڑکیان قرآن مجید اور درسی کتابین پڑھتے ہین۔ قبر شریف پر غلاف چڑھا ہوا ہے زردوزی حرفونمین آپکا اسم مبارک بافتہ ہے سُنا گیا کہ سالانہ آپکا عرس ہوا کرتا ہے ترک عرب اور بدوی قبائل کے لوگ

اور زائرین و حجاج آپکی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہین۔ عرب مین آپکا نام بچہ بچہ جانتا ہے آپکے آس پاس اکثر بدو پڑا کرتے ہین آپنے ۱۵ یا ۱۶ وقت حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لیجانا چاہا مگر کبھی تب بھی کامیابی نہین ہوئی ہر وقت حکمت خداوندی سے واپس ہی کردئے گئے آخری وقت یہ آپنے اسی تمنا مین تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ گاؤن بہت بڑا ہے بعض تو اس گاؤن کو آپ ہی کے نام سے پکارتے ہین اور بعض جدیدہ کہتے ہین یہان پر کھجور کے باغات بہت ہین نہر بھی جاری ہے۔ پختہ و نیم پختہ مکانات تقریبا ایکہزار کے موضع مین ہین۔ آبادی ۵ ہزار کے قریب ہے۔ پانی کے کنوئین دو تین ہین۔ ایک شکستہ قلعہ بھی ہے جہان پہلے ترکی فوج رہا کرتی تھی بدوی عورات بہت سی چیزین فروخت کی غرض سے لاتی تہین۔ گاؤن سے باہر مزار کے نزدیک بہت زائرین اپنے اونٹون سے تعظیما اتر پڑے اور بہتون نے جاکر آپکی مزار پرانوار پر سلام پڑھا۔ دو بجے دن کے ایک پختہ کنوان ملا جہان ایک ترکی افسر کی قبر پختہ بنی ہے۔ ۵½ بجے عصر کے بعد بیر عباس ملا جہان پر ایک شکستہ قلعہ ہے جسکا عدم و جود برابر ہے۔ اس مقام پر دونون راستہ ملگئے ہین ایک جو خلیص ہوکر آیا اور یہ دوسرا سلطانی راستہ۔ بیر عباس مین چند بدویون کے ڈیرے اور جہونپڑیان دکہائی دین دو کنوئین ہین جنکا پانی اچہا ہے اس مقام کی اونچائی سطح سمندر سے ۲۳۵۰ فیٹ ہے۔ دونون جانب پہاڑونکا سلسلہ قائم ہے۔ جسپر بنی حرب کے خبیث قبائل رہتے ہین جو چوری اور غارتگری مین مشہور ہین۔ اکثر منازل بیر عباس اور بیر درویش پر چورون اور ڈاکوؤنکا زیادہ خوف و خطر رہتا ہے۔ جو شخص دس قدم باہر قافلہ کے ہوا اسکے مارے جانے کی افواہین جو سنتے ہین وہ محض غلط ہین۔ البتہ بنی حرب کے لوگ اگر خاص اس خیال سے کہ چوری کرین۔ اگر قافلے مین شامل ہوجانیسے کسی قدر ضرور خوف ہے۔ لوگ راستہ چلتے ہوئی کیون قافلہ کو چہوڑنے لگے البتہ مقام پر رفع حاجت کیلئے مختصر ڈیرا یا پردہ وغیرہ کرلیکر رہنا اچہا ہے۔ عورت اور مرد کے پردہ کا لحاظ کچہ نہین رہتا ہے بغیر دو چار محافظ یا اپنے شتربان کے کوئی اگر رفع حاجت کیلئے باہر قافلے سے

چلا جائے تو خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ خاصکر یہ منزلین ذرا کٹھن ہین یہان بخل و کنجوسی سے کام لینا سراسر حماقت ہے۔ ذرا دل کھولکر یہان خرچ کیا جائے۔ تمام عمر مین ایکدفعہ حج فرض ہے اور وہ بھی کنگلے پن سے کیا جائے تو جائے شرم اور افسوس ہے اس راستہ مین اپنی جان و مال اگر زنانہ ساتھ ہو تو عیال و اطفال کیلئے جتنا خرچ کیا جائے اوتنی راحت ملیگی۔ زر بر سر فولاد نہی نرم شود کا معاملہ اسی راستہ کی مصداق ہے۔ بیر عباس سے ۱ گھنٹے کی اور مسافت طے کرکے ہمنے مقام کردیا وجہ یہ بتائی گئی کہ بیر عباس مین چورونکا خوف ہے۔ اور یہہ جگھہ ہمارے قافلہ سالار کی ہے آج راتکو زیادہ احتیاط سے خبرداری کی گئی۔ پانی یہان سے اگلی منزل کیلئے لے لیا گیا۔ شام کو ایک افواہ سُنی گئی کہ کسی بدو نے ایک بخاری کو مار دیا مگر مین ایسی خبرون کو یقین نہین کرتا ہون بدو لوگ زیادہ بخشش لینے کی غرض سے خواہ مخواہ ایسی فضول خبرین اُڑوایا کرتے ہین۔ ۶ محرم الحرام روز جمعرات مطابق ۲۸ ڈسمبر اور قافلون نے تو راتکو ہی نکلنے کی طیاری کی مگر ہمارا قافلہ صبح برابر ۶ بجے روانہ ہو کر ۷ بجے شام کو مقام بیر درویش یا فریش مین داخل ہو گیا۔ راستہ آج بھی تنگ وادیون سے گذرتا ہوا آیا دونون جانب بڑے بڑے اونچے پہاڑ تھے جنکی بلندی ۵ اور ۶ ہزار فیٹ سے کم نہ تھی۔ بعض زیادہ اونچے پہاڑون کی چوٹیان سفید بادل مین ڈہنپی ہوئی تہین۔ ایک پہاڑ کی چوٹی ایسی گول اور بلند نظر آرہی تھی کہ وہ بالکل سب سے علحدہ معلوم ہوتی تھی۔ یہ تمام دن بادل ہی مین پوشیدہ رہی میرے قیاس مین اوسکی اونچائی ۷ ہزار فیٹ سے ہرگز کم نہ ہوگی۔ اور وادی سے اوپر تک ۳ اور ۴ ہزار فیٹ بلند ہوگی دشوار گذار پہاڑ معلوم ہوتے ہین۔ کوئی راستہ انپر جانے کا اوپر کی طرف نہین دکھائی دیا۔ شاید اور کسی جانب سے ہو تو ہو۔ مگر پہاڑون کے اوپر بدوون کے گھر نظر آرہے تھے بکریان اور اونٹ بھی چرتے ہوئے دکھائی دئے۔ اوسکے بعد سلسلہ ہموار بلند سطح کو وادیون کے بیچ نے تقاطع کیا ہوا ہے۔ جنمین سے بعض وسیع بعض تنگ اور بعض پیچدار ہین۔ لیکن دونون جانب بلند پہاڑون کی چوٹیان سر بفلک دکھائی دے رہی ہین جنپر

گہانس یا درخت کا نام نہین ہے۔ راستہ انمین اسطرح جارہا ہے کہ گویا چونہ کے پہاڑ سے مصنوعی طور پر کاٹا گیا ہے۔ ان وادیون مین قبائل آسبوح اور امرکی آبادی اور سرسبزی اجمال ہے۔ باغات۔ مکانات اور بلسان کے درخت اور دیہات نظر سے گہرائیون مین چھپے ہین۔ اور حجاج وزائرین خشک زمین پر سفر کرتے ہین۔ ان وادیون کی زمین ہلکی ہے جسمین ریگ اور چھوٹے چھوٹے کنکر ملے ہوے ہین۔ جو پہاڑیون سے نیچے بہ گئے ہین۔ اور سیلاب کی گذر کے راستہ جابجا نظر آتے ہین۔ مگر یہ نالے کسی جگہ ندی یا سمندر مین جاکر نہین ملتے ہین۔ اونکا بڑا حصہ زمین کے نیچے جذب ہوجاتا ہے۔ ان سیلابون مین سے ایک بھی راستہ مین ٹوٹنے کے بغیر بحر احمر تک نہین پہنچتا۔ بعض تو پہاڑون کی حدود کی اندر ہی فوراً جذب ہوجاتے ہین مجھے بدوون کی زبانی معلوم ہوا کہ اگر یہان سطح زمین کے اوپر پانی کا قحط ہے تو اسکے نیچے ہر موسم مین اسکی کمی نہین ہوتی ہے۔ یہی اندرونی وادیون کی سرسبزی کا باعث ہے۔ میرے شتربان کی زبانی یہ بھی پتا لگا کہ اندرون وادی ۲۰ یا ۳۰ ہاتھ کہودنے سے پانی بافراط نکلتا ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر اس سے بھی کم گہرائی مین پانی نکل آتا ہے۔

سرزمین حجاز کا پانی بجز نہر زبیدہ اور مخصوص جاہات مدینہ منورہ وعین زرقہ کے کسی قدر نمکین ہے مگر جو لوگ اوسکے پینے کے عادی ہین اونکو بالکل بدمزہ معلوم نہین ہوتا۔ ایسا رحجانی اور پیرتوحش پر نمکین تو کیا بلکہ لوہا ملا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جو زمین کی اون طبقات کی ہیئت کا پتہ دیتا ہے جس سے گذر کر آتا ہے۔ یہان کی مٹی زبان پر رکھنے سے نمک کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ ان پہاڑون پر مختلف دہاتون کا ہونا تعجبات سے نہین ہے۔ اہل عرب کو عموماً اور ترکو نکو خصوصاً اسجانب توجہ کرنی چاہئے افسوس ہے کہ مین جیالوجی سے واقف نہین ہون ورنہ خود اسکی نسبت تلاش کرتا تھا۔ انشاء اللہ کوئی شکوئی جیالوجسٹ بھی حج سے مشرف ہوکر اس مسئلہ کو حل کریگا۔

بیر روحاء دس بجے کے قریب بیرروحاء پہ پہونچے۔ اس مقام پر دو کنوئین ہین ایک کا نام

ذات العلم ہے لوگ کہتے ہین کہ اس کنوئین حضرت علیؓ نے جنون سے جنگ کیا تہا - اسوقت یہ کنوان خشک پڑا ہے - یہان پر اکثر شیعی اصحاب اترا کرتے ہین - دوسرے کنوئین مین ذرا سا پانی ہے - لوگ ٹانی اور کہجور اور روٹیان لیکر آئے تھے - یہان کی بدوی عورات ایسی پاکیزہ روٹیان بنا کر لائی تہین جنکو دیکھکر مین عش عش کرتا رہگیا - ایک روٹی ایک تولہ سے شاید ہی وزن مین زاید ہوا اور چوڑائی مین ایک فوٹ گول تھی - آٹا اچھا نہ ہونیکے باعث مزے مین فرق تہا مگر اونکی بناوٹ مین کسی قسم کا نقص نتھا - مینے ایسے پاکیزہ روٹیان لکھنؤ کے سوا اور کہین نہین دیکھی ہے -

بیر روحا ، سے بیر درویش کے مابین ۹ گھنٹے کی مسافت مین ہمکو تمام کیکر کے ہی درخت ملے یہ پہلا جنگل تھا جسکو ہمنے ارض مقدس مین دیکہا اگر یہ درخت دس پانچ سال نہ کاٹے گئے تو بہت گہنا جنگل ہو جائیگا - سوای ببول کے اور کسی قسم کا درخت نہین نظر آیا - وادی کہین تنگ اور کہین کشادہ ہو گئی ہے مگر ½ میل سے زاید کہین چوڑی نہ ملی - اور دو فرلانگ سے کم بھی کہین نہ تھی - بارش مین یہان بطور نالے کے پانی روان ہوتا ہے اور زمین کی قوت جاذبہ اسقدر تیز ہے کہ پانی کو بحر احمر تک جانے نہین دیتی راستہ ہی مین جذب کر لیتی ہے - اس وادی مین چونہ کے پتھر اور کنکر کے ہمراہ ریت بھی ملی ہے ½ ۱۱ بجے دن کو وادی سدارہ مین گذر ہوا - یہان پر بھی بہت ببول کے درخت تھے - بدوی لوگ پانی لیکر راستہ مین بیچنے کی غرض سے آئے تھے چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیان بدوؤنکے آنکر اپنی خوش آوازسے کچھہ برجستہ فقرے پڑھکر مانگتے رہہر لوگ پیسہ یا روٹی دیدیا کرتے تھے - اونکے زبان سے جو دعائیہ فقرے نکلتے تھے وہ بھی بہت پیاری معلوم ہوئی اور مین اونکو اپنے آخر دم تک یاد رکھونگا -

حمرا | وادی سدارہ کے دہنے بازو جو بڑے اونچے پہاڑ ہین اونکو جبل ورجاہ کہتے ہین - ۲ بجے دن کے منزل حمرا ملی - دو کنوئین تھے ایک بالکل خشک اور دوسرے مین کسی قدر پانی تہا - یہان پر بھی قافلے اکثر اترا کرتے ہین - یہان پر پہاڑ کا موڑ ہے - راستہ کسیقدر اوپر کو چڑھکر پھر نیچے کی طرف اترتا ہے -

غار ۵ ½ بجے شام کو منزل غار پر گذر ہوا۔ یہان پہ پنجابی قافلہ اُترا ہوا تھا۔ یہان پر بھی دو کنوین ہین ایک بالکل خشک اور دوسرے مین قدرے پانی تہ۔ یہان پر بہت کم آدمیون کے رہنے کی جاء ہی۔ اس مقام کے دہنے اور بائین بدوی لوگ بکثرت آباد ہین آج راستہ مین پہاڑ بھی رنگ برنگ کے ملے ہین کوئی سرخ اور کوئی سفید تہا عجیب ہیئت اور خوشنما منظر تہا۔

بیر درویش بیر درویش پر جب ہم آئے تو بدو ہمکو خوب ہی ڈرانے لگے کہ ذرا بہر شغدفون سے ادہر اودہر ہونے نہین دیتے تھے اور خواہ مخواہ کی دہشت دلا رہے تھے اور اپنی بندوقونکو اندہیرے مین آسمان کی طرف کرکے یون ہی سینکڑون فیر کرتے رہے گولیونکوا ندہا دہند چلایا کئے کہ مجھے خوف ہوا کہین انکی گولی کسیکو نہ لگ جائے اور مبتلائے مصیبت نہ ہو۔ وہان کوئی پرسان حال ہی نہین کہ کیون گولی چلائی گئی۔ اورکسطرح کوئی مرا۔ جو مرا وہ زمین کے حوالے ہوا جو زندہ رہا اوسنے مدینۂ طیبہ پہونچکر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کی۔ خدا کا فضل رہا کوئی واقعہ نہ ہوا اور نہ کوئی واردات سُننے مین آئی۔

یہان پر کوئی ۵ ہزار لوگ اُتر سکتے ہین پانی نہین ملتا ہے برائے نام دو کنوئین ہین جنہین ذرا ذرا پانی ہے۔ بدو لوگ کہین اور جگہہ سے پانی لاکر فروخت کرتے ہین۔ ۸؏ روپیہ کو ایک گربہ ملا ہے لکڑی و ذرا ڈہونڈہے سے ملجاتی ہے۔ آج ایک نئی چیز میری نظر سے گذری مین نے ہی بہت ممالک دیکھی ہین۔ مگر اس قسم کا نظارہ اس سے پہلے کبھی نہین دیکھا تھا۔ پہاڑون کے چوٹیون سے برابر اس تک جیسے سطح وادی تک ادہر کی جانب ایک دیوار کے مانند نشان نظر آیا ہے۔ اس قسم کے جتنے پہاڑ اور اوسکے ڈہلوان ہین اوتنے دیوارین معلوم ہوئے۔ نقشہ جو پڑھ سکتے ہین اونکو بخوبی ظاہر ہوگا مینے جو نقطہ لگایا ہے وہ دیوار کی یا قدرتی حد کی علامت ہے اوسکا نمونہ یون ہے

آج تمام شب تبرا برا کی پکار رہتی ہی خواہ مخواہ لوگ پکارا کرتے تھے۔ آج خالی اونٹ ینبوع کی طرف جاتے ہوئے سینکڑون ملے۔ کوئی بڑی درد ناک اور حسرت بہری آواز سے امیر مینائی کے یہ اشعار پڑھتا تہا

قصیدۂ امیر مینائی

دکہادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے ۔۔ جہان دن رات یا مولا تیری رحمت برستی ہے

عجب بستی مدینہ ہی جہان رحمت برستی ہے ۔۔ زیارت کو ہماری آنکھ مدت سے ترستی ہے

تصور مین ہی تصویر محمد گرد پہرتی ہے ۔۔ ہماری بت پرستی درحقیقت حق پرستی ہے

پری کو حور کو کیا دیکہین تیرے دیکہنے والے ۔۔ کن آنکھون مین یہ شوخی ہی کن آنکھون مین مستی ہے

مزا ہی زندگی کا یاد محبوب الٰہی مین ۔۔ جو غفلت مین بسر ہو موت سے بدتر وہ ہستی ہے

چلا چل بند آنکہین شوق سے راہ مدینہ مین ۔۔ زمین ہی صاف آئینہ بلندی ہی نہ پستی ہے

دو عالم کی حقیقت کیا ہی جنس عشق کے آگے ۔۔ عجب نعمت ہے جس قیمت کو ہاتہ آجاے سستی ہے

محب ساقی کوثر کو کیا ڈہر کا قیامت کا ۔۔ جسے کہتے ہین کوثر وہ مقام مے پرستی ہے

مدینہ کو امیر اب ہند سے چل چونک اے غافل ۔۔ یہ کیسی نیند سوتا ہے یہ کیسی تیری مستی ہے

رات کے ۱۲ بجے سے ہی لوگون نے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونا شروع کیا۔ دو ایک قافلے ہمارے سے آگے ہی روانہ ہو گئے۔ مگر ہمارا قافلہ برابر ½۱۲ بجے رات کے بیر درویش سے روانہ ہو کر ۳ بجے دن کے یعنے قریب عصر باب عنبری پر داخل ہو گیا۔ اونٹونکی رفتار مینے آج بذریعہ پیمائش کے معلوم کی تو فی گھنٹہ ½۲ میل کی تھی۔ ہر ۶ منٹ مین پاؤ میل چلا کرتے تھے اس حساب سے ۲۴ منٹ مین ایک میل۔ رات کو کسی قدر اس سے زیادہ چلا کرتے ہین اوسط ½۲ میل گھنٹے سے برابر حساب لگ سکتا ہے ۷ محرم الحرام روز جمعہ مطابق ۲۹ دسمبر صبح ۹ بجے کے قریب ایک گھاٹی ملی جسپر سے اونٹ ہمارے گذر کر آئے وہان سے ذرا دہنی طرف کسی قدر اوپر چڑھ کر ٹیکری پر جانے سے مدینہ منورہ اور روضہ مبارکہ کا گنبد خضرا بخوبی دکھائی دیتا ہے جہان قافلہ ذرا آہستہ چلا ہے ہماری آنکھون نے جو سب سے اول چیز دیکھی وہ جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات کے روضۂ منورہ کا سبز گنبد تھا۔ خود بخود ادب سے سر بے تسلیم خم ہو گئے۔ جوش محبت سے آنسو

جاری ہوگئے۔ خوشی و فرحت طاری ہوگئی۔ حجاج کی محبت تعلق دلی مسرت کا بیان کس زبان اور قلم سے ادا ہوسکتا ہے۔ وہان سے اوتر کر نیچے وادی مین آگئے۔ پھر ایک وسیع میدان مین گذر ہوا۔ اسکے دن سے برابر گنبد خضرا اور مسجد نبوی کے عالیشان منارے نظر آتے رہے۔ اس حساب سے برابر ۱ میل سے منارے نظر آنے لگتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اب داخل ہوگئے مگر چلتے چلتے انسان تھک جاتا ہی اکثر حجاج تعظیماً و تکریماً پیدل چلنے لگے۔ مین بھی چار میل تک پیدل چلا۔ بیر عثمانؓ اور بیر علیؓ کے پاس گذر ہوا۔ بیر علیؓ کے پاس ایک مسجد ہے جسکو مسجد علیؓ کہتے ہین۔

میدان نہایت وسیع اور صاف ہے۔ درخت کا نام و نشان نہین سُنا گیا کہ بدو لوگ یہان پر بھی اکیلے آدمی پر حملہ کرتے ہین۔ مین بیر عثمانؓ کے پاس اپنے قافلہ سے سو گز سے زیادہ آگے ہوگیا تھا مگر اونٹ نظر آرہے تھے اور میرے آگے بھی بہت سے پیدل لوگ چلے جارہے تھے۔ میری ساربان کو قافلہ کے شیخ نے میرے روکنے کیلئے روانہ کیا وہ دوڑ کر آیا اور کہنے لگا یا شیخ حرامی کثیر لا روح۔ مین نے کہا ابے چل یہان کیا ڈر ہے لوگ سب جارہے ہین یہ تو شہر کے قریب ہے مگر اوسنے میرا کوئی عذر نہ سُنا اور مجکو کہڑی ہونے پر مجبور کردیا۔ آخر مین میرے اونٹ کے آنے تک کہڑا رہکر دوبارہ اسپر سوار ہوگیا۔

روضۂ مبارکہ کا نظر آنا اور زائرین کا اضطراب مین جلد جانا راستہ کا نہ کٹنا زیادہ شاق گذرتا تہا۔ جتنا چلتے تھے اوتنا ہی باقی نظر آرہا تہا آخر خدا خدا کرکے باب عنبری پر ۳ بجے کے قریب پہونچگئے سب سے پہلے پختہ عمارت جو ہمکو نظر آئی وہ مسجد سلطانی ہی جو ریل اسٹیشن کے متصل حجاج و زائرین کیلئے بنی ہی نہایت خوبصورت مسجد ہے سیاہ پتھر اوسمین لگے ہین ترکی دستکاری و معماری کا اعلےٰ نمونہ ہی جو یوروپ کی عمارات سے کسیطرح کم نہین ہی۔ مسجد کی بناوٹ پکار پکار کر کہہ رہی ہی کہ اب بھی ہم مین ایسے افراد موجود ہین جو یوروپ سے کسی کام مین کم نہین ہین۔ ریلوے اسٹیشن بالکل قریب ہی۔ لوگ بہت سے سوار ہونے کیلئے آئے تھے۔ ریلوے کا مفصل حال وقت روانگی لکھا جائیگا۔

مسجد کے متصل ایک قہوہ خانہ ہی بخاری ترکی، چرکسی ویوروپی حجاج قہوہ نوش کر رہے تھے
اکثر ہندی حجاج اس مبارک ریل کو بڑی خوشی کی نظرون سے دیکھنے لگے۔ باب عنبری سے گذر کر
فوجی بارک ملا اور ایک کشادہ گلی کے ذریعہ مدینہ منورہ مین داخل ہوکر۔ یہان کا انتظام کچھ اور ہی ہے
مکہ معظمہ مین اور ہی تہا۔ وہان شریفی دربار یہان ترکی سرکار۔ باب عنبری سے اندرون شہر آتے آتے
۴ بجگئے سامان وغیرہ اپنے اپنے مقامات پر لیجانے تک برابر ۵ بجگئے راستہ کی تہکان اور جسم کی کثافت
اور وقت پر پانی کے میسر نہ آنے سے غسل سے معذور ہوکر بیٹہے مغرب اور عشا کی نماز اپنے مسکن پر ادا کی

مدینہ منورہ کی اقامت اور اسکا مفصل بیان

۷ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ روز جمعہ بھی میرے لئے ایک باسعادت روز تہا کہ مین دیار رسول اللہ مین داخل ہوگیا۔ ایک مختصر
کمرہ میری منزل پر باب الرحمۃ کے بالکل متصل سید احمد بانقیہ کا کرایہ پر لیکر قیام کیا۔ دوسری
روز غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر دربار نبوی کی آستانہ بوسی اور سلام کیلئے حاضر ہوا حرم نبوی کو دیکھتے
ہی میرے دلمین یہ خیال آیا کہ آج ہم کہان ہین فوراً میرے پیرو مرشد حضرت حافظ الحاج سید جماعت
علی شاہ صاحب نقشبندی مدظلہ العالی کا وہ مضمون یاد آگیا جسکو آپنے انوار صوفیہ مین شائع فرمایا تہا
آج ہم وہان ہین جو جبرئیل کا مہبط ہے۔ جہان رحمت اللعالمین حیات النبی تشریف فرما ہین۔

جہان ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح اور شام نازل ہوکر درود شریف پڑہتے رہتے ہین۔

جہان ایک نماز ایکہزار رکعت اور بروایت دیگر ۵۰ ہزار رکعت کا ثواب رکہتی ہے۔

جہان حضرت رحمۃ للعالمین اپنے نازک اور مبارک قدمون سے چلتے پہرتے تھے۔

جہان کی مٹی مین خاک شفا ہے۔

جہان کی ایک نیکی پچاسہزار نیکی کا درجہ رکہتی ہے۔

جہان فی صدی ۹۰ رحمتین نازل ہوتی ہے اور باقی ساری دنیا مین ۱۰۔
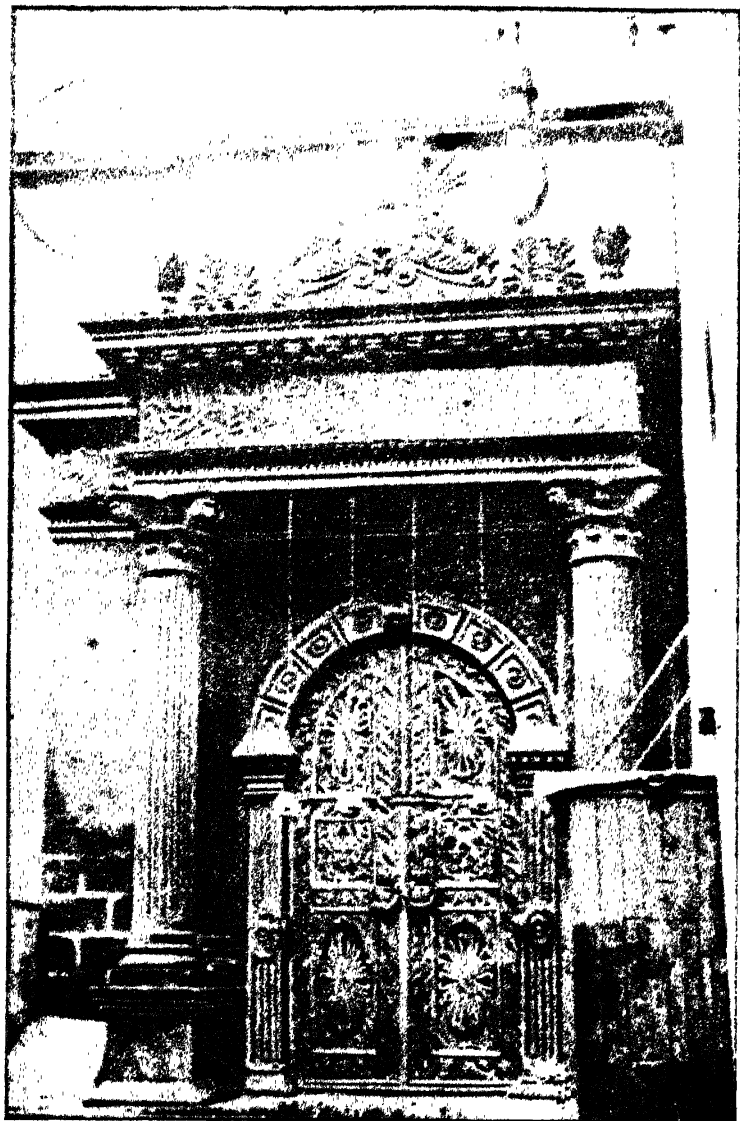
جہان کے باشندے قیامت کیدن سب سے پہلے اُٹھائے جائینگے اور ساری مخلوقات سے پہلے اون کی شفاعت ہوگی۔

جہان رحمۃ للعالمین کا دربارِ فیض آثار ہے۔

جہان حاضر ہونے سے سارے گناہ بخشے جاتے ہین۔

جہان مکۂ معظمہ کی نسبت دگنی برکت کے لئے آنحضرتؐ نے دعا مانگی تھی۔

جہان حاضر ہونے سے آنحضرتؐ کی شفاعت واجب ہوجاتی ہے۔

جہان حضرات ائمۂ اہلبیت واصحابۂ کرام رضؓ کے مکانات و مزارات ہین۔

جہان بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے۔

جہان کے حاضر ہونیسے حدیث لاتشد الرحال الا الی ثلاثۃ المساجد کی تعمیل ہوتی ہے۔

جہان حاضر ہوکر سلام عرض کرنیسے آنحضرتؐ بذاتِ خود جواب دیتے ہین۔

جہان حاضر ہونیسے تمام آنیکا رو غموم و ہموم رفع ہوکر دلکو تسکین و اطمینان ہوجاتا ہے۔

جہان وہ ستونِ حنانہ موجود ہے جو آپکے فراق مین چیخین مار مار کر رویا تھا۔

جہان آپکا منبر و محراب و مسجد موجود ہے۔

جہان وہ برکت ہے جو روئے زمین پر کسی جگہہ نہین۔

جہان کے باشندے ساری دنیا سے خوش خلق ہین۔

جہان پر آجکل تقریباً کل روئے زمین کے مسلمان موجود ہین۔

جہان پر حاضر ہونیسے اسلام کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔

جہان ایک ہی جگہہ ہندی، جاوی، برہمی، بخاری، ترکی کھڑے رہتے ہین۔

جہان بادشاہ و مسکین سب دربارِ نبوی مین برابر کھڑے رہتے ہین۔

جہان کے بازارون مین شراب نہین ہے۔

جہان کوئی بازاری عورت زانیہ نہین ہے۔

جہان قماربازی نہین ہے۔

جہان ہر قسم کی سبزی و ترکاریان موجود ہین۔

جہان ہر ایک چیز باوجود اژدہام خلق کے سستی ہے۔

جہان ایک جگہہ ہے جو بیت اللہ بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

جہان قطع نظر اور سب خوبیون کے ایک ایسا متبرک مکان ہے جو دنیا مین اپنی نظیر نہین رکھتا۔

جہان سنگدل سی سنگدل مسلمان کا حاضر ہوکر واپس جانیکو دل نہین چاہتا۔

جہان سوائے مسلمانون کے اور کوئی قوم حتیٰ کہ دیگر اہل کتاب کا گذر نہین۔

جہان ہزارہا عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب تعلقات دنیاوی چھوڑ کر بیٹھے ہوے ہین اور یہ شعر اونکا وردہے ؎ یا محمد ترا در چھوڑ کہان جاوے غریب ؛ بادشاہی سے توبہتر ہے گدائی تیری ؛

جہان قیامت تک ایماندار لوگ رہینگے۔

جہان سے اسلام نکلا اور تمام دنیا سے پھر پھرا کر اس جگہہ واپس آجاویگا۔

جہان قیامت تک عالم موجود رہینگے۔

جہان دجال اور طاعون اور دابۃ الارض وغیرہ کوئی قیامت تک داخل ہونے پاوینگے۔ اوسوقت اس شہر کے دروازون پر فرشتے محافظت کیواسطے کھڑے ہوجاوینگے۔

جہان ایک قبرستان ہے جہان کے مدفونین کیواسطے بہشت کی بشارت آچکی ہے۔

جہان مسجد نبوی کے اندر ایک چھوٹا سا کنوان ہے جو کوثر کے نام سے موسوم ہے جسکا پانی بہتر

سے ظاہری و باطنی بیماریوں سے شفا ہوجاتی ہے۔

جہاں حاضر ہوکر انسان قسم کھالے کہ میں بہشت میں ہوں تو وہ اپنے قسم میں سچا ہوتا ہے۔

جہاں ایک ایسا نورانی گنبد ہے جسکی زیارت کرنے کیوقت عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک روحیں وفور شوق سے پرواز کر جاتی ہیں۔ جیسے حضرت شہیدی ہندیؒ۔ اور ایک بخاری جو گذشتہ مہینے میں فوت ہوا اور ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں۔

جہاں کی خدمتگزاری اور جاروب کشی کو بڑے بڑے بادشاہ مثل سلطان روم اپنا فخر اور سعادت سمجھتے ہیں۔

جہاں کے حاضر ہونیسے اس خدائی حکم کی تعمیل ہوتی ہے جو قرآن شریف میں ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك الی آخر سے ظاہر ہوتا ہے۔

جہاں کی کھجوریں ساری دنیا سے زیادہ شیریں اور لذیذ ہیں۔

جہاں وہ رحمۃ اللعالمین تشریف فرما ہیں جن پر ایک مرتبہ درود پڑھنے سے دس مرتبہ رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔

جہاں حاضر ہونیسے اس فرمان کی تعمیل ہوتی ہے جسمیں ارشاد ہے کہ جس نے وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں زیارت کی۔

جہاں کوئی کسی کو بلند آواز سے نہیں پکارتا۔

جہاں لڑائی جھگڑے کیوقت متخاصمین درود شریف پڑھنے سے فوراً لڑائی بند کر دیتے ہیں

جہاں ایک ایسی مسجد ہے جو اسلام میں سب سے پہلے بنائی گئی۔

جہاں ہر ایک نومولود بچہ کو چالیس دن کے بعد آپکی خدمت میں حاضر کر کے کہا جاتا ہے کہ یا حضرت آپکا امتی حاضر ہے۔

جہان مرنے کے بعد ہر ایک مرنے کو حاضر کیا جاتا ہے کہ یا حضرت! آپکا غلام حاضر ہے۔

جہان کے درخت و شکار امن میں ہیں۔

جہان ہر مسلمان فوت ہونیسے شفاعت رسول مقبولؐ کا مستحق ہوجاتا ہے۔

جہان کے باشندون کو تکلیف دینے والے کیلئے عذاب الٰہی مقرر ہے۔

جہان کی مسجد مبارک کی شان میں اسس علی التقوی نازل ہوا تہا۔

جہان وہ مسجد ہے جسکی زیارت رسول مقبولؐ ہر ہفتہ میں ایکبار کیا کرتے تھے۔

جہان کی کہجورین تریاق کا کام دیتی ہیں اور جادو سے محفوظ رکہتی ہیں۔

جہان تقریباً ہر گہر میں ایک کنوان موجود ہے۔

جہان لکوکہا اُمتی ہر ملک کے دستہ بستہ کہڑے ہوکر پنجوقتہ نماز کے بعد السلام والصلوٰۃ علیک یا رسول اللہ پڑہتے ہیں۔

جہان شہر کے اندر و باہر متعدد نہرین جاری ہیں۔

جہان سات کنوئین ہیں جنکے پانی میں شفا ہے حجاج تبرکاً انکا پانی اپنے ہمراہ لیجاتے ہیں۔

جہان نائب السلطان یعنے شیخ الحرم اپنے ہاتھ سے نماز عصر کے بعد شمع جلاکر اندر حجرۂ مبارکہ کے جاکر حق نیابت سلطان کی طرف سے ادا کرتا ہے۔

جہان پر خطیب روز جمعہ کو منبر اشرف پر چڑہکر خطبہ پڑہنے کیوقت الصلواۃ والسلام علی هذا النبیؐ پڑہکر روضۂ مبارکہ کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے ہی لاکھون عاشقان رسولؐ کے دلون پر خنجر پہر جاتا ہی۔ اور وہ حالت بیخودی میں اپنے رسول مقبولؐ پر صلواۃ وسلام پڑہنے لگ جاتے ہیں۔

جہان ۷۰ قسم کی کہجورین ہیں۔ جہان ایک قسم کی کہجور ہے جسکو کافر جلاکر لائے تھے کہ یا حضرت! یہ بادور ہوگی تو ہم ایمان لاوینگے۔

جہان ایک قسم کی کہجور بغیر گٹہلی کے ہے جوکہ از معجزہ طلب کرنے کیواسطے لائے تھے ۔

جہان دو نہرین ایک شیرین ایک تلخ ایک کنوئین مین اکٹھی ہوکر پہر الگ الگ ہوجاتی ہین ۔

حرم شریف نبویؐ ہم حرم شریف مین باب السلام سے داخل ہوئے ہمارے مزور کا صبی وہان موجود تہا ہم دو چار احباب تھے سبکو ایک ساتھ لیکر داخل ہوا ۔ مقررہ سلام اور دعائین پڑہتا ہوا محراب النبیؐ کے پاس لیجاکر ۲ رکعت نفل پڑہنے کیلئے کہا بعد ادای دوگانہ دربار نبویؐ کے پاس لیجاکر روضہ شریف کے نزدیک برنجی جالی کے پاس کہڑا کردیا ۔ اوسوقت کا حال جو تہا ہمارا دل ہی جانتا ہے خوف نبویؐ دلپر سما گیا سارا بدن تہرتہرانے لگا آنکھون سے خود بخود آنسو روان ہونے لگے جو حالت ہمپر طاری ہوئی اس کی کیفیت مین کیا لکھون ۔ جنکو اس مقدس دربار کی حاضری نصیب ہوئی ہو ۔ وہی جانتے ہین قلم کی کیا مجال ہے کہ کچھہ تحریر کرسکے ۔ ہم خجالت سے سر نیچے کئے ہوے کہڑے تھے ۔ اور ہمارا مزور ہمکو سلام وصلواۃ اوس افضل التحیت وتسلیمات کی ذات بابرکات پر پڑہا رہا تہا ۔ اوس کا ایک ایک لفظ کو ہم دہرا رہے تھے آنسوونکی جہڑی برابر باران رحمت کی طرح ہماری آنکھون سے جاری تھی وہ کہتا کچھہ تہا اور ہمارے مُنھہ سے نکلتا کچھہ تھا ۔ دل ہجور زیارت نبویؐ سے مسرور ہوا خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا گیا کہ جس نے جیتے جی شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم المرسلینؐ کے قدم مبارک کے پاس کہڑے ہونیکا مجھ جیسے عاصیون کو بخشا ۔ اور یہ شعر اوسوقت یاد آیا جسکو ہم ہند مین پڑہتے تھے سے یارب وہ دن کرے کہ مدینہ کو جائین ہم ؛ خاک در رسولؐ کا سُرمہ لگائین ہم خاک تو وہان میسر کہان کہ اوٹہا کر آنکھونکو لگاتے مگر اپنے دیدون کو جالی مطہرہ سے خوب ملکر دلکو تسکین دی غرض اسی حالت مین مینے حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑہا ۔ پہلے جو کچھہ میرے معلم نے مجھسے پڑہایا اوسکو پڑہا بعدہ دست بستہ حضور پرنور کے دربار فیض آثار پر کہڑا ہوکر یہ سلام مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا پڑہا ۔

سلام جامی علیہ الرحمۃ

السلام ای سید اولاد آدم السلام — السلام ای سرور افراد عالم السلام

السلام ای آنکہ از روی تو روشن شد جہان — السلام ای صیقل مرأت آدم السلام

السلام ای آنکہ نابودہ نبودہ ہیچ گہہ — در حریم کبریا غیر تو محرم السلام

السلام ای آنکہ از نعلین تو دارد شرف — با ہمہ قدر و بزرگی عرش اعظم السلام

السلام ای آنکہ نابودہ سخا وجود تو — گشت راز ہست بودہ از تو محرم السلام

بر روان پاک تو بادا ز ما گشتگان — ہر زمان ہر ساعتی ہر لحظہ ہر دم السلام

بعد سلام کے یہ چند اشعار جو کسی شاعر کے مجھے یاد تھے میری زبان سے بیساختہ اوسوقت نکلتے رہے[۵]

آپڑا ہون تیرے در پر یا شفیع المذنبین — بار عصیان سر پہ لیکر یا شفیع المذنبین

ہوگیا حیران مین آکر یہان — مین کہان اور روضۂ اطہر کہان

یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام — بر درت این بار با پشت دوتاہ آوردہ ام

یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام — ہمچو کاہ عاجزم کوہ گناہ آوردہ ام

گرچہ عصیان بے عدد را ناظر بر رحمت است — آیۃ لاتقنطو بر خود گواہ آوردہ ام

چشم رحمت برکشا روی سفید من ببین — گرچہ از شرمندگی روی سیاہ آوردہ ام

آن نمیگویم کہ بودم سالہا در راہ تو — ہستم آن گمرہ کہ اکنون رو براہ آوردہ ام

عجز و بیخویشی و دلریشی و درویشی و درد — اینہمہ بر دعوی عشقت گواہ آوردہ ام

دیو رہ زن در کمین نفس و ہوا اعداء دین — زین ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

بستہ ام بر بید گر نخل زخارستان طمع — سوی فردوس برین مشت گیاہ آوردہ ام

دوستم این بس کہ بعد از محنت دور و دراز — بر حریم آستانت می نہم روی نیاز
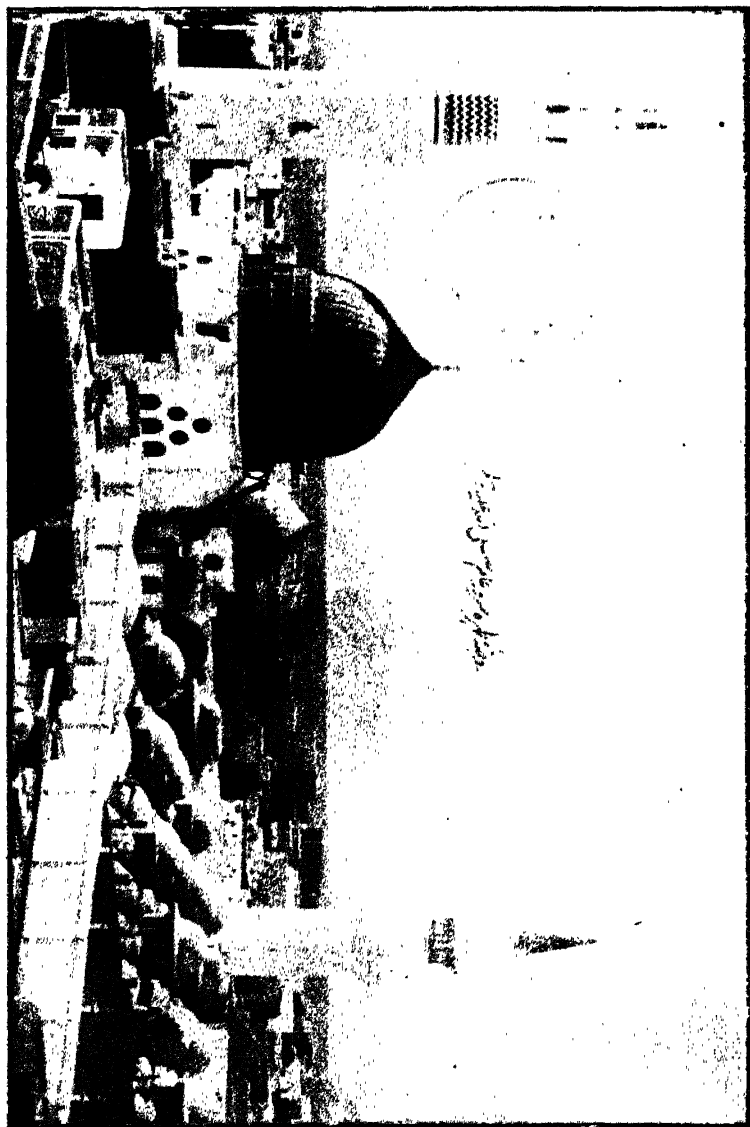
کہاں یہ بندۂ اثیم عبدالرحیم اور کہاں یہ دربار رسول کریم۔ کہاں یہ عاجز پر گناہ اور کہاں حضوری۔ جس دیدار فرحت آثار کی مدتوں سے آرزو وتمنا تھی خداوند کریم کی عنایت سے فیض سے بر آئی۔

بعد ایک قدم دہنے جانب پیچھے کو ہٹ کر سیدنا ابابکر الصدیق پر سلام پڑہا اوسکے بعد ایک ادر قدم دہنے جانب پیچھے سرک کے خلیفۂ دوم سیدنا عمر فاروق اعظم پر سلام پڑہکر باچشم پرنم دہنے جانب اور بائیں ہو کر مقام ملائکہ پر کہڑے ہوکر سلام پڑہا۔ اوسکے بعد حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بتول بنت رسول پر سلام پڑہکر جانب شمال روانہ ہوے تہوڑی دور پر جاکر جنت البقیع پر سلام پڑہا۔ اوسکے بعد ذرا بائیں جانب جبکہ سیدنا حمزہ عم رسول اللہ و شہدا احد پر سلام پڑہا۔ بعد ازاں قبلہ رو کہڑے ہوکر اپنے لیے دعا مانگی پہر ذکر بعد راس النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہڑے ہوکر حجرۂ مبارکہ کے پاس دعا مانگی جب یہ سب مقامات سلام و دعا کے طے ہو گئے بعد ہم اپنے مزور کو کچھ دیکر اپنے مکان کو واپس آگئے۔ سچ تو یہ ہے کہ دل حرم نبوی سے جدا ہونیکو نہیں چاہتا ہے

مسجد نبوی و روضۂ سرور عالم مدینہ کی جان اور روے زمین کے اہل اسلام کا دین و ایمان مسجد نبوی اور اوسکے اندر روضۂ سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات ہے۔

زمین کا بہت حصہ ہمنے دیکھا ہے ممالک شرقیہ میں چین، برہما، و جاپان کے بڑے بڑے شہر دیکھے۔ مصر و شام و فلسطین کی عمارات بھی دیکھی مگر سچ تو یہ ہے کہ روے زمین پر بہت کم مذہبی عمارات و عبادت گاہیں حرم نبوی کی خوبصورتی و خوبی اور شوکت کا دعوی ہمسری کر سکتی ہیں مگر عظمت و تقدس کے لحاظ سے سواے حرم اللہ کے صفحۂ زمین پر اور کوئی عبادتگاہ نہیں ہے۔ جہاں پر بین بیتی و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ تحریر ہے۔ اوس ایوان کا شاہ اصل کیا کوئی بیان کر سکے۔ جسکا ہر نقش محراب منقش و رشک گلستان ... کی یاد دلا کر میں جبہ سائی کرون۔ فرشتونکو یہ تمنا کہ کسی طرح یہاں رسائی ہو۔ بادشاہونکو یہاں کی گدائی اور غلامی پر فخر جس گہر میں جبرئیل امین تشریف لاکر

پیام الٰہی پہونچاتے تھے۔ ملائکہ مقربین خاک پاک سید المرسلین اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے۔

عرض شرقاً و غرباً ۲۴۵ فیٹ طولاً شمالاً و جنوباً ۴۲۰ فیٹ اور کل رقبہ ۹۸۷۰۰ مربع فیٹ ہے۔ جسکو سلطان عبد المجید خان خلد آشیان نے ۷ کروڑ روپیہ کے صرف سے طیار کرایا ہی۔ پتھر وادی عقیق سے لائے گئے ہین۔

حرم نبویؐ کے منارے

جانب قبلہ یعنے جنوب دونون کونون پر دو مناری ہین۔ غرباً منارہ کو باب السلام اور شرقی کو منارۂ رئیسہ کہتے ہین۔ جانب غرب ایک اور منارہ باب الرحمۃ کے پاس منارہ باب الرحمہ ہے۔ اوس غربی دیوار پر جانب شمال منار مجیدیہ ہے۔ اور اوسکے متوازی جانب شرق منارۂ سلیمانیہ ہے جملہ ۵ منارے ہین۔

حرم نبویؐ کے دروازے

حرم محترم کے چھے دروازے ہین۔ جانب غرب باب السلام، باب الرحمۃ، جانب شرق، باب الجبرئیل و باب النسا، اور جانب شمال باب المجیدی اور باب الحزن آخر الذکر دروازہ بہت مختصر ہے۔

حرم نبویؐ کے ستون

حد مسجد النبوی مین جملہ ۸۶ ستون ہین جنمین ۱۸ استون ریاض الجنۃ کے ہین زیادۃ سیدنا عمرؓ کے ۴۵ ستون ہین زیادۃ سیدنا عثمان ابن عفانؓ کی ۱۵ ستون ہین۔ زیادۃ سیدنا الولید کے ۴۳ ستون ہین زیادۃ المہدی کے ۵۵ ستون ہین اور زیادۃ سلطان عبد المجید خان غازی کے ۸ ستون ہین۔ جملہ ستون موجودہ حرم نبویؐ مین ۲۶۰ ہین۔

زمانۂ پیغمبر خداؐ مین جسقدر مسجد تعمیر ہوئی تھی اوسکے ستون سنگ مرمر کے نہایت خوشنما ہین اونپر سنہر انقش و نگار کیا گیا ہے۔ اوسکے بعد جسقدر زمانۂ خلافت سیدنا عمرؓ و سیدنا عثمانؓ مین بڑہائی گئی اوسکے ستون سنگ سرخ وغیرہ کے ہین اور اونپر سنہرا نقش و نگار تہوڑا کیا گیا ہی۔ دیگر خلفا اور سلاطین کے عہد مین جو اضافے ہوی اوس حصہ کے ستون سادہ سنگ سرخ کے ہین۔ انمین بعضے سنگ

سماق اور رخام شفاف کے ہین - ہر ستون ایک ہی ڈال کا تخمیناً پانچ گز بلند اور دو گز مدور ہے - انہین ستونون پر گنبد قائم ہین - ہر گنبد کے دور مین آیات قرآنی نہایت خوشخط کندہ ہین اونکو ساتھ عمدہ عمدہ نقش و نگار بھی ہین - مین اوس شخص سے ملا ہون جسکی زیر نگرانی یہ کل تحریرات قرآنی کا کام ہوا تہا - اوسکا نام عبد القادر قبانی ہے اور وہ اسوقت مصر کے بازار خلیلی مین نقاشی کا کام کرتا ہے - بڑا لایق مصور ہے مین پورا ایکدن اوس کیساتھ رہا ہون -

مسجد گیارہ درجہ کی ہے - درمیان مین صحن وسیع کہلا ہوا ہے - صحن پر سایہ نہین ہے - نقشہ سے پوری کیفیت معلوم ہوجاوے گی -

حرم نبوی کی محراب

مسجد نبوی مین پانچ محراب ہین ایک محراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - دوسرا محراب سلطان سلیمان کے زمانہ مین ۹۰۸ھ مین بنایا گیا ہے - محراب نبوی کی پشت کے مقابل یہان بھی ایک محراب ہے - یہ مقام مسجد نبوی سے ایک بالشت بلندی پر واقع ہے جسکو محراب عثمانی کہتے ہین - محراب تہجد - اور محراب دکتہ الاغوات

روضۂ خضرا

مسجد کے شرقی جانب باب جبرئیل کے متصل روضہ منورہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہے - دو درجہ کا روضہ ہے - اندرونی درجہ مین حضور شہنشاہ دو جہان ختم رسل پیغمبر آخر الزمان مدفون ہین اسکے اوپر سبز رنگ کا گنبد ہے جو دور سے نظر آتا ہے جسکو دیکھنے سے زائرین کے چشم منور و روشن ہوتے ہین - قبر شریف کے بائین حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اور اونکے ذرا بائین حضرت فاروق اعظم رضی خلیفہ دوم کی قبرین ہین - جنابہ سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی کا مزار بھی بیان کیا جاتا ہے مگر اسمین اختلاف ہے آپکا مزار مبارک جنت البقیع مین بھی بتایا جاتا ہے - واللہ اعلم

اندر کا درجہ ہر طرف سے بند ہے یعنے کوئی قبر نظر نہین آتی اوس بند قبہ پر غلاف مبارک پڑا رہتا ہے جسمین کلمات متبرک بحروف سفید بافتہ ہین - جو نقشہ منسلکہ سے معلوم ہونگے -

اسکے اندر بجز ملائکہ مقربین کوئی جا ہی نہین سکتا اور نہ جانیکا کسی طرف راستہ ہے۔ مینے جو نقشہ دیا ہے وہ ایک ایسے شخص کا بنایا ہوا ہے جو تعمیر مسجد نبوی کیوقت موجود تہا اور قبر شریف کی مرمت ہوتے وقت دیکھا ہوا ہے واللہ اعلم۔

متعدد احادیث صحیحہ برنجی حرفون مین کندہ ہین اور مخصوص مقامات پر لگائی گئے ہین جنکو دیکھکر زائرین خوش ہوتے ہین احادیث یہ ہین۔ مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ صلواۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلواۃ فی ما سواھا الا المسجد الحرام۔

روضۂ مبارکہ برنجی جالی سے محدود و محصور ہے۔ اسکے چار دروازے ہین ایک دروازہ مسجد نبوی مین ہی جس سے آنحضرت حجرۂ عائشہ صدیقہؓ سے مسجد شریف کو تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دروازہ جانب جنوب اور ایک باب جبرئیل کے محاذی ہے جس سے ہر روز شیخ الحرم بعد نماز عصر داخل روضۂ مبارکہ ہوکر معہ خوجگان حرم اندر کے چراغ روشن کیا کرتے ہین۔ شیخ الحرم سفید لباس مین ملبوس مودب سر جہکائے ہوے روشنی کرنے کیلئے روضۂ شریف مین داخل ہوتے ہین۔ باہر کی جانب دو رویہ سیاہ وردی ہین ترکی سپاہ و خواجگان حرم مودب کہڑے رہتے ہین۔ اور باب جبرئیل پر ننگی تلوارونکا پہرہ رہتا ہے ساتھ ہی اغوات حرم داخل حجرۂ مطہرہ ہوتے ہین۔

جب شیخ الحرم حجرۂ مطہرہ سے باہر آتے ہین تو معطر و معنبر ہوکر نکلتے ہین اور حاضرین و زائرین آپسے اوسوقت مصافحہ کرتے ہین جسکو وہ بڑی خوشی سے قبول کرکے لوگون سے ہاتھ ملاتے ہین۔ عاجز کو بھی ایکوقت آپسے مصافحہ کرنیکا افتخار حاصل ہوا ہے۔

روضۂ منورہ مین شیر خوار بچے | اہالیان مدینۂ منورہ کی عادت ہے کہ جب بچہ چالیس دنکا ہوتا ہے

توشب دوشنبہ یا شب جمعہ کو صاف و زرین نفیس لباس مین بچون کو ملبوس کرکے معطر و معنبر خواجہ سراؤن کے حوالہ کردیتے ہین - خواجہ سرا بچونکو اندروان جالی کے پردے کے ساتھ فرش پر لٹا کر دا ہر لاتے ہین - اُسوقت لوگو نکا ہجوم زیادہ رہتا ہے - لوگ پیار کرکے بوسہ دیتے ہین اونکے ماں باپ اس تقریب سعید پر بہت خوشی کرتے ہین برادری اور احباب کو دعوت دیگر پر تکلف کھانا کہلاتے ہین - اور ایک دروازہ جانب شمال ہر جسکو باب مقصورہ کہتے ہین -

روضۂ منورہ کے جو چار دروازے بتائے گئے ہین اوس سے یہ نہ خیال کیا جائے کہ ان دروازون سے قبر شریف تک کسی کی رسائی ہوسکتی ہی ہرگز نہین پہلے لکھ چکا ہون کہ قبر شریف کے احاطہ کو کوئی دروازہ وغیرہ نہین ہر چارون طرف سے بند ہے غلاف سبز پڑا ہوا ہے - خدام اور شیخ الحرم کا دخل اور اونکی حاضری فقط بیرونی احاطہ تک ہوتی ہے البتہ اگر وہ چاہین تو ہاتون سے اوس قبہ کو مس کرسکتے ہین جسکے اندر حضور انور تشریف فرما ہین - حجرۂ منیفہ جس مین جناب سید المرسلین آرام فرماتے ہین - اول سیدتنا عایشہ صدیقہ کا گھر و حجرہ تہا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اسہی حجرہ مین تشریف رکہتی تہین - لوگ اندر آکر صلواۃ و سلام پڑہتے تھے - جنابہ صدیقہ نے ایک دیوار حجرے کے درمیان حائل کردی - جب سیدنا عمرؓ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا تو حجرہ مطہرہ کو بھی کچی اینٹ سے بنادیا یہی عمارت ولید بن عبدالملک بن مروان تک رہی - عمر بن عبدالعزیز نے تمام حجرات اُمہات المومنین و اہل بیت اطہار کو گرادیا - بقیہ خاندان نبوت و اہل بیت کو جبراً گھرون سے باہر نکالدیا - اور حجرۂ شریفہ کی بنیاد و عمارت کو وسیع کردیا - پتھر و نکی دیوارون پر نقش و نگار کردئے ۵۵۰ھ مین جمال الدین اصفہانی نے حجرۂ شریفہ کے گرد صندل کا کٹہرا لگادیا ۶۷۸ھ قلاون صالحی کے عہد سلطنت مین گنبد خضرا یعنے سبز رنگ کا گنبد حجرہ شریفہ پر بنایا گیا - گنبد کے اردگرد تانبے کی جالی لگائی گئی - اس سے پیشتر گنبد شریفہ مسجد کی چھت سے اونچا نہ تھا - اوسکے بعد اور سب سے آخری تعمیر سلطان سلیمان شاہ نے سنگ رخام و سنگ مرمر کا فرش

حجرۂ مبارکہ کے اندر بچھایا ہے۔ اسکے تین درجے ہین ایک درجہ مین جو ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ مربع گز ہے سید المرسلین شفیع المذنبین مع اپنے دو خلیفون کے آرام فرما رب ہین۔ ان فرارات کے گرد ۵ گز بلند محجر ہشت دہاتی بنا ہوا ہے جسپر سبز غلاف پڑا رہتا ہے۔ دوسرے درجہ مین جانب شمال مزار خاتون جنت نہری تکلف اور شان و شوکت سے بنا ہوا ہے۔ مزار کے اوپر شامیانہ ہے۔ کمخواب زرین چادر سے مزین رہتا ہے جسکی جھلک مشرقی دروازے سے بغور دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ اس حجرہ کا ایک بہت بڑا دروازہ جانب شمال ہے جسکی چوکہٹ کیواڑ زنجیرین اور قفل سب خالص سونے کے ہین۔ تیسرے درجہ مین عجیب غریب نادر اشیا بیش بہا قیمتی جواہرات مشک و عنبر عود و کافور عطریات وصندل کے صندوق و عطردان رکھے ہوے ہین ظروف وسامان طلائی اور خزانہ بھی اسی مین ہے۔ سنہری شمعدان بھی اسی جگہہ روشن ہوتے ہین۔ اس درجہ کے مشرق اور مغرب دونون طرف دروازے ہین اور شمال مین تین دروازے ہین۔ لیکن یہ دروازے سب کے سب بند رہتے ہین۔ شیخ الحرم اور اغوات حرم صرف مشرقی دروازے کی جانب سے آتے جاتے ہین۔

سنا گیا کہ ۸۰ لاکھ روپیہ صرف ان تینون درجونکی تعمیر مین صرف ہوا۔ باہر تقریب ۴ گز کے فاصلہ پر ہشت دہات کی ڈہلی ہوی جالی چارون طرف لگی ہے۔ جسپر سبز رنگ چڑہایا گیا ہے اور یہ جالی بہت بلند ہے جو مسجد نبوی کی چھت سے جا ملی ہے۔ ان تمام درجون اور سبز جالی کے اوپر سبز گنبد یعنے قبۂ خضرا ہے۔ دروازون کی دہلیزین سب سنہری ہین۔ جانب جنوب تین در ہین۔ جسکے بالمقابل زائرین کہڑے ہوکر صلوۃ وسلام پڑہتے ہین۔ ہر جالی کے وسط مین ایک بالشت گول دائرہ مین کہڑکی ہے جس سے اندر کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ باہر ہر دروازے پر سبز حریر کے پردے خوشنما لٹک رہے ہین۔ جانب جنوب جالی مین لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ محمد رسول اللہ صادق الوعد الامین چار چار سطرون مین ڈہلا ہوا ہے۔ حضور انور کے رخ انور کے

شبیہ
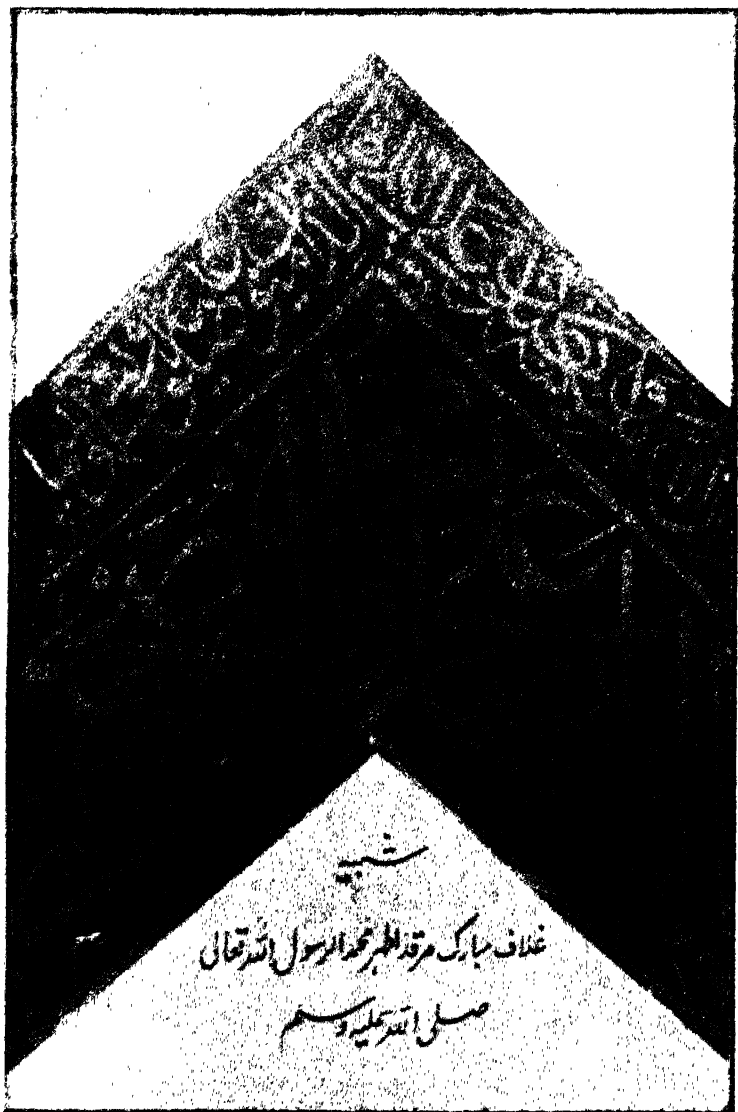
غلاف مبارک مرقد اطہر محمد الرسول اللہ تعالی

صلی اللہ علیہ وسلم

مقابل کوکب دری ہیرا نصب ہے جو روشنی و تاریکی میں چمکتا رہتا ہے۔ مگر آفتاب ساعت کی روشنی

سے دو بجے شرا گرکسی قدر ماند پڑ گیا ہے۔ چمک برابر نہیں دیتا۔ اسکو سلطان احمد بن سلطان محمد خان

مرحوم نے بیضۂ کبوتر کے برابر تھا روانہ کیا۔ ایک اور ہیرا علی پاشا ابن مہدی پاشا نے روانہ کیا تیسرا

ہیرا دختر سلطان محمود خان ہمشیرہ سلطان عبدالعزیز خان شہید نے روانہ کیا تھا۔ یہ دونوں اما کوکب

دری کے اوپر لٹکائے گئے ہین۔

مصحف عثمانی حجرہ مبارک مین ایک صندوق ہے جسمین وہ قرآن شریف محفوظ رکھا ہوا ہو

جس پر خون سیدنا عثمان ابن عفانؓ پڑا ہے۔ جسوقت آپ شہید ہوئے اوس وقت کلام اللہ کی

تلاوت فرمارہے تھے اور خون کے قطرات فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرے

تھے۔ یہ بھی سُنا گیا کہ یہہ قرآن مجید اسوقت قسطنطنیہ مین ہے مگر مینے مذکورہ بالا عبارت کو تحفۃ الحجاج

سے نقل کیا ہے واللہ اعلم

غلاف روضۂ منورہ روضۂ منورہ کا غلاف سبز ریشم کا ہوتا ہے جسمین سفید حرفون سے

کلمۂ طیبہ اور یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بافتہ ہوتا ہے۔ یہ غلاف

قسطنطنیہ مین سلطان وقت اپنے صرف خاص سے طیار کراتے ہین۔ سلطان عبدالمجید خان مرحوم کا غلاف

دو سال ہوئے اُترا اور سلطان عبدالحمید خان معزول کا غلاف چڑھایا گیا ہے۔ کہتے ہین کہ اگلا غلاف

تقریباً ۷۰ سال تک روضۂ منورہ پر پڑا رہا۔ اس درمیان عبدالعزیز خان شہید و سلطان مراد خان

معزول کو اتنی مہلت نہین ملی کے غلاف طیار کرواتے مگر سلطان المعظم عبدالحمید خان غازی نے ۲۵

برس ہین اسکو طیار کروایا اونکی معزولی کے بعد روضۂ مبارکہ پر ڈالا گیا ہے۔

اگلا غلاف جو اتارا گیا اوسکے ٹکڑے تبرکاً اطراف عالم مین پھیل گئے ہین۔ ایک بالشت کا ٹکڑا

ایک اشرفی کو ملتا رہا چونکہ یہ ٹکڑے غلاف کعبہ کے مانند نقلی نہین ہوتے ہین اسوجہ سے اسکی قیمت

زیادہ ہے۔ مجکو ایک پورا ٹکڑا میری خوش قسمتی سے ملگیا۔ جسکا مجکو ایک پیسہ نہین دینا پڑا یہ حضور کی نوازش ہے جسکو چاہتے ہین نوازتے ہین۔

سُنا گیا کہ اس غلاف کی طیاری مین تقریباً ایک لاکھ روپیہ خرچہ آتا ہے جسکو سلطان المعظم اپنی جیب خاص سے ادا کرتے ہین۔ علاوہ اسکے محمل شامی کے ذریعہ دروازون کے سبز پردے جسمین زردوزی آیات قرآنی کشیدہ ہوتی ہین ہرسال مدینہ طیبہ کو آتے ہین جو محمل شامی کیساتھ بڑی تزک و احتشام سے لائے جاتے ہین

حرم نبویؐ کی نماز صبح کی نماز شافعی امام کے پیچھے سب سے اول ہوتی ہے اور سب سے آخر مین حنفی امام نماز پڑہاتا ہے۔ اور اوقات مین پہلے حنفی امام اور مالکی و حنبلی سب کے بعد شافعی امام نماز پڑہاتا ہے جمعہ کے روز باری باری سے امام خطبہ و نماز پڑہاتے ہین۔

حالت نماز مین آمد و رفت لوگونکی برابر صفون مین رہتی ہے کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا خیرات مانگنے والے بکثرت نکلتے ہین اسی طرح پانی پلانے والے جنکو

زمزمی یہان زمزمی کہتے ہین بیشمار ہین زبردستی اور تقاضے سے پانی پلاتے ہین بہتر ہے کہ اونکو کچھہ دیدے یا انکار کردے ورنہ خاموشی کی حالت مین بہت دِق کرتے ہین بلکہ بعض وقت بُرا بہلا بھی کہہ بیٹھتے ہین ان لوگون کو بالکل کچھہ بھی پاس ادب سرور کائینات علیہ افضل التحیۃ و تسلیمات نہین ہے ورنہ ایسے مقدس مقام پر لوگون کو دق نہ کرتے۔ میری رائے مین پہلے روز کل زمزمیونکو جمع کرکے دو چار روپیہ دیکر یہ کہدینا چاہئے کہ جبتک ہم یہان آیا کرین ہمکو دق نہ کرنا اور پہر ہم انشاء اللہ جاتے وقت بھی کچھہ دیدینگے اس تدبیر سے ذرا راحت ہوگی ورنہ یہ لوگ آپ تسبیح و تہلیل ہی مین کیون نہ ہون آپکا پیچھا نہین چھوڑینگے۔

حرم نبویؐ کا فرش فرش اصلی تو سنگ مرمر کا ہے اوسپر نہایت عمدہ حصیرین ڈالی گئی ہین

صیرون پر اعلےٰ درجہ کے ترکی اور ایرانی قالین بچھے ہین جنکی مجموعی قیمت ایک لاکھ روپیہ سے ہرگز کم نہو گی۔ سلطان المعظم عبدالحمید خان کی والدہ نے بہت سے قالین اپنی جانب سے روانہ کی ہے۔

روشنی حرم نبوی حرم نبوی مین نہایت بیش بہا اور نایاب بلوری فانوس و جھاڑ ہانڈیان مطلا زنجیرون مین آویزان ہین۔ درخت بلوری مختلف قسم اور رنگ کے ہین فرش و جھاڑون کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے۔ تمام جھاڑ و ہانڈیان و فانوس بلاناغہ ہرشب روشن کئے جاتے ہین۔ بتیان موم خالص کی علحدہ روشن ہوتی ہین۔ محرابون کے دو طرف بہت بڑی بڑی مومی بتیان جلا کرتی ہین جنکا قطر دو فیٹ تک ہوتا ہے۔ ان کی بلندی ۸ یا ۱۰ فیٹ ہوتی ہے۔ سیڑہی پر چڑہکر اسکو روشن کرتے ہین۔ علاوہ انکے اسوقت گیاز کی روشنی بھی ہوتی ہے متعدد لمپ گیاز کے جو بجلی کی طاقت سے جلتے ہین روشن رہتے ہین۔ قنادیل کی تعداد تو لکھنا مشکل ہے مگر میرے خیال مین ۶۵۰ سے ہرگز کم نہین ہے۔ مصنف رفیق الحجاج نے تعداد قنادیل کو اسطرح پر لکہا ہے واللہ اعلم

قابوزی قنادیل	برنجی شمعدان	چاندی کے شمعدان	کبیر النون	مجوہر	شمعدان طلائی
۷۱۲	۱۸	۱۲	۳	۲	۸

مرغ بلورین	سنہری درخت خرما	جھاڑ سنہری ڈالین	جھاڑ سفید	جملہ
۲	۳	۳	۵۳	۸۱۹ ہے

بڑے جھاڑون پر چوالیس چوالیس موم بتیان لگائی جاتی ہے۔ سلطنت کا خرچہ صرف اہتمام روشنی پر ہزارون پونڈ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

سُنا گیا کہ رمضان المبارک کے پورے مہینے اور رجب کی ۲۷ تاریخ اور ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو خصوصیت کیساتھ حرم شریف کو روشن کیا جاتا ہے۔ ۱۰ بجتے ہی روشنی ہوتی ہے اور ۹ کے بجتے ہی گیاز کی روشنی تو خود بخود بند ہو جاتی ہین اور باقی چراغون کو خواجگان حرم گل کر دیتے ہین جو خوجہ کہ

کے اندر جو روغن زیتون کے چراغ جلتے ہین وہ برابر شب بہر رہا کرتے ہین اور حجرۂ منورہ کے باہر فقط دو چراغ زیتون کے رکہتے ہین باقی سب گل کر دیتے ہین حجرۂ شریف کے اندر دو شمع خالص عنبر کے ۴ فیٹ بلند رکہے ہوے نظر آتے ہین جنمین الماس جڑے ہین۔ باوجود اسقدر کثرت روشنی کے میرے خیال مین آفتاب نبوت و رسالت کے آگے سب ماند ہین۔ اتنی روشنی ہوتے پر بھی جب قاری لوگ قرآنمجید پڑہتے ہین تو علٰحدہ موم بتی کے شمع جلا کر پڑہتے ہین اس معاملہ مین مین نے بہت غور کیا مجہے روشنی کم معلوم ہوتی رہی۔ جب چراغین تمام گل ہوجاتے ہین تب بھی ایک قدرتی نورانی چمک سے کل حرم محترم منور ہوجاتا ہے۔ اس عاصی کو دو شب حرم محترم کے اندر بعد نماز عشا رہنے کا اتفاق ہوا ہے

جمعہ کی نماز حرم نبوی مین روز جمعہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۱۲ء آجکا روز ہماری لئے ایک باسعادت روز تہا کہ حرم رسول اللہ مین ہمکو نماز جمعہ نصیب ہوئی یہان پر نماز جمعہ کی طیاری بہت جلد ہوتی ہے۔ لوگ سویرے ہی سے حرم نبوی مین جمع ہونے شروع ہوتے ہین ہر ایک کا یہی خیال کہ جگھہ نہین ملیگی اسلئے جلدی آتے ہین۔ مین بھی ۱۱ بجے کے قریب حرم نبوی مین داخل ہوگیا۔ اللہ اکبر اسقدر آدمیونکا ہجوم تہا کہ مین سمجہتا تہا کہ آج بہت سے زائرین کو جگھہ کی باعث شاید مجبوراً باہر جانا پڑے برابر ۱۲½ بجے اذان ہوئی۔ مجکو خوش قسمتی سے منبر شریف کے قرب مین جگھہ ملگئی تھی۔ لوگ نفل اور سنتین پہلے ہی سے پڑہکر طیار تھے۔ منبر شریف کے دونون بازو پر دو سبز علم نصب کئے گئے جنپر زردوزی حرفون مین کلمہ طیبہ بافتہ تہا۔ مسجد نبوی کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا گیا عطر چھڑکا گیا۔ عود و عنبر جلائے گئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ روضہ ریاض الجنتہ مین جگھہ ملے۔ اغوات حرم یعنے خواجہ سرا مختلف قسم کے لباس پہنے سردار دوجہان کے حضور مین مودب سر جہکائے کہڑے تھے۔ آجکی نماز مین مصری، شامی، ترکی، بخاری، ہندی، جاوی سب طرح کے لوگ موجود تھے۔

خطیب صاحب ایک نوجوان مگر سیاہ فام انکے چہرہ سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ یہ حرم شریف کے
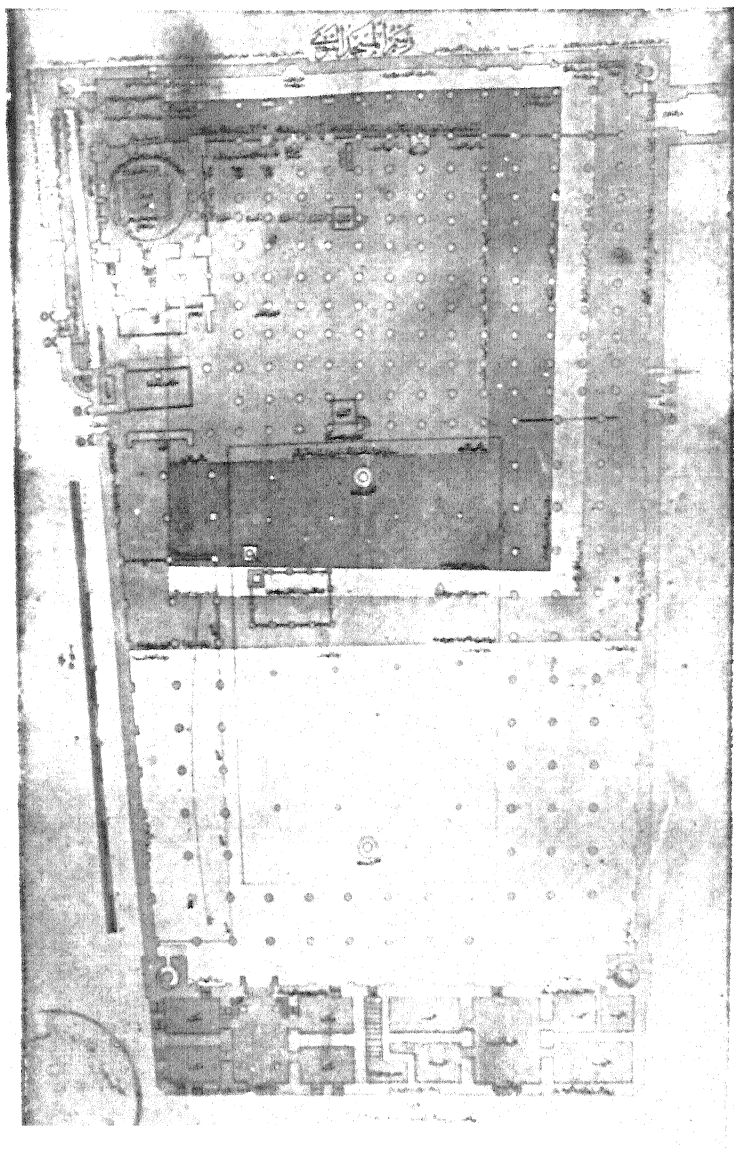
خوجگان سے مین بعینہ اوسی طرح کی شکل تھی عربی لباس پہنے ہوے معدود مصاحبون کی تشریف لائے۔ اونکے آتے ہی دو چار معززین جو منبر شریف کے پاس ہی بیٹھے تھے ادبا کھڑے ہوگئے موذنون نے پھر تکبیر کہنی شروع کی اور خطبہ کی اذان بھی ہوئی۔ بعد مین خطیب صاحب نے جو حنفی المذہب تھے منبر پر تشریف فرما ہوکر خطبہ نہایت شیرین آواز مین پڑہا۔ فضائل ماہ محرم اور مختلف مسائل کا بیان تہا خطبہ کی عجب جلالت اور سطوت نظر آتی تھی خاصکر جب اپنے ہاتھ کی انگلی سے روضۂ منورہ کی طرف ھٰذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہوے اشارہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خطیب صاحب آنحضرت ؐ سے باتین کر رہے ہین۔ سبحان اللہ عجب شیرین زبان اور پُر اثر کلمات تھے لوگونکا یہ حال تھا کہ باوجود نہ جاننے عربی زبان کے روتے تھے۔ خطبۂ ثانیہ مین جسوقت سلطان المعظم محمد رشاد خان خامس کا نام لیا تو ایک سیڑہی نیچے اُتر کر آگئے اور بڑے جوش و خروش سے سلطان کی درازی عمر اور فتح و نصرت کیلئے دعا مانگی گئی۔ خطیب صاحب خطبہ سے فارغ ہوکر مسجد نبوی کے اوپر والے تیسرے محراب مین نماز پڑہنے گئے جو مُطلّا کمرے کے اوس پار ہے۔ یہان معلوم ہوا کہ تیسرے جمعہ مین ایک بار کسی شافعی خطیب کی نوبت آتی ہے اور باقی جمعہ حنفی کے ہین مالکی خطیب کو جمعہ مین حصہ نہین ہے حالانکہ امام مالکؒ علمائے مدینہ سے تھے اور آپکا مزار پُر انوار بھی جنت البقیع مین ہے۔ سبحان اللہ مدنی قرأت کی کیا تعریف کیجائے وجلت قلوبھم کا معاملہ ہوگیا۔ رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا پتہ لگا۔ بعد نماز جمعہ ہزارون زائرین و حجاج دست بستہ مودب کھڑے ہوے صلوٰۃ و سلام آنحضرت سرور کائنات پر پڑھنا شروع کئے معلم حلقہ کئے ہوے سلام پڑہاتے تھے زائرین پڑہتے جاتے تھے عجب سمان تہا جسوقت خطیب خطبہ پڑھ رہا تہا تو مکبر پر دو شخص ملکر صلوٰۃ پڑہتے رہے یہ طریقہ بھی بہت اچھا معلوم ہوا دو بجے کو نماز جمعہ ختم ہوگئی میرے خیال مین آجکا روز ۱۲ ہزار آدمیون سے کم نہ تھے۔

از روئے پیمائش مسجد نبوی مین مع صحن وغیرہ کے ۶۰۵۰ آدمیونکی جگہ ہے - اگراتنی ہی جگہہ اور کہین ہو تو اسکے اندر ۶۰۵۰ سے زاید آدمی ہرگز نہین سما سکتے - مگر آج خدا کی قدرت کا ایسا ظہور ہوا کہ ۱۲ ہزار آدمیون نے برابر نماز ادا کی بلکہ اس سے اگرکچہہ زائد ہو تو ہو کسی اور جگہہ پر مین اسکا ذکر کرونگا

منبر نبوی اب جس منبر پر مسجد نبوی مین خطبہ عیدین اور جمعہ پڑہتے ہین وہ منبر نبوی پر کئے حادثے گذر گئے اور کئے منبر بدلگئے - مگر موجودہ منبر جسکو سلطان مراد خان ابن سلطان سلیم خان نے ۹۹۸ھ مین روانہ کیا تہا جو قریب قریب اوسی مقام پر رکہا گیا ہے جہان پر منبر نبوی تہا - یہ منبر سنگ رخام کا ہے اسکے ۱۲ درجے ہین کہتے ہین کہ اس منبر پر پچاس ہزار روپیہ کی لاگت آئی ہے - بہت اعلے درجہ کا سنہری کام کیا ہوا ہے قابل دید ہے - اسمین اختلاف ہے کہ منبر نبوی کے کتنے درجے تھے صحیح قول یہی ہے کہ مع مستراح چار تھے یعنے ۳ تو سیڑہیان اور ایک زینہ جسپر حضور انور ما بین خطبتین کسی قدر آرام لیا کرتے تھے - اسی لئے اسکا نام مستراح ہوا یعنے مقام راحت - موجودہ منبر کو ایک دروازہ ہے جو ہمیشہ مقفل رہا کرتا ہے فقط جمعہ کے روز وقت مقررہ سے تہوڑے وقت آگے کہولدیا جاتا ہے - یہ منبر نہایت خوبصورت اور خوشوضع ہے -

عورتون کی جای نماز صحن شرقی مین ایک جگہہ مستورات کیلئے مخصوص ہے اوسکے اطراف لکڑی کی جالی لگادیگئی ہے اور اندر کی جانب پردون سے محدود کیا گیا ہے - جو یہان کی اصطلاح مین قفص النسا کہلاتا ہے - اسمین تقریباً ۵ سو عورات نماز پڑہ سکتی ہین -

بیر اہاب حرم نبوی مین ایک کنوان باغ فاطمہؓ کے نزدیک ہے اوسکو کوئی زمزم اور کوئی آب کوثر کہتے ہین - خواہ کچہہ ہی ہو مگر اوسکا پانی نہایت لذیذ اور شیرین ہے - لوگ تبرکاً اسکو بھی اپنے ملکون کو زمزمیون مین بہر کر لیجایا کرتے ہین - اہل سیر کے نزدیک ثابت ہے کہ رسول خداؐ کے مبارک دہن کا لعاب اوس مین ملا ہے -

باغ فاطمہ رض اوس مقام پر جہان بیر اہاب ہے ایک مختصر باغ ہے جسمین چند کہجور کے درخت مین ایک بیر اور ایک املی کا درخت بہی ہے۔ خوجگان حرم انکے کہجور اکثر زائرین کو بطور تبرک دیتے ہین آغا خلیل یکے از بوابین حرم نبوی نے مجکو بہی چار چہوہارے ان درختون کے بطور تبرک دئے تہے املی اور بیر بہی اکثر لوگ تبرکاً لیتے ہین۔ اسکے متصل ایک مختصر مگر پختہ حوض بنا ہے جسمین بیر زمزم کا پانی بہرکر کبوتران حرم کو پلاتے ہین اور یہ حوض اکثر اسی پانی سے بہرا رہتا ہے۔

روضۂ ریاض الجنۃ مسجد نبوی کے خاص حصہ مین ایک قطعہ ہے جسکو ریاض الجنۃ کہتے ہین ہر ایک زائر کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اسی روضے مین نماز نصیب ہو۔ از روی پیمایش روضہ مین ۴۰ ۳ آدمیون کی جای ہے اس سے زیادہ آدمی ہرگز نماز نہین پڑہ سکتے۔ مگر یہان پر بہی خدا کی قدرت نظر آتی ہے کہ جتنے آدمی آتے ہین سب اسی مقام پر آنے کی کوشش کرتے ہین اور وہ ضرور ایک حد تک اس مین کامیاب بہی ہوجاتے ہین۔ یہ بہی آنحضرت رسول خداؐ کا زندہ معجزہ ہے۔ اس عاصی کو بہی ۵۶ نمازین مسجد نبوی مین پڑہنی نصیب ہوئین جنمین ۳۰ نمازین روضۂ ریاض الجنۃ مین ملین علی ہذا القیاس اسی طرح سے ہر ایک زائر روضۂ رسول ؐ کو نصیب ہوتی ہونگی ان معاملات مین ہماری عقل و فہم حیران ہے۔ ناظرین جو کچہہ فیصلہ کرین مگر ہمنے تو یہی دیکہا ہے جو لکہا ہے۔

حجرۂ شریف اور حرم نبوی کے خدام خدام حرم نبوی کی صحیح تعداد تو مین معلوم نہ کر سکا مگر جہانتک مجہسے ہوسکا کوشش کرکے اونکی تعداد اور تنخواہین جو برابر ماہوار ملا کرتی ہین ذیل مین درج کرتا ہون ممکن ہے فرق بہی ملے اسمین بتانیوالون کا قصور ہے ناظرین کو جب زیارت کا موقعہ ملے تو درست کرلین۔ میرے نزدیک تو یہ حساب قریب تر صحیح ہے۔

۱۔ شیخ الحرم تنخواہ۔ ماہوار ایکہزار دوسو پچاس عثمانی اشرفی جسکے تقریباً ۵۰۰ ۱۷ روپیہ ہوتے ہین

۱ نائب شیخ الحرم ۔ سلطہ اشرفی تقریباً ۸۴۰ روپیہ ماہوار۔ اسکو ذمہ کل تنخواہ وغیرہ بانٹنے کا کام ہے

۱- خازن حرم بچاس اشرفی - ۷۰۰ روپیہ ماہوار

۱- مستسلم سردار اغوات حرم - تیس اشرفی - ۴۲۰ روپیہ ماہوار

۱۴- بوابین حرم محترم ماہوار سو - سو روپیہ

۲۸- خزیہ (اغوات حرم) ۷۵ روپیہ ماہوار فی کس

۲۸۰- امام جنہین ۶۰ اکو ماہوار ۲ روپیہ ملتے ہین باقیونکو کچھہ نہین

۴۰- خطیب انمین جو خطیب اور امام دونون ہین ماہوار ۳۲ روپیہ پاتے ہین

۱۳۸ موذن ۱۸ روپیہ ماہوار فی کس

۱۰- بواب جو باہر رہتے ہین ۱۲ روپیہ ماہوار "

۳۲- خوجے ۴۲ روپیہ ماہوار "

۹۰۰- مشالچی { ۱ روپیہ ماہوار - ہر ہفتہ ۲۵ آدمی کام کرتے ہین اس حساب سے سالانہ اونکو فقط ۱۵ روز کام کرنا پڑتا ہے جسکے ۱۲ روپیہ سال کو لیتے ہین-

۵- حمال ۴۵ روپیہ ماہوار "

۱۰ فراشین { ۱۸ روپیہ ماہوار - فرش وغیرہ جھاڑتے ہین تمام چاندی اور سونے کا سامان پاک و صاف کرتے ہین - برنجی جالیونکو رگڑ کر صاف کرتے ہین

۲- ملازم ۹ روپیہ ماہوار - یہ لوگ کبوترونکو چارہ اور پانی پلاتے ہین-

۲- سونار ۱۹ روپیہ ماہوار - حرم شریف کی سونے اور چاندی کی زنجیرین یا اور دیگر اسباب درست کرتے ہین-

۲- درزی ۱۴ روپیہ ماہوار - انکے ذمہ کل حرم شریف کی سلائی کا کام رہتا ہے-

۱- انجنیر ۴۰ اشرفی - ۵۶۰ روپیہ ماہوار - کل مرمت اور تعمیرات حرم نبوی کا کام اُسکے

ذمہ ہے/ یہ ترک ہے قسطنطنیہ کے انجینرنگ کالج کا تعلیم یافتہ ہے۔

۵- رنگریز ۶- اشرفی۔ ۸۴ روپیہ ماہوار- کل نقش و نگار پر رنگ چڑہانیکا کام انکے ذمہ ہے

۱- روزنامچی یعنے نائب مدیر حرم ۳۵ اشرفی ۴۹۰ روپیہ ماہوار

۱- مُمیز ۱۸ اشرفی ۲۵۲ روپیہ ماہوار

۱- باش کاتب یعنے ہیڈ منشی ۱۵ اشرفی ۲۱۰ روپیہ ماہوار

۱- محافظ بیت المال ۱۰ اشرفی، ۱۴۰ روپیہ ماہوار

۱۰- سقے فی کس ۱۰ روپیہ ماہوار

کل اخراجات حرم نبویؐ سالانہ پانچ لاکھ روپیہ ہوتے ہین جو اوقاف سلطانی سے آتا ہے جسکو محمل شامی سال مین ایکوقت لاکر دیا کرتا ہے علاوہ اسکے ماہوار سلطانی وظایف سے دعاگویون کیلئے جنکو یہان رومی کہتے مین ۳ ہزار اشرفی سالانہ علحدہ ملتی ہین۔

ان تنخواہون کے علاوہ خوجگان حرم کو سالانہ کچھہ غلہ بھی دیا جاتا ہے جسکی تعداد ۱۲ گونی ہین۔ یعنے تقریباً ۴۲ من۔ یہ کل اخراجات براہ راست سلطانی خزانہ سے آتے ہین۔ کسی قسم کا ٹیکس حجاج و زائرین پر نہین لگایا جاتا ہے۔

خوجگان حرم خوجگان حرم کا تقرر قدیمی ہے۔ نورالدین شہید کے زمانہ سے برابر چلا آتا ہے خلفاء شامی مصر نے اس اخراجات کیلئے متعدد گاؤن وقف کردئے تھے مگر اب سلاطین آل عثمان کی طرف سے برابر انہین ماہوار تنخواہ نقد ملا کرتی ہے۔ اور دیگر اہل اعتقاد بھی انہین بطور ہدیہ تحفہ کبھہ دیا کرتے ہین جو ان سے متعلم ہو انکا بڑا عہدہ دار ہے وہ انہین مین سے ہوتا ہے۔ غرض یہ گروہ بہت مرفع الحال ہے۔ انکے باغات و مکانات مین سواری کے گہوڑے اور بعضون کے پاس گاڑیان بھی ہین اکثر انہین اہل اصلاح اور علما بھی ہین۔ انکی ظاہری وجاہت اور شوکت کو دیکھکر صاف معلوم ہوتا ہے چہرہ کے وقار اور بردباری کے لحاظ سے ان سے

بلک بیک گفت گو کرنے کو شک معلوم ہوتا ہے۔ مگر بڑے خلیق اور ملنسار ہین۔ انہین ایک نواب آغا خلیل ہے جس سے میری ملاقات ہے بڑا پرہیزگار اور ولی صفت بزرگ ہے۔ پیر و مرشد حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے آغا خلیل کی بڑی گہری دوستی ہے۔ دونون بزرگ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہین۔ ان لوگونکا عام مدور ہے جسکے درمیان ایک ٹوپی جسکی قیمت ایک اشرفی تک ہوتی ہے۔ عمامہ بالکل سفید ہوتا ہے۔ مکلف لباس پر کمر بند ریشمی باندہے ہوے ہاتھ مین عصا لئے ہوے رہتے ہین۔ اور یہہ کل شیخ الحرم کے تابعدار ہین۔

انہی مین چند چوبدار ہین جو شیخ الحرم کے ساتھ ساتھ چاندی کے عصا لئے ہوے مستعد رہتے ہین۔ لوگون کو روکتے ٹوکتے اور ادب کہاتے رہتے ہین۔

حرم شریف کا مخزن حرم شریف کے شامی مسقف مین ایک گودام گہر ہے جسکو حرم کا مخزن کہتے ہین۔ اس مین روغن زیتون۔ موم تبیان اور حصیر وغیرہ سامان جمع رہتا ہے۔ روغن زیتون کیلئے ایک حوض ہے اوس مین روغن رکہا گیا ہے۔ اس مین روشنی کا کل سامان رکہا رہتا ہے۔ یہ ایک شیخ کے ماتحت ہے جسکے ماتحت چند مشالچی اور سقے وغیرہ ہین۔

حرم نبوی کے مصلے مسجد نبوی مین اسوقت ۳ مصلے ہین حنفی شافعی اور مالکی۔ حنبلی مصلے مدینہ منورہ مین نہین ہے۔ صبح کی نماز محراب جدید یعنے مصلے شافعی مین جسکو سلطان سلیمان خان رح کی نے بنایا ہے ہوتی ہے اور محراب نبوی کی پشت سے متصل لکڑے کے اوپر جو محراب ہے وہ مصلے مالکی ہے اور محراب نبوی حنفی مصلے ہے۔ صبح مین سب سے پہلے شافعی اور پہر مالکی اور اخیر مین حنفی جماعت ہوتی ہے۔ جو جماعت طیار رہتی ہے اوس مین ہر فرقہ کے لوگ شامل ہو جاتے ہین سنا گیا کہ ایک رات دن محراب نبوی مصلے شافعی اور ایک رات دن مصلے حنفی رہتا ہے۔ مالکی امام کو اس مصلے مین جائے نہین ملتی پہر نمازیون کی تعداد کا حساب لگانا بہت ہی مشکل ہے۔

مقام اصحاب صفہ

صفہ چبوترے کو کہتے ہین مسجد نبوی کے صحن مین ایک چبوترہ تہا۔ جولوگ گہر بار دنیا کے زرومال آسایش و آرام کو چہوڑکر تعلیم دین و اسلام کیلئے حاضر ہوکر اس چبوترہ پر ٹہرا کرتے تھے اسلئے اہل صفہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ عاشقان صداقت بہوک پیاس کی مصیبت اور گرمی سردی کی تکالیف برداشت کرتے۔ مگر دنیا کی کوئی تکلیف انکو اسلام کی تعلیم اور قرآن مجید کا درس لینے سے روک نہین سکتی تھی۔ انہین مین سے وہ لوگ طیار ہوتے تھے۔ جو مختلف ملکون مین جاکر اشاعت اسلام کرتے تھے۔ انہین مین سے حضرت سیدنا ابوہریرہؓ ہین جو ہزارون احادیث کے راوی اور اسلام کے منبع ہین۔ اسوقت اس مقام کو دکۃ الاغوات کہتے ہین جسپر خواجگان حرم بیٹھے رہتے ہین یہ مقام مصلے تہجد کے بالمقابل ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑا رہتا۔ ایکروز اسی حالت مین پڑا تہا کہ سیدنا ابابکر صدیقؓ اوس طرف سے گذرے مینے اون کو سُنا کر ایک آیتہ قرآن کی پڑہی تا کہ وہ مجہپر رحم کہاویں اونہون نے التفات بہی نہ کیا بعد اونکے ابوالقاسم محمد رسول اللہؐ اودہر سے تشریف فرما ہوے میرا حال دیکہکر تبسم فرمایا کہ ابا ہریرہ ادہر آ مین آپکے پیچھے پیچھے حجرۂ مبارک تک پونچا۔ کوئی شخص آنحضرتؐ کیلئے ایک قدح بہر کر دودہ ہدیہ لایا تہا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جاکر اصحاب صُفہ کو بُلا لا۔ مینے اپنے دلمین کہا کہ یہ دودہ کتنا ہے جو اصحاب صُفہ بلائے گئے مجہی کو عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تہوڑی دیر آرام پاتا۔ مین اصحاب صفہ کو حضور مین بلالایا۔ آپنے فرمایا دودہ کا قدح اوٹہا کر ان اصحاب کو دے مینے اصحاب کو قدح اوٹہا کر دیا ہر شخص نے اوسمین سے خوب سیر ہوکر پیا۔ مگر دودہ کچہہ کم نہ ہوا۔ مین قدح بہرا کا بہرا ہوا حضور انور کی خدمت مین لایا آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ اب فقط ہم اور تم رہگئے ہین بیٹھ جا جہان تک تیری بہوک ہے پی لے مینے پیٹ بہر کر پیا اور باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رکہدیا آپنے خطبہ شکر خدا کا پڑہا اور جو دودہ قدح مین باقی تہا اوسکو نوش فرمایا" یہ ہے تعلیم جو ہمکو ہمارے رہبر اور ہادی برحق نے دی ہے جو بہوکے اور پیاسون کو ساتہ کرنی چاہیے۔

مصارف حرم نبویؐ سُنا گیا کہ حسب معاہدہ سابقہ مابین دولت علیہ عثمانیہ و خدیو مصر سالانہ مصر سے ہر سال روغن زیتون، موم بتی، و حصیر برای فرش ۰۰۰ ہزار کیسہائے گندم مدینۂ طیبہ کو آتے ہین۔ علما و حفاظ و خدام کو یہ گیہون تقسیم ہوتے ہین۔ علاوہ اسکے ۸۰ ۵ لاکھ روپیہ سالانہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم سے ملتا ہی جو محمل شامی کے ذریعہ حرمین الشریفین کو روانہ کیا جاتا ہی دولت علیہ عثمانیہ اور حکومت مصریہ کو یہ برکت اور عزت کافی ہے۔

والیان ریاست ہندوستان جیسے نظام حیدرآباد، بیگم صاحبہ بھوپال، امیر بخارا، خان خیوا و شاہ کابل کی طرف سے علاوہ حفاظ اور قاریان قرآن کو وظائف مقرر ہونے کے بعض اہل علم کو خفیف تنخواہین بھی ملاکرتی ہین۔ اور انکی رباطونمین مساکین کوکسی مین ایکوقتہ اورکسی مین دو وقتہ روٹیان تقسیم ہوتی ہین۔ حفاظ سلطانیہ اکیسو ہین فی حافظ ایک اشرفی ماہوار ملتی ہی سب سے بڑی کو جو سردار ہے ۴ ۔ اشرفی ملتی ہین یہ سب سلطان کے دعاگو کہلاتے ہین۔ خدیو مصر کے جانب سے دوسو آدمیونکو نصف اشرفی کے حساب سے ملاکرتی ہے۔ سُنا گیا کہ حیدرآباد کی طرف سے ۵۰ حفاظ مقرر ہین فی کس ۱۶ روپیہ ماہوار ملتا ہی۔ اور بھوپال سے ۲۵ نفر مقرر ہین فی کس للعہ روپیہ ملتے ہین۔

خزانۂ حرم نبویؐ مدینۂ منورہ مین سُنا گیا کہ شاہان سلف و سلاطین ترک و مصر و دیگر امراؤن کے جانب سے جو وقتاً فوقتاً حرم نبویؐ کیلئے تحفہ ہدایہ آتے تھے اونکی مجموعی قیمت کا اندازہ کرنا غیر ممکن نہین تو محال ضرور ہے تاہم ایک معتبر شخص کی زبانی معلوم ہوا کہ حرم محترم کا خزانہ از قسم زر و جواہر ۵ ۸ ملیون پونڈ سے ہرگز کم نہین ہوگا جو تقریباً ایک ارب ۲۷ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ کے مساوی ہی۔ یہ کل خزانہ خازن حرم محترم کے زیر نگرانی ہی۔ شاہان سلف کی نہایت قیمتی اشیاء رکھی ہوی ہین واللہ اعلم

علمای حرم نبویؐ علماء و فضلاء جو حرم شریف مین وعظ و نصیحت کرتے ہین اور بعضے حلقۂ درس رکھے ہوی ہین اونکے نام یہ ہین :-

۱- سید ابوبکر بن سید علوی شیخ سادات - نقیب اشراف و فقیہ مفتی شافعی - ۵۰ روپیہ وظیفہ اشرفی عثمانی ملتی ہیں -

۲- مامون آفندی مفتی احناف ہیں ماہوار دس اشرفی وظیفہ پاتے ہیں بڑے خلیق بزرگ ہیں -

۳- سید احمد برزنجی محدث - ۴- شیخ یاسین - ۵- شیخ عبدالقادر طرابلسی ۶- مولانا عمر حمدانی الافندی - ۷- ابراہیم اسکوبی و مولانا شیخ عبدالباقی ہیں انکی تنخواہونکا مجھے پتہ نہ لگا -

اسطوانات حرم نبوی میں پہلے ستون حرم نبوی کا ذکر کر دیا ہے مگر اونمیں بعض خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہیں - ۱- اسطوانہ مخلق - ۲- اسطوانہ عائشہ - ۳- اسطوانہ توبہ - ۴- اسطوانہ ابی لبابہ - ۵- اسطوانہ محرس - ۶- اسطوانۃ الوفود - ۷- اسطوانہ مربعۃ البعیر جکو مقام جبرئیل بھی کہتے ۸- اسطوانۃ السریر - ۹- اسطوانہ تہجد - ان اسطوانات کی نسبت ایک ایک روایت مشہور ہے اگر تفصیل کی ضرورت ہو تو جذب القلوب دیکھ لیں - میری رای ہیں زائرین کو چاہئے کہ ہر ایک اسطوانہ کے پاس اگر موقعہ ملے تو دوگانہ نفل یا جو نماز ہو پڑھ لیں اور دعا کریں - ان اسطوانات متبرکات کے اسماے مبارک اونپر منقش ہیں خصوصاً اسطوانہ عائشہ اور اسطوانہ توبہ پر لوگ بہت جمع رہتے ہیں دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں ذکر و تسبیح میں مشغول رہتے ہیں - ان اسطوانات کی شرح اکثر سفرناموں میں مندرج ہے اسلئے میں نے فقط اتنا لکھکر ختم کر دیا ہے کہ ہر ایک ستون کے پاس اگر موقعہ ملے تو دوگانہ ادا کر کے دعا کر لیں -

دار عشرہ مبشرہ روضہ پاک رسول خدا کے بالکل متصل یہ مقام ہے جو صحابای ذوی الاحترام کی مشورت گاہ تھی - اسمیں ایک کنواں ہے - اس دار الندوہ میں سب سے اول مہاجرین و انصار میں بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کیلئے مشورہ ہوا تھا - بعد مشورہ عظیم حضرت سیدنا ابابکر الصدیق رضی خلیفہ بنائے گئے - اسلام میں یہ دار العشرہ بڑا ہی تاریخی یادگار ہے جس نے مسلمانون کے دو فرقے بنادیے

یعنے شیعہ وسنی - اس دارعشرہ مین خلفای راشدین کے زمانہ تک شرعی اور ملکی انتظام کیلیئے مشورے ہوتے رہے - اور دس اصحاب یعنے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر سیدنا سعد، سیدنا سعید، سیدنا عبدالرحمن ۔ سیدنا ابوعبیدہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین خاص طور پر جلوس فرماتے رہے - اسلام نے ابتدا ہی سے سلطنت جمہوری کی بنا ڈالی اور یہ مجلس گویا پارلمینٹ تھی اس مقام پر دس صحابہ کرام کے نام دیوارون پر لکھے ہوے ہین -

قبور ابوشجاع و نورالدین شہید اصفہانی وزیر نجم الدین ایک چوبی کٹہرے کے اندر رباط عجم مین باب جبرئیل کے بالمقابل ہین - ابوشجاع علما رشافعیہ مین ایک بہت بڑا عالم گذرا ہے -

مکان سیدنا ابوبکر الصدیق رض و مکان و مسجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مکان و مسجد حضرت سیدنا عمر رض باغ سیدنا طلحہ رض زاویہ جناب حضرت محبوب سبحانی و مکان حضرت سیدنا تمیم داری انصاری رض - ان سب متبرک مقامات پر اسوقت مکانات عالیشان بنگئے ہین جنمین زائرین کرایہ پر رہتے ہین - ایک مسجد غمامہ جسکو مسجد شمس بھی کہتے ہین جہان پر حضور انور سرور دو جہان پر ابر نے سایہ کیا تہا - یہ مسجد مساجد بالا کے قریب مین محلہ مناخہ یعنے شہر پناہ کے باہر واقع ہے -

حرم نبوی مین دو شب

روز شنبہ ۱۶ محرم الحرام و روز دوشنبہ ۱۸ محرم الحرام میرے لئے بہت مبارک راتین تہین - میرے پیرومرشد مولانا مولوی حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نقشبندی محدث علی پوری مدظلہ العالی کی اجازت سے مجھے بھی یہ سعادت حاصل ہوی کہ دو شب حرم نبوی مین عبادت کرنیکا موقعہ ملا - پیرومرشد قبلہ کو ہمیشہ وہان رہنے کی اجازت تھی - پہلی دفعہ ۵ شب کیلیئے اجازت ملی تھی بعد کو شیخ الحرم نے آپکی سیادت و بزرگی پر خیال فرماکر یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب مدینہ طیبہ مین رہین حرم نبوی مین شب گذارین - یہی نہین بلکہ مزید عنایت آپ پر یہ تھی کہ اپنے دو ایک خادمون کو بھی رکھ سکتے تھے -

۹ بجے کے بعد کل روشنی بجہادی جاتی ہے۔ بجلی کے چراغ خود بخود گل ہوجاتے ہین۔ صرف قبۂ مبارک کے اندر زیتون کے چراغ جلا کرتے ہین۔ بعد نماز عشا خوجگان حرم کل نمازیون کو باہر کرنا شروع کرتے ہین۔ امنٹ کے اندر اندر سبکو باہر نکالکر کل دروازے بند کردئے جاتے ہین۔ حرم شریف مین الکدم ظاہری اندہیرا ہوجاتا ہے۔ مگر آفتاب رسالت کی شعاعین چارون طرف اپنا جلوہ کئے ہوتی ہین۔ ایک قسم کی قدرتی نورانی روشنی تمام شب رہتی ہے۔ سوائے خوجگان حرم کے اور میرے پیر و مرشد معہ ایک یا دو خادمون کے اور کوئی اوس شب کو اندر مسجد نبوی مین نہ تہا۔

جسوقت سے بیت المقدس مین چوری ہوکر نقب زنی کی وارداتین ہوئی ہین اوسوقت گورنمنٹ عثمانیہ حرم نبوی مین کسیکو رہنے کی اجازت نہین دیتی ہے جہانتک مجھے معلوم ہے۔ اور میرے اقامت مدینۂ طیبہ مین سوائے پیر و مرشد حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کے اور کسی کو اجازت نہ تہی۔ نہ مینے دو شب کسی اور کو دیکہا ہزارون لکہ پتی اور سینکڑون تقدس مآب بزرگ موجود تہے مگر یہ شان ایزدی اور عنایت محمدی ہے جسکو چاہا بلالیا اور جسکو چاہا نوازا۔

اندر جو رہتے ہین اونکی گنتی یوں ہین حرم محترم پہلے کرلیتے ہین تاکہ کوئی پوشیدہ نہ بیٹھ رہے اچھی طرح سے جہان بین کرکے تب دروازے حرم شریف کے بند کرتے ہین۔ مین تمام شب مواجہ شریف کے پاس جہکر دلائل الخیرات پڑہتا رہا اور اپنے دلی حالات کو حضور انور کے دربار فیض آثار مین رو رو کر سنایا کرتا تہا۔ خوجگان حرم جنہین آغا خلیل جیسے بزرگ ہین اکثر دربار نبوی کے روبرو دستہ بستہ کہڑے ہوکر دعا و مناجات کیا کرتے ہین۔ عجیب سما اور حالت تہی جسکا بیان مین نہین کرسکتا۔ مین سمجہتا ہون کہ کوئی خوجہ رات بہر نہین سوتا ہے عبادت ہی مین گذارتے ہین۔ اگر مکہ معظمہ مین بیت اللہ شریف کبہی طواف سے خالی نہین رہتا ہے تو حرم رسول اللہ مین دربار نبوی کے روبرو بھی کوئی نہ کوئی کہڑے ہوکر صلوٰۃ و سلام عرض کرتا رہتا ہے۔ اللہ اکبر عجیب دربار ہے۔ پچہلی شب قبل نماز تہجد میرے پیر و مرشد نے ازراہ شفقت حرم نبوی

مین تین بار اپنے دست حق پرست پر مجھکو توبہ کرائی۔ اور جب تک مین مدینۂ منورہ مین رہا دہ شب حرم نبوی مین اور دو یا تین وقت آپکے دولت خانہ پر جہان آپ تشریف فرماتھے بیعت کی۔ ایکوقت حرم اللہ مین بیعت کی تھی۔ مین اکثر محراب النبی واسطوانہ عائشہ و محراب تہجد و اسطوانہ توبہ مین بیٹھکر صلوٰۃ وسلام پڑہنے کے بعد دعا کرتا رہا۔ مینے وہان پر دو شب مین کیا کیا دیکھا اوسکا بیان کرنا خلاف ادب ہے۔ میری تو یہی دعا ہے کہ خداوند کریم ہر مسلمان کو جسکے دلمین محبت نبوی ہے یہ سعادت نصیب کرے آمین بحرمت سید المرسلین۔ چاندنی رات مین صحن شریف کے پرلی طرف بیٹھکر گنبذ خضرا کو دیکھنے سے دلپر عجیب فرحت حاصل ہوتی ہے۔ آنکھونکی روشنی مین زیادتی معلوم ہوتی ہے

مدینۂ منورہ کی برکت

مدینۂ منورہ جیسا با برکت شہر روئی زمین پر نہ ہوگا۔ گرانی اور امساک بارش ریل اور سمندر کی دوری کے اعتبار سے اگر دوسرا کوئی شہر ہوتا تو بالکل ویران ہوجاتا۔ سال دو سال تک بعض اوقات بارش نہین ہوتی مگر الحمد للہ کنوئین تمام پانی سے بھرے رہتی ہین چشمے اور نہار جاری ہین دوکانون مین ہر روز تازہ سبزی اور ترکاری میوہ جات نظر آتے ہین جانور کل فربہ ایسے چربدار کے شاید ہی ہندوستان مین اس قسم کی زمین مین ہون۔ کیون نہ ہو یہ سبب حضور سرور کائنات کے دعا کی برکت ہے۔ مسلم شریف مین ایک حدیث ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ جب درختونکو پہلا پہل آتا تو لوگ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پہلے لایا کرتے تھے آنحضرت رسول خدا پہل کو اپنے ہاتھہ مین لیتے اور خدا سے دعا کرتے کہ اے خدا ہمارے پہلونمین برکت دے اور ہمارے مدینہ مین برکت دے۔ ہمارے صاع مین برکت دے۔ ہمارے مُد مین برکت دے۔ ابراہیم تیرا بندہ تیرا خلیل اور تیرا نبی تہا۔ مین بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اونہون نے مکہ کیلئے دعا کی مین مدینہ کیواسطے دعا کرتا ہون۔ مکہ سے دو چند برکت مدینہ مین عطا کر

دینی حیثیت سے مدینۂ منورہ کو جو فضائل برکات حاصل مین دنیا مین کسی شہر کو حاصل نہین ہین

سب سے بڑی بزرگی و برکت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات رحمت عالمیان فخر رسل پیغمبر آخر الزمان وہان حیات النبی موجود ہین آپکا جوار اور ہمسایہ سے بڑہکر اور کیا نعمت و برکت ہمارے لیئے ہوسکتی ہے دنیا کی کروڑون نعمتین اوس ایک ذات با برکات کے ہمسایہ اور جوار رحمت پر تصدق و قربان ہین۔

مدینۂ منورہ کی کسی چیز کو بُرا نہ کہنے کی تاکید مدینۂ طیبہ کی کسی چیز کو بُرا نہ کہنے کے باب مین میرے پیر و مرشد مولانا مولوی حافظ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے دو روایات بیان کین۔ آپنے بیان فرمایا کہ کوئی بزرگ مدینۂ طیبہ مین آئے اور انہون نے دہی خریدنے کیلئے ملازم سے کہا جب کہایا گیا تو کسی قدر ترش تہا تو آپنے ملازم سے فرمایا کہ میان دہی کہٹا ہے۔ راتکو آنحضرت رسول خدا نے شیخ الحرم کو خواب مین ارشاد فرمایا کہ اُس سے کہدو کہ یہان سے فوراً اوس جگہہ چلا جاوے جہانکا دہی میٹھا ہو۔ شیخ الحرم نے اوس بزرگ کو تلاش کرکے رسول خدا کا فرمان سُنادیا تب وہ بہت پچہتانے لگے اور خوب روئے اب کیا تہا جب تک معافی دربار نبویؐ سے نہ ہوئی وہ بزرگ بہت غمگین تھے۔

دوسری حدیث آپنے یہ سُنائی کہ زمانہ رسول خدا مین کہین سے صحابائے کرام معہ حضرت عالیمقام تشریف لاتے تھے راہ مین گرد و غبار بہت تہا سب کے چہرے دہول سے بہر گئے تھے۔ ایک صحابی نے اپنے چہرے کی گرد و غبار کو کپڑے سے صاف کیا تو آپنے یہ فرمایا کہ ای فلان یہ غبار مدینہ ہے اس سے اپنے مونھ کو مت چہپاؤ سبحان اللہ کیا شان مدینۂ منورہ ہے ایسے محبوب اور ایسے مقدس شہر کے اشیاء کو خراب اور بُرا کہنا چہوٹا مونھ اور بڑی بات ہے اور رسول خدا کی سخت ناراضی کا باعث ہے۔

حرمین الشریفین کی باہم فضیلت بہت سے علماء اسبات کو طے کر چکے ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ مین کسکو کسپر فضیلت حاصل ہے مین اس معاملہ مین اون سے بڑہکر کیا لکھ سکتا ہون مگر میرا ایمان یہ ہے کہ مکہ معظمہ اگر بیت اللہ ہے تو مدینۂ منورہ بیت رسول اللہ ہے۔ مکہ معظمہ مین ایک نیکی

اور ایک نماز لاکھ نیکی اور لاکھ نماز کا ثواب رکھتی ہے تو حرم رسول اللہ میں ایک نیکی یا ایک نماز ہزار کا
بروایت دیگر پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے۔ مدینۂ منورہ میں گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا بعض علما
کہتے ہین کہ حرم مکہ مین ایک گناہ سے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب۔ کسی نے کیا خوب کہا
ہے سہ زہے سعادت آن بندۂ کہ کرد نزول :: گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسولؐ - وہان لوگ
بیت اللہ کا طواف کرتے ہین تو یہان بیت رسول اللہ پر کہڑے ہوکر صلواۃ وسلام پڑہتے ہین۔ وہان
آب زمزم ہے تو یہان آب کوثر ہے۔ وہ رسول اللہ کا پیارا وطن تہا تو یہ اللہ کا محبوب دیار ہے۔
حضرت عمرؓ وعبداللہ بن عمرؓ اور امام مالکؒ اور اکثر علماء مدینہ کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ منورہ
افضل ہے مکہ معظمہ سے والا بیت اللہ کے حاصل کلام یہ ہے کہ قبر شریف حضرت سرور کائنات مفخر
موجودات رحمت عالمیان سرور دوجہان پیغمبر آخر الزمان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل
ہے مطلقاً خواہ مکہ سے خواہ کعبہ سے اور کعبۂ معظمہ افضل ہے شہر مدینہ سے نہ کہ قبر شریف نبویؐ سے اور
باقی مدینہ کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہے۔
ہماری تو یہی دعا ہے کہ خداوند کریم ہر ایک مسلمان کو حرمین الشریفین کی زیارت نصیب کرے۔ اور
دونون سعادت سے ممتاز کرے آمین۔ خاص اس معاملہ مین کہ یہ افضل ہے یا وہ بحث کرنا یا
زیارت نبویؐ کو ناجائز ٹہرانا ہمارا کام نہین۔

مدینۂ منورہ کے مکانات

یہان کے مکانات بہی دو منزلہ بلکہ چہار منزلہ تک ہین۔ مگر یہان کے مکانو نمین
پتھر زیادہ اور لکڑی کم ہے دیوارین وہی مٹی کی جسمین ایک قسم کا کیچڑ ملا ہوا
رہتا ہے جو مکۂ معظمہ کے مانند ہین۔ بعض مکانات ترکی افسرون اور عرب تاجرون کے نہایت عمدہ
اور عظیم الشان ہین پاخانہ وہی مخزن ہے جسمین سالہا سال تک صفائی نہین ہوتی نہ مہتر ہے
نہ کوئی صاف کرنے والا۔

مدینہ منورہ کی گلیان

دو ایک گلیون کے سوائے باقی سب گلی کوچے بہت تنگ ہین کشادہ گلیون مین ہوا کی آمد و رفت ہوتی ہے مگر تنگ گلیون مین نہین ہے۔ کوتاہ گلیون مین بڑے بڑے پتھر بچھے ہوئے ہین۔ تنگ گلیون مین ہوا نہ چلنے کے سبب گرد و غبار نہین ہوتا ہے۔ کل گلی اور سڑکون کے دونون طرف دوکانین ہین کوئی گلی اور سڑک دوکان سے خالی نہین ہے۔ مدینہ منورہ مین زیادہ تر تجارت پیشہ رہتے ہین

مدینہ منورہ کے حمام

مدینہ منورہ مین دو حمام ہین مگر ایک اسوقت خراب ہوجانے کی وجہ سے بند ہوچکا ہے فقط ایک حمام باب المصری کے باہر باب العنبریہ کے راستہ مین متصل بلدیہ یعنے مینوسپالٹی آفس کے واقع ہے۔ تمام دن کھلا رہتا ہے۔ حمام کی مجموعی حالت قابل تعریف نہین ہے۔ فی کس ۱۲ ار لئے جاتے ہین صابون تک اچھا نہین دیتے چار یا پانچ کمرے غسل خانے کے اندر ہین اور ایک ہال ہے ہر دو جگہہ پر غسل کیا جاتا ہے۔ ہر مقام پر جہان غسل کرتے ہین دو نل ایک گرم اور ایک ٹھنڈے پانی کا ہے جتنا چاہے خرچ کرو کوئی پوچھتا نہین۔ فرش سنگ مرمر کا بہت عمدہ بچھایا گیا ہے۔ میری رائے مین معززین کے لائق تو یہ حمام نہین ہے۔ جنکے طبائع کھلے غسل خانے اور برہنہ لوگونکو دیکھنا پسند کرتے ہون وہ اِن حمام مین جا سکتے ہین۔ البتہ مجبوری کیلئے یہ بھی غنیمت ہے۔ مین اسکے اندر جاکر پچھتایا

مدینہ منورہ کی رباطین

مدینہ منورہ مین ۳۸۰ رباط ہین۔ جنمین گورنمنٹ کی ۶۲ رباط ہین۔ گورنمنٹ رباط مین ۱۰ سے ۵۰ آدمی تک فی رباط محافظ ہین جنکو سالانہ دو گونی آٹا اور ماہوار پانچ روپیہ فی کس ملتا ہے۔ انکے اوپر ایک مدرس مقرر ہے جسکی تنخواہ ۲۰ اشرفی ماہوار ہے۔ ایسے ہر ایک رباط کو ایک مدرس اور اوسکا مکان سرکاری علحدہ ہے۔

حیدرآبادی رباط مین سب سے بڑی بشیر الدولہ کی ہے جسکے اندر ۱۳ آدمی نوکر ہین ایک ڈاکٹر بھی مقرر ہے اوسکے مہتمم ہمارے ہموطن جناب عبدالرحمن صاحب منزخانی ویلوری ہین۔ جنکو ۶۰ روپیہ ماہوار ملتے ہین میمنون کی تین رباط ہین۔ مولوی ابو البرکات صاحب کی ایک بڑی عالیشان رباط ہے

جسمین مردانہ اور زنانہ کمرے علحدہ ہین۔ خدیو مصر کی طرف سے ایک لنگر خانہ ہے مگر اوسکا انتظام سُنا گیا کہ درست نہین ایکوقت روٹی ملتی ہے جس سے ایک بھوکے کا پیٹ نہین بھرتا ہے۔ ایک اور لنگر خانہ جناب عبدالرحمٰن صاحب عنبر خانی کے زیر اہتمام ہے۔ جبتک صاحب رباط کی طرفسے تحریری اجازت نہ ہو یا زائر اوس ملک کا باشندہ نہ ہو جسکی رباط ہے تو اوسمین مشکل سے اُتر سکتا ہے۔ رباط مین رہنے والے حاجیونکو لازم ہے کہ قبل روانگی وطن سے صاحب رباط کی اجازت تحریری لیکر جائے تو بہت آرام ملیگا۔ میرے خیال مین رباط کی سکونت صاحب ثروت کو ہرگز نہین چاہئے۔ علحدہ مکان کرایہ پر لیکر رہنے مین جو فائدہ ہے وہ رباط کر رہنے مین ہرگز نہین ملتا۔ مینے رباطون کے نام عمداً چھوڑ دئے ہین۔

مدینۂ منورہ کے مدارس دولت علیہ عثمانیہ کی طرفسے مدارس ابتدائی اور مدارس رشیدیہ جاری ہین۔ جہان عربی اور ترکی و فرنچ زبان مین تعلیم دیجاتی ہے۔ اسکے سندیافتہ کو سرکاری نوکری ملجاتی ہے گذشتہ سال تک ۲۵ طلبا سے زاید متفرق کامون پر ماہوار ۱۱۔ اشرفی تنخواہ تک نوکر ہوکر چلے گئے مسجد نبوی مین تو کثرت سے حلقجات درس ہین جو ہر ایک بجائے خود ایک مستقل مدرسہ ہوسکتا ہے۔ علاوہ اسکے ایک قومی مدرسہ بنام مدرسۃ المقاصد الحمیدیہ لسنۃ العلوم الاسلامیہ ہے جسکو ایک مصری تاجر نے جاری کیا ہے جو چھے یا سات سال سے جاری ہے۔ اسکی تعلیم قدیم طرز پر ہوتی ہے قرآن مجید قواعد تجوید کیساتھ پڑھاتے ہین اور ساتھ ساتھ نحو کی تعلیم بھی جاری ہے۔

درجہ ابتدائی کو عقاید و فقہ کی تعلیم ہوتی ہے علم مباحثہ اور ریاضی بھی سکھایا جاتا ہے۔ دیگر مدارس کے نام یہ ہین۔ آمین آفندی، احسانیہ، اوزبک، بشیر آغا، ثروت آفندی، جلیلہ، حمیدیہ حسین آغا، ساقزلی، مدرسۂ شفا، قرہ باشی، محمودیہ، مدرسۂ کشمیری، مظہر حسین۔ علاوہ اسکے حرم نبوی کے دروازۂ باب مجیدی پر دو مدرسے کم سن لڑکون کیلئے ہین۔ یہان کسی مدرسے مین علوم مغربی کی تعلیم نہین ہوتی ہے۔ البتہ ترکی مدارس رشیدیہ مین فرنچ زبان برائے نام سکھائی جاتی ہے جسکو عرب

سیکھنا پسند نہین کرتے ہین - ترکی گورنمنٹ نے اس سال ایک مدرسۂ صنعت و حرفت کا بھی جاری کیا ہے - ماہوار ۷۰ - اشرفی کا خرچ ہے - اس سال یعنے ۱۳۳۱ھ مین ترکی گورنمنٹ نے ایک یونیورسٹی قائم کرنیکا ارادہ کرکے مدینۂ یونیورسٹی کے نام سے ارادۂ سنیۂ منجانب سلطان المعظم جاری کردیا ہی جسکا خلاصہ ہندوستانی اور انگریزی اخبارات مین شائع ہوچکا ہے -

مدینۂ منورہ کے کتبخانے مدینۂ طیبہ مین دو بڑے مشہور کتب خانے ہین - ایک مدرسۂ محمودیہ مین جو ما بین باب السلام و باب الرحمۃ کے ایک عالیشان عمارت ہے - دوسرا کتب خانہ - کتب خانۂ شیخ الحرم ہے جو خارج باب جبرئیل پر ایک مشہور عمارت ہے - اول الذکر بعد ظہر کھولا جاتا ہی ہر فن کی کتابین نمبروار خوبصورت الماریون مین جنمین آئینے خوشنما لگے ہین سجی ہوئی ہین - فہرست کتب موجود ہے - کتب خانہ مین نہایت عمدہ عربی وضع کا فرش جسپر جگہہ جگہہ عمدہ گدے اور تکئے لگے ہین بچھا ہوا ہے اور متعدد میزین چھوٹی چھوٹی بھی رکھی ہوئین ہین جنپر کتاب رکھکر دیکھ سکتے ہین - فہرست کتب ناظر مدرسہ سے مانگنے پر ملتی ہے اوسکو دیکھکر جس کتاب کی خواہش کرو منشی مدرسہ فوراً حاضر کرتا ہی جتنی مدت چاہو بیٹھکر کتاب کا مطالعہ کرو - مگر باہر لیجانے کی ممانعت ہے - اگر کسی کتاب کی نقل لینا ہو تو اوسی جگہہ بیٹھکر نقل کرلو - کتبخانۂ شیخ الحرم نہایت عمدہ کمرے مین جسپر ایک عالیشان قبہ ہی کتابین آئینے کی الماریون مین قرینہ وار رکھی ہوئین ہین - ہر فن کی کتاب علحدہ علحدہ ہے - فہرست کتب یہان بھی موجود ہے - فرش فروش بہا نکا اور بڑھکر نہایت مکلف بچھا ہوا ہے - ہر مذہب کی کتابین موجود ہین - علم ریاضی اور فلسفہ و منطق کی کتابین بہت ہین - دیوارون پر کمرے کے نہایت خوشخط خط نسخ مین عربی آیات و فقرات لکھے ہوے ہین -

حرم نبوی مین باب الرحمۃ اور باب السلام کی دیوار سے لگے ہوے بہت سے صندوق نما الماریان ہین اون مین حرم شریف کی وقف شدہ کتابین اور قرآن مجید رکھے ہوے ہین -

علاوہ اسکے یہان کے بازار مین ہر قسم کی عربی کتابین نہایت مناسب قیمت پر ملجاتی ہین جنمین زیادہ تر استنبولی اور بیروت و مصر کی طبع شدہ ہوتی ہین۔

مدینہ منورہ کا ڈاکخانہ اور تار گھر شہر مدینہ طیبہ مین ڈاکخانہ اور تار گھر ایک ہی جگہہ مین (کمبائینڈ) ہین۔ تار آفس اوپر کے منزل مین اور ڈاک خانہ نیچے کے درجہ مین ہے اسٹامپس یعنے ٹکٹ علحدہ فروخت ہوتے ہین۔ حسب رواج ملک کے فروخت کنندہ ہی اپنے لعاب دہن سے ٹکٹونکو خطون پر چسپان کردیتا ہے۔ کوئی لیٹر بکس وغیرہ نہ پوسٹ آفس مین ہے نہ اندرون شہر کسی مقام پر دیکھا گیا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک مین لیٹر بکس کا رواج ہی نہین ہے ورنہ ضرور کہین نہ کہین نظر آتا۔ کلرک کے ہاتھ مین خط دیتے ہی وہ فوراً پیسے لیکر ٹکٹ چسپان کرکے مہر مار کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ کل آفس بہر مین ۳ کلرک ہین ایک تو ٹکٹ چسپان کیا کرتا ہے۔ دوسرا رجسٹری اور تیسرا پوسٹ ماسٹر ہے۔ اگر اتفاق سے ٹکٹ چسپان کرنے والا موجود نہ ہوا تو دوسرا شخص حتی کہ پوسٹ ماسٹر بھی آپکا خط نہین لیگا اور وہ آئے تک آپکو انتظار کرنا پڑیگا یا واپس جانا ہوگا۔

مین جو کچھہ لکھتا ہون وہ میرا ذاتی تجربہ ہے سُنی سُنائی باتین نہین ہین۔ ڈاک اور تار والے سوائے سکۂ عثمانیہ کے اور کسی ملک کا سکہ خواہ کسی قسم کا ہو ہرگز نہین لیتے ہین۔ انگریزی سکہ لیجاکر اسٹامپ طلب کرنا یا تار بھیجنے کی خواہش کرنا محض وقت کا کھونا ہے۔ ڈاکخانہ جانے سے پہلے سکۂ عثمانیہ کو بدلکر اپنے ہمراہ لیجاؤ ورنہ واپس آنا ہوگا۔ البتہ انگریزی سورن لے لی جاتی ہے اُس حالت مین کہ اگر ڈاک خانے مین واپس دینے کیلئے روپیہ موجود ہو۔

مدینہ منورہ سے موسم حج مین بہت سے تار روانہ ہوتے ہین۔ مگر انتظام ایسا ناقص ہے کہ کچھہ کہا نہین جاتا مین اپنا ایک واقعہ بیان کرتا ہون جس سے ناظرین وہان کے انتظام کی بابت خود نتیجہ نکال لین۔ مجھے ایک تار ہندوستان کو روانہ کرنے کی ضرورت ہوئی۔ مین تار گھر گیا۔ دو آدمی تار لینے پر

مامور ہین - ایک ترکی اور عربی تار لیا کرتا ہے اور دوسرا فرنچ یا انگریزی زبانکا تار وصول کرتا ہے - مینے تار کا فارم طلب کیا تو ایک معمولی ردی کاغذ میرے حوالہ کیا اور کہا کہ اسپر لکہدو - چونکہ یہان پر کوئی مقرر فارم جیسے ہندوستان مین آئے دن بدلتے رہتے ہین کوئی نہین ہے - فقط کاغذ پر لکہکر دینا ہوتا ہے - مینے تار لکہکر انگریزی مین اوسکے حوالہ کیا - وہ شخص مجکو برابر آدہے گہنٹہ تک بٹہا کر بعد کو کہا کہ انگریزی تار لینے والا کلرک کہین باہر گیا ہے - اوسکے آنیتک مین اس تار کو ہرگز لے نہین سکتا - وہ شاید ظہر تک آوے گا اوسوقت ۱۱ بجے تھے - یہ سنکر مین واپس آگیا اور اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر حرم شریف کو چلا گیا وہان نماز ظہر کی ادا کرکے دوبارا تار گہر کو گیا - اوسوقت تک اوسکا پتہ نہ تہا - اب قریب ۲ بجنے کے تھے - غرض مین بہت دقت تک وہان پر اونکے حالات کا ملاحظہ کرتا ہوا بیٹھہ گیا - ۲ بجے کے قریب وہ کلرک آیا جو ترک تہا - انگریزی کسی قدر جانتا تہا بڑا نمازی معلوم ہوتا رہا اول اوسنے آتے ہی آفس کے اندر ایک کوچ پر ظہر کی نماز پڑہی اور بعد اپنا حساب وغیرہ دیکہکر پہر میرا تار لیا - ۲½ بجگئے تھے - مین ویلور کو تار کرنا چاہتا تہا اپنی کتاب مین - امنٹ ڈہونڈکر ویلور کو نکالا - آج تمام دن مین اوسنے ۳ تار لئے اور قریب ۱۶ تار کے یہہ کہکر واپس کئے کہ فرصت نہین ہے ایسے انتظام سے سلطنت مین آمدنی ہو تو کیسی ہو - روزانہ اوسط تارونکا ۱۵ یا ۲۰ ہوتا ہے اور آتے تو بہت ہین مجبوراً واپس ہو جاتی ہین - یہ بات اعلٰے حکام کو کیا معلوم اور یہان یہ قاعدہ ہی نہین ہے کہ اپنی فریاد کو اوپر تک پہونچا ین جتنے عرصہ مین (یعنے صبحکے ۱۱ سے ۲½ بجے دن تک) ترکی کلرک نے میرا ایک تار لیا اوتنے عرصہ مین انگریزی تار آفس کا معمولی کلرک دوسو تار سے زاید لے لیتا - نگرانی اور سختی یہان نہین ہے اللہ والی کا رخانہ ہے - اتنا بڑا شہر جہان لاکہون زائرین و مسافرین آتے اور جاتے ہین وہان پر ایک کمبخت آفسکا ہونا اور عملہ کا چست وچالاک نہ ہونا اور وقت پر کام کا نکرنا - کہانتک ملک اور گورنمنٹ کیلئے فائدہ بخش ہوسکتا ہے - ناظرین خود خیال کرلین - مدینہ منورہ مین کم از کم دس پوسٹ آفس کا

ہونا ضروریات سے ہے۔ اگر تعداد آفسون کی نہ ٹرہائی جائے تو عملہ کو ٹرہا کر قواعد کی پابندی رکھنا لازمی رہے۔ میرا تار تیسرے روز ویلور پہونچگیا شکر ہے کہ مل تو گیا۔ میرے معزز ہمسفر حاجی محمد رفعت بےمنشی زادہ و برادر حقی بے میر منشی سلطان المعظم نے مجھسے کہا کہ مینے ایک تار مدینۂ منورہ سے اپنے برادر حقی بے کو روانہ کیا تہا تو تیرہوین دن اونکو ملا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز زیادہ سے زیادہ جواب آنے کیلئے کافی ہے۔ یہ فقط انتظام کی خرابی ہے۔

مدینۂ منورہ کی گاڑیان

مدینۂ طیبہ مین سواری کیلئے دو قسم کی گاڑیان ہین ایک فٹن جسکو وکٹوریہ کہتے ہین جسمین ۳ یا ۴ آدمی بخوبی بیٹھ سکتے ہین۔ دوسری خچر کی گاڑیان جسمین چھے آدمی اندر اور ایک یا دو باہر بیٹھ سکتے ہین۔ وکٹوریہ کو چار چاک اور خچر کی گاڑی کو دو پہیے ہوتے ہین بظاہر ان گاڑیون کی سواری مین آرام ضرور معلوم ہوتا ہے جب سوار ہوجاؤگے اور سڑکونکی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھوگے تو آرام کے عوض بڑی مصیبت کا سامنا پڑتا ہے۔ سوار ہونے پر پتہ لگیگا کہ ان کی سواری مین شنادف سے زیادہ خوف ہے اور خطرناک بھی ہے عرب گاڑیبان بے تحاشا ان خراب راستون پر خچرون کو مار کر ڈورایا کرتے ہین زمین کی نیچی اور اونچی حالت سے جب ایک پہیہ اوپر اور ایک نیچے کی طرف رہتا ہے تو خصوصًا اوسوقت جب زنانہ ساتھ ہوا اور چھوٹے چھوٹے بچے ہمراہ ہون تو اونکا دل ہی جانتا ہے۔ دو چاک کی گاڑی سے چار پہیئے والی فٹن اچھی ہے اس مین اتنا خطرہ نہین ہے

مدینۂ منورہ مین سواری کے جانور

سواری کیلئے گدہے اور خچر بھی بہت ملتے ہین یہ ہر طرح سے آرام کی سواری ہے گھوڑے کسے کسائے موجود رہتے ہین زیارات بیرونی مدینۂ طیبہ کو اکثر زائرین انہین پر سوار ہوکر جاتے ہین۔ دو قسم کی سواری ہے ایک پر زین اور لگام معہ رکاب دوسرے پر فقط ملکی زین بغیر رکاب کے ہوتی ہے کرایہ مین صرف تہوڑا فرق ہے لہذا ہمیشہ رکابدار مرکب لینا اچھا ہے۔ بغیر رکاب کے سواری کرنا چلنے سے زیادہ تہکان لاتا ہے۔ عرب اور بدو جسطرح چاہتے ہیز

اوتنے سید ہے بیٹھ جاتے ہین اونکی تعظیم مت کرو۔ اگر کروگے او سوار کیے نہ ہوگے تو فوراً گر پڑوگے۔ سواری کے عوض خواری ہوگی۔

مدینۂ منورہ کے محلے

مدینۂ طیبہ مین مندرجۂ ذیل محلے وکوچے ہین ۱۔ زقاق زرندی۔ ۲۔ شقیقۃ الرصاص ۳۔ زقاق خیاطین۔ ۴۔ دروان۔ ۵۔ زقاق شوز۔ ۶۔ حارت الاغوات۔ ۷۔ زقاق حمزہ ولی۔ ۸۔ صاحبہ۔ ۹۔ زقاق الحبس۔ ۱۰۔ زقاق السلطان۔ ۱۱۔ زقاق الاطبار۔ ۱۲۔ زقاق بن حسین ۱۳۔ زقاق البدور۔ ۱۴۔ زقاق المجیدی۔ ۱۵۔ زقاق الجعفر۔ ۱۶۔ شقیقۃ الامیر۔ ۱۷۔ شقیقۃ شیخی۔ ۱۸۔ احماتہ ۱۹۔ زقاق باب الشامی۔ ۲۰۔ زقاق الکبریت۔ ۲۱۔ زقاق الدرہ۔ ۲۲۔ زقاق حماسین۔ ۲۳۔ توتہ خفیہ ۲۴۔ زقاق شجرہ۔ ۲۵۔ زقاق الطوال۔ ۲۶۔ دار الضیافیۃ۔ ۲۷۔ دار البعینہ۔ ۲۸۔ زقاق الخشب۔ ۲۹۔ سیدنا عبداللہ والد ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدینۂ منورہ کے بازار

اس مقدس شہر مین یون تو بہت بازار بلکہ سارا شہر بازار ہی بازار سے بھرا ہے مگر دو بڑے مشہور بازار ہین۔ ایک تو باب السلام سے باب المصری تک چلا گیا ہے۔ دوسرا باب الرحمۃ سے باب الشامی تک ہے۔ ان بازارونمین تمام دن رونق رہتی ہے۔ ایام حج وزیارت مین حجاج وزائرین کی زیادہ کثرت رہتی ہے ہر ملک کا مسلمان جو آتا ہے کچھ نہ کچھ ضرور خرید کرکے لیجاتا ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز سوائے منہیات شرعیہ کے کم وبیش ملجاتی ہے۔ ان دو بڑے بازارون کے سوا ذیل کے چھوٹے بازار ہین:۔ سوق الخضرا۔ اسمین سبزی اور ترکاری ہر قسم کی ملتی ہے۔ سوق الاذو وحبابہ۔ ہر قسم کی کھجورین ملتی ہین۔ باب المصری باہر ہے۔ سوق التمارا۔ اس مین اشیاء خوردنی جیسے چاول گیہون۔ دال۔ گھی وغیرہ ملتا ہے۔ شام کا گھی بمقابلہ ہندوستانی گھی کے ذرا اچھا ہوتا ہے چاول بہت عمدہ ملتے ہین۔ سوق الطباخہ۔ اس بازار مین زیادہ تر نان بائی اور بھٹیارون کی دوکانین ہین عربی وترکی مذاق کا کھانا ملتا ہے۔ ہندی مذاق کے مانند چٹپٹا نہین ہوتا۔ سوق البرسیم۔ جانورون کا چارہ

بکتا ہے۔ برسیم ایک قسم کا گہاس ہے جسکو دنبہ یا بکرون کو کہلاتے ہین۔ سوق الہراج۔ یہان نیلام ہوا کرتا ہے۔ بدوی تاجر اس مین زیادہ خرید و فروخت کرتے ہین۔

مدینہ منورہ کے معلم

مکہ معظمہ مین معلم و مطوف اور یہان پر مزورین ہین جو زائرین کو زیارت کرا کر صلواۃ سلام پڑہا یا کرتے ہین۔ ہر قوم اور ہر ملک کیلئے جدا ہین۔ سب سے بڑے شیخ المزورین سید عبد الکریم برزنجی ہین۔ مدراس کے مزور سید احمد باقفیہ کے بہتیجے ہین جنکا نام بھی سید احمد ہے۔ آدمی جنٹلمین ہین نئی روشنی کی جہلک انمین ذراسی آگئی ہے۔ پیسہ کی طمع نہین۔ مگر یہ خود کسی وقت سلام و صلواۃ نہین پڑہاتے ہین انکے دو ایک صبی ہین وہی ہر نماز کے بعد لوگون کو سلام پڑہا یا کرتے ہین۔ میری رائے مین ایک کتاب ملتی ہے اوسکو لیکر اوسکے موافق پڑھ لینا بہت اچہا ہے۔ انبوہ کثیر کے سات سلام پڑہنے سے الفاظ مین غلطی ہوجاتی ہے۔ تنہا کتاب دیکہکر پڑہنا اچہا ہے۔ مدنی مزور عموماً خوش خلق حلیم کریم ہوتے ہین۔ زائرین کو ہر قسم کی مدد دیتے ہین۔ مکی معلمون کی طرح زیادہ حریص و طامع نہین ہین۔ زائر اپنی مرضی سے حق الخدمت جو چاہے دیدے وہ خوشی سے قبول کرلیتے ہین جبر نہین کرتے۔ حکومت کی طرف سے سُنا گیا کہ پانچروپیہ فی کس حق الخدمت مقرر ہے۔ مگر وہ چندان پرواہ نہین کرتے۔ مین نے نصف گنی دی تھی جسکو اونہون نے خوشی سے قبول کرلیا۔ مزورون کے کام یہ ہین پانچون وقت بعد نماز کے صلواۃ و سلام پڑہانا۔ شہر کی اندرونی و بیرونی زیارات پر لیجانا۔ مکانات کرایہ پر لے دینا چلتی دفعہ اونٹ کرایہ پر کردینا اگر براہ ینبوعہ یا جدہ واپس ہونا ہو تو۔ اگر براہ حجازی ریلوے کے سفر کرنا ہو تو اپنا ٹکٹ خود آپ خرید کرلو۔ مزور اندر نہین آسکتے ہین سلام الوداع پڑہانا اونکی خدمت اور خوش خلقی کے مقابلہ مین جتنا دیا جاشے بہت ہی تہوڑا ہے۔ ایام اقامت مین مزور لوگ عموماً انچے زائرین کی ایکوقت دعوت کرتے ہین۔ ہمارا مزور سید احمد باقفیہ نے ہماری یعنے کل مدراسیون کی نہایت پُر تکلف دعوت کی تھی۔ جو بالکل ہمارے ملکی وضع پر تھی اعلےٰ درجہ کی بریانی معہ زردہ وغیرہ

اور عربی وضع کی مٹھائی بھی تھی۔

مدینہ منورہ کی حکومت

یہان دو قسم کی حکومت ہے۔ ترکی افواج عثمانیہ کے کمانڈر یعنے جنرل کے ماتحت ساری فوجی اور ملکی حکومت ہے۔ انکا درجہ نائب گورنر کے مانند ہے یکم محرم سنہ ۱۳۳۳ھ سے حجاز کی کل حکومت جیسے کے مینے سُنا شریف مکہ کے اختیار مین دیدیگئی جسمین سیول اور ملٹری دونون حکومتین ہی کرینگے البتہ فوجی معاملات مین کمانڈران افواج عثمانیہ متعینہ مکہ و مدینہ منورہ سے تجویز ضرور لیا کرینگے۔ مدینہ منورہ کی پاسبانی ترکی عسکر کے ذمہ ہوتی ہے۔ ایک کچہری ہے۔ جہان مستغیث عرائض پیش کرتے ہی فوراً مقدمہ کی سماعت ہوکر فیصلہ ہوجاتا ہے۔ شرعی حکومت قاضی مفتی اور محتسب کے ذمہ ہے۔ جنمین مقدمات شرعیہ، مہرنان ونفقہ، نکاح، بیع شرعی وغیرہ طے کرنے پڑتے ہین۔ مدینہ منورہ کے قاضی القضاۃ شیخ محمد آفندی۔ حنفی کے مفتی شیخ محمد تاج الدین۔ مفتی شافعی سید احمد برزنجی۔ بافقیہ۔ شیخ المزورین سید عبد الکریم برزنجی اور انکے نائب سید علوی و شیخ یحییٰ مدنی ہین۔

مدینہ منورہ کا پانی

اس مقدس شہر کا پانی اسقدر شیرین اور لذیذ ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا۔ مکہ معظمہ مین ایسا شیرین اور لذیذ پانی نہین ملتا ہے۔ جتنا چاہو پی لو کبھی کسی قسم کی شکایت نہوگی۔ زود ہضم اور ہلکا ہے۔ قبض ہرگز نہین لاتا سرد بھی ہے۔ بالکل حرم شریف کے بیر آب یعنے زمزم کا پانی جسکو آب کوثر کہنا بجا ہے نہایت لذیذ اور شیرین ہے۔ مینے ایسا عمدہ اور خوش ذائقہ پانی باوجود دور دراز ملکون مین پھرنے کے کبھی نہین پیا۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو مدینہ طیبہ کا پانی پلائے آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدینہ منورہ کے تبرکات

خاکِ شفا ایک قسم کی مٹی ہوتی ہے جو صحرائے مدینہ مین ملتی ہے اسکی ٹکیان ہر سیکڑوہ آتی ہین ہر مرض کی دوا ہے مینے اس مٹی کو ہیضہ مین استعمال کرایا بفضلہ شفائے کامل ہوا مین بالکل یقین سے کہتا ہون دو دفعہ کیوقت استعمال کرایا تو فوراً درد مین افاقہ ہوا۔ مزار پاک

کی خاک جھاڑی ہوئی بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ صندل۔ مہندی۔ سات کنوؤں کا پانی۔ حرم نبوی کے اندر کے کنوئیں کا پانی۔ بیدانہ۔ اور جلی ہوی کھجوریں۔ وہ روغن زیتون جو روضۂ مقدسہ میں جلتا ہے۔ موم بتی کے ٹکڑے جو حجرۂ شریف کے اندر جلتے ہیں۔ غلاف روضۂ مطہرہ کا ٹکڑا اگر میسر آجاوے تو بہت بڑی برکت کی چیز ہے۔ مسواک مدینہ۔ مذکورۂ بالا سب تبرکات مدینہ ہیں۔

مدینۂ منورہ کے مہرکند

یہاں مہرکند دو یا چار ہیں مکہ معظمہ میں بہت ہیں۔ مینے دہلی اور برہما و چین کے مہر کھودنے والوں کو دیکھا۔ مگر جو بات یہاں کے لوگوں میں ہے یہ اور کہیں نہیں دیکھی گئی وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اول تو ۵ منٹ کے اندر اندر نام کھود کر دیدیتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ کھودنے سے پہلے لکھتے نہیں۔ بس الٹا کھودنا شروع کر دیتے ہیں قیمت بھی زیادہ نہیں لیتے ایک نام کیلئے علاوہ مع مہر اور کھدوائی کے میری سمجھ میں زیادہ نہیں ہے نقش و نگار بھی کندہ کرتے ہیں مینے دو مہریں کھدوائی تھیں جنکا نمونہ انشاءاللہ آخر کتاب میں دیا جائیگا۔

اکثر مہریں سلطانی طغرے کے نمونہ پر کھودتے ہیں۔ تانبے اور پیتل کی مہر کے علاوہ پتھر پر بھی کھودتے ہیں۔ اس قسم کے پتھر بنے بنائے وہاں ملتے ہیں قیمت زیادہ نہیں ہے۔

مدینۂ منورہ میں خیراتی شفاخانہ

اوقاف عثمانیہ سے مدینۂ منورہ میں ایک خیراتی شفاخانہ باب السلام کے سامنے ہے جہاں غربار اور مساکین کا مفت علاج ہوتا ہے۔ جسکا خرچہ سالانہ ایک لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔ اس شفاخانہ میں عورت و مرد کیلئے ۳۲ بستری ہیں اسکے اعلیٰ ڈاکٹر امین آفندی ہیں انکی تنخواہ ماہوار ۱۸ عثمانی اشرفی ہے اور جراح۔ دواساز سب خلیق اور ہمدرد ہیں۔ ہر وقت اس میں بیمار بھرے رہتے ہیں کھانا اور دوا مفت ملتی ہے انگریزی طریقہ پر علاج ہوتا ہے صفائی اور انتظام نہایت عمدہ ہے۔ ہسپتال دو منزلہ ہے۔ کمرے ہوادار اور فراخ ہیں۔ بیماروں کی اچھی خدمت کیجاتی ہے۔ اور کوئی مسکین ہسپتال میں فوت ہو جائے تو

بیت المال سے اس کی تجہیز و تکفین سرکاری طور پر ہوتی ہے۔ باوجود ترکی اثر ہونے کے پھر بھی اہل مدینہ طیبہ یونانی علاج کو ترجیح دیتے ہین۔ دیسی ادویہ کی زیادہ قدر و منزلت ہے۔ سب سے زیادہ اعتقاد اور دار الشفا حجرۂ مطہرہ سرور عالم اور خاک شفا پر ہے جس سے کل امراض بدنی و روحی دور ہوجاتے ہین

مدینہ منورہ مین انگریزی دواخانہ

مدینہ طیبہ مین دو دواخانے ہین جسمین یوروپین دوا ملتی ہے۔ عبدالقادر و عبدالہادی آفندی کے زیر اہتمام ہین۔ آخر الذکر مدرسہ طبیہ یعنے مڈیکل کالج قسطنطنیہ کے تعلیم و سند یافتہ ہین بڑے خلیق و ملنسار آدمی ہین۔ دوائیون کے نام فرانسس مین ہین۔ انگریزی نام سے دوا نہین مل سکتی۔ یا اپنی بیماری کو ڈاکٹر صاحب سے کہنے سے وہ خود دوا تجویز کرکے دیتے ہین۔ آپ جا ہینگے کہ دواخانہ مین جاکر انگریزی نام کی فلان دوا دو ہرگز نہین ملے گی یا تو عربی مین نام کہنا ہوگا یا فرانسیسی مین قیمت ادویہ کی کچھ ایسی گران نہین ہے۔

مدینہ منورہ کی ترکی فوج

مدینہ منورہ مین اسوقت ۶ بٹالین ترکی رہتی ہین جسمین فی بلٹن ۸ سو سپاہی و عہدہ دار وغیرہ شامل ہین اس ہی مین سے مداین صالح تک ریل کی حفاظت کیلئے جایا کرتے ہین۔ بریگیڈیر جنرل بصری پاشا کے زیر کمان یہ فوج ہے۔ انکی تنخواہ ۵۔۷ عثمانی اشرفی ہے جو قریباً ۱۰۵۰ روپیہ کے برابر ہے۔ ۲ فیلڈ باٹری یعنے توپ خانے ہین ایک خچر باٹری ہے۔ ایک اسکواڈرن سوار و نکا ہے جسمین سو سوار ہین انکے علاوہ ۸ سو بدوی سوار و نکا جو سانڈنی سوار رسالہ ہے وہ ریل کی حفاظت کیلئے مقرر ہے۔ فی سوار ماہوار ۳۔ اشرفی عثمانی یعنے ۴۲ روپیہ ملتے ہین انمین عہدہ دار اور کمانڈر بھی ہے تنخواہ انکو زیادہ دیجاتی ہے۔ یہ لوگ کی وردی بھی عجیب قسم کی ہے ہتھیار انکے بہت عمدہ ہین کل فوج کی وردی بہت اچھی ہے۔

مدینہ منورہ مین بارش

دو شنبہ ۱۸ محرم الحرام کو بعد نماز عشا جب مین حرم نبوی مین رہا تمام رات بارش پڑتی رہی۔ دوسرے روز جب بارش رک گیا تو تمام گلی کوچون مین کیچڑ ہوگیا تھا

یہان کی مٹی مین چکنا پن ہے جو تیونکو خوب لپٹ جاتی ہے۔ مگر شام تک ساری زمین خشک ہوجاتی ہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کثرت سے بارش ہو تو یہان بھی مکہ معظمہ کے مانند پانی ہی پانی ہوجائیگا دوچار بلکہ کئے روز تک لوگون کی آمدورفت مین تکلیف ہواکونگی۔ جب بارش زیادہ ہوتی ہی تو خوجگان حرم محترم گنبد خضرا پر سے جو پانی گرتا ہے اوسکو جمع کرکے رکھتے ہین زائرین کو تبرکاً دیا کرتے ہین۔ بیت اللہ مین میزاب رحمت اور یہان پر گنبد حضرت صلعم کا پانی دونون برابر سمجھتے ہین۔ ہر مسلمان کو خدا نصیب کرے۔ آغا خلیل بواب نے مجھے بھی تھوڑا پانی گنبد خضرا سے گرا ہوا دیا۔

مدینۂ منورہ کی آب وہوا

مدینۂ طیبہ کی آب وہوا معتدل اور غذای روح حیات وصحت افزا ہے یہان کسی قسم کی متعدی بیماری نہین ہوتی۔ اور نہ ہیچش نہ اسہال نہ ہیضہ نہ طاعون کا زور ہے۔ بلکہ جو لوگ مکہ معظمہ یا راستے سے مرض پیچش مین مبتلا ہوجاتے ہین وہ یہان آنکر صحتیاب خوش اور بشاش ہوجاتے ہین۔ صبح اور شام ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ شب عرب مین خاصکر مدینۂ منورہ کی رات مشہور ومعروف ہے۔ گرمیون مین سُنا گیا کہ چندان گرمی نہین ہوتی سردی مین زیادہ سردی ہوتی ہے ہم تو سردیون مین ہی تھے آب سرد سے وضو نہین بنایا جاسکتا تہا تمام ہاتھ اور پیر پھٹ گئے تھے۔

مدینۂ منورہ کا رمضان

گو مجھکو رمضان المبارک مدینۂ طیبہ مین نصیب نہوا مگر مین اپنے ناظرین کی آگاہی کیلئے مصنف سفرنامۂ حرمین کے چشم دید واقعات رمضان نقل کرنا مناسب سمجھتا ہون۔ آپ تحریر فرماتے ہین کہ "سوائے مکہ معظمہ کے شاید ہی کہین ایسا رمضان مسلمانون کو نصیب ہوتا ہو۔ دن خوابیدہ اور رات زندہ ہے۔ تراویح کے بعد تمام شب مسجد نبوی کے منارون پر لوگ تسبیح وتہلیل ذکر واذکار مین بیٹھے رہتے ہین کبھی اپنے حسن صوت سے تسبیح اور ذکر کرکے لوگون کو سلاتے اور کبھی جگاتے ہین عجب لطف خیز سمان ہے۔ افطار اور سحری کیوقت حکومت

کی طرف سے توپیں چلتی ہیں ادہر موذن نے اذان کہی اودہر توپ کے فائر شروع کردئے یا پہلے توپ کی آواز آئی ادہر موذن نے اذان دی۔ اوقات کی عموماً بہت پابندی ہے۔ عصر کے بعد سے عموماً مسجد نبوی معمور۔ ہر ملک کے لوگ علحدہ حلقہ کئے ہوئے افطار کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں مساکین و فقرا کا ہجوم کثرت سے ہوتا ہے۔ تراویح میں بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ ایکوقت میں متعدد جگہہ پر تراویح کیلئے جماعتیں ہوتی ہیں۔ بعض وقت یہ پتہ نہیں لگتا کہ ہم کس امام کے تابع ہیں اور کسکے پیچھے نماز پڑہتے ہیں۔ اسی لئے اکثر علماء اپنے گہروں میں تراویح پڑہ لیتے ہیں۔ اصل یہہ ہے کہ ہر ایک کو یہی شوق ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں قرآن مجید کو ختم کرکے ثواب دارین حاصل کرے کل ۲ ختم مسجد نبوی میں ہوتے ہیں ۲۵ ر کو مالکی مصلے کا ختم۔ ۲۷ ر کو شافعی مصلے کا ختم اور ۲۹ ر کو حنفی مصلے کا ختم ہوتا ہے ختم کی راتوں میں شیخ الحرم تشریف لاتے ہیں سب ملکر حضور سرور کائنات علیہ افضل التحیتہ والتسلیمات پر سلام پڑہتے ہیں۔

عید الفطر کے چاند نظر آنے پر ۲۱ توپیں چلتی ہیں۔ نماز عید الفطر کی ۹ بجے کے اندر اندر ختم ہوجاتی ہے۔ خطیب جب خطبۂ ثانیہ پڑہکر منبر سے اُترنے بھی نہیں پاتا کہ ۲۱ ر توپوں کی سلامی سرکشن سری ہوتی ہے عجیب سماں اور شان اسلامی کا ظہور نظر آتا ہے۔ یہاں ۳ روز تک لوگ عید مناتے ہیں اور آپس میں عید ملنے جاتے ہیں عید ملتے ہوئے یہ کہتے ہیں من العایدین مطلب ہے یہ کہ ہر سال تمکو عید مُبارک ملے۔ ہر روز کیواسطے ملاقات کے جدا جدا محلہ مقرر ہیں عید ملنے جاتے ہیں تو شیرینی سے تواضع ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ کی محفل میلاد

مجکو دو وقت اتفاق جلسہ میلاد مبارک کے دیکھنے کا ہوا مگر وہ محفلیں ہمارے ہندوستانی بہائیوں کی تہیں جو طریقہ کہ ہمارے ملک میں رائج ہے وہی یہاں بھی دیکھا گیا بعد ختم میلاد النبی مٹھائی تقسیم ہوئی اور کہانا بھی کہلایا گیا۔ مگر میں یہاں برمراۃ العرب سے

جلسہ مولود شریف کا بیان نقل کرتا ہوں جو معزز مصنف کا چشم دید بیان ہے۔

ربیع الاول کی بارہوین تاریخ نماز صبح کے بعد صحن مسجد نبوی مین ایک چوبی منبر لاکر رکھتے ہین اور اوسکے سامنے ایک فرش بچھایا جاتا ہے جسپر کل اعیان شہر و حکام قرینے سے بیٹھتے ہین۔ منبر کے چارون طرف کل افسران فوج و سپاہ کہڑے رہتے ہین۔ بعد اونکے کل اہالی شہر اور جسقدر آفاقی ہین بقصد شمول حاضر ہوتے ہین۔ قطار اعیان کے روبرو بہت سے بخوردان مرصع رکھے جاتے ہین جنمین بخور عنبرین جلایا جاتا ہے اسکے آگے اغوات حرم نہایت ادب کیساتھ دستہ بستہ کہڑے ہوتے ہین۔ صحن شریف مین ایک خیمہ سبیل کیلئے نصب کیا جاتا ہے۔ اوسکے اندر شربت قند و گلاب اور نقل بادام جو خاص اس تقریب کیلئے قسطنطنیہ سے بناکر بھیجتے ہین رکہے جاتے ہین۔ پہلے ایک خطیب پہر دوسرا پہر تیسرا پہر چوتہا باری باری سے کہڑا ہوکر منبر پر جا بیٹھتا ہے۔ اور ذکر ولادت باسعادت آنحضرت سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات پڑھتا ہے۔ قیام کیلئے سب کہڑے ہوجاتے ہین اس سے والیت امنان نبوی کا اظہار اس شان و جلال سے ہوتا ہے کہ فرشتے بھی رشک کرتے ہین یہ منظر بھی ایک عجیب دلفریب اور شان اسلام کو بڑہانے والا ہے۔ بعد ختم مجلس کے اعیان کو امتیاز کیساتھ سہاے بلورین مین شربت پلایا جاتا ہے اور شیرینی اونکے غلام سنبھال لیتے ہین۔ عوام کو سقے علی العموم شربت پلاتے ہین اور تقسیم شیرینی بھی کیجاتی ہے۔ اوس خطیب کو جو سب سے آخر مین پڑھتا ہے پانچ پارچہ کا خلعت دیتے ہین اور مجلس ختم ہوجاتی ہے۔ ۲۷ رجب کو نماز عصر کے بعد بجنسہ اسی طرح کی اوسی اہتمام کیساتھ مجلس قرار پاتی ہے۔ اسمین ذکر معراج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے سوائے قیام کے کل باتین اوسی طرح انجام دیتے ہین"۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ حرمین الشریفین مین وقت ذکر میلاد سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات قیام کا رواج ہے اور اوسکو جائز سمجھتے ہین اس مین اعتراض کرنا بیہودہ ہے۔

مدینہ منورہ کے مشہور مساجد

مسجد قبا ۔ مسجد جمعہ ۔ مسجد مائدہ اسکو مسجد جمعہ بھی کہتے ہیں ۔ مسجد شمس
مسجد نفیخ سے موسوم تھی مسجد قریظہ یہ مسجد نخلستان کے انتہا پر حرہ شرقیہ ۔
پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع ہے ۔ جسوقت آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا ۔ تو آپ اسجگہ ٹہرے
ہوئے تھے مسجد مشربہ ام ابراہیم ہے ۔ جہان پر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہؐ تولد ہوئے ۔ مسجد
مسجد الاجابہ ۔ مسجد بقیع ۔ مسجد بن معاویہ ۔ مسجد طرق السافلہ اسکو اب مسجد ابی ذر غفاری کہتے ہیں ۔
مسجد علیؓ ۔ مسجد ابوبکرؓ ۔ مسجد فتح اسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہیں اصل میں مسجد فتح وہی ہے
جو کوہ سلع پر واقع ہے ۔ مسجد سلمان فارسیؓ ۔ مسجد بنی حرام مسجد قبلتین ۔ وادی عقیق اور بیر رومہ کے
قریب واقع ہے ۔ مسجد ثنایا ۔ مسجد الرایہ ۔ مسجد عینین مسجد الوادی اسکو مسجد عسکری بھی کہتے ہیں ۔
مسجد السقیا ۔ ان تمام مساجد مشہورہ کی زیارت تقریباً کل زائرین و حجاج کرتے ہیں مگر مزور انکی بتانے
مین بہت حیلے و بہانے کرتے ہین ممکن ہو تو ان تمام مساجد کی زیارت سے مستفید ہون ہر مقام پر ایک
ایک دوگانہ پڑہین بروایت مسلسل ان تمام مذکورہ بالا مقامات پر آنحضرتؐ نے نماز پڑہی ہین واللہ اعلم
علماء سیر نے بہت سے مساجد و مشاہد نبویہ کا ذکر کیا ہے لیکن اب سوای مساجد مذکورہ بالا اور کسی
مسجد کی علامت باقی نہین ہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار ہدایت و عنایت سے منور
ہین ۔ یہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ ان سب پہاڑون وادیون مین انجمال محمدی اور ظہور کمال احمدی
سے کسقدر نورانیت ظاہر و باہر ہے کہ جسکی انتہا نہین ۔ اور سبب و سکا یہ ہے کہ ان سب جگہون مین
کوئی ذرہ ایسا نہین جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو اور وہ جمال بہجت مآل سرور انس و جان پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہ ہوا ہو ۔

مسجد ثنایا حضرت سیدنا حمزہؓ کی قبر شریف سے نبوی کی جانب شمال جانے سے قبہ ثنایا کی
طرف نظر آتا ہے ۔ جہان پر رسول خدا کے دندان مبارک شہید ہوے تھے ۔ اسوقت دیوارین کسی قدر

بلندی پر ایک پتھر چسپان ہے اوس مین نشان مبارک دندان اقدس رسول خدا موجود ہے۔ دو سوراخ ادہا انچ کے فاصلہ پر کسیقدر گہرے ہین لوگ اوسیکو بوسہ وغیرہ دیتے ہین آنکھون کو لگاتے ہین آیا یہ واقعی وہی پتھر ہے جس سے آپکے دندان مبارک شہید ہوے تھے اسکا ثبوت سوائے خدا کے اور کسی کے پاس نہین ہے۔ بس ہمارا اعتقاد ہے جو سلسلہ وار برابر چلا آتا ہے۔ یہان بھی فقرا اور مساکین صف بستہ بیٹھے ہوے رہتے ہین۔

مشہور واقعات ولادت باسعادت دوشنبہ ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء۔ معراج دوشنبہ ۲۷ رجب سنہ نبوت۔ ہجرت پنجشنبہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء۔ روانگی از غار ثور دوشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳ نبوت مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء وفات شریف دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۱۱ جون ۶۳۲ء۔ بناے مسجد نبوی ۱ھ تحویل قبلہ ۲ھ۔ فرضیت زکواۃ ۳ھ۔ فرضیت رمضان ۲ھ۔ فرضیت حج ۹ھ جنگ بدر ۱۷ رمضان ۲ھ۔ جنگ احد ۷ شوال ۳ھ۔ جنگ خندق ۵ شوال ۵ھ جنگ خیبر ۱۲ ربیع الثانی ۶ھ۔ فتح مکہ ۲۰ رمضان ۸ھ۔ جنگ حنین شوال ۸ھ جنگ تبوک ۴ رجب ۹ھ ہجری۔

آنحضرتؐ کا قبا مین پہونچنا ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت یا ۱ ہجری روز دوشنبہ ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء تھی کہ خدا کے نبیؐ قبا پہونچگئے۔ اہل یثرب نے جب سے سنا تہا کہ آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ کو چھوڑ دیا ہے روز صبح سے سر راہ ہمہ چشم بنکر بیٹھ جاتے۔ اور جبتک ٹہیک دوپہر نہ ہوجاتی۔ بیٹھے رہتے یہ لوگ ابھی واپس ہی گئے تھے۔ کہ حضور انورؐ معہ صدیق اکبرؓ و عامر بن فہیرہ راہبر کے قبا مین پہونچگئے اور ایک شخص کے پکارنے سے سب جمع ہوگئے۔ اور خیر مقدم کیا۔ اللہ اکبر کے ترانے لگاتے ہوے۔ آفتاب رسالت کے گرداگرد نور جیسے شعاعون کی طرح جمع ہوگئے۔ اکثر مسلمان ایسے تھے جنہون نے ہنوز دیدار

پر انوار سے چشم ظاہر بین کو روشن نہ کیا تھا - انہیں نبی اللہ اور اونکے رفیق ابوبکر صدیقؓ کی شناخت
مین اشتباہ ہو جاتا تھا حضرت صدیقؓ اس ضرورت کو تاڑ گئے - اور سر مبارک پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے
خدا کے رسولؐ پنجشنبہ تک یہان ٹھہرے اور اس سہ روزہ قیام مین اور بروایت دیگر دس روزہ
قیام مین سب سے پہلا کام یہان یہ کیا کہ خدائی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کیلئے ایک مسجد کی بنیاد
رکھی جو آج مسجد قبا کے نام سے موسوم ہے -

مسجد قُبا مسجد قبا کی زیارت یوم السبت یعنے ہفتہ کے روز ہوتی ہے اسوجہ سے کل زائرین اوس
روز وہان جاتے ہین راستہ مین ترکی سپاہ اور بدوی سوارون کا بدرقہ حفاظت کیلئے تعین ہو جاتا
ہے غرض ہم بھی روز شنبہ تاریخ ۱۶ ر محرم الحرام ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۶ ر جنوری ۱۹۱۲ء بعد نماز صبح جانب مسجد
قُبا روانہ ہوئے - باب قبا کے پاس جا کر ایک گاڑی کرایہ پر کرلی فی کس عہ آمد و رفت کیلئے ٹھہرالیا
چار آدمی اوس مین آرام سے بیٹھہ سکتے ہین - باب قبا پر ترکی فوجی پہرہ ہے - ایک مختصر سا اوٹ پوسٹ
بھی بطور گارڈ کے دروازے کے متصل ہی رہتا ہے مین نے اندر جانا چاہا تو سپاہی نے روکا -
ہم جیسے ہی باب قبا سے باہر ہوے تو کوڑے کچرے کا مخزن ملا جو سارے مدینہ منورہ کا کوڑا اہی
مقام پر سرکاری گاڑیون مین میونسپلٹی کے مہتر لاکر جمع کرتے ہین - بڑا بھاری انبار ہے - باب القبا
سے مسجد قبا تک برابر آبادی دونون جانب کم و بیش واقع ہے - دہنے جانب ایک سیاہ ٹیلہ جسکو میٹے
قدرتی پلاٹ قدم کہین لکہا ہے نظر آتا رہا - نصف راستہ مین ایک اونچی جگہہ ملی جہان پر سیاہ پتھر کا
ایک حصار ہے اوس پر ایک ترکی پہرہ بلند مینار پر متعین ہے سنا گیا کہ ۷۵ آدمی اس مقام مین رہتے
ہین سبزی کے باغات او نخلستان بھی دہنی اور بائین بہت ملے - ایک بہت بڑا کنوان ملا جسمین
بیلون کے ذریعہ چرمی بھرے ڈول سے پانی نکالا جاتا تہا جسکو اہل دکن موٹ کہتے ہین - یہان پر بہت
لوگون نے وضو کیا کسی نے پانی پیا - اسکے پانی سے دور دور تک آبپاشی ہوتی ہے - ہم سب قریب

۸ بجے کے مسجد قبا مین داخل ہوگئے - قریب مسجد قبا کے ایک نہایت سرسبز و شاداب باغ ہے جس مین ایک درخت کھجور کا سبزۂ خوابیدہ کی طرح زمین پر لیٹا ہے۔ زمانۂ رسالت پناہی سے برابر ایسا ہی ایک درخت پیدا ہوتا چلا آرہا ہے۔ مسجد پر فقط ایک مینارہ ہے اندرون مسجد فقط معمولی چٹائیان پڑی ہوئی مین دو تین کنوئین ہین جنمین آنحضرتؐ کا لعابِ دہن مبارک گرا ہوا ہے - ایک کنوان بیرِ خاتم کے نام سے موسوم ہے اوسکا سوتھ نصف بند ہے اوس مین مُہر مبارک یعنے خاتم آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزمانۂ خلافت حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ گرکر گم ہوگئی اور اوسکے بعد ہی نوبت شہادت آپکی آئی - بہتیرا ڈھونڈا گیا مگر خاتم مبارک نہ ملی پر نہ ملی - یہان پر مسجد سیدتنا فاطمہؓ مسجد عمرؓ و مسجد علیؓ بھی ہین صحن مسجد قبا مین وہ متبرک مقام جسپر ایک مختصر قبہ ہے جہان حضرت رسولؐ خدا کا ناقہ قصوۃ بیٹھ گیا تہا لوگ تبرکًا دو نفل ادا کر کر سلام پڑھتے ہین یہ مسجد جانب شرقی مدینۂ منورہ کے واقع ہے - اس مسجد مبارک کی برکت مین حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ دو رکعت نماز مسجد قبا کی مجکو محبوب تر ہے - دو بار زیارت بیت المقدس سے اور یہہ بھی فرمایا کہ اگر تم لوگ جان لو کہ اس مسجد مین خداوند کریم نے کیا بھید رکہا ہے تو بڑی کوشش اور سعی سے اسکی زیارت کروگے -

راستہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے گاڑی کو جب دوڑاتے ہین تو بہت خوف معلوم ہوتا ہے کہ اب گری اور تب ایک پہیا اوپر تو ایک نیچے کو رہتا ہے آرام نہین ہے آج مینے دیکہا کہ عورتین تک پیدل چلکر زیارت کیلئے آگئین بدوؤن کی آبادی معلوم ہوتی ہے یہ لوگ امامیہ فرقے کے شیعہ ہین ممکن ہے کہ تنہا اگر کوئی چلا جاتا ہو تو ضرور تکلیف دیتے ہونگے مگر آجکا روز کوئی واردات سُننے مین نہین آئی چوری کا بھی خوف دلایا جاتا ہے جیب پاکٹ سے ہوشیار رہنا چاہئے میرے جیب سے ایک پاکٹ کسی نے اڑا لیا جسمین ۲۲ روپیہ تھے میری دانست مین ملازم کا ہی کام معلوم ہوا - واللہ اعلم -

مسجد المعاہدہ اسکے قریب ایک مختصر مسجد ہے جسکو مسجد المعاہدہ کہتے ہین - یہہ وہ جگہ ہے -

جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی تشریف لاتے تھے اور اس مقام پر کچھ نوش فرماتے تھے۔ کفار آپکے ناقہ یا خچر کو کہولدیا کرتے تھے تو بہاگنے کی حالت مین اون جانورونکے پاؤن زمین مین گڑجایا کرتے تھے تو وہ پہر بہاگ نہین سکتے تھے۔ پاؤن کے نشانات پتھر پر ابتک موجود ہین

مسجد قبلتین مدینہ منورہ سے ۴ میل کے فاصلہ پر مسجد قبلتین ہے جہان حالت نماز مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم تبدیلی قبلہ کا ہوا تہا۔ یہ مسجد بیر عثمانؓ کے پاس ہے۔ اسکو بیر رومہ بھی کہتے ہین اسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانون کیلئے وقف کردیا تہا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اس کنوئین کا پانی نمکین تہا۔ آنحضرتؐ نے اپنا آب وضو ڈالدیا جسسے وہ شیرین ہوگیا یہ کنوان شام کے راستہ پر واقع ہے۔ ریلوے سے پہلے جب شامی قافلہ مدینہ منورہ داخل ہوتا تہا تو اس کنوئین مین سے ایک وسیع حوض کو جو متصل کنوئین کے ہے پانی سے بہر دیا جاتا تہا۔ تاکہ اہل قافلہ کو آسایش ہو۔ ہماری اقامت مدینہ طیبہ مین مسجد قبلتین کو جانے مین بہت خوف بتلا رہے تھے ترکی اور بدوی سپاہی کا پہرہ تمام راستہ کے اوپر مقرر ہوگیا تھا۔

واپسی مین مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد جناب صدیق اکبرؓ، مسجد جناب عمر فاروقؓ و مسجد جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت بھی کی۔

زیارت اہل قبور کا جواز دین اسلام مین قبرون کی زیارت کا ثواب ہے۔ اس طور پر کہ وہان جاکر اہل قبور سے بطریق مسنون سلام کہے (السلام علیکم اهل الدیار من المومنین انا انشاء الله بکم لاحقون نسال ولنا وبکم العافیة ط) اپنے اور اونکے لئے اللہ سے بہتری کی دعا مانگے اور اپنی موت کو یاد کرے تاکہ دنیا سے دل سرد ہو اور گناہ سے بچنے لگے۔ اور اگر کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کو دور سے قصد کرکے جائے اس نیت سے کہ اونکی قبر پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہوگی۔ مجھے بھی اوس سے برکت حاصل ہو تو مضایقہ نہین (اور حضرت خواجہ کائنات

علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات کی قبر شریف کی زیارت کا اجر تو جنت ہے) لیکن بہ نیت پرستش و طلب حاجات دنیوی کے کسی بزرگ کی قبر پر جانا درست نہین اور نہ کسی کی قبر کو سجدہ و طواف کرنا یا بوسہ دینا درست ہے - مدینۂ طیبہ مین تمام مزارات اماکن مقدسہ پر زائرین و حجاج لازمی طور حاضر ہوتے ہین سلام پڑہتے ہین اور خیرات کرتے ہین۔

جنت البقیع روز یکشنبہ تاریخ ۳۱ ڈسمبر مطابق ۹ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ کو مینے جنت البقیع کی زیارت کی - باب جبرئیل سے نکلکر اندرون شہر پیچیدا گلیون مین سے گذرتے ہوے باب البقیع کے باہر ہوتے ہی ایک قبرستان کا احصار ملا - جسکے سامنے سینکڑون بلکہ ہزارون فقراء و مساکین بیٹھے ہوے تھے ہمنے خردانیان تہوڑے بہاکر کچھہ خیرات کرکر اندر داخل ہوے - سب سے اول ہمارا رہبر قبۂ سیدنا عثمانؓ بن عفان پر لیگیا وہان سلام پڑہنے کے بعد قبۂ سیدنا ابا سعید الخدریؓ راوی احادیث النبویؐ کے قبہ پر لیگیا وہان سلام و دعا کرنے کے بعد قبۂ سیدتنا فاطمہ بنت اسد ام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پر گئے وہان سلام و دعا پڑہکر بہت وقت کہڑے رہے کہتے ہین کہ اس خاتون کو خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبر مین اوتارا تہا - اوسکے بعد قبۂ سیدتنا حلیمۃ السعدیہ دایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حاضر ہوکر سلام و دعا پڑہا - زان بعد قبۂ سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پر گئے - اس قبہ مین کچھہ مزارات صحابۂ عشرۂ مبشرہ کے بھی ہین - سلام و دعا کے بعد قبۂ سیدنا نافع بن عمرؓ شیخ القرآن پر حاضر ہوکر سلام عرض کئے اور اوسکے بعد قبۂ امام مالکی رحمۃ اللہ علیہ پر گئے سلام و دعا کرکے قبۂ سیدنا عقیل بن ابی طالب و سفیانؓ ابن حارث و عبد اللہ بن جعفر طیار پر فاتحہ پڑہکر وہان سے قبۂ امہات المومنین یعنے ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر باہر سے ہی سلام عرض کئے - اندر لوگ اندر نہین جاتے ہین اگر کوئی جانا چاہے تو بھی اندر جانے نہین دیتے ہین - کل امہات المومنین کے اسمائی مبارکہ باہر ایک تختی پر لکھے ہوے ہین:-

نقشۂ جنت البقیع

۱۔ حضرت عایشہ صدیقہ رضہ ۔ ۲۔ حضرت صفیہ رضہ ۔ ۳۔ حضرت سودہ رضہ ۔ ۴۔ حضرت اُم حبیبہ رضہ ۵۔ حضرت حفصہ رضہ ۔ ۶۔ حضرت اُم سلمہ رضہ ۔ ۷۔ حضرت میمونہ کا مزار مُبارک المیمونہ مین ہے ۔ ۸ ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ کا مزار شریف مکہ معظمہ مین ہے ۔

وہان سے قبہ سیدتنا بنات رسول اللہ جس مین سیدتنا اُم کلثوم رضہ و سیدتنا رقیہ رضہ و سیدتنا زینب رضہ مدفون ہین ۔ یہان سلام و دعا کرکے فاتحہ پڑہکر قبہ سیدنا عباس رضہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اس قبہ کے اندر ا حضرت سیدنا عباس ۲ ۔ سیدنا امام حسن رضہ بن علی المرتضیٰ رضہ ۳ ۔ سیدنا امام زین العابدین رضہ ۴ ۔ سیدنا امام محمد باقر رضہ ۵ ۔ سیدنا امام جعفر صادق رضہ مدفون ہین ۔ مزارات کو چوبی ضریح مثل کٹہرے کے حلقہ کئے ہوے ہے سبز غلاف مزارات مقدسہ پر پڑے ہین جنپر زردوزی حرفون مین اونکے اسماے مُبارکہ بافتہ ہین ۔ اس قبہ کے ایک گوشہ مین ذرا بلندی سے مزار اقدس خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا ہے اسپر سب کا زیادہ اتفاق ہے ۔ مزار پاک بالکل غلاف مین پوشیدہ ہے آپکے غلاف پر زیادہ کام کیا ہوا ہے ۔ یہان سلام و صلواۃ پڑہکر دعا کرکے قبہ عمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوے ۔ اوسکے بعد مزار سیدنا اسمٰعیل رضہ بن امام جعفر صادق رضہ پر حاضر ہوکر سلام و فاتحہ سے مشرف ہوے ۔ وہان سے ایک قبہ مین گئے جہان حضرت عمر ابن العاص فاتح مصر دفن ہین ۔ عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن مسعود ابو شحمہ بن عمر رضہ سعد بن معاذ رضہ ان سب زیارات سے فارغ ہوکر حضرات اولیاء اللہ کی زیارات کین جو جنت البقیع مین مدفون ہین ۔ منجملہ حضرت قطب ویلور رشیدہ عبداللطیف قادری کی زیارت سے بھی مشرف ہوے ۔ بہت سے بزرگان کرام و اولیاء عظام بقیع مین مدفون ہین ۔ ان سب پر مجموعی سلام پڑہکر گنج شہدا کے پاس گئے وہان سلام پڑہکر ایک اور جگہہ پر گئے جسکو شترخانہ جناب شاہ براق علیہ السلام باورچی خانہ اور خیمہ حضرت فاطمہ زہرہ رضہ کا ہے ۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضہ ۔ مالک بن انس رضہ ۔ حضرت ابراہیم صلی جز[illegible]

رسول اللہؐ۔ عبدالرحمٰن بن عمرؓ معروف بہ ابوشحمہ۔ عقیل بن ابی طالبؓ۔ عبداللہ بن ذوالجناحین جعفر ابن ابی طالبؓ۔ عباس بن عبدالمطلبؓ۔ حسن بن علیؓ سبز رنگ حضرت حسینؓ کا حضرت عباسؓ کے پاؤنکی جانب ہے۔ دونون حضرات کی قبرین زمین سے بہت بلند ہین۔

زیارت سیدنا عبداللہؓ زقاق سیدنا عبداللہ کے نام سے ایک محلہ ہے اوس مین ایک قبہ کے اندر تربت حضرت سیدنا عبداللہ سلام اللہ علیہ والد بزرگوار حضور سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات ہے۔ یہ خاص مکان آپکا تہا اوسی مکان مین آپ مدفون ہوے۔ آپ نے سفر شام سے مراجعت کرتے وقت مدینہ منورہ مین وفات پائی تھی معلم بیان بھی سلام پڑہاتے ہین سبز غلاف قبر شریف پر پڑا ہے جسمین سفید ریشمی حرف سے آپکا نام مبارک بافتہ ہے۔

زیارت سیدنا مالک بن سنانؓ اسی قبہ کے قریب ایک اور قبہ ہے جسمین حضرت مالک بن سنانؓ دفن ہین اہل مدینہ حضرت مالک بن سنانؓ کی جہوٹی قسم ہرگز نہین کہاتے۔ آپ کی نسبت مدینہ مین مشہور ہے کہ یہ صحابی بہمراہی سرفرد دو جہان خاتم مرسلان پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین جہاد کو گئے اور شہداء احد کے ہمراہ آپ بھی شہید ہو گئے تھے۔ مگر یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھی کہ آپ شہید ہو گئے ہین۔ جب غازی جنگ سے واپس آرہے تھے تو اونکی والدہ دروازہ شہر پر کہڑی ہوئین ہر صحابی سے جو اونکے روبرو سے گذرتا تہا اپنے بیٹے کی خبر پوچھتی تہین ہر شخص کہدیتا تہا کہ پچھلے لوگون سے دریافت کرو۔ حتی کہ نوبت دریافت آنحضرت رسول خدا سے آئی آپنے فرمایا کہ پیچھے آتے ہین شان کریمی کو دیکھیے کہ خدانے اپنے حبیب صادق کو سچا قرار دینے کی غرض سے مالک بن سنان کو زندہ کر دیا اور وہ سب کے پیچھے اپنے گھر پہونچے۔ اپنے گھر پہونچکر اپنی والدہ سے ملنے کے بعد وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوے۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

دیگر زیارات مدینہ منورہ مکان حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ یہ مکان حرم نبویؐ کے

پاس باب جبریل کے محاذی اور کتب خانۂ شیخ الاسلام کے بالمقابل ہے۔ یہان سب سے اول جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات جب قبا سے وقت ہجرت پہلے پہل مدینہ منورہ مین داخل ہوے تب فروکش ہوے تھے۔ اور یہین پر ناقہ قصوی حضور انور کا بیٹھہ گیا تہا۔ یہان زائرین دوگانہ ادا کرتے ہین مشہد سیدنا عثمان بن عفان خلیفہ سوم متصل شیخت جلیلہ اور دار عشرہ مبشرہ کے بالمقابل ہے موٹے سنہری حروف سے ہذا مشہد سیدنا عثمان رض تحریر ہے یہان بھی دوگانہ ادا کیا جاتا ہے۔ مسکن وسجد حضرت عثمان رض اندرون قلعہ کے بھی ہے۔ باب جبریل سے آگے چلکر ایک قبہ ہے جسمین حضرت سیدنا اسمٰعیل بن سیدنا جعفر صادق رض مدفون ہین۔ زائرین یہان بھی سلام و دعا پڑہتے ہین۔ اسمٰعیلیہ فرقہ کے لوگ خصوصیت کیساتھہ یہان آتے ہین۔ جنت البقیع سے واپس حرم شریف کو ہوتے ہوے راستہ مین شہر پناہ کی اندر بھی مزار ملتا ہے۔ تربت سیدہ ملکہ بنت سید احمد رفاعی دار عشرہ مبشرہ مین ہے۔

مدینہ منورہ مین نماز جنازہ اہل مدینہ میت سے بھی زیارت کراتے ہین یعنے پہلے جنازہ باب الرحمۃ سے داخل مسجد نبوی کیا جاتا ہے اور نماز پڑہنے کے آگے اوسکو مواجہہ شریف کے مقابل لیجاکر تہوڑی دیر ٹہر کر حاملان جنازہ شفاعت کی دعا کرتے ہین پہر کسیقدر ہٹ کر خلیفۂ اعظم حضرت صدیق اکبر رض کے مقابل اور پہر خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم کے مقابل کہڑے ہوکر سلام پڑہتے ہین بعد ازان جنازہ کو محراب عثمانی یا روضہ ریاض الجنۃ مین رکہکر نماز جنازہ پڑہتے ہین بعد باب جبریل کی طرف سے جنت البقیع کو لیجاتے ہین۔ میت کے ہمراہ آدمی بہت زیادہ نہین جاتے جس قسم کی میت ہوتی ہے اوسیکے موافق آدمی جاتے ہین ہمنے اکثر میتون کو دیکھا ہے جنکے ساتھہ ۱۰ سے ۲۰ آدمی تک بھی نہ تھے۔ میت کے ہمراہ فقرا اور مساکین کا ہجوم ہوجاتا ہے۔

مقام احد دامن احد ۳ میل ہے کسیقدر کم ہے اور قبہ سیدنا حمزہ رض ۲ ½ میل کے قریب ہے۔ مدینہ منورہ سے باہر نکلتے ہی جانب شمال راستہ جاتا ہے تہوڑی دور جاکر سیدنا زکی الدین رض کا قبہ ہے اوس سے ذرا

آگے گذرنے سے ایک مقام پر دو قبے بنے ہین کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر حضرت رسول خدا نے جنگ احد کے روز اپنے صحابیونکو لباس اور ہتھیار پہننے کا حکم دیا تہا - اوس سے ذرا اور آگے جانے سے ایک چبوترہ پختہ بنا ہے اسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ یہان پر آنحضرت رسول خدا ص نے کچھہ دیر بیٹھکر مشورۂ جنگ کیا تھا اور تقسیم صحابہ اس مقام سے کرکے جنگ کا میمنہ اور میسرہ مقرر فرمایا تہا - اوس سے کچھہ اور آگے چلکر مقام شہادت سیدنا حمزہ رض ہے جہان پر ایک پتھر کا چبوترہ بنا ہوا ہے - جائے شہادت سے تقریباً سو گز جانب شمال مشرق حضرت حمزہ رض کی مسجد ہے جسمین آپکو پہلے دفن کیا تہا - سُنا گیا کہ ۴۰ سال بعد ایک بہت بڑے سیلاب نے آکر شہداء احد کو بہا دیا - اور کل گنج شہیدان پانی ہی پانی ہوگیا اوسوقت سیدنا حمزہ رض اور دیگر شہداء احد کی لاشین باہر آگئین - تب وہان سے لاشون کو اُٹھا کر ذرا پرے ہٹا کر موجودہ مقام مین دفن کیا گیا - تبرکاً زائرین دونون مقامات پر سلام و دعا پڑہتے ہین اور دوگانہ ادا کرتے ہین - مسجد کے دونون جانب گنج شہیدان بنا ہوا ہے

غار احد جبل احد کے دامن مین مسجد بنا ہے ذرا دور پیچھے قریباً نصف میل پر ایک غار ہے اوسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ آنحضرت رسول خدا کے دندان مبارک شہید ہونے کے بعد جاکر کسیقدر آرام لیا تہا - اور شہداء احد یہان پر جمع کیے گئے تھے - لوگ اس غار کی زیارت کرتے ہین پہاڑ احد کا بالکل صاف ہے کوئی درخت یا اور کسی قسم جنگل کا نام و نشان نہین ہے مٹی اور پتھر کا پہاڑ ہے چار تھی چوٹیان جبل احد کی ہین ایک کا نام احد اور دوسرے کا ہارون ہے - جبل ہارون پر ایک قبہ نظر آتا ہے جسے قبۂ ہارون کہتے ہین کہ حضرت ہارون کی قبر ہے واللہ اعلم بڑے اونچے پہاڑ پر قبہ بنایا گیا ہے اینٹ اور گارا کیسے وہان لیگئے پانی کس جگہہ سے ملا اسکا دریافت کرنا مشکل ہے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حج یا عمرے کی قصد سے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کیوقت مدینۂ مطہرہ مین پہونچکر جبل احد پر اُترے ناگاہ پیغام

پیغام اجل حضرت ہارونؑ کو پہونچا اور وہین دفن کیے گئے۔ جو قبہ نظر آرہا ہے دحقیقت مین آپ کی
مزار پرانوار کا گنبد ہے جسمین ایک مختصر سی مسجد اور مرقد انور دونون ہین۔ اس بات کا پتہ نہین کہ آنحضرت
سرور انبیاء اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑہے تھے۔ پانی کے دو چشمے یہان موجود ہین۔ اور چند مکانات
لوگون نے وقف کرکے رکھے ہین جسکا جی چاہے جاکر وہان قیام کرے کسی قدر بلندی پر کل مکانات
بنے ہین اس مین کچھہ پختہ اور کچھہ مٹی کے دہابے نما ہین یہان سے جانب جنوب مشرق ایک خوبصورت
مسجد نظر آتی ہے جسکا ایک منارہ ہے اسکو مسجد علی العریضؓ ابن جعفر صادقؓ کہتے ہین پہلو مین آپکا
مزار ہے زائرین کم جاتے ہین دور سے ہی فاتحہ وسلام پڑہتے ہین۔

مقام احد جہان جنگ احد واقع ہوا ہے مدینۂ منورہ سے ۳ میل جانب شمال ہے۔ یہ لڑائی
۷ رشوال روز شنبہ ۳ھ کو واقع ہوئی۔ اہل مکہ اس لڑائی مین پانچہزار بہادر ونکا لشکر جمع
کرکے لائے جسمین ۳ ہزار شتر سوار دو سو اسپ سوار اور سات سو زرہ پوش پیادہ تھے۔ یہ لوگ
مدینہ تک بڑہکر آگئے آنحضرتؐ کی رائے یہی ہوئی کہ مدینہ کے اندر محصور ہوکر مدافعت کیجائے۔ مگر
کثرت رائے یہی ٹہری کہ مسلمان احد تک باہر نکلکر مقابلہ کرین۔ مسلمان تعداد مین ایکہزار تھے عین وقت
پر عبداللہ بن سلول نے دغا دی اور اپنے ۳ سو جنگ آزماؤن کو لیکر چلا گیا اسلئے سات سو مسلمانون
پر پانچ ہزار حملہ آورون کی مدافعت کا کام ذرا مشکل تہا دشمن غصے سے بہرے ہوے جنگ بدر کا
بدلہ لینے پر آمادہ تھے۔ غرض بڑے معرکہ کی لڑائی ہوئی طرفین کا سخت نقصان ہوا مسلمانون کے
۷۰ صحابی شہید ہوے اور لشکر کا بڑا حصہ تتر بتر ہوگیا۔ رسول خدا کے دو دندان مبارک شہید
ہوگئے۔ آپکی پیشانی مبارک اور بازوے اشرف پر بھی تیر کے زخم آگئے تھے۔ اس صدمہ سے آپ
ایک غار مین جو ابتک زیارتگاہ خلائق بنا ہے آرام کی غرض سے چلے گئے۔ انہی دشمنون نے یہ افواہ
اڑادی کہ حضور انور شافع محشر شہید ہوگئے۔ یہ خبر آن کی آن مین بجلی کی طرح ادہر ادہر دوڑ گئی

مدینۂ منورہ سے محترم خواتین دوڑی آئین۔ یہان آکر فاطمہ بتول رضؓ نے اپنے والد بزرگوار کے زخمونکو دہویا۔ پیشانی کا خون تہمتا نہ تہا۔ اس مین چٹائی جلاکر بہری۔ علی مرتضیٰؓ اسوقت ڈہال مین پانی بہر بہر لاتے رہے۔ عایشہ صدیقہؓ اور اُم سلیم نے مشکیزے اُٹہائے۔ وہ زخمیونکو پانی لالاکر پلاتی تہین۔ جنگ کے نقصانات مین بڑا بہاری نقصان یہ تہا حضرت سیدنا حمزہؓ عم رسول اللہؐ شہید ہوگئے تھے۔ دشمنون نے اونکے اعضا ر کاٹکر اونکی لاش کو بھی بے حرمت کیا تہا۔ آج یہ مقام سیدنا حمزہؓ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ حضرت حمزہؓ کا مزار پُرانوار نہایت عالیشان ہے۔ دیوارین بلند صحن وسیع مسجد کے دو درجہ ہین۔ اول درجہ مین مزار جلالت آثار ہے سبز کٹہرہ مزار مُبارک کا ہے۔ آپکے مزار پاک کے اندر ۳۔ اور شہدا راحد مدفون ہین۔ جنکے نام مبارک یہ ہین ۱۔ سیدنا عبداللہ بن جحش۔ ۲۔ سیدنا مصعب بن عمیرؓ۔ ۳۔ سیدنا شماؓ ابن عثمانؓ۔ پہلو مین ایک اور مزار ہے جسمین سیدنا عقیل رضؓ مدفون ہین۔ صحن مسجد مین شہدا راحد دفن ہین اس جگہہ بھی سلام پڑہا یا جاتا ہے۔ مسجد اور مزار مُبارک کے پاس بہت سے مساکین صف باندہے بیٹھے تھے پہلے انکو دیکھکر مجھے گمان ہوا کہ شاید حفاظ ہونگے جو قرآن ختم کرنے بیٹھے ہین اسی طرح مسجد عصر عا اور مسجد ثنایا مین بھی لوگ بیٹھے ہوے ملے۔ مگر یہ لوگ کسی کو ستاتے نہین ہین اگر کسی نے خوشی سے دیدیا لے لیا ورنہ تنگ نہین کرتے ہین۔

فرمایا رسول خداؐ نے کہ شہدائے احد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہے جو شخص اونپر سلام پڑہیگا اوسکو یہ جواب سلام کا دینگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہر کہ جو شخص شہدائے احد پر سلام بہیجیگا تو قیامت تک اوسپر شہدائے احد سلام بہیجتے رہینگے۔ شہدائے احد کی قبور شریفہ سے عموماً اور حضرت سیدنا سیدالشہدا یعنے حمزہؓ کی قبر مبارک سے خصوصاً آواز سلام کی بارہا سنی گئی اور اسباب مین اہل سلف کا اتفاق ہے۔

روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ دو دو تین تین شہیدونکو ایک کفن مین لپٹواتے تھے اور فرماتے

مزار سیدنا امیر حمزہؓ
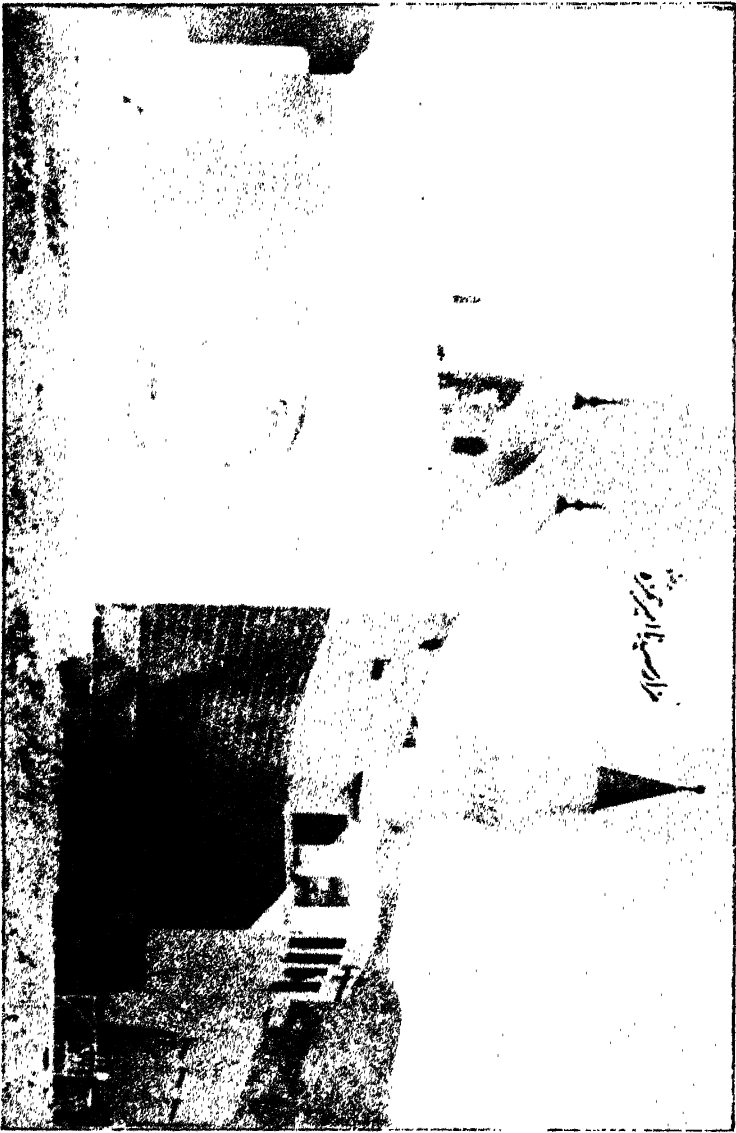
تھے کہ جس کو علم قرآن زیادہ ہے اوسکو لحد مین پہلے اُتارو۔ اخبار صحیحہ مین وارد ہے کہ ۴۶ برس کے بعد بعضے شہدائے احد کے قبور شریفہ کو کہولا تو تر و تازہ پہولونکی کلیون کی سی لاشین برآمد ہوئین بعضونکو اون مین سے دیکھا کہ اپنے زخمون پر ہاتھ رکہکر ویسے ہی رہگئے ہین ہاتھ کو زخم پر سے جدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے۔ اور ہاتھ کو پہر چھوڑ دینے سے اوس زخم پر جا کر لگجاتا تہا۔ ان قبور کو کہولنے کا باعث یہ ہوا کہ بعض بعض لاشون کے دفن مین خلط ملط ہوگیا تہا۔ قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تہا۔

عرس سیّدنا حمزہ رضؓ عرس حضرت سید الشہدا حمزہؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجب کی ۱۲ تاریخ کو ہوتا ہے دامن کوہ احد مین اوس روز کل اہالیان شہر زن و مرد تربت سید الشہدا حضرت سیدنا حمزہؓ پر جمع ہوتے ہین۔ فقط مدینہ منورہ ہی سے نہین بلکہ رجب کے مہینے مین شرکت رجبی کی غرض سے مکہ معظمہ و طائف شریف وغیرہ ملک حجاز و نیز وسط عرب کے اکثر شہرون حتی کہ حایل اور بریدہ و ریاض تک کے لوگ مدینہ طیبہ مین حاضر ہوتے ہین اونکی شرکت بھی اس عرس شریف مین ہوتی ہے۔ لیکن جو مجالس سماع اور بعض حرکات قابل اعتراض جیسے طائفون کا آنا اور قبر پر سلام کرنا ناچنا وغیرہ جو ہندوستان مین اکثر بزرگان دین کے مزارات پر ہوتے ہین اونکا عرب مین کہین ذکر نہین ہے۔

مقام بدر ماہ رمضان ۲ سنہ ہجری کو حضرت رسول خدا اپنے ہمراہ ۳۱۳ مہاجرؔ و انصار کی ایک جماعت کو لیکر مدینہ سے جانب بدر روانہ ہوے۔ اس اسلامی لشکر کے ساز و سامان کا جو سرور دو جہان رحمت عالمیان کے زیر کمان جمع ہوکر جا رہا تہا اندازہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تمام لشکر مین صرف دو گہوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اہل بدر کی تعداد ہی لشکر طالوت کے برابر تھی جبکہ وہ جالوت کے مقابلہ کو نکلا تہا۔ اور مرسلین کی بھی تعداد ۳۱۳ بتاتے ہین۔ جب بدر پہنچے تو

دیکھا کہ مکہ کا لشکر جو تعداد مین ان سے سہ چند اور سامان مین ہزار چند زیادہ ہے اُترا ہوا ہے۔
جنگ سے ایکروز پہلے آپنے میدان جنگ کا ملاحظہ فرمایا۔ اور بتلایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ فلان
اس جگہہ اور فلان اوس جگہہ مارے جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو
بروز جمعہ جنگ ہوئی۔ آنحضرتؐ نے نہایت تضرع سے خدا کے حضور مین دعا کی۔ اور یہہ بھی عرض کیا کہ ان
مسلمانون کے مارے جانے کے بعد دنیا پر توحید کی منادی کرنیوالا کوئی بھی نہ رہ جاویگا۔ دعا
قبول ہوئی نصرت آلہی سے اہل مکہ کو شکست ہوئی۔ اونکے ۷ مشہور آدمی اسیر اور ستر بہادر مارے
گئے۔ ابو جہل بھی اسی مین مارا گیا۔ ان تمام کے مقابر گنج شہیدان کے پرے ایک جگہہ بنے ہوئے ہین
نشان باقی نہین ہے فقط لوگ بتاتے ہین کہ یہ مقام ہے واللہ اعلم

موضع الحمرا سے جو صفرا وادی کے پاس ہے قریبا ۲ یا ۴ میل کے فاصلہ پر ینبوع کے راستہ
مین مقام بدر واقع ہے۔ جہان مسلمانون کو فتح اور کافرون کو خواری و ذلت حاصل ہوئی تھی
وہان ایک مختصر مسجد موجود ہے مقامات متبرکہ سے قبور شہدا بدر ہین جو اس غزوہ شریف
مین شرف شہادت کو پہونچے۔ اور وہان پر اب تک ایک عجیب غریب بات یہہ ہے کہ قبور شہدا
رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی آواز سنائی دیتی ہے۔ علماء یہ کہتے ہین کہ نقارے
کی سی آواز ہونا بے اصل ہے کچھہ سبب ہے کہ ہوا وہان پیچ کہا کر آواز پیدا کرتی ہے بعضے کہتے
ہین کہ شاید اس مین کوئی بھید ہے جو ہمکو نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب

علامہ ابن بطوطہ اس مقام کی نسبت یون تحریر فرماتے ہین کہ "بدر ایک قریہ ہے جسمین کہجور
کے باغات نزدیک نزدیک بہت ہین اور ایک قلعہ وہان بہت بلند واقع ہے جسمین جانیکا راستہ
ایک میدان کے اندر سے ہے جو دو پہاڑون کے درمیان مین واقع ہے اور بدر مین ایک چشمہ جو فوار
زن ہے جسکا پانی جاری رہتا ہے اور وہین قلیب یعنے غار کی جگہہ ہے جسمین مشرکین اعداء اللہ

گہسیٹ گہسیٹ کر پہینکے گئے تھے اس زمانہ مین اوس مقام پر ایک باغ واقع ہے جسکی پشت پر مقام شہدائی بدر رضی اللہ تعالی عنہم واقع ہے اور جبل رحمت جسپر نزول ملکیہ ہوا تہا بدر سے مقام صفرا مین داخل ہونیوالے کے بائین جانب ملتا ہے۔ جبل رحمت کے مقابل مین جبل الطبول ہے۔ وہان کے لوگونکا خیال ہے کہ ہر شب جمعہ کو وہان بڑے ڈہولون کی آواز سنائی دیتی ہے مقام بدر مین وہ مقام بھی ہے کہ جسپر جنگ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے عریش قایم کیا گیا تہا۔ (عریش اوسکو کہتے ہین جسکو خرمے وغیرہ کی شاخون سے ڈہانک دیتے ہین مثل سائبان یعنے منڈہوے کے) اور آپ اوس عریش پر تشریف رکہتے تھے اور آپ اللہ جل جلالہ سے اوسکے وعدے کا ایفا چاہتے تھے یہ مقام جبل الطبول کے متصل اور مقام واقع جنگ کے سامنے ہے اور نخل القلیب کے نزدیک ایک مسجد ہے لوگ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ مبارک کے بیٹھنے کا مقام ہے۔ اور مابین مقام بدر اور صفراء کے پہاڑون کے وسط مین ایک میدان ہے جسمین بکثرت چشمے جاری ہین اور کہجور کے باغات ایک سے ایک ملے چلے گئے ہین۔"

موجودہ حالت اوسکی یہ ہے کہ مقام بدر مین ایک چار دیواری گہیرے گئی ہے مسجد وغیرہ ندارد نہر کا نام و نشان نہین قبور شہداء احد کا پتہ نہین البتہ بہت سی قبرین ہین۔ نزدیک و دور سے لوگ لاکر اسہی مقام پر دفن کرتے ہین۔ ابو عبیدہ بن الجراح کا مزار کہتے ہین کہ اسی مقام پر ہے۔ زائرین یہان سلام و فاتحہ پڑہتے ہین بعضے تبرکا دوگانہ بھی ادا کرتے ہین نقشہ مین ہمنے ان مقامات کو بتایا ہے۔ مابین بدر و صفرا ہنوز نہر جاری نخلستان قائم ہے آبادی بکثرت ہی۔

مدینۂ منورہ کے میوہ جات

میوہ جات یہان بکثرت اول ہی سے ہوتے تھے کم زیادہ کو طائف شریف سے لوگ ایام حج مین گدہون اور اونٹون پر لاد کر لاتے ہین اور یہان فروخت کرتے ہین مگر جب سے حجاز ریلوے کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے تمام کا بہت سا میوہ سوریہ یہان آکر فروخت ہوتے ہے

مین نے مدینۂ طیبہ مین یہہ میوہ جات دیکھے انگور، انار، سیب، انجیر، آڑو، شفتالو، خربوز، تربوز، انار نہایت عمدہ ہوتے ہین اکثر بے دانہ بھی آتا ہے نارنگی، لیمو، سنترا، کھجورین ۱۲ قسم کی۔ ککڑی بادام، پستہ، کشمش، منقہ، چلغوزہ وغیرہ۔

عرب مین کھجور اور رطب، زرد آلو، آڑو، انجیر، انگور، تربوز، خربوز، کھیرے، انار، سیب بکثرت ہوتے ہین اور حجاز و یمن شام اور وسط عرب مین بھی انکی پیداوار زیادہ ہے۔ تازے میوہ جات دیگر ممالک کو بہت کم جاتے ہین انکا سب سے بڑا حصہ ایام حج مین مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ مین کھپ جاتا ہے۔ طائف شریف کے انار اور تربوز مشہور ہین۔ انار مین دو قسم ہین ایک دانہ دار اور دوسرا بیدانہ۔ وسط عرب مین جوف اور حایل و جبل شمر کے باغات مشہور ہین خصوصاً جوف کے باغات کی شہرت بیوجہ نہین ہے انکی زرخیزی جبل شمر یا شمالی نجد کے باغون سے بدرجہا بڑھکر ہے حجاز اور شام وغیرہ سے بھی وسط عرب کی پیداوار بڑھکر ہے۔ نجد اور حسا مین کسی قدر انکی پیداوار کم ہو تو ہو مگر مصر اور کل افریقہ یا بغداد سے لیکر بصرہ تک پوری وادی دجلہ سے فایق تر ہے۔ یہ بھی سُنا گیا کہ وسط عرب کے میوہ جات شام اور فلسطین کی پہاڑیون کے خودرو میوہ جات سے زیادہ تر لذیذ ہوتے ہین۔ یہان پر مختلف قسم کے میوہ جات یا فصلون کے پکنے کا موسم بھی اگر یورپ سے نہین تو شام کے موسم سے پہلے آتا ہے۔ وسط عرب مین زرد آلو ماہ مئی مین پک کر تیار ہو جاتے ہین اور انگور کی فصل جولائی مین اور آڑو اگسٹ کے پچھلے حصہ مین اور کھجورین اگسٹ اور سپٹمبر مین پکتی ہین۔ نجد اور یمن مین یہ تمام ایام قریباً ایک ماہ اور عمان مین دو ماہ پہلے آتے ہین ملک شام مین سپٹمبر، اکٹوبر اور نومبر مین یہ میوہ جات پکتے ہین۔ طائف شریف اور مدینۂ منورہ مین بھی قریب قریب موسم کی یہی حالت ہی۔ مگر یافہ اور بیت المقدس کی نارنگیان جو روئے زمین پر مشہور و معروف ہین۔ ڈسمبر کے آخری حصہ سے جنوری کا پورا مہینا بلکہ فبروری کے نصف تک اسکا موسم رہتے

لکہوکہا صندوق نارنگیون کے مصر اور قسطنطنیہ کی طرف بندر یافہ سے جہازون پر روانہ ہوتے ہین غرض میوہ جات مین ملک شام فلسطین حجاز - یمن نجد اور بہ اعتبار شہود مصر و تونس مقامات ہین مین کسیطرح قلم سے اونکی لذت اور تعریف نہین بیان کر سکتا بدل سے خدا سے خواہان ہون کہ میرے سفرنامہ کے ناظرین کو اونکی عمر مین ضرور ایک وقت ان مقدس مقامات کی زیارت نصیب کرے اور وہان کے میوہ جات کہلائے۔

عرب کی ترکاریان ملک عرب مین ریگستانی حصہ کے علاوہ جہان کہین سرسبز و شاداب مقامات ہین وہان پر عمدہ ترکاریان پیدا ہوتی ہین اور ملک شام مین اسکی کثرت ہے۔ مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور طایف شریف مین یہہ ترکاریان ہین شلجم، چقندر، تماٹر یعنے سرخ بیگن، کریلا، بہنڈی، بندکوبی، اور کوبی کے پہول، بیگن، ککڑی، کہیرے، کدو، لوکی، مولی، سیم لوبیا، گاجر، اور سبزی مین سویا، میتھی، دہنیان، پیاز، لہسن، پالک، چولائی وغیرہ وغیرہ اقسام کی ترکاریان ملتی ہین اور کچہہ گران بہی نہین ہین - ایام حج مین باوجود کثرت حجاج کے ہر ایک کو ترکاری اور سبزی میسر آتی ہے۔ علاوہ ان ترکاریون اور سبزی کے خاص ملک عرب کی سبزی بہی میسر آتی ہے جسکو ہم ہندوستانی پسند نہین کرتے ہین - پان اس ملک مین تازہ میسر نہیں آتا ہے شوقین سوکہے پانی کا استعمال کرتے ہین۔

مدینہ منورہ کے چارون طرف زرعی زمین بکثرت ہے - لیکن اکثر قبائل اس سے غافل اور بیخبر ہین - حالانکہ اونکے ہان کہاد کے عمدہ ذریعے اور مخزن بکے مخزن بہرے ہوے ہین - جو گیہون کہجور ہر قسم کے موجود ہین - شہری اعراب زراعت کیطرف متوجہ نہین ہین جسقدر مکہ مین بیابان و بنجر ہے - اسقدر یہان سیرابی و گلزار ہے یون تو مدینہ منورہ مین ہر قسم کی سبزی اور ترکاری ملتی ہے مگر مینے ان ترکاریونکو دیکہا ہے کدو جسکو عرب دُبہ کہتے ہین - دُبہ ملی یہ ہندوستان مین بہت

ہوتا ہے سبز لانبا - کوئیا یہہ ہند مین نہین ہوتا - دبّہ رومی کدو ی شیرین یعنے سُرخ ، بیگن ، ٹماٹر جو ولایتی سُرخ بیگن ہین سیم با لک ، چولائی ، شلجم ، کوبی ، بہنڈی ، مولی ، گاجر ، میتھی کا ساگ سب ملتا ہے قیمت بھی کچھہ ایسی زیادہ نہین ہے - آدمیون کی کثرت پر خیال کرتے ہوئے میرے نزدیک ارزان ہی

عرب کی پیداوار (غلہ) یہان پر گندم اور جو کم ہین جوار باجرا وغیرہ بھی پیدا ہوتا ہے نرخ ہمیشہ گران رہتا ہے - چاول یہان پیدا نہین ہوتے - گندم وقند و شکر مصر سے - زیتون اور گھی شام سے چاول سُرخ مرچ ہندوستان سے آتا ہے - مدینہ منورہ کے قرب وجوار اور طائف شریف کے پاس مینے گیہون کے کہیت بھی دیکہا - مویشی کیلئے ایک قسم کا چارہ جس کو برسیم کہتے ہین پیدا ہوتا ہی یہ اونٹ کے لئے نہایت فربہ کن غذا ہے اونٹون کو کہجور کی گٹھلیان کا چورہ کہلایا جاتا ہے -

دیگر پیداوار جو ماکولات صنعت سے پیدا کرتے ہین اونمین پنیر اور مسکہ عمدہ ہے - بدوی لوگ کوہستان سے عمدہ شہد اور بلوری نمک اور روغن بلسان لاکر شہرون مین بیچتے ہین -

تسبیح مکہ معظمہ اور بیت المقدس مین بہت عمدہ بنتی ہے - سُرمہ بھی یہان سے حاجی بطور تبرک کے لیجایا کرتے ہین - ممیرا جسکو مامیران بھی کہتے ہین یہان اچہا ہوتا ہے جیسی ممیرے اسکی گو بڑی ہوتی ہے اور ارزان بھی ہر مینے ۸ روتولہ کے حساب سے مدینہ منورہ مین خریدا تہا یہ طائف سے آتا ہے - سنا مکہ معظمہ کی سنا مکی کے نام سے نہایت مشہور ہے -

عرب کے کہجور کہجورین عرب کی بہت مشہور ہین انکی پیداوار کا زیادہ حصہ شام اور مدینہ منورہ طائف ، جوف ، حایل - ریاض وغیرہ مین ہے - یہ کہجورین قسم قسم کی ہین مگر خاص قصیم کی پیداوار سنتے ہین کہ سب سے زیادہ لذیذ اور نفیس ہے حسا کی خالص کہجورین بھی زیادہ لطیف ہین ان کے پکنے کا موسم ۱۵ راگست سے ۱۵ رستمبر تک ہوتا ہے - جن لوگون کو خشک کہجورون کے کہانے کا موقع ملتا ہے وہ وسطی اور مغربی عرب کی تازہ کہجورین (جنکو رطب کہتے ہین) کی لذت کو کیا

محسوس کرسکتے ہین۔ درختون سے تازہ اُتری ہوئی کھجورین صرف گرم ہی نہین ہوتین بلکہ جسقدر کہائی جائین جلد ہضم ہوجاتی ہین غرضکہ یہ لذیذ اور صحت بخش ہین ممالک غیر کے باشندے اسکی ارزانی کا حال سُنکر حیران ہونگے۔ ایک انگریز سیاح انکی ارزانی کی نسبت یون تحریر کرتا ہے مقام بریدہ کی اعلےٰ سے اعلےٰ قسم کی کھجورین ۲ پیسے کی اسقدر ملین کہ عرب کے بڑے رومال مین جسکے کنارے پندرہ پندرہ انچ تھے۔ بمشکل سماسکین۔ تاہم انکو چیونٹیون سے بچانے کے لئے چہت کے کڑے کے ساتھ لٹکا دیا۔ اور باوجودیکہ انکا رس چوکر فرش پر چہپر لگ گیا۔ اور ہمارے دو وقتہ کہانے مین آتی رہین بمشکل ۳ روز مین ختم ہوئین۔ کھجورون کے درخت اہل عرب کا بہاری متمول ہین غریب شہری اور دیہاتی چہوٹا سا کھجورونکا خوشہ کہاکر سیر ہوجاتے ہین پس عرب مین امیر سے لیکر غریب تک کوئی ایسا خاندان نہین جسکی خوراک مین یہ شامل نہون۔ یمن اور حجاز کی کھجورین ریاض اور بریدہ یا وسط عرب کا مقابلہ نہین کرسکتین تاہم ان تعلقات مین بھی بہت پیداوار انکی ہوتی ہے۔

عرب مین جنگ کیوقت دشمنون کے درختون کو کاٹنا بڑا کارنامہ سمجہا جاتا ہے اور نئے درختون کا لگانا قصبات و دیہات کی زیادہ تر سرسبزی اور فارغ البالی کے آثار ہین۔ کھجور کے اقسام یہ ہین :۔ شلبی، عجوہ، قند، مسکی، جعدی، لوبانہ، بیض، حلّیہ، صخرہ، بیدانہ، خالص، سکریہ، عنبریہ، برنی حلیہ سیاہ رنگ کی ہوتی ہین اس کھجور کی نسبت مشہور ہے کہ یہودیون نے کھجور کی گٹھلی جلاکر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور معجزہ طلب کیا چنانچہ آنحضرتؐ نے اوس جلی بیج کو بویا تو درخت پیدا ہوگیا۔ اور اس مین سیاہ رنگ کی جلی ہوئی کھجورین لگین۔ اسیطرح سے بیدانہ کی نسبت بھی مشہور ہے مگر کچھہ ہی ہو مدینہ طیبہ کے کھجور بہت ہی لطیف اور مزہ دار ہوتے ہین۔ خالص کھجورین حصار کے قرب جوار مین پیدا ہوتی ہین یہ قسم کی کھجورون سے ذرا چہوٹی کہربائی رنگ کی ہوتی ہین اونکے ذائقہ کی کیفیت سے ناظرین کو آگاہ کرنا مشکل ہے۔ بعض کھجورین انمین سے نہایت شیرین اور لذیذ ہوتی ہین

جنکے آگے مصری اور قند کی کیا حقیقت چند دانے کہانے سے انسان کی طبیعت سیر و بشاش ہو جاتی ہے
شبلی اور برنی کو جن جن زائرین حجاج نے کہایا ہے اسکی لذت انہین سے دریافت ہو۔ برنی کہجور
سُرخ رنگ اعلے درجہ کی شیرین و لذیذ ہوتے ہین جیمین شفائے امراض ہے اور پسندیدہ جناب سرور کائنات
علیہ افضل التحیتہ والتسلیمات ہے۔ یہ کہجورین جب تازہ ٹوٹ کر آتی ہین تو ان سے شیرہ ٹپکتا ہے۔ سچ پوچھیے
تو یہ کہجورین عرب کی جان ہے۔ خام کہجور کا مربہ یا آچار بہت لذیذ ہوتا ہے۔ شہر مدینہ کے اردگرد کہجورون
کے درخت بہت ہین اور بہت لانبے ہوتے ہین۔ کئے درخت سبزۂ خوابیدہ کیطرح باغات مین لیٹے ہوئے
پہل دے رہے ہین۔ کہجورون کے باغات مین دیگر میوہ جات کے درخت بھی دیکھے گئے جیسے لیمون
انار، شہتوت، سنگترہ، نارنگی، بیری، املی وغیرہ وغیرہ

عرب کا قہوہ میجر بالگریو صاحب اپنی سیاحت نامہ مین عرب کے قہوہ کی نسبت یہ رائے دیتے ہین
یہان مین اپنے ناظرین سے قہوہ کی نسبت اسقدر بیان کرنے کیواسطے معافی مانگتا ہون۔ چونکہ مجھے کئے
کئے سال مشرقی ممالک مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے قہوہ کی نسبت مغربی عقلمندون کی ناواقفیت دیکھکر
مجھے سخت رنج ہوتا ہے اور نیز مین ڈاکٹر بھی ہون اسلیئے مین نہین چاہتا کہ میرے اہل وطن کے اعصاب
کو اس طرح نقصان پہونچے جسطرح مغربی باشندون مین عموماً ظہور مین آیا کرتا ہے۔

واضح ہو کہ قہوہ کا ایک ہی نام ہے مگر اسکے اقسام بہت ہین۔ اور ہر ایک قسم کے دانون کے
اوصاف یکسان نہین جو عموماً بے احتیاطی سے بیان کئے جاتے ہین نکتہ چین خواہ کچھہ ہی کہین بہترین
قہوہ (روئے زمین پر) یمن کا ہے جسکو عموماً (عرب لوگ) موخہ کہتے ہین اور یہہ اوسمقام کے نام
سے مشہور ہے (جو بحر احمر کے کنارے حدیدہ کے نزدیک واقع ہے) جہان سے آتا ہے اگر سود اگر مجھے
اس راست بیانی کیواسطے قانونی مواخذہ کا مستوجب یا لائبل یا ہتک کا مرتکب خیال کرینگے تو بلاشبہ
رنج کا مقام ہوگا۔ اگرچہ وکانات لنڈن کے بیشمار لیبلون پر بحر احمر کے بندر گاہون کا نام نہ ہوتا تو بلا

شبہ اس عمدہ قہوہ کو منگوانے کی کوشش کرتے جو اسوقت اونکے پاس بہنچا کرتا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو یمن کا
قہوہ قسطنطنیہ کے مغرب کے جانب بہت کم بلکہ بالکل نہین جاتا۔ اوسکی پوری پیداوار کی دو تہائی خالص عرب
شام اور مصر مین خرچ ہو جاتی ہے اور باقی ٹرکش اور ارمنی آبادیون مین کھپ جاتا ہے۔ بلکہ آخر الذکر مقامات
کو بھی خالص پیداوار کا پورا پورا حصہ نہین ملتا۔ اسکندریہ، یافہ اور بیروت وغیرہ بندرگاہون پر پہنچنے سے
پہلے راستہ ہی مین لوگ دانہ دانہ تلاش کرکے اونمین سے اصل سخت گول نیم شفاف سبزی مائل زرد دانے
احتیاط سے چھانٹ لیتے ہین اور باقی چپٹے بیضوی سفیدی مائل دانے بذریعہ جہاز باہر بھیجے جاتے ہین یہہ
چھانٹ بارہا کیجاتی ہے جسکو مینے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے اور بعینہ اسیطرح احتیاط کیجاتی ہے جسکا اثر
کے جو ہولان پر جاتا ہے۔ اسطرح جو دانے ممالک غیر کو استعمال کیواسطے بھیجے جاتے ہین یہ اپنے وطن سے
تین راستون سے باہر جاتے ہین ایک بحر احمر دوم اندرون حجاز اور سیوم قصیم کے راستہ سے۔ پہلے راستہ
کی حد مصر دوسرے کی شام اور تیسرے کی نجد اور شمر ہے اسطرح مصر اور شام ہی عرب کی سرحد پر ہین جنکو یہہ
خالص شئے ملتی ہے اور انکے بعد اسکندریہ اور شام کے بندرگاہون کی معرفت قسطنطنیہ اور شمالی ملک کو کم تعداد
ملتی ہے۔ مگر اس آخر الذکر مقام کو بہت شاذ خالص شئے ملتی ہے بشرطیکہ اوس کیواسطے خاص انتظام نہ کیا جائے
جہان صرف تجارتی خرید و فروخت جاری ہے وہان ادنی قسم بناوٹی قہوہ بجائے اصل کے رکھدیا جاتا ہے۔
اور ساحل کے بندرگاہون پر عموماً گھوٹ ملایا جاتا ہے اور اوسکے بعد یورپ اور مغرب کو بھیجا جاتا ہے اونمین
یمن کے پودون کا نام تک نہین ہوتا۔

مدینۂ منورہ کا نرخ جس وقت مین مدینۂ منورہ مین تہا اوسوقت کا نرخ حسب ذیل تہا۔ چاول
معمولی فی اوگہ ۱۰ ارعمدہ ۱۱ ار سے ۱۳ ار تک۔ چاول ابالے دکن مین جسکا رواج ہے فی اوگہ ۱۰ ار عمدہ گیہون گہ
[illegible] شام کو جانے والے یاد رکہین کہ یہان سے گہی ہرگز نہ لیجائین غلط راستہ بہر کا خرید دمشق اور
بیت المقدس مین اعلے سے اعلے خالص گاے کا گہی ۱۲ رمین ایک کیلہ جو سوا اوگہ کے قریب ہے ملتا ہے مدینہ

والے کہینگے کہ یہان لے لو وہان نہین ملتا ہے ہرگز اونکی بات نہ سنین - اچھا اور عمدہ گھی ملیگا - یا فہ مین تو خالص مکھن جا بجو ڈومن ایک دوکان سے خرید لو اور خود گھی بنالو - ارزان ہے -

گوشت اوگہ ۱۲/ شکر ۸ سے آنا ۸ سر فی اوگہ تھا غرض کل اشیا مناسب قیمت پر ملتی ہین - ہند سے باندھکر لیجانا بجز تکالیف اور کثرت اخراجات کے اور کوئی فائدہ نہین ہے - البتہ سُرخ مرچ ، دھنیان جنکو زیادہ کہانے کی عادت ہو وہ یہان سے کوٹکر اوسکا سفوف لیجانے مین آرام ملیگا وہان بھی ملتی ہین مگر اچھی نہین ملتی سبب یہہ ہے کہ وہان رواج نہین ہے -

عرب کے گہوڑے عرب سے جسقدر گہوڑے ممالک غیر کو جاتے ہین یہ نصف سے زیادہ بندرگاہ کویت یا کم سے کم صبب سے جو تجارت مین سبقت لیگیا ہے بمبئی پہنچتے ہین اور جانب شمال بیروت سے یوروپ یا مصر کو بھیجے جاتے ہین - یہ گہوڑے نجدی نسل کے نہین بلکہ شمالی عرب یا صحرائے شام یا خاص عربی نسل کے ہوتے ہین - جبل شمر یا عنیزہ اور وادی دواسیر مین بھی بہت گہوڑے پیدا ہوتے ہین - یہان کو عراق بھی مشرق اور جنوب کو جاتے ہین یہہ ہر ایک بات مین جبل شمر کی نسل کے مشابہ ہوتے ہین مگر اصلی نجدی گہوڑونکا مقابلہ نہین کرسکتے - نجد کی نسل کے گہوڑے عرب کے دیگر مقامات کے گہوڑون سے بدرجہا بہتر ہین نجد عربی گہوڑون کی پیدایش کا اصلی مقام ہے - یہ بات مشہور ہے کہ عرب کے گہوڑے دیگر ممالک کے گہوڑون سے بہت کم سرکش ہوتے ہین - جبل شمر کے گہوڑے جو اعلےٰ نسل کے ہوتے ہین جنکو یوروپین روسا اور امیر الامرا، اور عوام الناس بہت بہاری قیمتون پر خرید کرتے ہین - عموماً یہان کے گہوڑے ۱۶ - اور ۱۴ ہاتھہ لنبائی کے ہوتے ہین - گہوڑون کے اقسام یہہ ہین - منافہ ، سقلادی ، ہمدانی ، تعریفی وغیرہ وغیرہ - نجدی گہوڑون کی نسبت یہ مشہور ہے کہ یہ صرف والیان ملک اور روسا ذوی الاقتدار کے ہی اصطبل مین نظر آتے ہین لوگ کہتے ہین کہ یہہ عام طور سے فروخت بھی نہین کئے جاتے اور جب کبھی اُنکا مصر، فارس، یا قسطنطنیہ کو بطور تحفہ بھیجنا منظور ہے تو نر ہی روانہ کئے جاتے ہین - مادہ پھر بھی ملک سے

بآسر جانے نہین پاتی۔ عمان مین گھوڑے نجد جیسے نہین ہین بہت پست قد ملتے ہین۔ نجدی گھوڑی تیزی اور تکان برداشت کرنے مین لاثانی مانے جاتے ہین۔ اونکا پورے ۲۴ گھنٹے تک سڑک پر بغیر پانی کے چلنا بلاشبہ بڑا بھاری وصف ہے۔ اور پھر عرب کی جلانے والی تمازت آفتاب مین تقریبًا ۴۸ گھنٹے اوسی حالت مین روان رہنا اسی نسل کے گھوڑون کا حصہ ہے۔ علاوہ اسکے انمین اور ایک بڑی نزاکت یہہ ہے کہ بغیر لگام کے عرب مین سواری کرنا عام بات ہے یہ سوار کی ذرا بھی آواز منھہ سے نکالنے کے بغیر گھٹنون اور رانون کی تابعداری کرتے ہین۔ اس مین یوروپ کے دہانہ اور تفریٰی والون گھوڑون سے بدرجہا اولیٰ ہین۔ عربی گھوڑا قوی، نازک مزاج، چست اور چالاک ہوتا ہے۔ یہ گھوڑے ۵۰ یا ۶۰ میل تک ایکدن مین اپنے سوار کو پہنچاتے ہین۔ اور مہینون ایسی منازل طے کرتے ہین۔ بھوک پیاس کا ضبط انہین بہت ہے۔ سادہ اور چھوٹا سائز۔ تیز پتلیان۔ پھولے ہوے نتھنے۔ گردن اونچی۔ کمر پتلی۔ پیٹھ کسیقدر لانبا۔ دُم پیچھے کو ابھری ہوئی۔ پیر پتلے۔ اسپر نازک مزاج۔ غریب اور تربیت پذیر۔ جاندار کم خوراک تیز رفتار یہہ اوصاف ہین جسکی وجہ سے عربی گھوڑا نہ فقط صورت و شکل مین تمام دنیا کے گھوڑون سے گوی سبقت لیگیا ہے۔ بلکہ سیرت مین بھی یوروپ کی بہترین نسلون پر فوقیت رکھتا ہے اگرچہ گھوڑا عربستان مین اسقدر بکار آمد ہے لیکن عام نہین۔ اسکا باعث یہہ ہے کہ اونٹ ہر جگہ مین نشو ونما پاسکتا ہے۔ بخلاف اسکے گھوڑا فقط عراق، یمن و نجد مین ہوتا ہے۔

عرب کے اونٹ اور بکرے

ملک عرب مین اونٹ دنبے اور بکرے بکثرت ہوتے ہین۔ جبل شمر مین جو حائل کے جانب جنوب ہے انکی پیداوار بہت ہے کیونکہ یہان مزروعہ اراضی کو غیر مزروعہ پر سبقت حاصل ہے۔ یہ جانور ملک کا تول خیال کئے جاتے ہین انکی تعداد صرف ملک عرب کیواسطے ہی نہین ہوتی ہے بلکہ یہ دیگر ممالک کو بھی بھیجے جاتے ہین مگر باہر کے خریدار طریق کی بہائی نسل کے بھیڑون کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ یہان شتر دو قسم ہوتے ہین ایک اعلےٰ نسل کا اور دوسرا

اونٹے درجہ کا ہوتا ہے یا یون کہو کہ انمین وہی فرق ہے جو ڈور والے گھوڑے اور گاڑیون کی اسپون
مین ساٹنڈ خوبصورت ہوتا ہے جیسکے بال تراشے ہوے۔ قدم ہلکا اور سبکرو ہوتا ہے اور یہ لنبے پاؤن
والے موٹے اور سنگین پا شترون سے زیادہ تر پیاس ہر برداشت کرتا ہے۔ مگر دونون کا کُب یعنی کُب
ایک ہی کندھون کے پاس ہوتا ہے۔ جہان بوجھ یا زین لٹکائی جاتی ہے دو کُب والے حیوان بھی
ہین مگر یہہ عرب کے نہین بلکہ فارس کی نسل کے ہین جنکو اہل عرب بختی کہتے ہین۔ مین نے ملک چین کے
دار الخلافتہ پیکن مین بہت سے دو کُب کے اونٹونکو دیکہا ہے مگر اونکے جسم پر لانبے لانبے بال ہوتے
ہین۔ عمان کے شتر ملک عرب مین مشہور ہین۔ وسط عرب اور نجد مین اونٹونکا رنگ سُرخی اور زردی
مائل ہوتا ہے۔ ریاض اور بریدہ کے اونٹ کا سفید یا بہورا رنگ ہے۔ نجدی اونٹونکا قد بھی شمالی عرب کے
اونٹون سے کسیقدر چھوٹا ہوتا ہے مگر طائف اور حجاز مقدس کے اونٹ بڑے ہوتے ہین۔ عرب مین
نر اونٹ زیادہ مین مادہ کم ہے۔ برخلاف اسکے چین مین خچرون کو جو دیکہا گیا تو مادہ زیادہ اور نر
کم معلوم ہوتے تھے۔ عرب کی کل احتیاج اونٹ سے رفع ہوتی ہے۔ اسلیے کہ یہ جانور صحرا نشینون
کے بڑے کام کا ہے۔ ریگستان مین چلنا۔ کئی کئی دن تک بے آب و دانہ محنت کرنا اسی جانور کا
کام ہے۔ اسکی کم خوراکی اور مدتون تک بغیر پانی زندگی بسر کرنا۔ محنت کی برداشت اور پہر طاقت
جسمانی یہ وہ خاصتین ہین جنکے بدولت کیا بلحاظ جانور سواری اور کیا بلحاظ جانور بار برداری کوئی چار
پایہ اوسکا مقابلہ ہرگز نہین کر سکتا۔

دنبے نجد کے بہت مشہور ہین جن کی عرب کے باہر بہت قدر ہے۔ نجد مین چراگاہین عمدہ
اور وسیع ہین آب و ہوا دنبونکی پرورش کیواسطے موزون ہے۔ حجاز مقدس مین بھی لاکھون دنبے ملتے
ہین وادیون کے اندر (جہان ہم حاجیون کا گذر نہین ہوتا اور نہ کبھی ہمنے اون مقامات کو دیکہا ہے۔
جہان یہ جانور پیدا ہوتے ہین) جہان بدوی قبائل کے دیہات و قصبات ہین بہت سے دنبے ہوتے

ہین - ذاتی مین میرا اور بہت سے سیاحان سلف کا یہ خیال ہے کہ شام اور دیار بکر کے دنبے نجد اور حجاز مقدس کے دنبون سے بہت عمدہ ہین - مگر قصبہ اجوار مین جو پیدا ہوتے ہین وہ زیادہ تر سنار کی بتی کہلاتے ہین انکی نسبت یہ بھی سنا گیا کہ انکا گوشت دست آور ہوتا ہے مین نے اس مضمون کو کسی اور جگہ پر وضاحت کیساتھ بیان کر دیا ہے - دیار بکر کے دنبونکی قیمت دمشق مین زیادہ ہے - اور حجازی دنبے حجاز مقدس مین حج کے موسم سوا ارزان ملتے ہین - عراق اور دیگر ایشیا سے کوچک اور شام کے دنبون کی اون بہت صاف ہوتی ہے جو کہ ملائمت اور نزاکت مین کشمیری اون کا مقابلہ کر سکتی ہے - اونکی دم چھوٹی ہوتی ہے - اور نجدی اور حجازی کی دُم لانبی اور گول - اگر عرب کی تجارت کو زیادہ تر فروغ ہو تو ایشیائی مقبوضات عثمانیہ کے واسطے صرف اسی ملک سے اون اور دُنبہ پہونچ سکتے ہین - عرب مین چراگاہ اور قابل کاشت زمین ناقابل کاشت ریگستانون کی سطح کے مساوی ہے -

بکرے بھی ملک عرب مین بہت ملتے ہین انکی پیداوار کا زیادہ حصہ حجاز مقدس ہی مین ہے وسط عرب اور نجد وغیرہ مین ہوتے تو ہین مگر تعداد مین کم - شام اور فلسطین مین انکی تعداد دُنبون سے بہت کم ہے - دُنبون کے مقابلہ مین بکرون کی ملک عرب مین کوئی قدر نہین ہے - قیمت مین بھی بیا ارزان ہین - حجاز کے بکرے بہت چھوٹے اور شام کے کسیقدر بڑے ہوتے ہین -

معزز ناظرین کو اس مقام پر بہت غور سے خیال کر کے ان مذکورۂ بالا جانورون کی سالانہ تجارت کا اندازہ قائم کرنا چاہیے ہین جو کچھ اب نیچے لکھونگا وہ میری ذاتی رائے ہوگی - مین ناظرین کو ہرگز مجبور نہین کر سکتا کہ وہ میرے ہم خیال ہین -

مختلف روایات اور عینی مشاہدات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سالانہ حاجیونکی تعداد کسی سال بھی ۳ لاکھ سے کم اور ۸ یا ۱۰ لاکھ سے زاید نہین ہوتی ہے - اگر اس تعداد کے مین مین

بھی رکھ لیا جائے تو ہر سال ۵ لاکھ آدمی ضرور اس فرض کو ادا کرنے کیلئے میدان عرفات مین جمع ہوتے ہین اور یہی تعداد ۱۰ دین ذوالحج یعنے یوم النحر کے روز منا مین ہوتی ہے۔ از روے عقاید اسلام ہر ایک حاجی کو قربانی کرنا اور دم شکریہ، اور دم جنایت ادا کرنا واجب ہے مینے دیکھا کہ اس سال منا مین ایک ایک حاجی نے چار چار بلکہ پانچ پانچ دنبے اور بکرے قربانی دئے اقل درجہ دو جانور کی ہر ایک نے قربانی ادا کی۔ اس حساب سے ۱۰ لاکھ جانور سے کم اس سال منا مین دوسری دسمبر ۱۹۱۲ء سے ۴ دسمبر تک ذبح نہین کئے گئے۔ اس مین دنبون کی تعداد سب سے زیادہ اوسکے بعد بکری اور پھر اونٹونکا نمبر تہا۔ آخر الذکر از روی عقاید ۷ آدمیون کیلئے ایک کافی ہے۔ اس فرضی ۱۰ لاکھ (مگر واقعی تعداد شاید اس سے بڑھکر ہی ہو) جانورونکو مینے اس طرح تقسیم کیا ہے۔ ۵ لاکھ دنبے ۴½ لاکھ بکرے اور ۵۰ ہزار یا اس سے کم اونٹ۔ ان جانورون کی قیمت ایام قربانی مین اس سال اسطرح تھی دنبہ ۸ سے ۱۵ ، بکرا ۳ سے ۶ ، اور اونٹ ۱۵ سے ۳۰ ، اگر اونکا بھی اوسط ہی لیا جائیگا تو بارا روپیہ دنبہ۔ پانچ روپیہ فی بکرا۔ اور اونٹ کی قیمت بیس روپیہ تھی۔ اس حساب سے مجموعی قیمت تعداد مذکورہ کی حسب ذیل ہوئی:۔

۵ لاکھ دنبون کی قیمت ساٹھہ لاکھ روپیہ۔ ۴½ لاکھ بکرون کی قیمت ۲۲½ لاکھ روپیہ اور ۵۰ ہزار اونٹ کی قیمت ۱۰ لاکھ روپیہ جملہ ۹۲½ لاکھ روپیہ سالانہ کی تجارت صرف ۳ روز کے اندر اندر قبایل بدوی کے لوگ حجاج سے کرتے ہین گو یہ حساب ایک قیاسی ہے۔ مگر اسکے واقعی ہونے مین شاید ہی کسیکو انکار ہو تو ہو معاملہ غور طلب ہے۔ یعنے تقریبا ایک کروڑ روپیہ کی تجارت سالانہ فقط جانورون ہی مین بدوی لوگ حجاج سے کرتے ہین تو اور اشیا کا شمار خود ناظرین کرلین۔ مینے جو قیمت کہ ان جانورونکی لگائی ہے وہ قیاسی نہین ہے۔ اپنا ذاتی تجربہ ہے۔

دوسری بات یہان ایک اور غور طلب ہے۔ فرض کرو کہ یہ تعداد جو مینے اوپر بیان کی ہے خواہ

کرونہ دیتی ہو مگر اس بات سے کسی کو انکار ہی نہیں کہ حجاج منا میں قربانی نہیں کرتے۔ اور کون ایسا شخص ہے کو حاجی کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ جسنے قربانی ندی اور اپنی غربت یا افلاس کے ذریعہ اس واجب مرسے بچگیا ہو۔ ایسے شخص وہی ہو سکتے ہین جو کسی کے ملازم ہوکر جاتے ہین۔ غریب ہین جنپر حج فرض نہین ہے۔ اب یہان پر اپنے اصلی مطلب کو بیان کرتا ہون۔ خواہ تعداد کی ہی یا بیشی کچھہ ہی ہو۔ مگر سالانہ عرب مین اسقدر جانور ضرور ذبح کئے جاتے ہین انکے علاوہ روزانہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، طائف شریف وغیرہ مین جو تعداد کے ذبح ہوتی ہے وہ علحدہ ہے اسکا شمار اسمین نہین ہے۔ یہ جانور کہان سے آتے ہین کیا ممالک غیر سے؟ نہین ہرگز نہین یہ سب جانور عرب کے ہی مقدس و نامعلوم اقطاع مین پیدا ہوتے ہین اور خدا کے مہمانون کیلئے سالانہ انکی تواضع ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے ملک عرب بالکل غیر آباد نہین ہے جیسے کہ عوام مین مشہور ہے۔ بیشک اسکے نامعلوم وادیون مین بہت سے ایسے سرسبز شاداب مقامات بھی موجود ہین۔ جو ہمسے اور بلکہ کل مہذب اقوام دنیا کی نظرون سے پوشیدہ ہین۔

صنعت و حرفت یہان کے لوگ سوائے ملازمت کے تجارت، زراعت، حرفت جو موقعہ ہو کرلیتے ہین ملازمت مین زیادہ حصہ نہین لیتے۔ غلامی کو ملازمت نہین سمجھتے ہین۔ حرفت و تجارت کو یہان زیادہ دخل ہے۔ کسی زمانہ مین تجارت مین اہل عرب ایسے مشاق تھے کہ یوروپ کی تجارت کو رونق تو درکنار اسکا وجود تک نہ تہا۔ آجکل بھی اہل مدینہ کو اس فن مین خاص مناسبت ہے۔ یہان پر نجاری، زرگری خیاطی انواع و اقسام کے پیشہ ور لوگ رہتے ہین۔ یہان کے موزے اور بوٹس، جوتے بہت مشہور ہین۔ استنبولی موزے سے زاید لوگ مدینہ منورہ کے موزون کو پسند کرتے ہین اور بہت قیمت سے فروخت ہوتے ہین۔ دس روپیہ سے بیس تک ایک جوڑی موزے کی قیمت ہے۔ ولایتی مال کسی حالت مین کم نہین ہے۔ مین دو بوٹس وہان سے خرید کر لایا تہا۔ میرے ساتھی انگریزاونکی خوبی و خوبصورتی کو دیکھکر اکثر پوچھتے تھے کہ کیا یہہ یوروپ سے منگائے ہین۔ جب مین کہتا تھا کہ یہہ عربون

کے بنائے ہوے مدینۂ منورہ کے ہین تو عش عش کرتے تھے۔

عرب کا پردہ

عرب مین اس قسم کے سخت پردہ کا رواج نہین جیسا کہ ہندوستان مین ہر ملک عرب مین مستورات زندگی کے کاروبار اور امور خانہ داری مین بڑا حصہ لیتی ہین حتے کہ دوکانون کو جاکر سوداسلف خرید کرتی ہین اور بعض وقت ضرورت پر جنگ مین بھی شریک ہوتی ہین۔ باوجود ان تمام باتون کے جن قومون مین پردہ کا رواج نہین ہے۔ اونکی طرح مردون کیساتھ بلا تکلف میل جول نہین رکھتین۔ گھر کی بڑی یا چھوٹی عورتین مردون کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر کھانا نہین کھاتین اور اونکے خوشی کے جلسون کے پاس بھی ہرگز نہین جاتی ہین۔ سب سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ مہمانون یا اجنبیون کیساتھ خواہ وہ کسی حیثیت یا درجہ کے ہون مطلق گفتگو نہین کرتین۔ برقع کا یہان عام رواج ہے نقاب پہنے ہوے عورات عام بازارون مین پھر کر سودا کرتی ہین۔

افسوس ہے کہ ہندوستان کے شریف زادے اور امرا یہان کے طرز پردہ داری کو اختیار کرنے مین ہیچ در ہیچ تکلف رکھتے ہین اور جو رسم کہ پڑ گئی ہے اوسکے ترک کرنے مین حجاب در حجاب رکھتے ہین اور سچ بھی ہے کہ جب حیاداری کے حدود ایک جم غفیر نے قائم کر لئے ہین تو اوس سے دفعتاً باہر نکل آنا یا اسکی امید کرنا بیجائی سے مقابلہ کرنا ضرور ہے۔ گو فی الواقع بجز اپنے ہم چشمون کی تضحیک بیجا کے کسی اور کے مقابلہ مین نہ تکلف ہے نہ خفت اور نہ خلاف شرع ہے۔ کاش اگر عرب کا سا پردہ اختیار کر لیا جائے تو ہماری قوم کی حالت تندرستی نہایت عمدہ ہوجائے اور حیات مین ترقی اور ممات مین تنزل فوراً نظر آجائے مگر کسیکو امید ہے کہ ہندوستان کی مسلمان عورتین بلند چاردیواری کے قیدخانون سے کبھی رہائی پائینگی۔

پردے کے لحاظ سے ایک بڑی بھاری دقت ہندوستان مین یہہ بھی ہے کہ علاوہ مختلف الاقوام ہونے کے مختلف المذہب و فرقے کے لوگ تقریباً ہر چھوٹے و بڑے شہرون

قصبون اور دیہاتون مین آباد ہین اور گو زمانہ کا تغیر اونکی حالتین ایک رنگ پرلانے مین رات دن مصروف ہے تاہم اونکا طرز معاشرت اختلاف عظیم رکہتا ہے اور پردے کا ٹوٹنا ایسی صورت مین ایک زمانۂ لامعلوم تک کچھ ناممکن سا نظر آتا ہے۔

مینے برہما چین اور سیام کا بہت سا حصہ دیکھا۔جہان مسلمان بکثرت آباد ہین اون ممالک مین بھی عرب جیسا پردہ ہی ہے۔بلکہ وہان پر برقعہ اور مقنع تک نہین البتہ اونکے کپڑے ایسے ڈھیلے ہوتے ہین کہ بجائے خود برقعہ یا پردے کا کام دیتے ہین۔مصر مین البتہ اب رواج پردہ کا کم ہوتا چلا ہے۔عورات مصر بغیر مقنع کے باہر نکلنے لگی ہین۔گو برائے نام لبادہ یا برقع ضرور رہتا ہے جس سے چہرہ صاف دکہائی دیتا ہے۔

عرب کے مرد مرد یہان کے مختلف قسم کے ہین قبائل بدوی کے لوگون مین اور شہریون مین بہت فرق ہے۔ہر رنگ کے لوگ ملک عرب مین موجود ہین جنمین حبشی خون ملا ہے۔ان لوگون مین کسیقدر سیاہی آگئی ہے۔مدنی نہایت خوش رو،خوش خو،حلیم،متواضع،نرم دل خوش لباس نفیس طبیعت کے ہوتے ہین جیسے صورت مین پاکیزہ شکل و صاحب جمال ہین ویسے ہی عادات و اطوار مین خوش خصال ہین۔مکی لوگ سخت دل اور کسیقدر بے مروت بھی ہین۔ملک عرب مین جسیم مردونکو مینے نہین دیکھا۔قد و قامت مین اوسط درجے کے ہوتے ہین۔شاذ و نادر ہی کوئی جوان ۶ فیٹ کا ہو تو ہو۔مگر عموماً ۵ فیٹ ۵-انچ سے لیکر انچ تک انکی لنبائی ہوتی ہے۔دلیری مین تو مشہور ہین۔

عرب کی عورات عرب کی کل مستورات ازکہ تا مہ آزاد ہین۔نہ تو مسجد مین جانے سے کوئی اونکا مانع نہ بازار مین خرید و فروخت سے انکا کوئی مزاحم۔یہ ظاہر ہے کہ بازار مین ہزارہا نظرون کی وہ نشانہ ہوسکتی ہین۔اور ہزارہا آنکہ اونپر پڑتی ہے مگر کوئی نگاہ بیہودہ دی کے اغراض سے اونپر نہین پڑسکتی ہے۔اور نہ اونکی عزت و حرمت و عفت و عصمت مین کوئی خلل و نقصان پیدا ہو سکتا ہے۔

یہان کے لوگ تو اونکی نقل و حرکت کا خیال بھی نہین کرتے ہان غیر ممالک کے لوگ غیور اور اجنبی ہونے کی وجہ سے اونپر اپنی نگاہ جما سکتے ہین مگر اونکی نگاہ ہرگز کسی قسم کا برا اثر پیدا نہین کر سکتی اور بجز حیرت وخفت زدہ ہونے کے اور کچھہ بھی بازگشت مین نہین لاسکتی - یہانکی عورتین برقعے اوڑھتی ہین چہرے پر مقنع ہوتا ہے - بیرون ہین موزے پہنتی ہین اور سر سے پاؤن تک پردے مین چھپی ہوتی ہین اور بجز آنکھون کے اور کوئی بھی جسم کا حصہ نظر نہین آتا اور آنکھین بھی بغیر گھورے اور ملائے نظر نہین آسکتین الغرض مکی و مدنی مستوراتین و خواتین اپنی عفت و عصمت خداداد و اطاعت اللہ و رسولؐ و رضاجوئی خاوندمین مشہور ہین - امورات خانہ داری اپنی زیب و زینت بناؤ سنگار و صفائی مین کل مہذب دنیا کی تمام عورتون سے ممتاز ہین - فرق صرف اتنا ہے کہ یہ مستوراتین آزاد طبع زیادہ ہین - خوشامد و تملق سے زیادہ خوش ہوتی ہین - جبر و قہر ظلم و تعدی اور مار پیٹ سے طبعاً نفرت ہے - جس سے نوبت طلاق یا خلع تک پہونچتی ہے -

عربون کی مہمان نوازی

اہل مکہ اور مدینہ حاجیون کیساتھ کہانتک مہمان نوازی کیا کرینگے - مگر عرب کی مہمان نوازی مشہور ہے اگر کوئی سیاح وسط عرب اور یمن یا نجد مین سیاحت کرے تو تب اونکی مہمان نوازی کا پتہ لگتا ہے - ایک یوروپین سیاح عرب کی مہمان نوازی کی نسبت یون رقمطراز ہے - "اہل نجد بالعموم اور سدیر کے باشندے بالخصوص ایک بڑا وصف رکھتے ہین جس سے اونکے وطن مین جانے والون کو تسکین ہوتی ہے یعنے متواضع اور پرلے درجے کے مہمان نواز ہین عرب کے اندر اور باہر نظمون اور نثرون مین انکے اس وصف کی بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے اور یہ بلاشبہ اسکے مستحق ہین " مجھے دو ایک مقامات پر عربون کی دعوت مین شرکت حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا ہے مین اگر عربون کی تعریف اونکی مہمان نوازی کی نسبت کچھہ بیان کرون تو شاید لوگ مجھپر ہم مذہب ہونیکا گمان کرینگے اسوجہ سے مین یہان پر میجر پالگریو کے ایک مختصر مضمون کو بیان کرکے اس عنوان کو

ختم کرتا ہون"۔ جب مہمان مکان کے اندر داخل ہوتا ہے تو اوسکو آستانہ کے اندر قدم رکھتے ہی پہلے بسم اللہ کہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر یہہ نہ کہا جائے تو یہہ مکان کے اندر داخل ہونے والے اور گھر والون کیواسطے فال بدخیال کیا جاتا ہے۔ پھر داخل ہونے والا چپ چاپ نصف کمرے تک پہونچکر حاضرین کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتا ہے اس اثنا رمین تمام حاضرین دم بخود ہوکر بے حرکت بیٹھے رہتے ہین لیکن سلام کی آواز سنکر صاحب خانہ اٹھکر کھڑا ہوجاتا ہے اور جواب مین کہتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا مَرْحَبًا وَاَھْلًا یَا سَھْلًا وغیرہ کئے الفاظ زبان سے نکالتا ہے جنکی تعداد کم نہین تمام حاضرین کھڑے ہوکر اسی طرح کرتے ہین۔ پھر مہمان صاحب خانہ کی طرف بڑھتا ہے اور صاحب خانہ اوسیطرح ایک یا دو قدم بڑھاتا ہے مہمان اپنے مہمان نواز کے ہاتھہ پر اپنی ہتھیلی رکھتا ہے لیکن نہ تو ہاتھہ کو پکڑتا ہے اور نہ اوسکو ہلاتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا اونکے خلاف دستور ہے۔ پھر مزاج پرسی تواتر ہوتی ہے۔ تین چار دفعہ کہنے کے بعد ایک یا دوسرا شخص الحمد للہ کہتا ہے۔ جسکی مراد یہہ ہوتی ہے کہ سب طرح خیریت ہے اور یہہ اسبات کا نشان ہوتا ہے کہ اب تکلفانہ سوالات کا موقع جاتا رہا۔

ایک اور مورخ عربون کی مہمان نوازی مین یون رقم کرتا ہے" یہان کے باشندون کا سب سے بڑا اور عمدہ وصف انکی فراخ دلی اور مہمان نوازی ہے کہین دوسری جگہہ ایسی آؤ بھگت نہین کیجاتی یہ وسط عرب کا حال ہے۔ حجازی بیچارے کہانتک کسی کی مہمان نوازی کرینگے ایک دو ہو تو کرین سالانہ لاکھون خدا کے مہمان وہان جایا کرتے ہین۔ تاہم اون اون کے معلمون کے گھر ضرور حاجیون کی مہمان نوازی ہوا کرتی ہے۔ وہی سیاح اور آگے لکھتا ہے۔ جب تم ایکدفعہ انکی حدود مین داخل ہوجاؤ تو آپکے ساتھہ اپنی ذات جیسا سلوک کرتے ہین۔ بہت صاحبدل ہین اور اپنے جان و مال کو تمپر ایسے ہی نثار کرنیکو تیار رہین جیسے کہ وہ اپنے پڑوسی یا رشتہ دار پر۔

علامہ ابن بطوطا اپنے سفرنامہ مین یون تحریر کرتے ہین" اہل مکہ کی حسن عادات سے ہے کہ جب

کوئی کہانا دعوت کا پکاوینگے تو پہلے مساکین اور متوکلین کو کہلاوینگے - اور اونکو بہت ہی لطف و اخلاق و تواضع سے بلاکر کہلاوینگے - اکثر فقرا رکا قیام وہین رہا کرتا ہی - جہان سب لوگون کا مطبخ ہوا کرتا ہی جہان کسی نے لپنے واسطے روٹی پکوائی اور گہر لیچلا تو مساکین اوسکے ساتھ ہوے تو وہ ان سب مساکین کو تہوڑی تہوڑی روٹی بقدر حصہ کے دیدیتا ہے کسیکو گہُرکتا یا جہڑکتا نہین ہے حتی کہ اگر ایک روٹی بھی پکواتا ہے تو ثلث بلکہ نصف تک بطیب خاطر پہلے خیرات کر دیتا ہے -

ایک اور یوروپین سیاح عربون کے لوٹ مار سختی اور تشدد کا ذکر کرتے ہوے یون تحریر کرتا ہی کہ کسی مسافر کو لوٹ لینا عربون کے نزدیک ویسا ہی جوانمردی کا کام ہے - جیسا کسی شہر کو فتح کرنا - ہمین ایسے خصایص قبیحہ کے ساتہ ہرگز ہمدردی نہ ہوتی اگر اون ہی کے مقابل مین اعلےٰ درجہ کے اوصاف بھی نہوتے وہی مردکار زار جنکے ہاتھ سے لوٹ کے اشتیاق یا غیرت کے جوش مین شدید سے شدید بے رحمی کے افعال سرزد ہوتے ہین - جسوقت لپنے گہر مین بیٹھتا ہے تو ایک مہربان میزبان بنجاتا ہے - اعلیٰ تواضع سے پیش آتا ہے - جو کوئی مصیبت زدہ اوسکی پناہ مین آگیا یا جسنے اوسکی حمیت پر بہروسہ کیا تو پہر اوسکی مدارات دوستون کی سی نہین ہوتی بلکہ عزیزون اور رشتہ دارون کی سی - اوسکے مہمان کی جان اوسکے نزدیک محترم ہوجاتی ہی اور میزبان کو اوسکی حفاظت خود اپنی جان پر کہیل کر بھی واجبات سے ہوتی ہی اگرچہ اوسپر کیون نہ ثابت ہوجائے کہ جو شخص اوسکی پناہ مین بیٹھا ہے وہ اُسکا دشمن جانی ہے جسکی تباہی کی وہ سو بار آرزو کر چکا ہے - سخاوت اور فیاضی وہ خصلت ہے جسے عرب تمام خصائل پر ترجیح دیتے ہیں اور اون کے نزدیک یہ خصلت خاص اونکی قوم کے فضایل مین سے ہے -

عرب شہر لونکی غذا مہذب تعلیمیافتہ ملکی مدنی اور شامیون کی غذائین نہایت عمدہ اور پر تکلف ہوتی ہین طرح طرح کے پکوان پکاتے ہین - قورمہ، قلیہ، پلاؤ، فیرنی، شیر بنی قسام قسام کی بناکر کہاتے ہین - مختلف قسم کی روٹیان پراٹے جسمین انڈے اور قیمہ بہرا رہتا ہے - کلیجے انکی نہایت دلپسند غذا

ہے۔ مجھے دو ایک وقت عربون کے گہر دعوت کہانے کا اتفاق ہوا تہا۔ یہ لوگ ہم ہندوستانیون کے مانند مرچ، مصالح یا کہٹائی زیادہ نہین کہاتے ہین۔ آچارون مین زیتون کا زیادہ رواج ہے۔ پلاؤ اور سموسے اچھے بناتے ہین۔ ایک بڑے خوان مین دو دو چار چار آدمی ملکر کہاتے ہین بہت ہی اچہا اور پیارا معلوم ہوتا ہے میزبان خود اپنے ہاتھ سے مہمانون کے ہاتھ دہلاتا ہے۔ بعد کہانے کے قہوہ یا چاء نوش کرتے ہین۔ ملک عرب مین پان کا رواج نہین ہے البتہ سگریٹ پیتے ہین اور آجکل کل اہل عرب حقّے نوشی کی طرف زیادہ مائل ہین۔

بدوٗن کی غذا عربون کی عموماً اور بدوٗون کی زندگی خصوصاً فقر و قناعت سے گذرتی ہے۔ ابتدائے اسلام کا اثر اونمین ابھی تک باقی ہے یعنے صبر اور قناعت وجہ معیشت اونکے گلّے ہین خوراک غربا کی جوار کی موٹی ٹکیان کچی پکی سینکی ہوئی کہچڑی۔ اونٹ کا گوشت دُنبہ یا بکرے کا گوشت کبھی کبھی کہا لیتے ہین۔ کہجور خواہ کیسے ہی بدمزہ کیون نہ ہو کہا جاتے ہین۔ مینے اونکو دیکہا کہ جہازی روٹیان یا بسکوٹ بڑی مشکل سے جو پتھر سے توڑنے پر ٹوٹتی نہین اوسکو وہ لوگ بخوشی چبا جاتے ہین۔ اونکے کہانے مین تکلف نہین ہے۔ حلال شئے جو ملے اوسکو خدا کی نعمت سمجھکر کہا لیتے ہین۔

بدوی خانہ بدوش یہ لوگ خیمون مین رہتے ہین۔ چارون طرف دیوار مٹی کی ہوتی ہے۔ چہت کمبل یا اور کسی کپڑے کی ہوتی ہے۔ بعض خیمونکو بکرون یا دنبون کی اون سے بُنتے ہین ضرورت کے وقت ایک مقام سے دوسرے مقام مین اوٹھا کر لیجاتے ہین۔ جہان چارہ مویشیون کو اور پانی اپنے لئے کافی میسر آتا ہے۔ تب تک ایک جگہہ مین ٹہرتے ہین ورنہ وہان سے کسی اور جگہہ سرک جاتے ہین۔ حتی المقدور یہ لوگ اپنے ہی قبیلہ کی سرحد مین بود و باش رکہا کرتے ہین۔ دوسرون مین بہت کم ملتے ہین۔ شادی بیاہ آپس مین ہی کر لیتے ہین۔ بسا اوقات دوسرے قبائل مین بھی انکا رسم لین دین کا ہوجاتا ہے۔

انکے خیمے اکثر سات فیٹ اونچے اور تقریباً ۲۵ فیٹ تک لانبے ہوتے ہین۔ جنکا عرض کم انکم دس

فیٹ تک ہوتا ہے۔ اونکا اثاث البیت بہت ہی سادہ اور صحرائی زندگی کی ضرورتون کے موافق ہوتا ہے۔
انکے خیمون مین ہتھیار۔ اونٹ کے پالان۔ سواری کی زین، مشک، گھی، دودھ رکھنے کے مشکیزے
اُن جمع کرنے کا ایک چرمی تھیلا۔ چھاگل، ڈول، غلہ پیسنے کی چکی، قہوہ دان، ہاون دستہ اور
ضروری مگر مختصر کھانا پکانے کے برتن اوڑھنے اور بچھانے کی بہت مختصر چیزین نظر آتی ہین۔ اکثر
انکے پڑاؤ ریگستان کے کنارے سر سبز و شاداب مقامات پر ہوا کرتے ہین۔

شہری عربونکا حال مکی۔ مدنی اور شامی عربون کو جنسے میری ملاقات ہوئی ہے اور جنکو مینے
دیکھا ہے اونمین متوسط اور امرا، عمدہ اور خوش قطع ہوادار مکانون مین باساز و سامان رہتے ہین۔
انکے مکانات کئی کئی منزل کے ہوتے ہین۔ علی العموم مکانون مین صحن بہت ہی کم ہوا کرتا ہے بعض
مکانون مین تو صحن ہی ندارد۔ مگر ہوا کیلئے دریچے ضرور ہوتے ہین جو بجائے دروازون کے
ہوا کرتے ہین۔ اندر کمرون مین چارون جانب ملائم و نفیس طرح طرح کے خوشنما ریشمی سوتی حسب
حیثیت جہنٹون کے گدے عمدہ فرش۔ مختلف قسم کے خوبصورت تکئے۔ جنمین دیوارون سے لگا کر بیٹھنے
کے جدا۔ سرہانے اور بغل مین رکھنے کے علحدہ۔ غرضکہ آسایش و آرام کی کل چیزون نہایت خوبصورت
پُر تکلف ہوتی ہین۔ فرش مین ایرانی قالینون کا زیادہ رواج ہے۔ دیوارون کو بڑے بڑے خوشنما
حلبی آئینے اور جرمنی اور یوروپی اشیاء سے مُزیّن کرتے ہین۔ میرے خیال مین ایک اوسط درجہ کا
آدمی عرب مین جو اپنے گھر کو سجاتا ہے ہندوستان مین شاید امیرون کے گھر ایسا ساز و سامان ہو۔

تمدن و معاشرت اکثر مدنی تجار و اہل حرفہ ہین۔ بدوی خانہ بدوش زمیندار و باغبان ہین۔
خوراک عمدہ کھاتے ہین۔ سیر و سیاحت و تفریح کے شوقین۔ عادات و اخلاق مین نیک خصال پسندیدہ
افعال ہین۔ مکان کی سجاوٹ اعلےٰ پیمانہ پر کرتے ہین۔ زیورات مین روپیہ صرف نہین کرتے یہان پر
زنا۔ جوا۔ شراب خواری، چانڈو خانے، اور بھنگر خانے نہین ہین۔

جتنے ملک مینے دیکھے حتی کہ شام و فلسطین و مصر - برہما و چین کا کوئی شہر اور قصبہ ان قبیحات سے مبّرا نہین ملا - اگر یہ شرف ہے تو حجاز مقدس ہی کو حاصل ہے - یہان فسق و فجور لہو و لعب کا نام و نشان نہین - شرک متعا ہے - شیطان ہزارون کوس بہاگتا ہے - یورپ کی تہذیب کے دلدادہ و دعویدار پیارس و لنڈن کا کیا مقابلہ دکہلائینگے - مصر کے شیفتہ اور جان نثار کیا ثابت کر سکینگے کہ وہ ان خبیثات سے پاک ہین - بیچارے ہندوستانی ہندوستانکو کیا خاک سامنے لائینگے - جہان شرک و بدعت گہر گہر ہے - کہین دریا کی پوجا ہے تو کہین پتھر اور درختونکی سیوا ہے - برہمی و چینی کس برتے پر حجاز کا مقابلہ کرینگے - جاوی و سماٹری کیا لیکر سامنے آوینگے جاپانی تو زنا مین ید طولی رکہتے ہین وہ تو مقابلہ پر آ ہی نہین سکتے - سبحان اللہ یہ ملک حجاز ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ صبح سے شام تک گہر گہر اللہ اکبر کی صدا اور زبان واحد سے کلمۂ لا الہ الا اللہ کی توحید پرستی ہوتی ہے - حرم نبوی مین ذکر و اذکار - درود و صلوٰۃ - درس تدریس قرآن و حدیث شب و روز جاری ہے - دنیاوی قیل و قال اندرون حرمین شریفین منع ہے - یاد الٰہی مین رات دن لوگ مصروف ہین -

ماہ ربیع الاول و رجب مین مجالس ذکر و میلاد شریف و معراج و رمضان المبارک مین تراویح و تلاوت قرآن مجید کا ہر گہر ہر در ہر کوچہ و ہر گلی و ہر محلہ و شہر مین مشغلہ رہتا ہے - دنیا مین مخالفین کے معابد و مقدس مقامات ہزارون بلکہ کروڑون ہین - مگر حقیقی توحیدی عبادت کی جہلک بہت کم نظر آتی ہے - تثلیث کے بندے کیا مقابلہ کر سکتے ہین - مشرکین کے پاس کونسی دلیل و برہان ہے - حرمین شریفین کی ہمسری دنیا بہر مین کوئی مخالفین کا مقدس مقام نہین کر سکتا - فاتوبرھانکم ان کنتم صادقین - یہان کے لوگون کی سیدہی سادی گذران شب و روز ذکر الٰہی سے کام ہے - زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً -

لباس عربون کا لباس بھی ایک دوسرے صوبہ سے مختلف ہے - یمن اور عمان مین وسط عرب اور حجاز مین شام اور فلسطین مین ایک دوسرے کے لباس مین فرق ہے - گفتگو کی شایستگی اور معقولیت

مین مشرقی عرب والے مغربی عرب سے فوقیت لیگئے ہین - جوف سے لیکر یمن تک مردون اور عورتونکا تقریبًا ایک ہی لباس ہی - مفہوف اور اوسکے قرب جوار مین لمبے سفید عربی پیراہن کے بجائے عمان کی زعفرانی بدن کے برابر کرتیان مغربی ہند کے انگرکھون کے نمونہ پر ہین - بجاے عمامے کے رنگدار چھوٹی پگڑیان پہنتے ہین اور ہلکے سرخ جوغے جنکا مشرقی ساحل مین عام رواج ہے عربی سیاہ چادرون کے عوض پہنے جاتے ہین - پاؤن مین سُرخ چمڑے کے چمکدار بحرین یا عمان کے طرز پر جوتیان نجد کے موچیونکی بھدی ساخت کی جابجا نظر آتی ہین - کمر مین ذرا ٹیڑھا نقرئی دستہ والا خنجر بھی لٹکا رہتا ہے صوبہ حسا مین لوگ زیادہ تر ریشم اور زردوزی کام کے پارچات استعمال کرتے ہین -

مکہ اور مدینہ والون کا لباس قریب قریب ایک ہے - مہذب اور خوش قطع ہے - بدوی اور شہری لوگون مین البتہ فرق ہوتا ہے - شہری لوگ موسم سرما مین سر پر ٹوپی پہنتے ہین جس سے کان ڈھنک جاتے ہین اور ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھتے ہین - بدن پر جُبّہ یا شایہ عربی وضع کا ہوتا ہی - پاجامہ یا ازار پہنتے ہین - بعض وقت سب کے اوپر کا کپڑا رویدار ہوتا ہے - پاؤن مین اکثر جراب پہنتے ہین - کوئی برہنہ پا نہین دیکھا گیا - البتہ بدوی غریب لوگ برہنہ پیر رہتے ہین - مکہ اور مدینہ کے حرم مین لوگ جوتون سے داخل ہوجاتے ہین فقط اوپر کا سلیپر نکالکر علٰحدہ کرلیا جاتا ہے جسکو وہ اپنے پاس رکھ لیتے ہین - بالکل خاص انگریزی وضع کے بوٹ اور شوز پر سلیپر چڑھا لیا جاتا ہے - جسکا تلا کسی قدر اندر کے سونے سے سخت ہوتا ہے - شایہ کے اوپر اکثر مشلحہ بھی ہوتا ہے جو دراصل دیسی کمبل کا عبا ہوتا ہی جسکے آستین نہین ہوتے مگر اوسکی وضع اور قطع ایسی ہوتی ہے کہ پہننے سے آستینونکا گمان ہوتا ہی - ان تمام کے اوپر بعض عرب ایک خوشنما صدریہ بھی پہنتے ہین مگر مشلحہ پر صدریہ نہین پہنا جاتا ہے - ریشمی کپڑونکا زیادہ رواج ہے اکثر امراء کو ریشمی عبا پہنتے ہوے دیکھا ہے -

عورتونکا لباس زیادہ تر ترکی وضع پر یا فرانسیسی ڈھنگ پر ہوتا ہے - مگر عربی لباس یہ ہے

سروال یا ازار بند ریہ سر پر کساوہ جسکو مسفہ کہتے ہین - باہر جانا ہو تو مسفہ کے اوپر مدورہ اور مدورہ پر برقعہ پاؤن مین موزہ یا انگریزی وضع کا بوٹ ہوتا ہے جسپر سلیپر چڑھا رہتا ہے - بالغ اور نابالغ عورتون کے لباس مین فرق ہے - نابالغ لڑکی برقعہ یا مقنع نہین اوڑھتی صرف ایک لانبا کرتا ایک ازار اور سر پر ایک کساوہ ہوتا ہے - غرض ملک عرب کا لباس بحیثیت مجموعی بہت اچھا اور قابل تقلید ہے -

علم موسیقی میجر پالگریو اپنے سیاحت نامہ مین یون تحریر فرماتے ہین کہ "میرے ناظرین مین سے کوئی صاحب عرب کی خوش الحانی کے دھوکے مین ہون - میرے خیال مین بجز چین کے دنیا کے کسی ملک کو عرب سے بڑھکر کریہ الصوت ہونیکا فخر نہ ہوگا - مجھے چینیون کے گیت سُننے کا موقع تو نہین ملا ہو مگر بظاہر یہ مجھے اس فن سے بے بہرہ معلوم ہوتے ہین - مجھے اہل ترکی، فارس اور ہندوستان بلکہ حبشیون کے گیت بھی سُننے کا اتفاق ہوا ہے - اہل شام اور امریکہ اور یونان کا ذکر ہی کیا ہے مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ یہ سب کیا بلحاظ آواز اور کیا سماع یا سُرود کے بنی قسحطان یا بنی اسمٰعیل سے فوق لیگئے ہین - میرے عرب کے رہنے والے دوستونکا اس امر مین میری ساتھ اتفاق نہین یہ اپنے خیال مین علم موسیقی مین ید طولیٰ رکھتے ہین اور جو تانین انکے نزدیک دلربا وہ مرغوب ہین وہ ہمین نہایت کرخت اور سمع خراشی معلوم ہوتی ہین - بدونکا نمبر سب سے اخیر مین آتا ہے - انکا پیارا راگ "ابوزید" ہے جب کبھی سفر مین مجھے یہ سُننے کا موقع پیش آیا تو مین بہت ہی بدمزہ ہوا - البتہ شہری ادن سے کسیقدر بہتر ہین اہل عرب کے سب سے بڑی عنایت یہ ہے کہ گال کی تکلیف نہین اُٹھاتے - اہل فارس کی آواز بالعموم دلکش ہے انکا باجہ اگرچہ یورپ کے باجہ کا مقابلہ نہین کرسکتا تاہم بہت سُریلا ہے جسکو سُننے سے رقت پیدا ہوتی ہے اونکے پڑوسی اہل بغداد بلکہ بصرہ سے لیکر دیار بکر تک دریائے دجلہ کے باشندے تمام خوش الحان ہین ملک شام مین بھی علم موسیقی کا چرچا ہے جہان اہل دمشق سب پر فوق رکھتے ہین اونکے بعد سمندر کے کنارے پر رہنے

والے حیدا صیدا اور عکہ اور دیگر دیہات کے لوگ ہین۔ اہل ٹرکی بھی اچھے گانے والے ہین انکے سُر ین اہل یوروپ کے قریب قریب ہین "امیجر صاحب کو شاید عرب کا گانا پسند نہ آیا ہو۔ مگر مجھے بدوُن کے چھوٹے چھوٹے خوردسال لڑکے اور لڑکیان اور عرب کے نوجوان عورتون کا گانا بہت پسند آیا ہے گو اونکی آوازین اور تانین باقاعدہ نہ ہون۔ تاہم دلکش اور شیرین ضرور ہین۔ جدہ سے مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ کو جاتی ہوی بہت سے بدوی اپنی اپنی آوازون مین عمدہ قصاید پڑھتے ہوے جایا کرتے ہین اور ننھے ننھے بچے مختلف آوازون سے حاجیون کے دلون کو اپنے جانب کھینچ لیتے ہین۔

رسم مہک عرب و شام مین عموماً لوگ اپنے گھرون مین خوشبو جلایا کرتے ہین۔ وسط عرب اور نجد مین بھی اسکا رواج بکثرت ہے۔ کہانے سے یا قہوہ سے فراغت ہونے کے بعد مہمان اپنے ہاتھہ صابون سے پاک صاف کر لیتے ہین اوسکے بعد ایک چھوٹا عود دان یا ایک مربع صندوقچہ لایا جاتا ہی جسکے کنارون پر زیبائش کیواسطے خط یا کنگرے چھیدے ہوے ہوتے ہین اور اسکے نیچے اسقدر لعاب دستہ ہوتا ہے کہ پکڑنے والے کا ہاتھ نہ جلے۔ یہ مٹی کا ہوتا ہے اسمین دہکتے ہوے کوئیلے ہوتے ہین اون کوئیلون پر چند خوشبو دار لکڑی کے ٹکڑے چھوٹے چھوٹے رکھتے ہین جسکے جلنے سے خوشبو پیدا ہوتی ہے بعض مقامات پر عود یعنے لوبان اوسمین جلاتے ہین۔ جب خوشبو دار دہوان اوسمین سے نکلتا ہی تو ہر ایک شخص نوبت بنوبت اوسکو ہاتھہ مین لیکر یا اوس کے نزدیک جا کر اوس دہوئین کو لیتا ہے۔ یہ اس قسم کا خوشبو دار دہوان ہوتا ہے کہ بہت دیر تک کپڑون سے اسکی مہک آیا کرتی ہے۔

بردہ فروشی افسوس ہے کہ عرب مین ہنوز غلامون کی منڈی قائم ہے۔ بازار بردہ فروشی کے مکہ معظمہ۔ مدینۂ منورہ۔ اور وسط عرب مین موجود ہین جنمین سوڈانی حبشی، دوغلی اور عرب کے غلامین و کنیزکین فروخت ہوتی ہین۔ انکو کرسیون پر عمدہ لباسون مین بٹھایا جاتا ہے۔ خریدار اپنی مرضی موافق جیسے جانورون کو ٹٹول کر اونکی فربہی و لاغری دیکھتے ہین اسی طرح ان انسانون کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

کاش یہ رسم ملک عرب سے اُٹھ جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔

بردہ فروشی معاہدہ برسلز کی رو سے تمام دنیا مین موقوف ہوگئی اور کل گورنمنٹین بردہ فروشی کی مخالف ہین سلطان المعظم محمود خان مرحوم نے ۱۸۳۰؁ء مین رواج غلامی کو جو محض خلاف شریعت تہا۔ ناپسند فرماکر دول یوروپ کے معاہدہ پر دستخط کردئے تھے۔ مملکت عثمانیہ مین ۱۸۳۰؁ء سے بردہ فروشی موقوف ہے۔ اسوقت ممالک عثمانیہ مین بردہ فروشی قانوناً منع ہے کسی وقت گورنمنٹ عثمانیہ کے جہازات فقط اسی غرض سے بحر احمر مین گشت کرتے تھے کہ جہان کہین بردہ فروشون کی کشتیان ساحل افریقہ سے جنمین غلام و باندیان ہون تو پکڑ کر فوراً آزاد کردئے جائین۔ باوصف اس انتظام کے بھی اندرون عرب اور حجاز مقدس مین بردہ فروشی برابر جاری ہے۔ اسوقت حاجیونکی صورت مین یہہ لوگ افریقہ سے لائے جاتے ہین۔ اس مین کچہہ شک نہین کہ بہ نسبت اور ملکون کے حبشی غلام و باندیان محنتی، جفاکش، مضبوط اور اطاعت شعار ہوتے ہین اور عرب اونہین زیادہ پسند کرتے ہین۔

نجد مین حبشی غلام تعداد مین شمال عرب و حجاز مقدس سے زیادہ ہی نہین بلکہ ہر قصبہ و شہر مین افریقن نسل کی ایک خاص آبادی قائم ہے۔ حتی کہ کل آبادی کا چوتہا بلکہ تیسرا حصہ ہونگے۔ وادی دواسیر اور بریدہ وغیرہ مین بھی اونکی تعداد بہت زیادہ ہے جسکی وجہہ یہہ ہے کہ غلامون کی منڈیان بہت قریب ہین۔ راستون کے اتصال کی وجہ سے یہان تجارت کی گرم بازاری ہے وسط عرب کو آنیوالے غلام سیدہے عارض کے بیچ سے گذرتے ہین اور اونکی بڑی تعداد کیلئے گاہک یہین ملجاتے ہین۔ یہان اونکی قیمت بھی بمقابلہ مکہ معظمہ اور شمالی عرب کے تہوڑی ہوتی ہے۔ ایک حبشی غلام ریاض مین ۱۰ پونڈ کو ملتا ہے تو وہی حایل اور جوف مین ۱۵ پونڈ کو بکتا ہے اور مکہ معظمہ مین جو جدہ کی راہ سے آتے ہین وہ سستے ملجاتے ہین۔ ان غلامون سے زیادہ تر زراعت کا کام لیاجاتا ہے اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلام کی خدمات کو قبول کرکے اپنے خاندان سے کوئی لڑکی بھی بیاہ دیتے ہین۔

ایسی صورت مین اوس سے معاہدہ کرلیا جاتا ہے کہ وہ چند سال تک فقط روٹی اور کپڑے پر اور بلا اُجرت کے کام کرے۔ عرب مین غلام جس دلسوزی و محنت سے اپنے آقا کی خدمت کرتا ہے ہندوستان مین کوئی خوشدل سے خوشدل خادم ہرگز نہین دیسکتا۔ بعض غلام صناع اور کاریگر ہوتے ہین جو اپنے آقا کیلیئے کچھہ کما بھی لاتے ہین۔ کنیزکون کو کہانا پکانا دایہ کا کام و کل خانگی خدمات سپرد ہوتے ہین مکہ معظمہ مین جو کسیقدر خوبصورت عورتین ملتی ہین سرکیشین کنیزک ہین۔ بہت سے اہل ثروت اونکو خرید کر آزاد کرکے پہر نکاح کرلیتے ہین۔ جارجیا کے گرجی قوم کی نسبت یہ بھی مشہور ہے کہ اونکے والدین کمسن بچونکو فروخت کرڈالتے ہین چونکہ وہ نہایت خوش جمال ہوتے ہین اونکی قیمت بھی بہت ہوتی ہے مین ایکدن مکہ معظمہ کے بردہ فروشی بازار مین گیا تو ایک جارجین لڑکی تھی جسکی قیمت اوسکی مالکہ نے ۷سو پونڈ طلب کئے مگر میری رائے مین وہ کسی طرح سے ۳ سو پونڈ سے کم مین ندیتی۔ اس معاملہ مین یہان پر معزز مولف مراۃ العرب کی رائے تحریر کرکے اس عنوان کو ختم کرتا ہون:۔

"بردہ فروشی کی بابت عیسائی قومون نے اس تصویر کا صرف ایک ہی رُخ لے رکھا ہے جس وجہ سے دنیا پر اپنے آپکو بنی نوع انسان کا ہمدرد ظاہر کیا جاتا ہے مجھے افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ معترضون نے قصداً اس معاملہ مین انصاف سے چشم پوشی کی ہے یا اونکو حقیقت مین پوری اطلاع نہین اور محض اپنے ممالک کے غلامون کی خراب حالت سے نتیجہ نکالتے ہین۔ بس جبتک تحقیق کامل نہ کرلی جائے محض متعصب اور خودغرض اشخاص کی اشاعت اور غیر محقق لوگون کی خبرون پر اعتماد کرکے خلاف رائے قائم کرنا یا تہمت لگانا انصاف دوست اصحاب کا کام نہین۔ جو لوگ رسم غلامی کو نگاہ نفرت سے دیکھتے ہین۔ اونہون نے دیگر ممالک مین غلامون کو طرح طرح کے ظلم سہتے دیکھا ہے جیسا کہ یہ رسم یوروپ مین جاری تھی جسکو زیادہ عرصہ نہین گذرا اور بعض ممالک امریکہ مین آجتک جاری ہے) اون ممالک مین غلامون کو مار پڑتی ہے۔ اونکی اہانت کیجاتی ہے۔ ننگے بہوکے رکھے جاتے

ہین جو پایون کیطرح قید رہتے ہین اونکی طاقت سے زیادہ اونسے مشقت کے کام لئے جاتے ہین گویا
کہ اونکا شمار نوع انسان مین نہین۔ خاصکر کہ جب وہ سیاہ رنگ کے ہون اونکا آزاد کرنا کار ثواب
نہین گناجاتا ہے۔ اونکی حالت ادنیٰ درجہ کے حیوانات سے بھی بدتر ہے پس اس اپنی ملکی رسم و رواج
پر قیاس کرکے اسلامی غلامی کو خیال کرلیا کہ دین محمدیؐ بھی شاید غلامی کو باوجود ان خرابیون کے
جائز رکہتا ہے۔ مگر اسلام مین غلامی کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانون کو دنیاوی ضرورتون کی برآنے
مین مدد ملے اعدائی دین کی ایذارسانی سے غلامون کو نجات حاصل ہو۔ غلامی کے بارہ مین ایسے
احکام شریعت مین جنکے موافق غلام کی راحت محفوظ رہے۔ شریعت محمدیؐ اون بدسلوکیون اور سختیون
کو جو دوسری قومین برتا کرتی ہین ہرگز روا نہین کہتی بلکہ نہایت سختی سے اونکی ممانعت کرتی ہے۔
عذاب اُخروی سے ڈراتی ہے۔ ثواب کا وعدہ کرکے غلامون کے آزاد کرنے اور اونکے ساتھ احسان و
سلوک سے پیش آنے کی ترغیب دیتی ہے۔ بسا اوقات غلامونکو غلامی کی بدولت ایسی نعمت ملتی ہے
کہ اگر وہ غلامی مین داخل نہوتے تو اوسکا ملنا ممکن نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلامون کی
نسبت یون ارشاد فرماتے ہین کہ تمہارے غلام تمہارے بہائی ہین خدا نے اونکو تمہارے قبضہ مین
کردیا ہے۔ جو تم کہاؤ پہنو وہی اونکو کہلاؤ اور پہناؤ اور اونکو تکلیف نہ دو۔ عرب اپنے زرخرید غلام و
باندیون سے جو شریفانہ برتاؤ رکہتے ہین اوسکے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے وہ غلامون کیساتھ اسیطرح
شفقت و محبت سے پیش آتے ہین جس طرح اپنی اولاد یا عزیزون سے غلامونکو اپنے ہمراہ کہانا کہلاتے
ہین اونسے اوسیقدر کام و محنت لیتے ہین جسکو وہ بہ آسانی و بخوشی کرسکین ؎

عرب مین جب مینے غلامون سے اونکی حالت کو استفسار کیا تو اپنی موجودہ حالت مین نہایت
خوش پائے گئے ایک غلام حجاز ریلوے مین مسٹر اسرو زہاد بوسینوی کے ہمراہ تہا جو میرے کمپارٹمنٹ
کے بازو والے کمرے مین میرے ہمسفر تھے اونسے مجھسے فخریہ بیان کیا کہ میری غلامی دوسرے لوگون کی

آزادی سے نسبتاً بدرجہا بہتر ہے۔ اسمین کلام نہین کہ عرب جسقدر آرام و آسایش باندی غلامونکو دیتے ہین اونکا عشر عشیر بھی ممالک غیر مین ملازمون بلکہ خاص رشتہ دارون وعزیزون کے ساتھ برتاؤ نہین دیکھا جاتا ہے۔ غلامی کے فوائد خواہ کچھہ بھی ہون مگر اصول غلامی سے بدتر دنیا مین کوئی شے نہین ہے اور یہ فعل بڑے جابر دلونکا کام ہے۔ حمیت انسانی کا اقتضا رہے کہ غلامی بند ہو۔
میرے خیال مین رفتہ رفتہ یہ رسم حجاز مقدس مین بالکل بند ہوجائیگی اب وہ پہلے کی سی گرم بازاری نہین ہے بہت کم تعداد مین اسوقت غلام وکنیزک میسر آتے ہین خدا کرے کہ یہ غلامی اور بردہ فروشی کا بدنما داغ حجاز مقدس کی سرزمین سے اوٹھہ جائے۔
۱۸۹۲ء مین یا اوس سے کسیقدر پہلے وہابی گورنمنٹ فارس کے ہر ایک حاجی سے جو ریاض ہوکر مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کو جاتا تہا ۴۰ طلائی مہرین سرحد ریاض سے گذرنے کیلئے اور ۴۰ مہرین سامان حفاظت سے پہنچانے کے کل ۸۰ طلائی مہرین وصول کرتی تھی انکے عوض گورنمنٹ کی جانب سے کوئی اہلکار قافلہ کی حفاظت کیلئے جاتا تہا۔ اور اس بدرقہ کو راستہ مین اور کاروانوں سے بھی چندہ وصول کرنیکا حق حاصل تہا۔ ہر ایک مقامی حاکم بغیر کچھہ لئے یا قافلہ کو لوٹنے کے اپنے علاقہ سے گذرنے نہین دیتا رہا۔ اس حساب سے ایرانی حاجی کو وہابی محافظون کیساتھ وسطی عرب سے گذرتے ہوے ڈیڑھ سو مہرون سے زاید رقم ادا کرنی پڑتی تھی جو انگریزی ۳۰۰ سو روپیہ کے برابر ہے یہ اہل ایران کیلئے جتنا گران بار تہا اوتنا ہی اہل عرب کیلئے فائدہ رسان رہا۔ اس اخراجات کو نظر کر غلامون کی آمد و رفت اس راستہ سے نہین ہوتی تھی۔

عرب کا محل وقوع اگر ہم عرب کو کرۂ ارض کے نقشہ پر دیکھین۔ تو اسکے محل وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اسے ایشیا، یوروپ، افریقہ کے ۳ براعظمون کے وسط مین جگہہ دی ہے عرب خشکی و تری کے دونون راستون سے دنیا کو اپنے دہنے اور بائین ہاتھہ سے ملا کر ایک کررہا ہے۔ اسلئے تمام دنیا کی

ہدایت کیلئے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے واسطے عرب ہی موزون ہوسکتا ہے۔

کُرۂ ارض پر آباد حصہ کو اگر دیکھو گے تو جنوب مین زیادہ سے زیادہ ۴۰ درجہ عرض البلد اور شمال مین زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجے تک آبادی ہے۔ دونونکا مجموعہ ۱۲۰ - اور نصف ۶۰ ہوا جب ۶۰ کو ۸۰ درجہ شمالی سے تفریق کردین تب بھی ۲۰ درجہ شمالی رہجاتے ہین - اور مکہ معظمہ ½۲۱ درجے پر آباد ہے۔ اسلئے کل کرۂ ارض کی آباد زمین مین بھی وسط ہونے کا اعزاز رکھتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مکہ کا نام لغات مین ناف زمین ہے۔ انسان کے جسم مین ناف بھی ٹھیک وسط مین نہین ہوتی - بلکہ قریباً وسط مین ہوتی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ عرض بلد مین مکہ بھی وسط حقیقی کے قریب تر واقعہ ہے ڈیڑھ درجہ کا جو تفاوت ہے وہ اس لئے ہے کہ مکہ ناف زمین ثابت ہو۔ دوسری دلیل اسکے وسط ہونے کی یہہ ہے کہ ملک عرب ۱۳ سے ۳۵ درجہ ہای عرض البلد شمالی پر واقع ہے اور ان ہی خطوط کے اندر قریب قریب دنیا کی تمام مشہور نسلین اسوقت آباد تہین۔ مشرق مین آریا و منگول اور مغرب مین حبشی و ہائٹ (نسل حام کے) اور ریڈ انڈینز (امریکہ کے اصلی باشندے) ہین۔ اب جب کل اقوام مین تبلیغ کا پہنچانا مدنظر تہا تو عرب ہی اسکا مرکز قرار دیا گیا۔ غالباً اسی لئے قرآن مجید مین اللہ پاک نے فرمایا ہے:۔ وَجَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ ترجمہ۔ ہمنے تمکو درمیانی اُمّت بنایا ہے۔ تاکہ قومون کے سامنے تم خدا کی شہادت ادا کرو۔ خصوصاً اس زمانہ پر نظر کرنیسے کہ جب افریقہ اور یوروپ اور ایشیا کی ۳ بڑی سلطنتین اسپر حکومت کر رہی تہین تو عرب کی آواز ان ملکون مین بہت جلد پہونچ جانے کے ذرائع بخوبی موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رب العٰلمین نے رحمۃ العالمین یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب مین مبعوث فرمایا گو اسوقت عرب بحیثیت زمین خشک ہو مگر بحیثیت علوم دنیا کے کل ممالک سے آج بھی بہت سرسبز و شاداب ہے۔ عرب کی عام شکل ایک وسطی بلند ہموار زمین کی سی ہے جسکو ریگستانی حلقہ نے محصور کیا ہوا ہے۔ یہ جنوب و مغرب اور مشرق مین ریگستانی اور شمال

مین تبھرتی ہے - یہ بیرونی حلقہ بجائے خود پہاڑونکی قطار سے محصور ہے اور زیادہ تر پست اور بنجر ہین - لیکن یمن اور عمان مین بلند فراخ اور زرخیز ہین اور اونکے پار ساحل کے تنگ کنارہ کے ساتھ ساتھ سمندر پھیلا ہوا ہے - عین درمیانی بلند سطح جزیرہ نما کے نصف سے کچھ کم ہے اور اوسکی خاص حدود بالکل نفود کے بیچ در بیچ اور اوسکے اندر آنیوالی فروعات سے قائم کی گئی ہین - اگر اس سطح بلند ہموار کے ساتھ جوف، طائف، جبل عسیر یمن، عمان، وادی دواسیر، مدینۂ منورہ وحسا وغیرہ بیرونی حلقہ کے سرسبز مقامات شامل کرین تو اسکا نتیجہ ہوگا کہ کل عرب کی دو تہائی زمین کاشت کردہ یا کم سے کم قابل زراعت ہے - اور تیسرا حصہ ناقابل کاشت پتھریلا یا ریگستانی ہے - جسکا بڑا حصہ جنوب مین واقع ہے اور ملک عرب کے نقشہ اور اطراف مین جو جگہہ خالی چھوڑی گئی ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ یہ زمین ضرور ہی غیر آباد ہو - میری راے مین اس خالی حصہ کے حالات تاحال ہمارے علم مین نہین آئے ہین - مین کسی اور موقعہ پر نامعلوم عرب کی سرخی سے اسکا مفصل ذکر کرچکا ہون -

عرب کا جغرافیہ نقشۂ عرب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب وہ جزیرہ نما ہے جو ہندوستان کے جزیرہ نما سے بڑا ہے - جسکے مغرب مین بحر احمر اور جنوب مین بحیرۂ ہند مشرق مین خلیج فارس اور شمال مین ملک شام وفلسطین ہے - اسے شام سے وہ سلسلہ کوہ جدا کرتا ہے - جو اسکے شمال مین چلا گیا ہے - اور مصر سے آبنائے سویز جو ۴۰ برس پیشتر خاکنائے سویز سے موسوم تھی الگ کرتی ہے - ہندوستان اور عرب مین خلیج فارس حائل ہے - عرب وسعت مین مملکت فرانس سے دوچند اور ممالک متحدہ امریکہ سے بہت بڑا ہے - ملک کے مختلف حصے اپنی خاص خصوصیتون کی وجہ سے ممتاز ہین - یمن اور دواسیر کی وادیین - طائف شریف اور جبل شمر کے پہاڑ ایسے سرسبز ہین کہ ہندوستان کے بہترین حصون کو رشک آتا ہے - الحجر والحجاز کی پتھریلی زمین وسط عرب و نامعلوم عرب کا وسیع ریگستان اسقدر بے آب وگیاہ ہے - کہ صحرائے اعظم افریقہ سے مقابلہ کیا جاتا ہے -

عرب کے طبقہ ارضی کی ساخت جزیرہ نما کے طبقات ارضی کی ساخت عربون کی طرح سادہ ہے
اسپر سب سے نیچے ایک قسم کا آتش خیز مادہ اوسپر ریگ کا پتھر اور اوسپر چونے کا پتھر ہے۔

گیہونکی پیداوار مین نے احد کے نزدیک گندم کے کہیت دیکہا - یہ پہلا کہیت ہے جو مین نے
سرزمین حجاز مین دیکہا - نہر کے پانی سے اسمین آب پاشی ہوتی ہے - سنا گیا کہ یہان پر جو، گندم، مکئی بکثرت
ہوتی ہے - یہانکی اور زمین بھی قابل زراعت معلوم ہوتی ہے - پانی کی بھی کچھ قلت نہین - مدینہ منورہ مین پانی
کثرت سے ملتا ہے - متعدد نہرین ہین کنوئین ہین۔

باغات کہجور کے باغ اور مہندی کے درخت آلو، انار، انجیر وغیرہ بہت ہین - مولی، شلغم، گاجر
کوبی اور پالک بہت ہوتا ہے سبزی اور ترکاری اقسام کی ہے - سبزی تو ہر موسم مین ملسکتی ہی پودینہ، دھنیان بہت ہوتا ہے

سکہ جات ممالک غیر اسیطرح مکہ معظمہ مین ہر ملک کا روپیہ اور اشرفی رائج ہے اوسیطرح یہان بھی کل ممالک کا
روپیہ اشرفی روانی اور روانی چلتی ہے مگر سکہ برطانیہ کو سب پر فوقیت ہے کثرت سے یہی سکہ چلتا ہے میرے خیال مین
نصف سے زیادہ کا لین دین انگریزی سکے سے اور باقی نصف مین کل ممالک اجنبیہ و سلطنت عثمانیہ کا شامل ہے آجکل
سرکاری نرخ ممالک غیر کے اشرفیونکا حسب ذیل ہے - انگریزی سورن ۱۰۹ قرش - روسی ۱۱۴ - عثمانی
۱۰۰ قرش - فرنچ ۹۵ قرش - یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہان اوس سکہ کی قدر ہے جسپر شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم
آنجہانی یا موجودہ فرمانروای انگلستان کی تصویر ہو - مکہ معظمہ مین بھی ملکہ مرحومہ کا روپیہ ۱۲ قرش مین چلتا ہے۔

مدینہ منورہ کے مجموعی حالات شہر مدینہ قدرتی طور پر ذرا بلند ٹیکری پر بسا ہوا ہے اسکے اطراف
قدرتی سیاہ پتھرونکی سطح ایسی مضبوط قائم ہے جو دور سے ایک پہاڑی کی شکل مین دکہائی دیتی ہے اگر
غور سے اسکو دیکہا جائیگا تو چارون سمت تقریباً ۵ فیٹ اونچا قدرتی پلاٹ فارم یعنے چبوترہ سیاہ پتھر کا
دکہائی دیگا - اسکی دو شہر پناہ کی دیوارین ہین - اہل تاریخ ان دیوارونکو قدیم بتاتے ہین گو دیوارین
قدیم ہون مگر انکی تجدید سنہ ۹۳۹ھ مین ہوئی ہے - اندرونی شہر پناہ کے ۹ باب ہین جانب شرق باب البقیع
جسکو باب الجمعہ بھی کہتے ہین اور جانب جنوب باب مجیدی ایک نیا دروازہ ہے جسکو باب افندی بھی

بھی کہتے ہین - اور جانب شمال دو باب ہین ایک باب شامی اور دوسرا باب الحدیث - اور جانب غرب دو دروازے ہین - ایکو باب الصغیر - دوسرے کو باب المصری کہتے ہین - باہر کی شہر پناہ کے بھی ۹ باب ہین - جانب بقیع دو دروازے ہین ایک کو باب العوالی دوسرے کو باب البقیع کہتے ہین - انہی دو دروازون متصل ایک اور باب ہے جسکو باب قبا کہتے ہین - مغربی دروازے کو باب عنبریہ کہتے ہین جانب شمال جو باب ہے اوسکو باب الکومہ کہتے ہین - اسوقت ان دونون دیوارون کے باہر بھی آبادی پھیل گئی ہے مردم شماری کا صحیح پتا کوئی بھی نہین بتا سکتا نہ وہان ابتک مردم شماری ہوئی ہے البتہ قیاسی شمار بالاتفاق اس سال کے تجربہ سے ایک لاکھ سے زاید ہے جسمین زائرین شامل نہین ہین - اگر کوئی قافلہ مغرب یا عشا کے بعد داخل مدینہ منورہ ہونا چاہتا ہے تو اندر داخل ہونے کی اجازت نہین دیتے ہین کل دروازے بند ہو جاتے ہین اسلیئے رات بھر باہر قیام کرکے دوسری صبح کو اندر جاتے ہین - مکہ معظمہ جدہ اور ینبوعہ سے آنیوالے باب عنبری سے اور شام سے آنے والے باب الشام سے داخل ہوتے ہین - مدینہ منورہ مین کل ممالک کے مہاجر آباد ہین مثلاً مصری، شامی، بخاری، ہندی، ترکی، کابلی وغیرہ وغیرہ -

خندق الصاص اسکا قصہ یون بیان کرتے ہین کہ دو نصرانی ۵۵۷ھ مین مدینہ منورہ مین آئے اور اپنے کو بڑے زاہد اور عالم و فاضل بتا کر وہان کی بود و باش اختیار کی - باب جبرئیل کے متصل مشہد سیدنا عثمان غنی کے قریب ایک مکان لیکر رہنے لگے جسکو اب رباط العجم کہتے ہین - ریا رالناس کی خاطر صوم و صلوٰۃ مین نہایت زور دیا - خیرات اور صدقات زیادہ کرتے رہے یہانتک کہ مدنی اونکو اعتبار کرکے بزرگ اور شیخ ماننے لگے - اسطرح اونہون نے اہالیان مدینہ کو اپنا گرویدہ کر لیا - انکی نیت یہ تھی کہ کسی طرح سے جد اطہر سرور کائنات علیہ افضل التحیات والتسلیمات کو آپکے مرقد مبارک سے نکالکر لیجائین - وہ نہین جانتے تھے کہ این خیال است و محال است و جنون - خداوند کریم آپکا محافظ و مددگار ہے

جہاں ستر ہزار فرشتے روزانہ صلوٰۃ سلام پڑھنے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے۔ وہ راتکو
خندق کہودتے اور سُرنگ لگا کر مٹی نکالتے رہے۔ اس مٹی کو اپنے گھر میں ایک بڑا گہڑا کنواں اُسمیں
سے کھدوا دیا تہا کہ چھپا دیں۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوا کہ سرنگ کی مٹی کو یہ لوگ جنت البقیع میں
ڈال آیا کرتے تھے۔ آخر جسوقت یہ لوگ سُرنگ کہودتے کہودتے سرورِ دوجہاںؐ کے جسد اطہر کے نزدیک
پہنچے تو جنابِ رسالتمآبؐ نے خواب میں تین بار متواتر سلطان نورالدین شہید زنگی کو ارشاد فرمایا کہ اُٹھ
اور ان دو کتوں کو مار ڈال۔ سلطان نے اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو طلب کر کے اس کام کے سرانجام کیواسطے
روانہ کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سلطان خود حاضر دربار سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ غرض آتے ہی
اہالیان شہر کو بلا کر معائنہ کیا۔ جب وہیں اون دونوں کو نہ پایا تو دریافت کیا کہ کوئی اور رہ گئے ہیں تب
لوگوں نے کہا کہ دو تقدس مآب بزرگ جو ہمیشہ عبادت میں مشغول رہا کرتے ہیں نہیں حاضر ہو سکے اونکے
سوا باقی کل لوگ حاضر ہو گئے ہیں۔ سلطان نے اونکو بلا کر دیکھا تو فوراً جھنجلا اوٹھا اور اونکے مکان پر
جا کر تلاشی لی۔ پہاوڑے۔ کدال۔ بیلچے وغیرہ نکلے اور اونکے مصلے کے نیچے لمبی سُرنگ پائی گئی۔ سلطان
نے فوراً اونکو پابجولاں کر کے مقید کر لیا۔ اور سُرنگ کو سیسہ پگلا کر بہر دیا۔ اور چاروں طرف روضۂ مطہرہ
کے ۵ فیٹ گہری خندق کہود کر اوسکو بھی سیسہ سے پٹوا دیا۔ اب وہ مقام موجود ہے لوگ اوسکو جا کر دیکھتے
ہیں۔ مجکو اتفاق دیکھنے کا نہیں ہوا۔ اون ملعونوں کو روضۂ مطہرہ کے پاس لا کر قتل کر کے آگ میں ڈالدیا گیا

قبۃ الخضر ؑ یہ قبہ باب عنبریہ کے باہر چلے ہوئے پتھروں پر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مقام پر حضرت خضرؑ
نے قیام فرمایا تہا۔ جبکہ زیارت سرورِ کائنات علیہ افضل التحیۃ والتسلیمات کیلئے تشریف فرما ہوئے تھے
لوگ زیارت کو جاتے ہیں افسوس مجھے موقعہ نہیں ملا۔

قبۃ الروس یہ قبہ باب عنبریہ کے باہر اور قبہ سید ناخضرؑ کے درمیان واقع ہے۔ سُنا گیا کہ یہاں
عبدالوہاب نجدی کی فوج اور اوسکے سپہ سالار عبداللہ مسعود کا سر کاٹکر دیوار میں لٹکا دیئے تہے۔ اُن لوگوں نے

حرمین شریفین مین بہت بے ادبیان کین تہین۔ کل قبات جو جنت البقیع مین تہے گرادئے تہے! اہالیان مدینۂ منورہ کو حضور انورؐ پر درود و صلوٰۃ و سلام پڑہنے سے منع کیا گیا تہا۔ آخر کار سب کے سب سلطانی فوج سے مارے گئے۔

مقام حرّہ واقم مسجد قبا سے آتے ہوے ہمکو ایک وسیع مقام دکہائی دیا۔ جہان پر نخلستان نظر آرہے تہے مینے اپنے مزور سے پوچہا کہ کون مقام ہی تو اوسنے کہا کہ یہ بڑا تاریخی مقام ہی جہان پر واقعۂ حرّہ ہوا تہا مین جنگ حرّہ کی حالت جذب القلوب سے ناظرین کی آگاہی کیلئے نقل کرتا ہون :-

اہل مدینہ کا مدینۂ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو کمال رونق و آبادی کے زمانہ مین کہ بقایا صحابہؓ اور تابعین سے مملو تہا۔ حادثے اور فتنے پے در پے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنون کے خوف سے باہر نکلے اور یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک فوج عظیم شامیونکی ساتہ دیکر مدینہ پر بہیجا۔ اون اشقیا نے اُن حضرات کو اسی مقام حرّہ مین نہایت ذلت و خواری کیساتہ شہید کیا۔ اور تین دن تک ہتک حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین مشغول رہے اسہی وجہ سے اس مقام کو واقعہ حرّہ کہتے ہین۔ زیادہ تفصیل کیلیئے جذب القلوب ملاحظہ ہو۔ واقعات حرّہ لکہنے کو میرا قلم لرز رہا ہی اسلئے مینے اسی پر اکتفا کیا۔

مدینۂ منورہ کے مشہور کوئین مسجد قبا کے نزدیک بیر اریس یا عریش ہے۔ اوسکو بیر خاتم بہی کہتے ہین سُنا گیا کہ آنحضرت رسول خدا کی خاتم مُبارک بزمانۂ خلافت حضرت عثمان غنیؓ اسہی کنوئین مین گر گئی تہی۔ بیر غرس آنحضرتؐ نے اس کنوئین کے پانی سے وضو کیا تہا۔ بقیہ وضو کا پانی اسہی مین ڈالدیا تہا اور لعاب دہن مبارک آنحضرتؐ کا اوس مین پڑا ہے تہوڑا سا شہد آپ کے لئے کوئی تحفہ لایا تو آپنے وہ بہی اوس مین ڈالدیا۔ آپ حین حیات مین اسکا پانی اکثر پیا کرتے تہے اور بعد وفات آپکی وصیت تہی کہ بیر غرس کے پانی سے غسل دینا۔ چنانچہ حسب وصیت آپکو اوسی کنوئین کے پانی سے غسل دیا گیا۔ بئر رومہ مسجد قبلتین سے جانب شمال وادی عقیق مین واقع ہے پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہی۔

کہ تعریف مین نہین آتا - اس کنوئین کو حسب الارشاد سرور کائنات سیدنا عثمان غنیؓ نے ۳۵ ہزار درہم کو
خرید کرکے مسلمانون کیلئے وقف کیا تہا - بیر بضاعہ باب الشامی کے متصل ایک کنوان ہے جب زیارت
سیدنا حمزہؓ کو جاتے ہین تو دہنے ملتا ہے - آپنے بھی آپکا لعاب دہن گرا ہے - اور آپنے وضو فرماکر
باقی پانی وضو کا اسمین ڈالدیا تہا - آنحضرتؐ کے زمانہ باسعادت مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے
پانی سے غسل دیتے تھے - اس پانی کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفای عاجل عنایت کرتا ہو - آجکل اسکی
زیارت مشکل سے ہوسکتی ہے - یہ دوسرے لوگون کی ملک مین آگیا ہے - بیر بصہ اسکے پانی سے آنحضرتؐ
نے غسل فرمایا ہے اور اپنا سر مبارک دہویا ہے - بیر حاء مسجد شریف سے جانب شمال واقع ہے کہتے
ہین کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہان تشریف لیجاکر اوسکے درختون کے سایہ مین جلوہ فرما
ہوتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرماتے تھے - ابوطلحہ انصاریؓ کے پاس سارے اموال مین مجرب اور
معزز تر اونکے نزدیک یہی بیر روحاء تہا - اس کنوئین کے نزدیک ایک مختصر سی مسجد اور رباط بشیر الدولہ
حیدرآبادی کی ہو - اسکا پانی شیرین ہو - اور ہوا یہان کی نہایت خوشگوار و فرحت انگیز ہے - بیر عثمانؓ
مسجد قبا سے جانب مشرق ایک نخلستان مین جہانکی جگہ نہایت لطافت رکہتی ہے - رسولؐ خدا اکثر
یہان تشریف فرما ہوتے رہے - آپنے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑہی ہے - اکثر زائرین و حجاج
ان مذکورہ بالا کنوؤن کی زیارت کرتے ہین اونکا پانی بطور تبرک پیتے ہین اور ملک کو بھی لیجاتے ہین

مدینہ منورہ کی نہر

عین زرقہ جو نخلستان قبا سے نکلی ہے - مروان بن حکم نے حضرت معاویہؓ کے
حکم سے اس نہر کو طیار کرکے جاری کیا - اور مدینہ منورہ مین لایا - پانی اسکا نہایت لذیذ و شیرین ہے
اسکا مزہ بغیر چکہے معلوم نہین ہوسکتا اور نہ تحریر سے دوسرون پر اسکے مزے کو دکہلا سکتے ہین -

منافہ

باب مصری اور شامی کے درمیان فصیل شہر کے باہر ایک وسیع میدان ہو - جہان قافلے آکر
اترا کرتے ہین - اور شغادف و شبری یہین کہے جاتے ہین - اس وسیع میدان کو حضرت سیدنا عمر فاروقؓ

نے مسلمانون کیلئے وقف کردیا ہے۔ تاکہ حجاج یہین آکر رہین۔ مناخہ کے چارون طرف عالی شان مکانات بنے ہین۔ اکثر بدوی یہان سکونت پذیر ہین۔ اس مناخہ مین ترکی پولیس کی ایک چوکی ہے اور مساجد ذیل واقع ہین جسکی لوگ زیارت کرتے ہین۔

مسجد سیدنا عثمانؓ، مسجد سیدنا علیؓ، مسجد سیدنا ابوبکرؓ، مسجد انعامہ یا غنیمہ یا عیدگاہ، مسجد سیدنا عمرؓ، اور مسجد سیدنا بلالؓ۔ اس مناخہ مین ایک بازار ہے۔ جہان کھجور کی گٹھلیان فروخت ہوتی ہین۔ ان گٹھلیونکو بھگوکر بکریون اور اونٹون کو کھلاتے ہین۔

اسمائی مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ مکہ اور مدینہ کے بہت سے نام ہین جنکا ذکر وضاحت کیساتھ کتب تواریخ مین کیاگیا ہے منجملہ اونکے انبیائے سابق کی کتابون مین مکہ کو فاران اور مدینہ کو سلع کہتے ہین۔ مین ان تمام نامون کی فہرست کو عمداً چھوڑ دیا ہون۔

مہاجرین حرمین شریفین تعداد مہاجرین جنہون نے اقامت حرمین شریفین اختیار کرلی ہے۔ بیان کرنا ایسا ہی مشکل امر ہے جیسے عرب کی مردم شماری کا لکھنا میرے خیال مین خالص ہندوستانی مہاجرین تقریباً ۱۲ ہزار سے کم نہونگے۔ مگر یہ تعداد بھی فرضی اور سنی سنائی ہے۔ دیگر مہاجرین مین جاوی ترکی، شامی، مصری، حبشی، عجمی، تاتاری، مغربی اور روسی غرضکہ ہر ملک کے لوگ تقریباً تھوڑے بہت پائے جاتے ہین۔ انمین بعض لوگ تجارت پیشہ ہین۔ اور بعض ایسے ہین کہ وہ اپنے ملک مین جائداد یا بسر اوقات کے وسائل چھوڑ آئے ہین جنکی آمدنی سے یہان اپنا گذارہ کرتے ہین۔

اکثر ایسے بھی اشخاص دیکھے گئے کہ محنت و مزدوری سے اپنی معاش پیدا کرلیتے ہین علاوہ انکے مہاجرین کی ایک بڑی تعداد نے حجاج کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور اس ذریعہ سے اونکو اچھی خاصی آمدنی ہوجاتی ہے۔ اگرچہ مہاجرین اپنے اپنے ملکی رسم و رواج کے موافق کھانے کی نوکری بھی پان کہولدین تو میری رائے مین ایام حج کے اندر اندر ہی وہ سال بھر کیلئے روپیہ

کما لے سکتے ہین۔ نہ معلوم کیون اور کس وجہ سے اس طرف توجہ نہین کی گئی شاید طباخی پیشہ کو حقیر سمجھا گیا ہو سالانہ ۲۰ اور ۲۲ ہزار ہندوستانی بغرض حج و زیارت حرمین شریفین کو جاتے ہین اتنے بڑے مجمع کیلئے جہان تک مجھے علم ہے ایک بھی ایسی دوکان کہانے کی وہان نہین ہی جو ہماری ضروریات کو پورا کرسکے۔ اہل حرفہ اس طرف توجہ کرین

زیادتی کرایہ کی شکایت اکثر اصحاب بھی شکایت کرتے ہین کہ حجاز مقدس مین اونٹ کا کرایہ ایک طرح پر نہین رہتا ہے گاہے بڑھتا اور گاہے اُترتا ہے۔ ہمارے ذاتی تجربہ سے تو بھی پایا گیا کہ کرایہ اونٹ کا شریف مکہ کی جانب سے مقرر ہوتا ہے۔ اگر نظر انصاف سے دیکہا جای تو جو کرایہ مکہ کے شریف صاحب مقرر فرماتے ہین وہ کسی حالت مین زیادہ نہین ہے۔ یون غیر ملک ہونے کی وجہ سے حجاج و زائرین جو کچہ کہہ لین وہ کم ہے یہان پر مین مولف مرأۃ العرب کا مضمون لکھکر وہی رائے اپنی بھی قائم کرتا ہون :-

"کیون حضرات کیا ہندوستان کے ہر حصہ بلکہ ہر شہر مین ہجوم مذہبی و نیز میلون کے موقعون پر کرایہ گاڑی و یکہ وغیرہ کا سہ چند و چہار چند اور کبہی اس سے زیادہ نہین ہوجاتا۔ برسات کے موسم مین علی العموم ریلوی اسٹیشن سے شہر تک ہر سواری کے کرایہ مین زیادتی نہین ہوجاتی! گاڑی یکہ والے قانون اور قواعد میونسپالٹی کو بالای طاق رکہکر باختیار خود ترمیم کرکے آئے دن انحراف نہین کرتے رہتے ہین۔ اگر یہ امر صحیح ہے اور یقینی صحیح ہے تو صرف خفیف سی شکایت زیادتی کرایہ کی موقع حج پر دو بھی تمام عمر مین ایکبار) کسقدر حدود انصاف سے علحدہ اور بدنما ہے۔ ہماری رای مین یہ اونکو اپنے منصب کی رو سے کامل اختیار رہے کہ موقع و مصلحت کے لحاظ سے کرایہ جو چاہین مقرر کرین"

گرانی کرایہ کا حال بھی ذرا سُن لیجیے کہ وہ کہانتک زیادتی کرتے ہین جسکی بوم عربستان سے ہندوستان تک پہونچگئی ہے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک آمد و رفت مین ۶۰۰ میل کا فاصلہ اور ۲۴ منازل ہین۔ اس مین اقامت مدینہ منورہ جو کم سے کم ہفتہ یعنے آٹھہ (لزوم) رکھا جائ تو ۳۲ روز ہوے

اس مین راستہ مین اکثر دو روز مقام کر دیا کرتے ہین تو ۲۴ یا ۲۵ روز کا عرصہ آنے اور جانے مین ہوتا ہے اس تمام زمانہ کیلئے فی اونٹ کرایہ سو روپیہ تک ہو جاتا ہے اور بعض وقت کم یا کچھہ زاید جسپر دو حاجی سوار ہوتے ہین جو فی کس ۵۰ روپیہ ہوتا ہے۔ اب آپ ہی انصاف سے کہئے کہ ۲۵ روز کیلئے ۵۰ روپیہ کرایہ کا دینا کیا بڑی رقم ہے۔ اور پہر حرف شکایت زبان پر لانا۔

کیون حضرات! آپ زمانہ دربار دہلی ۱۹۰۳ء اور ۱۹۱۱ء کو بہولگئے جو ابہی ابہی گذرا ہے جو شرح ہر قسم کے گاڑیون کی مقرر ہوئی تھی جو کرایہ معمولی مکانات کا فلک چہارم پر پہونچگیا تہا۔ معمولی یکون کا کرایہ فی گھنٹہ روپیہ سے دو روپیہ تک ہو گیا تہا۔ وکٹوریہ اور کوچ گاڑی کا کرایہ یومیہ ۵۰ روپیہ تک ہو گیا تہا۔ اس سے ہندوستان کے ہر حصہ کا رہنے والا بچہ بچہ تک واقف ہے۔ اوسکے بیان کی چندان ضرورت نہین۔ یہان ہمنے ہندوستان مین کبھی کسی کے منھہ سے تو اس زیادتی کرایہ کی شکایت بہی نہین سنی وجہ یہ تھی کہ یہہ دربار قیصری تہا اور وہ دربار خداوندی۔ پہر شکایت کیون ہو۔ اسکا ایک بڑا بہاری سبب غالباً یہ ہوگا کہ ہم لوگ یہانکی بے اعتدالیون کے عادی ہو رہے ہین۔ یہان ہجوم میلون اور سیرگاہون پر جو ایذائین و اخراجات پیش آتے ہین اونکی تلافی خیالی حظ نفسی سے سمجہہ لیجاتی ہے۔ اور وہ خیالی فرحت کثیر اخراجات اور سخت تکلیف پر متوجہ ہی نہین ہونے دیتی۔ پہر یہانکی ایذا۔ کیون ایذا سمجہی جانے لگی۔ وہان ایک فرض مذہبی کے سوا دوسرا شغل ناروا۔ ناسزا۔ دوسرا خیال حرام اور گناہ ہے۔ میری رای مین اگر کچھہ شکایت ہو تو فقط معلّم اور مطوفون کی ہونی چاہئے جو وہ لوگ اکثر جا و بیجا باتین اور موقعہ کو غنیمت سمجہکر حجاج و زائرین کو سُنا کر اونسے روپیہ وصول کرنے کی فکر کرتے ہین۔ اہالیان مکہ و مدینہ کی ایسی کوئی شکایت نہین جو قابل تحریر ہو۔

رابق سے مدینہ منورہ

رابق سے ایک تو سلطانی راستہ ہے جسکا مین ذکر تفصیل کیساتھ کر چکا ہون۔ ایک دوسری راہ سیدہی پہاڑون کے درمیان سے ہو کر گذرتی ہے جسکے منازل حسب

ذیل ہین۔ راستہ دشوار گذار ہے۔ جہانتک ہوسکے اس راستہ سے جانیکا قصد نکرین۔ اگر شریر والے بدو اوس طرف کے ہونگے تو ضرور کسی نہ کسی بہانے سے لیکر ہی جائینگے۔ اور اون کے ہاتھ سے چھوٹنا بھی مشکل ہے۔

مقام بیر عنبریک رابق سے بعد نماز صبح روانہ ہونیسے بعد عصر بیر عنبریک کو پہنچتے ہین۔ آدھا راستہ آدھے جو رابق سے چلنے پڑتا ہے۔ بعد کا نصف راستہ پہاڑون کے وادیون مین سے ہوکر گذرتا ہے۔ راستہ مین مقام زمرۃ العقبہ مین ہی اکثر قافلے اُتر جاتے ہین۔ مگر بیر عنبریک مین پانی وافر ہے۔ زمرۃ العقبہ تک راستہ بربر بیابان جاتا ہے۔ وہان سے وادی مین داخل ہوتا ہے۔

مقام طبرا مقام طبرا ایک پہاڑ کے دامن مین واقع ہے جو منزل عنبریک سے ۸ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ مقام عنبریک سے چلکر ایک پہاڑ پر گذر ہوتا ہے جسکا سلسلہ آج صبح سے ملتا ہے۔ چڑھائی ذرا سخت مگر معلوم نہین ہوتی ہی جتنا چڑھتے ہین اوتنا ہی اوتر ایک وادی طلق ہے۔ اسکو طے کرکے پھر تھوڑی چڑھائی چڑھکر اوترنے کے بعد منزل طبرا ملتی ہے۔ یہان بدوی قبائل بنی ایوب کے لوگ آباد ہین۔ اس موضع کے لوگ طبری کے لقب سے موسوم ہین۔ یہان نہر اور خاریز کی جاری ہے مختصر آبادی کیساتھ کھجورون کے چھوٹے چھوٹے درخت بکثرت ہین۔ بدوی لوگ لکڑی اور پانی روغن بیان کھجور کے پتے لاکر حجاج کے ہاتھ فروخت کرتے ہین۔ ذرا سنبھلکر یہان رہنا چاہئے۔ قبائل کے لوگ شریر اور تکلیف دہندے ہین۔

مقام بیر رجال اللہ بعد ظہر مقام طبرا سے روانہ ہوکر قبل نماز صبح منزل بیر رجال اللہ مین پہونچے اسکو الربان بھی کہتے ہین۔ یہ مقام پہاڑ کی چوٹی پر ڈھلوان جگہ مین واقع ہے۔ یہان دونون سمت اوترائی ملتی ہے۔ طبری سے چلکر تقریباً ۹ میل پر ایک مقام ملتا ہے جسکو ام الدباغ کہتے ہین بدوی لوگون کے چند مکانات ہین۔ پانی ملتا ہے۔ بعض لوگ ام الدباغ مین ہی ڈیرہ کرتے ہین۔

مگر بیر آر رجال اللہ اچھا ہے۔ بیر رجال اللہ مین وہ راستہ بھی آکر ملجاتا ہے۔ جسکو درب تاریک الغبیر کہتے ہین۔ جو مکہ معظمہ سے المیمونہ ہوتا ہوا وادی فاطمہ سے گذر کر آتا ہے۔ بڑا پر خطر راستہ ہے۔ اس راستہ سے بیر رجال اللہ تک پانچ منازل مین لوگ آتے ہین۔

مقام سطح غائر | منزل بیر رجال اللہ یا اُم الدباغ سے بعد طلوع آفتاب چلکر نصف شب پر مقام سطح غائر پر پہنچتے ہین۔ اسکو خلیص بھی کہتے ہین۔ یہ منزل باعتبار نشیب و فراز راہ کے بہت خطرناک ہے۔ اس راستہ مین اونٹونکا معہ شغادف کے گذرنا انسان کو حیرت مین ڈالتا ہے جا بجا کثرت سے پتھر پڑے ہوے ہین جہان بمشکل و باحتیاط ایک ایک آدمی یا اونٹ چل سکتا ہے۔ اکثر سواریان یہان اُتر کر چلتے ہین اونٹ پر بیٹھنے سے اونٹون کے گرنے کا اندیشہ اور خود کو سخت چوٹ آنیکا احتمال رہتا ہے۔ خلیص کے نزدیک تین میل تک تو بالکل خراب اور ناہموار راستہ ملتا ہی اوسپر کسیقدر چڑھائی بھی ہے۔ کتنی جگہہ پر لوگ ٹھوکرین کہاتے اور اونٹ سے گر پڑتے ہین۔ بڑی مصیبت سے یہ منزل طے ہوتی ہی۔ راستہ مین کہین پانی نہین ملتا ہے ۸ گھنٹے کی مسافت اور سخت مصیبت کا سامنا ہے۔ جو قبائل اس طرف آباد ہین جب ادھکے اونٹ کرایہ لئے جاتے ہین تو وہی اسطرف قافلہ کو لاتے ہین

مقام بیر معاشی | اسکو بیر المغنی بھی کہتے ہین۔ حسب دستور بعد نماز صبح کے سطح غائر یعنے خلیص سے چلکر قریب عشا بیر معاشی کو پہونچے۔ یہان پر بنی حرب کے لوگ بڑے آزاد اور چور لٹیرے ہین زیادہ خبرداری کرنی چاہئے۔ اکثر وارداتین چوری کی ہوا کرتی ہین۔ راستہ کی حالت اچھی نہ تھی نشیب و فراز سے زیادہ گذرنا پڑا۔ دہنے جانب جبل رشید اور بائین طرف جبل درجرہ کے مسلسل پہاڑ نظر آرہے تھے۔ بڑے پہاڑون سے چھوٹی چھوٹی دہارین (یعنے ایبرس) نکلکر راستہ تک گرتی ہین۔ کبھی کبھی ان دہارون پر چڑھکر اُترنا بھی پڑتا ہے۔ ملک اتنا خشک نہین ہے کہین کہین سبزی کے آثار بھی دیکھے گئے۔ چند درخت بلسان کے بائین طرف پہاڑون پر نظر آئے۔ پہاڑ کی وجہ سے اونٹ

ذرا کم چلتے ہین ۔

مقام بیر علیؓ بیر علیؓ مدینہ منورہ کے نزدیک ہے اکثر قافلے پہلے یہان اُترکر پہر مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین۔ بعد نماز صبح بیر معاشی سے چلکر قریب عصر مقام بیر علیؓ کو پہونچے۔ راستہ اچھا نہین رہا۔ زیادہ چڑہائی اور اُترائی ملی اور تنگ وادیون سے گذرنا پڑا۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو جانے والے اکثر مقام بیر علیؓ سے ہی احرام باندہ لیا کرتے ہین۔ بیر علی پر بھی بعض اوقات موقعہ پاکر بدو قافلون پر حملے کرتے ہین ذرا ہوشیار رہنا چاہئے۔

مدینہ منورہ بعد نماز ظہر بیر علیؓ سے چلکر قریب عصر مدینہ منورہ مین داخل ہو گئے۔ کثرت خلائق کی وجہ سے اونٹ ذرا کم چلتے ہین ورنہ بیر علی سے مدینہ منورہ فقط چار یا پانچ میل ہے۔ نقشہ مین اس راستہ کو مین درمیانی راستہ کے نام سے لکھونگا۔ اونٹ کی رفتار زیادہ سے زیادہ فی گھنٹہ دو ڈہائی میل کی رہی۔ لیکن حقیقتاً جس طرح قافلہ اس راستہ پر چلتا ہے اوس رفتار کے لحاظ سے ڈیڑھ میل فی گھنٹہ یا اوسط دو میل سے ہرگز زیادہ نہین ہوتی ہے۔

رابق مین چوری گذشتہ شب کو ۱۲ بجے بدو کسی قافلہ پر لوٹ مار کرنے کی غرض سے آگئے وہ قافلہ ہمارے قافلہ سے کسیقدر فاصلہ پر تہا بہت شور مچا تہا حاکم رابق یعنے کمانڈر فوج معہ اسٹاف اور فوجی مدد کے موقعہ واردات پر پہنچگیا۔ بدو فوراً گرفتار کر لئے گئے اونکو پا بجولان کرکے قید خانہ مین زیر حراست کر دیا گیا۔ ہٹرا ہٹرا کی آواز رات بھر ہوتی رہی عجب سمان تہا۔

ریلوے عرب مین اسوقت تک صرف حجاز ریلوے مدینہ طیبہ تک جاری ہو چکی ہے انشاء اللہ چند ہی سالون کے درمیان مہذب دنیا پر بخوبی روشن ہو جائیگا کہ حجاز مقدس اور یمن و نجد کے اکثر حصص مین ریل جاری ہوگی۔ اسکا انتظام ہو رہا ہے۔ مگر بڑی عقلمندی اور حکمت عملی کیساتھ کارروائی چل رہی ہے۔ حدیدہ سے بریدہ اور ریاض صنعا اور بیشہ و ترابہ ہوتے ہوئے طائف

شریف تک ایک شاخ آج سے دس سال کے اندر اندر ضروری جاری ہو جائیگی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور طائف سے جدہ تک دوسری شاخ عنقریب طیار ہونیوالی ہے۔ اور اودہر بغداد ریلوے کا سلسلہ کویت سے بغداد و موصل ہوتا ہوا حلب تک ملا دیا جائیگا۔

راستہ کی حالت اور گورنمنٹ عثمانیہ کی کم توجہی

کل زائرین جو مدینہ منورہ کو آتے ہین وہ مسجد قبا و زیارت سیدنا حمزہؓ و مسجد قبلتین وغیرہ کو ضرور جاتے ہین۔ یہ کل مقامات شہر سے ۳ میل کے اندر اندر واقع ہین زیادہ دور بھی نہین ہین۔ زیارت کا قاعدہ ۱۳ سو برس سے جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک برابر جاری رہیگا۔ سالانہ لاکھون زائرین زیارت سے مستفید ہوتے ہین۔ ایام حج کے سوائے غیر حج کے دنون مین بھی اکثر شامی اور بدوی لوگ ان مقامات کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے ہین۔ راستہ ایسا خراب او تار چڑہاؤ اور گرد و غبار ہے کہ جسکا کچھہ شمار نہین۔ اگر پیدل آدمی ان مقامات سے کسی ایک مقام کو جاکر آویگا تو اوسکی صورت بغیر دہوے کے پہچانی نہ جائیگی گورنمنٹ مہربانی کرکے ان مقامات پر پختہ سڑکین اگر بنادے تو بہت آرام ہوگا۔ اس حالت مین گاڑیبان جب گاڑیون کو چلاتے ہین اور خچرونکو مارتے ہین تو ایک پہیہ نیچے اور ایک اوپر ہوجاتا ہے۔ تب گاڑی کے گرنے مین کوئی کسر باقی نہین رہتی گو گاڑی گرتی نہین ہے مگر سوارون کو ہر دم خوف گرنیکا رہتا ہے۔ اس ملک مین پتھر کی بھی کمی نہین ہے قدرتی پتھر اسقدر پڑے ہوے ہین جنکا کوئی حد و شمار نہین۔ میرے خیال اور اسٹیمیٹ مین ان چارون مقامات پر کل ۱۲ میل لانبی سڑک بنانے کیلئے فی میل زیادہ سے زیادہ ۳ ہزار روپیہ خرچ آویگا۔ ۳۶ ہزار روپیہ مین یہ کل راستے بنجاوینگے۔ یا اگر شاید اس سے زیادہ ہو تو ۵۰ ہزار سے تو ہرگز زیادہ نہین ہوسکتا ہے۔ پتھر ترشے ہوے ایسے سخت اور مضبوط قدرتی پڑے ہوے ہین کہ گورنمنٹ چاہے تو ۸ روز کے اندر اندر کل پتھر جمع ہوسکتے ہین۔ سوای قولیون کے خرچ کا اور دوسرا خرچہ نہین ہے۔ نہ بل باندہنے کی ضرورت

ہے نہ لیول کرنے کی جس حالت مین اسوقت سڑکین ہین اونکو کسیقدر کہود کر برابر کرکے پتھر بچھا کر رولنگ اسٹاک سے کام لینا ہے۔ افسوس اس طرف گورنمنٹ کا کچھہ خیال نہین ہے۔ میونسپالٹی غریب ہے اور روپیہ موجود نہین ہے تو زائرین پر ہی ایک خفیف ٹیکس لگا دیا جاے ایک سال کے اندر اندر اس رقم سے کسقدر زاید روپیہ جمع ہوجائیگا۔ اور سڑکین بنجائینگی پھر اسپر گھوڑا گاڑی بائیسکل ٹم ٹم جو جی چاہے چلا سکتے ہین۔ پتھر بھی یہان کے ایسے سخت ہین کہ ایک دفع کی بنائی ہوئی سڑک کو مدتون تک مرمت کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ یہانکے سیاہ پتھر لوہے کے مانند سخت ہین خداوند کریم حکام عثمانیہ کو اسکا خیال عطا فرمائے جس سے جملہ زائرین سیدنا حمزہ رضؓ و مسجد قبا و قبلتین ہمیشہ گورنمنٹ کے شکرگزار رہینگے۔ ایسے مقدس مقامات پر لوگ جاوین اور سڑکین نہ ہون یا اللہ تیری شان ہے۔

مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی راہین

بیت اللہ سے حرم رسول اللہ کی طرف چار راستے جاتے ہین جنکی تفصیل یہ ہے۔ درب[1] سلطانیہ یعنے سلطانی راستہ جسپر سے ہمارا قافلہ مدینہ منورہ کو آیا اس راستہ سے جانیوالے بسا اوقات ابیار احسانی سے بیر الروحشت ہوکر الحمرا یا بیر عباس مین ہوجاتے ہین یا خلیص ہوتے ہوے بیر الماشی ہوکر مدینہ طیبہ پہنچتے ہین۔ دوسرا[2] راستہ درب شرقیہ یا شرقی راہ کے نام سے موسوم ہے (حجاز ریلوے غالبا اسہی راستہ سے نکلیگی) تیسرا[3] راستہ درب تاریک الغبیر کے نام سے ان دونون راستون کے درمیان سے ہوتا ہوا خلیص مین ملجاتا ہے۔ یہ راہ نہایت پُر خطر ہے اگر اس راستہ کا کوئی شیخ ضمانت دے کر اگر وہ اس راستہ کا باشندہ اور بنی حرب کا معزز ممبر ہو تو اس راستہ سے جانا اچھا ہے۔ اکثر سانڈنی سوار اسہی راستہ سے جایا آیا کرتے ہین۔ چوتھا[4] راستہ مکہ معظمہ سے واپس جدہ شریف جاکر وہان سے بذریعہ جہاز یا کشتی ینبوعہ جاتے ہین ینبوعہ سے پھر مدینہ منورہ کو راستہ گیا ہے۔ تفصیل ان کل راستون کی کسی اور مقام پر لکھی ہے۔

مدینہ منورہ سے ینبوعہ کا سفر

میرے ہمسفر جمعدار حاجی عبدالغفور صاحب متوطن کولار ملک میسور

براہ ینبوع واپس ہوئے وہ اپنے حالات سفر کو اسطرح لکھتے ہین کہ:-

مدینہ منورہ سے الحمرا تک راستہ کی حالت جناب پر روشن ہے اسلئے مین الحمرا سے ینبوع تک کے حالات تحریر کرتا ہون۔ ۲۶ محرم روز چہار شنبہ صبح کے ۷ بجے الحمرا سے ہمارا قافلہ ینبوع کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ مین دو یا تین میل کے بعد مقام بدر ملا جہان پر صرف ایک قبرستان ہے۔ اوسکے گرداگرد ایک حصار باندہی گئی ہے حضرت ابو عبیدہؓ کا مزار اسکے اندر بتاتے ہین۔ یہان پر بہت سے لوگ تعظیماً اونٹون سے اُتر کر سلام پڑہکر آگے بڑہے۔

راستہ کی دونون جانب پہاڑ ہین۔ راستہ تنگ وادی سے ہوکر گذرتا ہے جسمین ریگ کنکر اور چہوٹے چہوٹے پتہر ملے ہوے ہین۔ شام کو ۵ بجے مقام بیر سعید کو پہنچے فاصلہ تقریباً ۲۰ میل ہوگا۔ بیر سعید مین بدؤن کے ۲۰ گہر پہاڑ کے دامن مین ہین۔ حسب دستور اونکی مستورات اور بچے پانی اور لکڑی اور دیگر اشیاء ضروری لاکر فروخت کر رہے تھے۔

۲۷ محرم روز جمعرات صبح ۷ بجے وہان سے روانہ ہوے۔ ۱۲ بجے تک راستہ کی وہی حالت تھی۔ پہاڑ دونون طرف اول تو نزدیک تھے جیسے جیسے ہم آگے بڑہتے گئے پہاڑ بہی ہمارے سے ذرا دور ہوتے گئے ۱۲½ بجے ہم بالکل ایک وسیع میدان مین آگئے۔ جہانتک نظر کام دیتی تھی میدان ہی میدان نظر آتا رہا۔ قریب مغرب کے ہمارا قافلہ اسی میدان مین اتر پڑا۔ پانی یہان نہین ہے۔ بیر سعید سے ہی پانی کا انتظام کرلیا گیا تہا۔ ۱۱ گہنٹے کی مسافت تھی اور فاصلہ تقریباً ۲۲ میل ہوگا ہوا سخت اور تند چلتی رہی۔ مشکل سے لوگون نے کہانا پکایا۔ لوگ اپنے اپنے شغادف و شبریون ہی مین لیٹ رہے۔ جنکے پاس یہ دونون نہین تھے اونکو ہوا مین سخت تکلیف اوٹہانی پڑی۔ ہمارے مطوف ہمکو یہان چوری کا خوف دلاکر خود ہماری چیزون پر قبضہ کر لئے میرے دوست حاجی عبدالغفور صاحب بنگلوری (جنکو آپ اچہی طرح جانتے ہین) کا ایک صندوق چوری

ہوگیا۔ میرے خیال میں یہ سوائے مطوف کے اور کسی کا کام نہیں ہے۔ یہاں تو انسانوں کی آبادی ہی نہیں ہے۔ تو چور کہاں سے آوینگے۔ بہت سے لوگ مارے خوف کے شب بیداری کرتے رہے۔

۲۸ محرم روز جمعہ بعد نماز صبح قافلہ روانہ ہوکر ۴ بجے عصر کے مقام ینبوع کو پہونچگیا۔ فاصلہ ۲۵ میل کا ہے۔ راستہ صاف تھا اونٹ کی رفتار ذرا تیز تھی۔ ہوا اول ذرا زور سے چلی بعد کو ظہر کے وقت تھم گئی۔ ینبوع کے اطراف شہر پناہ ہے۔ دروازوں پر ترکیوں کا سنگین پہرہ موجود ہے۔ مکانات کم ہیں اور چھوٹے چھوٹے مختصر مکانات ہیں۔ ترکی فوج مقیم ہے۔ بحر احمر کا کنارہ شہر سے نزدیک لگا ہوا ہے۔ پلاٹ فارم بنا ہے کشتی پلاٹ فارم تک آتی ہے۔ پلاٹ فارم کے نزدیک تک مکانات ہیں۔ شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر سمندر کے کنارے کسی بزرگ کا مزار ہے حجاج سب شہر کے اندر ہی مکانوں میں رہگئے۔ بازار میں علاوہ اور ضروری اشیاء کے سمندر کی مچھلی تمام کی کثرت سے ملتی ہے۔ بعد مغرب شہر سے باہر کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ بدوؤں کا خوف بتایا گیا۔ صفر کی ۲ تاریخ روز دوشنبہ کو جدے سے جہاز حسینی آموجود ہوا ینبوعہ سے جدے تک تین کا کرایہ نصف گنی (ساڑھے سات روپیہ) مقرر ہوا۔ قریب ۸ سو حجاج کے سوار ہوگئے۔ باقی حجاج دوسرے جہاز کی انتظار میں ٹھہر گئے۔

ینبوعہ سے جدہ ۳ صفر روز سہ شنبہ دن کے ۱۲ بجے ہم جہاز حسینی پر سوار ہوگئے اور ۴ تاریخ روز چہار شنبہ شام کے ۳ بجے جدہ پہنچے۔ جہاز میں چکر کے باعث بہت تکلیف رہی کسی نے نہیں کھایا بحر احمر میں سخت طوفان رہا۔ جہاز جدہ میں شہر سے بہت دور پر کھڑا رہا۔ کشتیاں بہت سی آگئیں اور لوگ اوتر کر کشتی میں سوار ہوگئے۔ ابھی تک ہوا کا زور قایم تھا کشتی بہت ملتی رہی جس سے اور مصیبت زیادہ معلوم ہوئی۔ شام کے ۵ بجے تک کل حجاج جدہ کے پلاٹ فارم پر آگئے فی کس ... کرایہ سع سامان کے دینا پڑا۔ بعد کو حسب دستور جدہ میں اپنے اپنے معلموں کے ذریعہ

مکان کرایہ پر لیکر اُتر گئے ۲ ر روزانہ کرایہ دینا پڑا - اُسوقت ساحل جدہ پر ہمایون حسینی اور نواب یہ تین جہاز موجود تھے جسمین ہمایون سب سے اچھا تھا - جہاز ہمایون کا کرایہ تیق کا ۴۰ روپیہ مقرر ہوا - جب حجاج کی کثرت ہوگئی تو ۴۰ سے ۴۵ ہو چکے - ڈیڑھ ہزار حجاج جہاز ہمایون کا ٹکٹ لئے - دوسرے جہازونکی شرح ٹکٹ ۴۰ روپیہ ہی رہی حکم ہوا کہ ۷ صفر روز ہفتہ درجۂ اول کے مسافر شام کے ۵ بجے معہ سامان کے جہاز پر سوار ہوجائین - دوسرے لوگ ۸ تاریخ اتوار کی صبح ۶ بجے سوار ہوجائین - جدہ کی اطراف ایک شکستہ دیوار شہر پناہ کی ہے - جسکا طول جانب شمال ۷۳۰ گز اور جانب جنوب ۷۰۰ گز - جانب مشرق ۵۸۵ گز جانب مغرب ۶۲۵ گز اور جانب جنوب مشرق ۳۸۰ گز ہے - اسکے پانچ رُخ ہین -

جدہ مین سلطانی قلعہ کے اندر لیلی اور مجنون کی قبر ہے - سُنا گیا کہ دونون عاشق صادق ایک ہی قبر مین دفن ہوے ہین - قبر تہ خانہ کے اندر ہے تہ خانہ بہت نیچا ہے - آدمی سر جھکا کر بمشکل کھڑا ہوتا ہے قبر شکستہ حالت مین ہے نہ کوئی مجاور ہے نہ گد اگر اول تو معلم لوگ اس قبر سے انکار ہی کرتے ہین جب اُونکو اگلے کتب کا حوالہ دیا جاتا ہے تب طوعاً وکرہاً لیجا کر بتاتے ہین قلعہ کے دروازے پر ترکی پہرہ ہے اسلئے عام اشخاص وہان اندر نہین جاسکتے - ہان اگر ترکیون سے کوئی اجازت طلب کرے تو بخوشی دیتے ہین -

اور بھی یہان مزار ابو ہریرہؓ راوی احادیث کثیرہ و مزار حضرت عقیلؓ بن ابیطالب عم علی مرتضیٰؓ و قبر حضرت سید علوی صاحبؒ شہر کے باہر واقع ہین - ان مین سید علویؒ کا مزار ذرا پرتکلف بنا ہوا ہے - مگر یہہ بھی بہت پورانا ہوگیا ہے - علاوہ ان بزرگون کے گیارہ شہدا کے قبرین بھی اسی قبرستان مین موجود ہین کوئی عمارت انپر نہین ہے سمندر کے کنارے تک یہہ قبرستان چلا گیا ہے بعض اوقات جب سمندر مین پانی کا زور ہوتا ہے تو کچھہ حصہ اسکا پانی مین

ہو جاتا ہے۔ سُنا گیا کہ یہان ماہ رمضان مین عرس بھی ہوتا ہے۔ عرس کے ایام مین خوب روشنی کیجاتی ہے اور قرب جوار کے بدوی لوگ اور عرب کثرت جمع ہوتے ہین بہت بڑا مجمع ہوتا ہے۔

جدہ سے بمبئی کل حجاج کیلئے ایک ہی سٹیر ہی لگائی گئی تھی اوسی مقام پر زائد کثرت سانیہ ہوا ہے جس سے لوگون کو سخت تکلیف ہوئی ہوا اسقدر تیز اور سخت چل رہی تھی کہ بمشکل کشتی جہاز تک آسکتی تھی کشتی سے اوپر سٹیر ہی کے چڑھنا نہایت مشکل تہا۔ غرض شام کے ۴ بجے تک کل حجاج جہاز پر سوار ہوگئے۔ ماہ صفر تاریخ ۹ روز دوشنبہ ۱۲ بجے دن کے ہمنے ساحل جدہ کو ہمیشہ کیلئے الوداع کہا۔ بحر قلزم ٹھنڈا تہا جہاز بڑے آرام سے چلا۔ ۱۱ تاریخ کو عصر کیوقت پھر طوفان شروع ہوا سقوطرہ مین تو بہت زور سے ہوا چلتی رہی جس سے لوگون کو سخت تکلیف ہوئی۔ لوگ گھبرا گئے اوسوقت کی حالت جو تھی قابل تحریر نہین۔ پانی سمندر کا جہاز کے اندر آتا اور جاتا رہا۔ کپڑے اور سامان پانی مین تر ہوگیا۔ ۸ بجے شب کے طوفان کے ذرا کم ہونیسے کچھہ تسکین ہوئی مگر پہر شب کے ۱۲ بجے سخت آندہی اور طوفان کے ملنے سے پہر ہماری امیدین منقطع ہوگئین۔ کپتان جہاز نے بھی کہدیا کہ حاجی لوگ میری اس مین کچھہ طاقت نہین ہے جو جو کام اسوقت کرنا تہا کردیا ہون اب میری سے کچھہ نہین ہوسکتا۔ بس یہ سُننا تہا کہ لوگ رو رو کر دعا کرنے لگے غرض بہزار خرابی اور طرح طرح کے تکالیف سہنے کے بعد جمعہ کی صبح کے بعد طوفان کسی قدر کم ہوا۔ لوگونکو سکون حاصل ہوتا گیا جہاز کی رفتار اس طوفان مین ۲ میل فی گھنٹہ سے زاید نہ تھی۔ ۱۴ صفر روز ہفتہ دن کے ۱۲ بجے جہاز ہمایون بخیریت عدن داخل ہوگیا۔ حسب دستور کشتیون مین سامان فروختنی آیا لوگ جو بھوکے اور کچھہ کہائے نہ تھے ایک پر ایک گر کر خرید لئے۔ اوسی روز جہاز رات کے ۱۰ بجے جانب مسقط روانہ ہوا۔ مسقط مین ایرانی حجاج قریب ۵ سو کے اُتر گئے اور جہاز ہمایون وہان سے جانب بمبئی روانہ ہوا۔ مسافرون کے خالی ہونے سے جگہہ خلاصی ہوگئی۔ ۲۴ صفر روز منگل کو ۱۲ بجے

دنکے بخیر و عافیت ہم ساحل بمبئی پر پہنچگئے۔ بعد معائنہ طبی کے لوگ اُتر کر کنارے آگئے۔ اوسوقت ایک نیک دل سیٹھ صاحب نے برف سے سرد کیا ہوا شربت کل حجاج کو پلوایا۔ اوسوقت ایسے سرد پانی کا ملنا ہمارے لیئے آب کوثر سے کم نہ تہا۔ (المرسلۂ عبد الغفور)

بحری مسافت کا فاصلہ ینبوعہ سے جدہ تک ۲سو میل۔ ینبوعہ سے جبل طور ۳۶۶ میل طور سے سویز ۱۲۵ میل ہے۔ حدیدہ سے عدن تک ۲۲۵۔ عدن سے بمبئی ۱۶۶۰ میل ہے۔

امرائی ہندوستان اور فریضۂ حج یون ہر سال ہزارون ہندی جانب حجاز مقدس جاتے ہین۔ مگر جہانتک دیکھا گیا ان ہزارون مین زیادہ تر تعداد متوسط اور مساکین کی ہوتی ہے۔ مگر افسوس اون لوگون پر زیادہ ہے کہ باوجود وسعت و فراخی دولت ہر طرح کی راحت و فرصت ہونے کے حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینۂ منورہ سے مشرف نہین ہوتے۔ اپنی دولت لہو و لعب و اسراف مین بیجا لٹاتے ہین۔ فقیرون کے عرس اولیاء کرام کے میلون پر دور و دراز کا سفر اختیار کرکے ہزارون روپیہ خرچ کرتے ہین۔ مگر اپنے سردار اپنے مولائی نامدار اور شفیع روز محشر سید الجن و البشر ساقی حوض کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر نہین ہوتے۔ ایسی دولت سے کیا فائدہ جو کار خیر سے اور فریضۂ حج سے روکے رکہے اور شیاطین کے مشاغل مین صرف ہو۔

کیا ضرورت ہے کہ آئے سال کچاوے باندھکر سخی سرور کے دربار پر اور حضرت عبد القادر ناگوری کے مزار پر یا حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے عرس مین حاضر ہون۔ مانا کہ یہ ایک مستحب امر ہے۔ جسکے کرنے سے ثواب ہے اور نہ کرنے سے کوئی گناہ نہین ہوتا۔ فرائض و سنن کو چہوڑ کر مستحب کو اختیار کرنا شیوۂ عقل نہین ؎ یا صاحب الجمال و یا سید البشر ؛ من وجہک المنیر لقد نور القمر ؛ لایمکن الثناء کما کان حقہ ؛ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر سبحان ربک رب العزت عما یصفون

وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین امین ثم امین

کتر ین کو ۲۹ ر دسمبر ۱۹۱۱ء کی مغرب سے ۱۰ ر جنوری ۱۹۱۲ء کی صبح تک مدینۂ طیبہ کی اقامت نصیب ہوئی۔ یہ زمانہ گو نہایت مختصر تھا۔ مگر خوش قسمتی سے کل مقامات مقدسہ کی حاضری اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور وہان کے تفصیلی حالات سے واقفیت بھی حاصل ہوئی۔ اکثر اعیان و بزرگان مدینۂ طیبہ کی شرف ملازمت بھی نصیب ہوئی۔ میرے مکرم دوست اور ہموطن جناب عبدالرحمن صاحب عنبر خانی دیلوری سے بہت سے معلومات حاصل ہوئی جسکو مین ناظرین کی آگاہی کیلئے بیان کرونگا۔ سب سے بڑی سعادت مجکو یہ نصیب ہوئی کہ ۵۵ نمازین خاص حرم نبویؐ کے اندر اور ۶ نمازین مدینۂ منورہ مین برابر وقت پر ادا ہوئین خداوند کریم ہر مسلمان اہل ایمان کو یہ سعادت نصیب کرے آمین بحرمت سید المرسلینؐ

ایشیای ترکی کے بعض مشہور مقامات کا ذکر

ولایت بغداد کی آبادی ۸ لاکھ ۵۰ ہزار جسمین ۷ ہزار عیسائی اور ۵۴ ہزار یہودی اور باقی کل مسلمان جنمین شیعہ اور سنی مذہب کے لوگ ہین۔ ولایت بصرہ کی آبادی ۹ لاکھ ۵۰ ہزار جسمین ۶ ہزار عیسائی ساڑھے چار ہزار یہودی اور باقی کل مسلمان ہین سُنی انمین زیادہ ہین۔ ولایت بغداد تین اضلاع پر منقسم - بغداد - بلاج - اور کربلا - اور ولایت بصرہ ۴ پر منقسم ہے۔ بصرہ، امارہ، منتفق اور نجد - ان کل اضلاع مین بغداد رقبہ اور اہمیت کے لحاظ سے سب سے بڑا اور دونون ولایتونکا مرکز ہے۔

قصبۂ زبیر یہ چھوٹا سا قریہ قدیم بصرہ کے مقام پر واقع ہے۔ اور موجودہ شہر بصرہ سے چند گھنٹونکی مسافت پر ہے۔ زبیر مین اس اسلامی سپاہ سالار کا مقبرہ ہے۔ جسکے نام پر یہ قریہ مشہور ہے (یعنے زبیر بن العوامؓ) اس قریہ مین ۴ سو مکان ہین اور یہان کے لوگ متمول اور متعصب بھی ہین۔ قرب جوار کے باغات مین ایک قسم کا خربوزہ ہوتا ہے جو دور دور تک جاتا ہے شیرینی اور لذت مین بہت مشہور ہے۔

قصبہ فاؤ فاؤ کی وقعت سوائے اسکے کچھ نہین کہ یہ بوشہر کے سلسلہ تار کا منتہی مقام ہے۔
۱۸۶۴ء مین انگریزون نے یہان تار گہر قایم کیا تہا۔ ترکی سلسلہ تار جو دریائے دجلہ اور فرات کی طرف آتا ہے۔ فاؤ مین ختم ہوجاتا ہے۔ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے دو قسم تار روانہ ہوتے ہین۔ ایک براہ جدہ و سویز جسکا محصول زیادہ ہے۔ اور دوسرا اور لیانڈ ٹلگرام یعنے براہ فاؤ اس کا محصول کم ہے فی لفظ ۱۲ شاید لیتے ہین۔ مگر ذرا دیر مین تار ملتا ہے۔ مین ایک تار مدینہ منورہ سے ۱۳ ڈسمبر کے ۳ بجے دن کے روانہ کیا تہا تو ویلور (جنوبی ہند) مین ۲۰ جنوری کی شام کو ملگیا تہا۔

شہر بصرہ اس شہر کے دو حصے ہین۔ ایک عربی حصہ ہے جسمین بڑے بڑے بازار۔ گورنمنٹ ہوس دفاتر وغیرہ ہین اسکی آبادی بھی زیادہ ہے۔ اور جدید شہر جو دریا پر ہے عربی حصہ شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ایک تنگ پہاڑی پر واقع ہے۔ دریا کے کنارے کنارے عمدہ سڑک بنی ہے۔ جو شہر کے دونون حصون کو پیوستہ کرتی ہے۔ کیونکہ اسکے دونون جانب بہت دور تک مکانات و عمارات ہین۔ بصرہ نے انقلاب روزگار کے مختلف پہلو دیکھے ہین۔ اٹھارون صدی مین اسکی آبادی ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی ۱۸۲۵ء مین صرف ۶۰ ہزار رہگئی ۱۸۳۱ء کی وبا مین نصف آبادی رہگئی۔ اور ۱۸۳۸ء کی وبا کے بعد صرف ۱۲ ہزار باشندے باقی بچے۔ ۱۸۵۴ء مین اسمین صرف ۵ ہزار آبادی تھی۔ اب پہر یہ شہر زیادہ آباد ہوجاتا ہے۔ آب ہوا کے سوا اسکو بغداد پر ہر طرح کا قدرتی فائدہ حاصل ہے۔ اگر ترکی حکومت مین اصلاح ہوجائے تو یہ شہر عباسیون کے پایۂ تخت (بغداد) سے بڑھ جائیگا۔ عثمانی مردم شماری کی رو سے موجودہ آبادی ۱۸ ہزار کے قریب ہے شہر کے میدانون اور باغون مین جو کہنڈرات ہین ان سے اسکی قدیم وسعت اور شان شوکت کا پتہ چلتا ہے۔ بازارون مین بیحد غلاظت ہے۔ اور حوالی مین دلدل جنکا پانی نکالا نہین جاتا ہے۔ اسلئے یہ شہر صحت کے حق مین نہایت مضر ہے۔ کیونکہ بھی عام بدرو ہے اور شہر کی نصف آبادی

پینے کا پانی بھی اسی سے لیتی ہے۔ امرا کشتیون کے ذریعہ فرات سے پانی منگوالیا کرتے ہین۔ لیکن غربا اسی میلے پانی کا استعمال کرتے ہین۔ گورنمنٹ کی ذراسی توجہ سے ان دلدلون کو صاف کرکے پاک صاف پانی افراط سے مہیا کیا جاسکتا ہے۔

قدیم بصرہ موجودہ زبیر کے مقام پر ۶۳۶ء مین حضرت سیدنا عمر رض نے کلید فرات و دجلہ کے طور پر آباد کیا تھا۔ اسکو بہت عروج ہوا۔ اور یہ شعر و سخن اور صرف و نحو کا منبع تھا جیسا کہ بغداد علوم و فلسفہ کا مرکز تھا۔ بارہوین صدی کے بعد شہر مین زوال آنے لگا۔ سلطان مراد چہارم کی تسخیر بغداد ۱۶۳۸ء کے زمانہ مین یہ کل خطہ ترکون کے ہاتھ آیا۔ ۱۸۳۲ء سے ۱۸۴۰ء تک محمد علی اسپر قابض رہا۔ مدحت پاشا گورنر جنرل بغداد کے عہد حکومت مین شہر بصرہ کی وقعت زیادہ بڑھگئی۔ بصرہ سے بغداد کو دو کمپنیان جہاز رانی کرتی ہین عثمانی لائین کے چھے اور انگریزی کمپنی کے تین اسٹیمر ہین۔ موخرالذکر کے جہاز اچھے ہین اور ان مین سفر کرنے سے آرام ملتا ہے انگریزی جہاز ڈاک لایا اور لیجایا کرتے ہین۔ اور ہفتہ وار چلتے ہین۔ بصرہ سے بغداد تک پہنچنے مین چار پانچ روز صرف ہوتے ہین۔ اور واپس آنے مین تین روز۔ جب پانی بہت اُترا ہوا ہو تو زیادہ دیر لگجاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خراب یا پایاب مقامات پر جہازونکا اسباب اتار دیتے ہین۔ اور پایاب حصہ سے گذر کر پھر اسباب لادا جاتا ہے۔ اس سے تجارت مین بہت ہرج واقع ہوتا ہے۔ اور بہت سا اسباب بصرہ مین ہفتون تک جہازون پر لادنے کیلئے پڑا رہتا ہے۔ گورنمنٹ عثمانیہ اس پانی کو روکنے کی اگر تدبیر کرے تو بہت اچھا ہے جو دلدلون مین چلا جاتا ہے ورنہ کچھہ عرصے کے بعد اس پانی کے ضائع ہونے سے دریائے دجلہ کا بڑا دھارا جہاز رانی کے قابل نہ رہیگا۔ جیسا کہ دریاے فرات، سوق الشیوخ کے نیچے ترک استعمال کی وجہ سے دلدل ہوگیا ہے۔

مقام قرنا یہ مقام بصرہ سے ۹ گھنٹے کی مسافت پر دونون دریاؤن کے اتصال پر واقع ہے

اور یہان سے دریاے دجلہ کے ذریعہ بغداد پہنچتے ہین۔

مقبرۂ عزیرؑ

اسی مقام مین حضرت عزیرؑ کا مقبرہ ہے۔ یہ یہودیونکا مقدس مقام ہے۔ یہ شہر دریا کے کنارے بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ یہودی یہان اکثر زیارت عزیرؑ کو آتے ہین۔ مقبرہ مربع ہے۔ اور اوسکے اوپر اور فرش پر نیلی رنگ کی کہپریل لگی ہے۔ دروازے پر سیاہ سنگ مرمر کی دو تختیان ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ فی الحقیقت حضرت عزیرؑ کا ہے۔ غالباً حضرت عزیرؑ یہین مدفون ہین کیونکہ یہودیونکی کتاب تلمذ مین لکہا ہے کہ وہ زمزومہ واقع دجلہ مین رحلت کئے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ جیروسلم (یعنے بیت المقدس) سے سوسالی طرف قیدی یہودیونکو چھڑانے کیلئے جارہے تھے۔ بروایت مختلفہ آپکا مزار بیت المقدس مین بنی موسےٰ کی زیارت کو جاتی ہوئی طور زیت کے دامن مین بھی ملتا ہے جنے وہان بھی فاتحہ پڑھی ہے۔ مگر یہودیونکو اس امر مین شک نہین کہ حضرت عزیرؑ کی نعش بائین دریائے دجلہ کے قریب ہمیشہ کیلئے آرام کررہی ہی۔

اس سے آگے اور دس گھنٹے کے سفر کے بعد دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر ایک عربی ولی ابوصدرا کا مزار ہے۔ وہان سرکنڈونکی ایک جھونپڑی اور دیوارون کے مانند درخت ہین۔ وہان سے قصبہ امارہ ملتا ہے جسکی آبادی ۴ ہزار کے قریب ہے۔ جہان کوئلہ کا مخزن ہی۔ یہان کے لوگ تجارت مین بہت مستعد ہین۔ بصرہ سے بغداد تک بدوی قبائل آباد ہین۔ یہ لوگ زراعت کرتے ہین۔ پہر بوغیلہ، عزیزیہ، بغدادیہ اور بستان کسریٰ سے گذرتے ہین۔

قریہ سلمان فارسیؓ

اسی مقام پر ہے جسمین حضرت سلمانؓ فارسی کا مزار مبارک ہے۔ بہت سیر و سیاحت کے بعد آپ اس مقام پر رحلت فرما ہوے تھے۔ آپکا مرقد مبارک بستان کسریٰ سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے۔ اس مقبرہ کے قریب ایک گاؤن آباد ہوگیا ہے جو قریہ سلمان کے نام سے موسوم ہے۔ زائرین بہت دور دور سے زیارت کیلئے آتے ہین۔ عرب کے تمام حصو(ن)

کی نسبت الجزیرہ مین زیادہ اولیاء اللہ کی زیارت گاہین ہین۔

بستان کسریٰ بستان کسریٰ یا محراب نوشیروان عادل بھی قابل دید مقام ہے یہان پہلے ایک شہر آباد تہا اور اوسکے وسیع کہنڈرات مین سے اب بھی نمایان چیز باقی ہے۔ نوشیروان کے کہنڈ رودریائے دجلہ کے مشرقی کنارے اور سلوسیہ کے مغربی کنارے پر ہین۔ بستان کسریٰ اب قریب انہدام ہے جو کسی زمانہ مین ایک عالی شان محل کا دروازہ تہا۔ اسکی لنبائی ۲۷۵ فیٹ اور اسکی بلندی ۹۰ فیٹ بتائی جاتی ہے۔ دیوارین ۲۱ فیٹ موٹی ہین۔ اور شاندار محراب قریباً ۸۰ فیٹ بلند ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے مقبرے پر خسروان عجم کے تخت گاہ کے بہ نسبت زیادہ لوگ آتے ہین۔ ان کہنڈرات سے ۸ گہنٹون کے سفر کے بعد خلفائے عباسیہ کا پائی تخت و خلیفہ ہارون الرشید کا شہر نظر آتا ہے۔

بغداد شریف اسکو خلیفہ منصور نے ۷۶۵ء مین آباد کیا تہا۔ یہ شہر پانچسو سال تک اسلامی دنیا کا پایہ تخت رہا۔ حتیٰ کہ ہلاکو خان چنگیز خان کے پوتے نے اسکو تباہ و مسمار کردیا۔ یہ شہر ایسے خطے مین واقع ہے جو کسی زمانہ مین نہایت زرخیز و شاداب تہا۔ اسکو زمانہ قدیم مین عروس البلاد کہتے تھے۔ اسوقت اسکی حالت بالکل خراب ہے۔ بازارون مین صفائی کی ازحد ضرورت ہے۔ ویران اور مسمار مساجد اور شکستہ کشتیون کے پل۔ مفلس لوگ اور نادار بازارون مین بہیک مانگتے پہرتے ہین۔ دریای دجلہ کے مغرب مین قدیم بغداد ہے۔ اسکے گرد نارنگی اور کہجور کے وسیع باغات ہین۔ مشرقی کنارے پر جدید بغداد ہے۔ یہان پر گورنمنٹ کے دفاتر قونصل خانے۔ اور بڑے بڑے تجارتی کارخانے ہین۔ بڑے بڑے کوٹہیان اور جنگی گہر موجود ہین۔ کئے امر سے اب بھی بغداد ایک اہم شہر مانا جاتا ہے۔ ترکی سلطنت مین کسی شہر پر مصر اور عرب کا بغداد کی طرح اثر نہین ہوا کسی اور شہر کا اسکی طرح جزیرہ نمائے عرب کے اندرونی شہرون سے تعلق نہین۔ یہان

خالص عربی زبان بولی جاتی ہے۔ یہان پر مخلوط آبادی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مزارات مقدسہ کی زیارت کیلئے سُنی اور کاظمین مین اہل بیت کی زیارت کیلئے شیعہ بکثرت آتے ہین

بصرہ کی طرح بغداد بھی وبا سے کئی مرتبہ ویران ہوچکا۔ بالخصوص ۱۸۳۱ء مین جب وبا کے بعد سخت سیلاب آیا۔ ایک رات مین سیلاب دریا کے کنارون کے باہر نکل آیا۔ اور ۷ ہزار مکانات تباہ اور ۱۵ ہزار باشندے ہلاک ہوگئے تھے۔ بغداد کی موجودہ آبادی ۲ لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ جنمین ایک ثلث یہودی۔ پانچہزار عیسائی اور باقی کل مسلمان ہین۔ مسلمانون مین شیعہ اور سنی دونون مذہب کے لوگ آباد ہین

دریائے دجلہ یہان مثل موتیونکی لڑی کے ہے جو کہ سینہ کے درمیان سے نکل گئی ہے۔ الغرض دجلہ جو کہ وسط بغداد سے ہو کر نکلا ہے اوسکی عجیب شان ہے۔ جسکا بیان کرنا قلم سے مشکل ہے۔ ابن بطوطہ اُس زمانہ کا حال یون لکھتا ہے کہ:۔

"بغداد اہل دل اور مالدار لوگونکا گھر ہے۔ مفلسون کیواسطے مصیبت خانہ اور ضیق کا گھر ہے۔ کل ملک عراق مین شہر بغداد اپنی خوبیون اور رونق مین مثل چودہوین رات کی چاند کے ہے"

بغداد کی تجارت بغداد کی نہ صرف جنوبی خطون اور بصرہ کی طرف کثیر تجارت ہے بلکہ نجد اور شمالی الجزیرہ کیساتھ بھی بہت ہے۔ ہندوستان اور یوروپ سے بغداد مین ہر سال ۱۰ لاکھ پونڈ کی اشیاء تجارت آتی ہین۔ اور یوروپ کی طرف یہان سے تقریباً ۵۲ لاکھ پونڈ کی اشیا جاتی ہین۔ بغداد مین دریای دجلہ کا نظارہ بہت دلفریب ہے۔ اسکی تیز دہار کنارون سے نکلکر میلون تک باغون کو سیراب کرتی ہے۔ مکانات لب دریا تک بنے ہین۔ اور بعض مکانات کے صحن مین ایسے باغ ہین جو دریا تک پہونچگئے ہین۔ چبوترے اور برآمدے مشرقی

طرز کے نہایت خوشنما ہین۔ برٹش کونسلیٹ کا مقام وقوع دریا کے محاذ مین واقع ہونیکی وجہ
بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ دیگر قونصل خانے بھی عمدہ ہین جیسے یورپ مین سلطنتون کی
قوت اور جبروت کا عمدہ اظہار ہوتا ہے۔ بصرہ کی نسبت یہان یوروپین باشندے بکثرت ہین۔
عثمانیہ آرمی کور نمبر ۶ کا کمانڈر انچیف بغداد مین رہتا ہے۔ اور بہت سے ترکی سپاہی
اس شہر کے بارکون مین مقیم ہین۔ بغداد مین ۶۸ مسجدین - ۶ گرجے - اور ۲۲ جوامع ہین
داؤد پاشا وغیرہ کی مساجد عمدہ حالت مین ہین۔ اور بعض بالکل مسمار ہین۔

بغداد کے حمام بغداد مین بکثرت حمام ہین۔ یہان کے ہر حمام مین خلوت خانے بکثرت ہین
ہر خلوت خانہ مین ایک سنگ مرمر کا حوض اور دو ٹوٹیان ہوتی ہین۔ ایک ٹونٹی سے گرم اور دوسری
سے سرد پانی نکلتا ہے۔ ہر شخص حمام مین تنہا خلوت مین نہا سکتا ہے۔ شام اور مصر کے مانند نہین
کہ ایک کے روبرو دوسرا برہنہ ہوکر نہاتا رہے۔ دوسرا شخص خلوت خانہ مین نہین جا سکتا تاوقتیکہ
پہلا شخص آنے کی اجازت نہ دے۔ نہانے والیکو ایک لنگی اور ۲ ترکش توال اعلے درجہ کے دئے
جاتے ہین۔ لنگی باندھنے کیلئے اور توال بدن صاف کرنے اور باہر آتے وقت اوڑھکر آنے کیلئے
اسقدر عمدہ انتظام حماموں کا سوائے بغداد کے اور جگہہ بہت کم ہے۔ بعض جگہہ گو انتظام
اسکے قریب قریب ہوگا مگر ایسا پورا کامل انتظام کہین نہین ہے۔ اجرت فی کس عشر اور کبھی
کبھی اس سے کم بھی ہو جاتی ہے۔ جو اس انتظام کے مقابلہ مین کچھہ بھی نہین ہے شہر کے متعدد
محلے ہین ہر محلہ مین دو یا تین تین حمام ہین۔

حالات نجد مین یہان پر نجد کے کچھہ مختصر حالات بیان کرنا مناسب سمجھتا ہون گو میرے
سفرنامہ کو اس سے کوئی خاص تعلق نہین ہے تاہم سفرنامہ کے ناظرین کو یکگونہ دلچسپی کا موقعہ ضرور ہوگا
ملک نجد سطح مرتفع یعنے بلند ہے اسکی بلندی سطح سمندر سے تقریباً ۴ ہزار فیٹ ہے۔ لیکن بعض

پہاڑ اور چوٹیان ۵۰۰ ۵ فیٹ تک بلند ہین۔ اور اکثر انہین سرسبز و شاداب ہین۔ اسکی وادیان ریگ اور چونے کے پتھرون سے مخلوط ہین۔ ان وادیون ہین نجد کی زرخیزی اور آبادی منحصر ہے۔ وادیون کی زمین سبک ہے۔ مگر اس مین ریگ اور سنگریزے ملے ہین جو بلند پہاڑون کی چوٹیون سے ہوا اور برسات کیوقت لڑہک کر آتے ہین۔ پانی کی یہ حالت ہے کہ اگر ۱۰ یا ۱۵ ہاتھ زمین کو کسی وادی مین بھی کہودنے سے پانی نکل آتا ہے۔ مگر مزہ پانی کا کسیقدر نمکین ہے۔ میجر پالگر یو کا قول ہے کہ "نجد کی آب و ہوا تمام دنیا سے زیادہ صحت افزا ہے۔ ہوا صاف اور خشک اور ساحل کے زہریلے اثرون سے پاک ہے۔ گرمی مین طپش ضرور ہوتی ہے۔ مگر حبس نہین ہوتا۔ اور جاڑے مین ہوا نہایت سرد ہوتی ہے۔ دیہات کے نزدیک کہجور کے درختون کے علاوہ دیگر میوجات کے درخت بھی ہوتے ہین۔ نجد بہیڑونکی چراگاہ ہے۔ یہانکی بہیڑین تمام عرب مین مشہور ہین۔ انکی اون نہایت ملائم اور باریک ہوتی ہے۔ علاوہ بہیڑ اور بکریون کے نجد اونٹ اور گہوڑون کی سرزمین ہے۔ مغربی نجد اور ولدی دواسیر مین شترمرغ بھی ہین جنکا بدو شکار کرتے ہین اور اونکا چمڑا دمشق مین لاکر فروخت کرتے ہین۔ ایک چمڑے کی قیمت ۳۰ مجیدی تک ہوتی ہے مین نے ایسے چمڑے دمشق کے سوق الحمیدیہ مین دیکھا ہے۔ اسکے وہ لوگ پوستین بناتے ہین۔

اسوقت نجد کا حاکم عبدالعزیز بن سعود ہے۔ اسنے اپنے دشمنونکو بزور شمشیر مسخر کر لیا ہے۔ عرب کے ترکی صوبونکو مقابلہ مین سنا گیا کہ امیر نجد کی رعایا کم ٹیکس ادا کرتی ہے۔ بدوی سپاہ جو امیر نجد کے ملازم ہین سلطانی فوج سے زیادہ تنخواہ پاتے ہین۔ نجد کے اکثر نوجوان تجارت کیلئے بصرہ و بغداد بحرین اور شام کا سفر کرتے ہین۔ نجد مین صرف چار بڑے شہر ہین۔ حائل (پایہ تخت) ریاض۔ بریدہ اور عنیزہ۔ باقی قصبات معمولی ہین۔ بدوی قبائل ہرجگہ آباد ہین۔ یہ دہقان عراق مین بھی اندھیر نخلستان کی کاشت کرتے ہین۔ مگر آبادی نجد کی عمان یا یمن بلکہ نجران

اور وادی دواسیر کی طرح گنجان نہیں ہے - نجد کے موجودہ دارالخلافہ حائل کی آبادی تقریباً ۱۲ ہزار ہے - یہ مقام جبل عجہ کے مشرق میں ہے جو ۶ ہزار فیٹ بلند ہوکر اس شہر کے پاس یکایک ختم ہوگیا ہے۔

حائل شہر حائل ایک سطح مرتفع پر ۳۵۰۰ فیٹ سطح سمندر سے بلندی پر واقع ہے۔ امیر نجد کا مضبوط محل جبل عجہ کے ایک قدرتی مستحکم مقام پر بنا ہے۔ اس شہر کے گرد فصیلیں اور کئے دروازے ہیں۔ شہر میں مساجد بکثرت ہیں اور شہر صاف وعمدہ ہے۔ اسکے گرد ایک گھنٹے میں چکر لگا سکتے ہیں فصیل اور شہر کے وسط میں محل ہے۔ اسکے قریب جامع مسجد اور اسکے عین مقابل میں بڑا بازار ہے۔ حائل ایک بنجر ملک میں واقع ہے۔ قدرت نے اسکو نخلستان بنایا تھا۔ بلکہ اسکے بانیونکی ہمت اور جرأت نے اوسکو زرخیز بنا دیا ہے۔ کہ معظمہ سے جو قافلہ ایرانیونکا بغداد کو جاتا ہے تو اس شہر سے گذرتا ہے۔ بعد اختتام حج مکہ معظمہ سے اور بعض زائرین مدینہ طیبہ سے بھی حائل کو جاتے ہیں۔

الریاض مشرقی نجد میں وہابی سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ یہ شہر عربستان کے قلب میں ہے اسکے شمال اور مشرق میں جبل تودیک ہے۔ اور یہ حائل سے ۲۸۰ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ میجر پالگریونے ریاض کی آبادی ۳۰ ہزار بتائی ہے۔ مگر اسکی موجودہ حالت شاید کسی قدر کم ہو۔ اس سال کثرت سے حجاج ریاض اور نجد سے آئے تھے افسوس کہ زبان کی عدم واقفیت نے ان لوگون سے کسی قسم کے حالات دریافت کرنے کی جرأت نہ دلائی۔ ہندی مہاجرین جو اردو سے واقف ہین تو اونسے ایسے حالات دریافت کرنے میں مدد ملتی ہی مگر بدقسمتی سے اوس ملک کے باشندے نہین ملتے۔ سنا گیا کہ اس شہر کی عام صورت شہر دمشق کی سی ہے۔ یہ ایک بڑا مربع بر جدار شہر ہے۔ اسکی فصیلین مضبوط اور مکانونکی چھتین مٹی سے بنی ہوئی ہین۔

جیسے ملک میسور کے مکانات جنکو وہان کے لوگ دھابے کہتے ہین۔ بعینہٖ اسیکے موافق ریاض کے
مکانات ہین۔ یہانکا قلعہ بڑا بلند اوسکی فصیلین نہایت خوشنما شاندار ہین۔ قلعہ کے قریب
امیر ریاض کا عالیشان محل ہے۔ شہر کے چارون طرف سبز کہیت اور سیراب باغات اور کھجور کے
درخت بکثرت ہین۔ آب پاشی بہیون والی چرخ سے ہوتی ہے جسکی آواز لوگون کو پاؤ میل
تک سنائی دیتی ہے۔ اہل نجد بہت گوشت خور ہین اور یہان گوشت بھی ارزان ہے۔ ایک فربہ
عمدہ بھیڑ تین یا چار روپیہ کو ملجاتا ہے۔ قصابونکی دوکانین صاف نہین رہتی ہین۔ یہ شہر چار حصص
مین منقسم ہے۔ شمالی و مغربی حصہ مین شاہی خاندان کے محل سرکاری اہلکارون کے مکانات اور
متمول لوگ کے مسکن ہین اس ہین مکانات بہت بلند ہین۔ سید ہے اور تنگ نہین۔ مگر زمین کی
سطح ذرا نشیب مین واقع ہے۔ دوسرے شمال مشرقی حصہ مین بیقاعدہ مکانات کا مجموعہ ہے سب سے
عمدہ مکان سے لیکر بدترین مکان تک موجود ہے۔ اس مین زیادہ تر اجنبی اور مختلف جبال و جبل کے
لوگ موجود ہین جنکی عموماً بڑے شہرون مین کمی نہین ہوتی۔ جنوب مغربی حصہ مین پرجوش فرقہ
مہدیہ آباد ہے۔ اور نمازی کثرت سے بسے ہین۔ وہابی لوگون کی کثرت اسی محلہ مین ہے اس مین
سادہ قسم کی مسجدین ہین شہر کا یہ حصہ زیادہ آباد اور سرسبز ہے۔ اور سچے وہابیون کی قومی اور
مذہبی قید اور عارفانہ تکبر کا حصن حصین ہے۔

آخری یعنے جنوبی و مشرقی حصہ کو خزیق کہتے ہین۔ یہ بھی وسیع اور دوسرے حصص سے زیادہ
آباد ہے۔ مگر اسمین عمائد اور متمول کم آباد ہین یہان عموماً ادنیٰ مدارج کے لوگ بستے ہین۔ گرد و نواح
کے جو دہقان مسافر آتے ہین تو اسی حصہ مین اُترتے ہین۔ پس یہ حصہ قدرتی طور پر ابتر حالت مین ہے
اسکی زمین پست اور آب ہوا ناقص ہے۔ ان حصونکے اتصال کا مرکز مارکیٹ ہے جسکی ایک جانب
شاہی عمارات اور دوسری جانب جامع مسجد واقع ہے۔ یہانکے شہرون مین فقط ایک ہی جامع مسجد

واقع ہے۔ یہاں کے شہروں میں فقط ایک ہی جامع مسجد ہوتی ہے۔ جہاں سارے شہر کے لوگ جمعہ کے روز نماز ادا کرتے ہیں۔ باقی مساجد کا شمار ۲۵ کے قریب ہے۔ یہ کل مساجد بالکل سادہ اور بلا کسی زیبائش کے ہیں۔ شہر کے چاروں طرف ۲۰ سے ۳۰ فیٹ تک بلند فصیل ہے۔ یہ نہایت مضبوط اور بالکل درست ہے۔ یہ گہری خندق اور چوڑے بند سے محفوظ کی گئی ہے۔ یہاں چراگاہیں عمدہ اور وسیع ہیں یہاں کی آب و ہوا خاص قسم کے بھیڑوں کی پرورش کیلئے موزوں ہے جنکی قدر دمشق میں زیادہ ہے قطع نظر اسکے یہاں زراعت اور باغبانی کا کام بہت ہوتا ہے۔ ہر شخص کے پاس تھوڑی بہت زمین موجود ہے جس سے یہ اپنا اور اپنے کنبہ کا گذارہ بخوبی کر لیتا ہے۔ میجر پالگریو کا قول ہے کہ نجد جیسا قہوہ پیارس سے لیکر استنبول تک کہیں نہیں ملتا ہے۔

بریدہ شہر بریدہ بھی ایک مشہور شہر قصیم کا اور عنیزہ سے دوسرے درجہ کا شہر ہے۔ اور وادی الرمہ پر بسا ہوا ہے۔ اسکے چاروں طرف ریگستان ہے۔ کھجور کے درخت بکثرت ہیں۔ اور عنیزہ سے کسی قدر نشیب میں واقع ہے۔ سطح سمندر سے تقریباً ۲ ہزار فیٹ بلند ہوگا۔ شہر کے گرداگرد کچی اینٹ کی دیوار ہے۔ جسپر چوگوشہ مینارین ہیں۔ اسکے شمال میں ایک عمارت ہے جسکو قصر مہنا کہتے ہیں جسپر ایک بلند قبہ ہے شہر کے اندر مکانات دو منزلہ بلکہ سہ منزلہ تک بنے ہیں۔

گلی کوچے اس میں زیادہ ہیں۔ شہر کے وسطی بازار کو مجلس کہتے ہیں۔ جو شمالاً جنوباً چلا گیا ہے اور کئی حصے ہیں اور حصوں میں بھی دوکانیں بیشمار ہیں۔ تقریباً ۴ سو دوکان ہونگے۔ ان میں ہر قسم لوگ موجود ہیں۔ سونار، لوہار، ٹھٹھیرا، موچی، درزی غرض ہر پیشہ والے موجود ہیں مشہور محلوں کے نام یہ ہیں۔ جردہ، جدیدہ، بوطہ، دوخش اور شمال انمیں سب سے زیادہ بڑا حصہ جردہ ہے جو سارے شہر کے تیسرے حصہ پر مشتمل ہے۔ شہر کی آبادی تقریباً ۸ ہزار ہے جسمیں قبیلۂ عنیزہ اور تمیم کے لوگ بکثرت ہیں۔ بچوں کیلئے ۷ - اسکول یا مدرسے ہیں جنمیں قرآن مجید فقہ اور دیگر علوم کی

تعلیم ہوتی ہے۔ ۵ مدارس لڑکیوں کے ہین جنہین لکھنے پڑھنے کے سوا سوزن کاری کا کام بھی سکھلایا جاتا ہے۔ کنوئین پانی کے بکثرت ہین جنہین عمدہ پانی میسر ہوتا ہے۔ جو قافلے کہ کویٹ سے مکہ معظمہ کو جاتے ہین وہ بریدہ مین چند روزہ قیام کرتے ہین۔ جو اشیا تجارت یہان آتی ہین وہ کویت اور بحرین سے آتی ہے۔ جتنا روئی کا سامان ہے وہ سب کویٹ سے ہی آتا ہے۔ ہر وقت شہر مین قافلے موجود رہتے ہین بعض وقت سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو تک قافلے والون کے لگے رہتے ہین سال کا کوئی حصہ ایسا نہین جو یہان قافلہ آتا اور جاتا نہو۔ فوجی قوت یہان کی برائے نام ہے۔ سُنا گیا کہ جب سے یمن کے لوگ سرکشی پر تلے رہتے ہین اس خیال سے ترکی فوج ۵ سو کی تعداد مین یہان رہتی ہے اس سے آگے سو سپاہ رہتی تھی۔ انکے لئے ایک معمولی بارکس بنا ہوا ہے۔ بریدہ مین بھی عرب کے دیگر بڑے بڑے شہرونکی طرح مورچہ بندیان صرف گہرون کے گرد ہین اور باغ اونکے باہر ہین۔ البتہ بعض باغون کے اطراف چار دیواری ہے۔ شہر مین کوچے، بازار، مکانات اور مارکیٹ ہین۔ بعض مکانات اس مین دو دو اور تین تین سو برس کے بنے ہوئے ہین جنکی وضع قطع بہت اچھی ہے۔ پالگریو یہانکے حالات اسطرح لکھتا ہے "کہ جس مکان مین ہم بریدہ مین اُترے تھے۔ میرے خیال مین اہل لنڈن ایسے وسیع مکان کیواسطے اٹھارہ پنس ماہوار کرایہ زیادہ نہین خیال کرینگے۔ اسی مین پانی کے اخراجات بھی شامل ہین۔ جب ہم اس گہر مین اُتر گئے تو صبح کا کھانا مالک مکان نے ایکوقت کھلایا۔ یہانکی عمارتون مین صدیون پہلے کے آثار نمایان ہین۔ یہ وہابیون کا مشہور شہر رہا ہے۔ جو سوا اپنے سبکو کافر اور مرتد کہتے ہین۔ بریدہ کی مستورات اہل فارس سے خمیری روٹیان پکانی سیکھ لی ہین اسلئے یہان کے کہانے مین اعلے سے اعلے شمار ہونے لگا ہے۔ گو تقسیم گرم ملک ہے مگر شبنم کے اثر مین صبح کا وقت فرحت ناک ہے۔ مصفا اور بے گرد آسمان پر آفتاب بے انتہا میدان پر نور برساتا ہے۔ یہانکی نسیم سحر سرد اور فرحت پیدا کرنیوالی ہے۔ یہ فخر عرب کو قریباً ہمیشہ نصیب ہوتا ہے۔

مگر مصر کے مغرب اور ہندوستان کے مشرق کو حاصل نہین۔

یہانکے بازارونمین انڈون کے انبار۔ کھجور کے ٹوکرے۔ روٹیون کے ڈھیر اور سفید مکھن کی ٹکیان اور پنیر کے انبار کثرت سے ہوتے ہین۔ اونٹ یا بکریونکے دودھ کے مٹکے بھرے رہتے ہین جسکو اس ملک کی مستورات قطار در قطار بیٹھکر فروخت کرتی ہین۔ تقریباً ہر قسم کی چیزین یہان میسر ہو جاتی ہین۔ قصابونکی دوکانین جو ایک لمبی قطار مین ہین جہان بھیڑ اور شتر کا گوشت بمقدار کثیر لٹکا رہتا ہے جو نہایت کثیف ہے۔ اگر وہانکی ہوا مصفا اور صحت بخش نہوتی تو ہیضہ یا دیگر وبائیہ امراض کے پھیلنے مین کوئی شک نہین تہا۔ مگر عرب مین ان امراض کا مطلق اندیشہ نہین۔ بارچونکی دوکان مین بغداد کے پارچات، شامی کمربند اور سر کے دوپٹے جو حلبی ساخت کے ہین۔ اور مصر کے سلیپر کثرت سے موجود ہین۔ ہر ایک شئے قرینہ کیساتھ علحدہ علحدہ رکھی ہوئی ہے۔ ان بازارون مین اسقدر ہجوم رہتا ہے کہ چلتے ہوے شانہ سے شانہ چھلتا ہے۔ اور اونٹونکی آمد و رفت سے اور تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کسی کوتنگ موڑ پر اونٹونکی لانبی قطار کا گذر ہو تو راستہ چلنے والونکو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

لوہارونکے بازار مین ضربون کی آواز سے مردے بیدار اور زندہ ہلاک ہونے کی نوبت رہتی ہے۔

شہر کے وسط مین ایک جامع مسجد ہے جسکی عمارت دو سو سال کے آگے کی معلوم ہوتی ہے۔ اسکے کسی محراب یا ستون پر کوئی حمیری یا عربی تحریر موجود نہین ہے۔ اس مسجد کا مینار بہت بلند اور چوگوشہ ہے۔ کئی باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکی تاریخ وہابی سلطنت سے پہلے کی ہے۔ وہابی فرقہ کے لوگ بلند میناروںکو پسند نہین کرتے۔ مینار کے پہلو مین ایک شگاف ہے جو ۱۸۱۰ء کے زلزلہ مین ہو گیا تہا

بازار مین ہینگ قہوہ، حنا اور زعفران نباتات اور ہیل کبثرت موجود ہین جنکو عموماً مستورات ہی فروخت کرتی ہین عطارون اور مصالح فروشونکی دوکانین بھی موجود ہین۔ بریدہ کی مستورات کار و بار تجارت اور امور خانہ داری مین اپنے مردون سے کم واقف مستعد نہین شہر کے اندرونی کوچے تنگ اور گرم

ہین جنہین خاک دہول اُڑرہی ہے۔

عنیزہ یہ شہر القصیم کا بڑا شہر بلکہ سارے نجد مین مشہور ہے۔ یہ حائل سے تقریبًا ۱۵۰ میل جانب جنوب مشرق اور ۲۱۰ سو میل ریاض سے جانب شمال اور ۱۵ میل بریدہ سے جانب جنوب واقع ہے۔ یہ فاصلہ مین نے اندازا لکھا ہے۔ بدؤن سے جب دریافت کیا تو اونہون نے اونٹو نکی رفتار کا وقت بتلایا ہے۔ مین نے اسکے میل بنا کر لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ کچھہ کم و زاید بھی ہو۔ عنیزہ تقریبًا نصف راستہ کے فاصلہ پر مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے۔ جسکا فاصلہ ۴ سو میل دونون جانب ہے۔ بدو لوگ عنیزہ کو اُم النجد کہتے ہین۔ مکہ معظمہ سے تقریبًا ۱۸ روز مین عنیزہ اور وہان سے تقریبًا ۲۰ روز مین بصرہ جملہ ۳۸ یا ۴۰ منازل مین بصرہ سے مکہ پہونچتا ہے۔ شہر سے ۳ یا ۴ میل کے فاصلہ پر وادی رمہ جو مشہور وادی ملک عرب کی واقع ہے۔ اسکی بلندی کی نسبت بدؤونکا بیان ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے کچھہ ہی زیادہ ہوگی۔ اس سے مین سمجھتا ہون کہ تقریبًا ڈہائی ہزار فیٹ سطح بحر سے بلند ہو۔ اسکے اطراف شہر پناہ کی دیوار ہے۔ یہان کے کنوؤن مین پانی بکثرت ہے۔ مکانات دو منزلہ بھی ہین۔ مکانونکی بناوٹ نہایت مضبوط اور صاف ہے۔ آبادی کا اندازہ کرنا سخت مشکل ہے مگر اونکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲ ہزار نفوس کی آبادی ہوگی۔ جسمین زیادہ تر قبیلہ بنی تمیم اور بنی خالد کے لوگ ہین۔ یہان زراعت بھی ہوتی ہے۔ کہجور کے درخت بکثرت ہین۔ گہوڑے اونٹ اور بھیڑ بہت ہین۔ شہر مین ایک بڑا بازار ہے جسکو مسکف کہتے ہین۔ اوسمین تقریبًا ڈیڑہ سو دوکانین ہین۔ بعض دکانون پر سقف ہے۔ سونا روپا لوہار بکثرت ہین۔ تجارت یہانکی بصرہ اور جدہ تک ہوتی ہے۔ یہانکا گہی مکہ معظمہ تک آتا ہے جو سالانہ تقریبًا ۷۵ ہزار روپیہ کے قریب فروخت ہوتا ہے۔ یہان پر اسوقت ۵۰۰ سو کے قریب ترکی سپاہ رہتی ہے۔ ملکی حاکم کو امیر کہتے ہین جسکو گورنمنٹ عثمانیہ سے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔

ہفوف یا ہف ہف الحسا کا ایک شہر قدیمی ہے۔ اس شہر کے باشندے تمام مسلمان ہین۔ ۴ یورپین سیاحون نے ہف ہف کی سیر کی ہے۔ کپتان ساڈلیر ۱۸۱۹ء مین میجر پالگریو ۱۸۶۳ء مین کرنل پیلی ۱۸۶۵ء مین اور زویمر ۱۸۹۳ء مین شہر کی آبادی تقریبًا ۲۰ ہزار نفوس کی ہے ۱۸۷۱ء مین ترکون نے نجد پر چڑہائی کی اور اس شہر کو مسخر کر لیا۔ کہتے ہین کہ اوسوقت اسمین ۵ ہزار مکانات اور ۲ سو مضافاتی دیہات تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کی مردم شماری کے نتایج پر چندان یقین نہ کرنا چاہیے۔ مقام الحسا مشرقی عرب کے اوس راستہ پر جو مکہ اور جدہ کو جاتا ہے پہلی منزل ہے۔ ایک ہندوستانی مہاجر مقیم مدینہ منورہ نے مجکو میری درخواست پر کسی سے دریافت کرکے اس راستہ کا حال اسطرح سے تبلایا ہے۔ الحسا سے ریاض تک چھے روز، ریاض سے جبل شمر تک ۹ روز اور ریاض سے مکہ معظمہ تک اٹھارہ روز کا فاصلہ یعنے اونٹون کے منازل ہین۔ اگر کوئی شخص قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ سے نکلیگا تو الحسا کو سیدہا ۲۴ روز یا زیادہ سے زیادہ ۲۷ روز مین پہنچ جاویگا۔ اس سال ہی بعد اختتام حج کے دو بڑے بڑے قافلے اسی راستہ سے واپس ہوے ہین اس حساب سے جزیرہ نما کے اس سرے سے اوس سرے تک ربع طالی کے شمال کی طرف سے پہنچنے کیلیے ۴۸ روز صرف ہونگے۔ مگر منزل پر مقام کرنے کا وقت اسمین شامل نہین اور اس سفر مین اونٹون کی معمولی رفتار فی گھنٹہ ۳ میل فرضی رکہ لی گئی ہے۔ شہر تین حصون مین منقسم ہے۔ پہلا حصہ موسومہ کوت شمال و مشرق مین دوسرا موسومہ رفاعیہ شمال و مشرق اور مشرق مین تیسرا نعاثر مشرق و جنوب مین واقع ہے۔ یہان ایک قلعہ ہے جسکے گرد خندق ہے۔ اوسکے فصیل اور مینار غیر معمولی بلند اور موٹے ہین۔ یہ قلعہ قریبًا مربع ہے ایک تہائی میل لانبا اور پاؤ میل چوڑا ہے۔ اسکے ۳ دروازے ہین۔ محلہ رفاعیہ وسیع ہے اوسکے مکان عمدہ بلکہ بعض نہایت خوبصورت ہین۔ ہفوف کی معمار کی بوجہ مہرابون کے رونق پا گئی ہے۔ ایسی عمارت عمان سے لیکر حسا تک۔ بلکہ نجد اور شمر کے

پہاڑی اضلاع مین کہین نظر نہین آئی۔ اس حصہ کی آب ہوا بھی صحت بخش ہے۔ نافر سب سے بڑا محلہ ہے تقریباً نصف شہر کی آبادی اسمین رہتی ہے۔ اسمین ہر حیثیت اور شکل کے مکانات ہین شاہی محل سے لیکر جہونپڑون تک ہین۔ جامع مسجد اسی محلہ مین ہے۔ جسکی خوبصورت محرابین و رواق پر صاف پلستر کیا ہوا ہے۔ فرش پر چٹائیان بچھی ہوئی ہین۔ اور ریاض کی جامع مسجد سے بڑھکر اس مین تہذیب کا نمونہ دکہایا گیا ہے۔ اس محلہ مین وہابیونکی تعداد کم ہے۔ زیادہ تر سوداگر رہتے ہین۔ اجنبی بھی اسی محلہ مین اُترتے ہین۔ ہفت ہفت مین ایک بازار قیصریہ ہے جسمین تمام ضروریات اور عیش و آرام کی معمولی چیزین ملجاتی ہین۔ اسلحہ پارچہ، زرین لیس، گوٹہ کناری، کہجور، نباتات، خشک پہلی میوے، کہڑاوین، جوتی، تمباکو، تانبے کے ظروف، کاغذ، قلم، دوات، وغیرہ یہ سب چیزین دوکانون مین گلدمڈ پڑی رہتی ہین۔ الحارد و قسم کی صنعتون کیلئے مشہور ہے۔ کوٹ یا عبائین۔ جنپر نفیس زری تاگے سے بیل بوٹے اور کشیدہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ عبائین عرب کی نہایت خوبصورت اور نفیس ساخت کی ہوتی ہین جو تمام عرب مین یہان سے بہیجی جاتی ہین۔ بلکہ بصرہ اور مسقط تک جاتی ہین۔ ۳ سکول ترکی گورنمنٹ کیطرف سے کہولے گئے ہین جنمین ۵۵۰ طلبا تعلیم پارہے ہین صوبہ کی کل آبادی کا تخمینہ ۲ لاکہ ۵۰ ہزار تک کیا گیا ہے۔ جامع مسجد کی جو بیس محرابین اور دالان ہین۔ اسپر بہت عمدہ چونہ پہرا ہوا ہے۔ اور فرش پر چٹائین بچھی ہین۔

جوف اس نام کا ایک قطع ملک عرب مین ہے۔ یہ مقام حائل اور دمشق کے درمیان واقع ہے۔ تمام ضلع مین یہی ایک شہر بڑا ہے۔ اس مین تقریباً ۴ سو گھر ہین۔ اسکے محلے اسقدر دور دور دراز تک پہیلے ہوے ہین کہ مجموعی شہر کا طول ۴ میل اور عرض نصف میل یا دس سے کم ہے مکانات کی وسعت اونکے مالکونکی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ غریبون کے مسکن تنگ و تاریک ہین۔ امیر کا محل عمدہ گہروںکی بہ نسبت بہتر ہین نظر ہے۔ مکانات کیساتھ اندرونی و بیرونی صحن اور باغات بھی ملحق ہین۔

مکانات ایک دوسرے سے عموماً بذریعہ باغون کے جدا کیے گئے ہین۔ مشرق کے اس حصہ مین جوف کے باغات بہت مشہور ہین۔ یہ جبل شمر یا شمالی نجد کے باغون سے بدرجہا بڑھکر ہین۔ اگر اس کی پیداوار نجد اور حسا کی پیداوار سے ادنیٰ ہو تو ہو مگر مصر افریقہ بغداد سے لیکر بصرہ تک وادی دجلہ سے فائق تر ہے۔ صرف کھجور کے درخت پر ہی کیا مدار زرد آلو، آڑو، انجیر انگور وغیرہ ان باغیچون مین بکثرت پیدا ہوتے ہین سا وہ دمشق شام اور فلسطین کی پہاڑیون کے میوہ جات سے زیادہ تر لذیذ ہوتے ہین شہر کے اطراف کوئی شہر پناہ نہین ہے۔ کثرت آبادی باشندون کی جبات کے باعث بدو قزاقون کے دست برد سے بچا رہتا ہے۔ جوف سے ۱۲ میل پر ایک موضع سقاقا ہے جو اس شہر سے کسیقدر ہی چھوٹا ہے۔ دونون شہر کی مجموعی آبادی کا تخمینہ ۴۰ ہزار کے قریب قریب ہے۔ فوجی طاقت اسجگہہ کی ۱/۹ تصور کر لینا چاہیے۔ اسکے علاوہ اور چند دیہات اسکے قرب جوار مین واقع ہین انکی مجموعی آبادی معہ مذکورہ بالا دو مقامات کے تقریباً ۴۰ ہزار نفوس کے ہوگی اس سے زیادہ نہین ہو سکتی۔ جوف کے قلعہ کے اندر ایک وسیع مسجد ہے۔ مگر بہت سادی جسمین کوئی نقش و نگار نہین اسکے جانب طول ۱۴ استون اور عرض کی طرف ۳ ستون ہین۔ کل عمارت ۸۰ فیٹ لانبی اور ۴۰ فیٹ چوڑی ہے۔ اسی مین نماز جمعہ ادا ہوتی ہے۔ خطبہ مین سلطان المعظم کا نام لیا جاتا ہے بعد کرعثمانیہ کیلیے دعا کیجاتی ہے۔

حدیدہ | سمندر کی طرف حدیدہ کی شکل وصورت جدہ سے مشابہ معلوم ہوتی ہے۔ اسکے بازار تنگ، خمدار اور بہت ہی گندے ہین۔ ایک یونانی ہوٹل ہے۔ شہر بھر مین نہایت خوبصورت مکان ناظم کا ہے جو سمندر کے قریب ہے۔ یہانکی آبادی مخلوط ہے شہر کے مشرقی حصہ مین عرب رہتے ہین۔ اونکی اصلیت کا کچھہ پتہ نہین دوسرے عرب اونکو اپنی قوم سے خارج سمجھتے ہین اونکو ہتھیار رکھنے کی اجازت نہین اور اونسے کوئی شادی نہین کرتا۔ حدیدہ سے عدن کی طرف برابر باقاعدہ خانی جہاز کی

آمد و رفت ہوتی ہے۔ عدن سے حدیدہ براہ سمندر تقریباً ۲۸۰ میل ہے۔ اور جہاز ۲۰ گھنٹون مین پہونچتا ہے۔

شہر صنعا

شہر صنعا زمانہ قدیم مین غزال کے نام سے مشہور تہا۔ اور یہ کئی صدیون سے یمن کا پایۂ تخت کہلاتا ہے۔ آبادی ۵۰ ہزار نفوس کی ہے۔ اور یہ ایک وسیع مسطح وادی مین جو جبل نقوم اور ٹیرو ر کے پہاڑون کے درمیان ہے واقع ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۷۶۵۰ فیٹ بلند ہے۔ شہر مثلث شکل مین بنا ہے۔ مشرقی نقطہ پر ایک بڑا قلعہ ہے جس سے شہر کی حفاظت اور سرکوبی ہوسکتی ہے۔ یہ جبل نقوم ایک نشیب تر مین ٹکڑے پر بنا ہے۔ شہر تین فصیل دار حصون مین منقسم ہے۔ اور کل شہر کے اطراف پتھر اور اینٹونکی ایک مسلسل دیوار ہے۔ تین حصہ بالترتیب یہ ہین۔ خاص شہر اس مین گورنمنٹ کے دفاتر بڑے بڑے بازار عربون اور ترکون کے مکانات واقع ہین۔ یہودیونکا حصہ اور بیر العزب جو دونون حصون کے درمیان ہے اس مین متمول عربون اور ترکون کے مکانات و باغات ہین۔ یہ شہر کسی زمانہ مین بہت متمول اور عروج پر تہا۔ اور فی زمانہ بغداد سے دوسرے درجہ پر تمام عرب مین نہایت سرسبز و شاداب ہے۔ دوکانون مین یورپین اشیا کی بہتات ہے۔ ریشم اور زیورات اور اسلحہ بہت طیار ہوتے ہین۔ گورنمنٹ اسکوائر مین قہوہ خانے۔ انڈہ گہر۔ بڑی بڑی یونانی دوکانین، گاڑیان، بوٹون پر سیاہی و سرخی کرنے والے ہین اور یہانکا بیانڈ دیکھکر قاہرہ کا سمان یاد آتا ہے۔ صنعا مین ۴۸ مساجد ۳۹ جوامع ۱۲ بڑے حمام ایک فوجی شفاخانہ جسمین ۲۰۰ بستر ہین۔ ہے۔ یہ شہر تمام شمالی یمن۔ شمال مغربی حضرموت اور نجران کے بعید دیہات اور زرخیز وادی دواسیر (وافلاج) کا تجارتی مرکز ہے۔ ہر ضلع کے عرب بازارون مین جوق در جوق بہرتے ہین اور اونٹون کے طویل قافلے ساحل حدیدہ کی طرف روانہ ہوتے ہین (اسوقت جب مین سویز سے بمبئی آتے ہوے حدیدہ پر آیا تو جس جہاز مین سوار تہا اوس مین حدیدہ سے بہت سے

انجنیرس اور کاریگر سوار ہوے جسمین بہت سے ہندوستانی جو عدن کے بسنے والے تھے شامل
تھے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ یہہ لوگ ریل کی سڑک بنانے مین مشغول ہین حدیدہ سے دو کیلومٹر تک
ریل کی پٹری بچھگئی ہے اور صنعا تک مٹی کا کام ختم ہوچکا ہے اگر ترکی اور اطالیہ کی لڑائی نہ چہڑ جاتی
تو غالبًا سال بہر کے اندر یہہ شاخ ریلوے کی صنعا تک طیار ہوجاتی مگر اسوقت کسی مصلحت سے یہ موقوف
کردیا گیا ہے اور ہم واپس اپنے ملک کو جارہے ہین- اونکا خیال ہے کہ دو سال کے اندر اندر اگر اندرونی
و بیرونی فسادون سے ترکی کو ذرا چین لینا نصیب ہوا تو یہہ ریل صنعا تک پہنچانے کے بعد یہان
سے یمن کے اندر سے ہوتی ہوئی براہ نجران و بیشہ و تراب ہ طائف شریف کو لیجاکر حجاز ریلوے
سے ملادیجاویگی) صنعا کے جنوب مشرق کی سمت شہر سبا جسکو اسوقت مارب کہتے ہین واقعہ ہے
یہ وہی سبا ہے جہان پر بلقیس کا پاے تخت تہا۔

نامعلوم اقطاع عرب

معزز ناظرون مین آپ سے معذرت چاہتا ہون کہ قبل روانگی
مدینہ طیبہ کے کچھہ حالات وسطی و مشرقی اور نامعلوم اقطاع عرب کے بیان کرون جنکو مینے اپنے دوران
اقامت حرمین شریفین مین کوشش کیساتھ جمع کیا اور سیاحان یوروپ کے سفرنامون اور لکچرون سے
اخذ کیا ہے۔ انکے صحیح اور غلطی کا مین ذمہ دار نہین ہون- جو کچھہ مینے سنا ہے اوسکو البتہ تحقیق
کرکے لکھدیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقت حال

ملک عرب ایسا ملک ہے کہ ہمکو ضرور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عربستان سے جغرافیہ دانون اور
مورخون کو ہمیشہ دلچسپی رہی اور رہیگی- جتنے حالات اوس مقدس زمین کے مہذب دنیا کو معلوم ہوتے
رہینگے اوتنا ہی قند مکرر کا مزہ دینگے- بہت سے یوروپین سیاحون نے سواحل عرب کو چہان ڈالا
ہے اور اندرون ملک مین بھی پہنچے ہین- تاہم اسکے بہت سے حالات سے ہنوز اہل یوروپ تشنہ ہین-
اسوقت تک کوئی سیاح حضرموت کی شمالی حد سے آگے نہین بڑہا- اور صحراے عظیم جسکو ربع الخالی کہتے

ہین ابتک اوسکے حالات کی کسی نے کامل تحقیقات نہین کی۔ تہوڑے عرصہ پیشتر تک عرب ایک وسیع ریگستان خیال کیا جاتا تہا۔ حالکی تحقیقاتون سے اس خیال کی غلطی بخوبی ثابت ہوگئی ہی۔ اس ملک کے بہت سے حصہ کی نسبت ابتک بھی خیال ہے کہ یہ بیابان ہے۔ مگر ابھی اسکی کامل تحقیقات نہین کیگئی۔ عرب کی دو ثلث زمین قابل زراعت اور ایک ثلث بیابان ہے۔

عدن سے اندرون عرب کا سفر حدیدہ تک

امریکن مشنیری زویمر لکہتا ہے کہ ۱۸۹۳ء دوم جولائی کی صبح کو مقام شیخ عثمان سے روانہ ہوکر دوپہر کو ایک چہوٹے سے گاؤن مین پہونچے۔ گرمی کا یہ عالم کہ سایہ مین آلہ مقیاس الحرارت ۹۶ درجہ تہا۔ تہوڑی دیر تک آرام کرکے ہم شام کے ۷ بجے اونٹون پر سوار ہوے۔ تمام رات ایک بنجر زمین مین سفر کرتے ہوے صبح کیوقت وادی مرصبا مین داخل ہوے۔ ہمنے اوسی نام کے ایک گاؤن مین ایک ببول کے درخت کے نیچے آرام کیا۔ دوسرے روز ہم کوہستان مین داخل ہوے۔ جہان نباتات کی کثرت سے آب و ہوا خنک تھی۔ ہم ان قصبات پر سے گذرے دارالقدیم، خطیبہ، سوق الجمع وغیرہ چونکہ یہ مقامات خطرناک بیان کئے گئے دوسرے روز صبح کے ۳ بجے ماہک مین پہنچکر آرام کیا۔ یہان سب مکانات پتھر کے ہین۔ ماہک سے دوسرے روز ہمکو نارنگیان، نیبو، بہی، انگور، آم، بیر، خوبانی، آڑو، سیب، انار، کہجور، انجیر، کیلہ اور شہتوت کے درخت کثرت سے ملے۔ علاوہ اسکے جو، مکئی، باجرا، اور قہوہ بڑی پیداوار کی چیزون ہین۔ اس ملک کے پہاڑ ۹ ہزار فیٹ تک سطح سمندر سے بلند ہین۔ اونکی چوٹیان سرد، اور وادیان گرم ہین۔ اور اوپر سے نیچے تک زراعت کا قدرتی اکہاڑہ لگا ہے۔ جسکی بیشمار ندیون اور نالون سے آبپاشی ہوتی ہے۔ طلوع آفتاب کے وقت ہمکو وادی کے بائین جانب مین نہایت بلند چوٹیان نظر آتی تہین ایک چوٹی پر سعید بن ثقہ ولی کا مزار تہا۔ ایسے بزرگون کے مزارات یمن مین بہت ہین۔ مخا مین شیخ ابوالحسن شاذلی کا مزار ہے۔ جنھون نے قہوہ کا استعمال پہلے پہل دریافت کیا تہا۔ ہزارہا لوگ

آپکی زیارت کو دور دور سے آتے ہین۔ ۴۰ جولائی کی صبحکو ہم برج مغلس مین پہنچے۔ جہان ایک جنگی گہر ملا۔ ایک ناشایستہ حبشی نے جو اپنے کو مدیر جنگی کہتا تھا۔ میرے اسباب کو کہولکر کتب اور نقشجات ضبط کرلیئے۔ جب مینے کچھہ کہا تو جوابدیا کہ تآئیز مین جاکر گورنر سے اپیل کرو۔ ۱۱ بجے جنگی گہر سے روانہ ہوکر دو بجے کے قریب ایک پہاڑ کے سایہ مین ایک گہنٹہ کیلیئے ٹہرے۔ اس درمیان مین سیاہ بادل آسمان سے اوٹہا اور موسلادہار مینھہ برسنے لگا جسکی وجہ سے اونٹونکو وادی مین تیز چلنا پڑا سوارون کیلیئے مشکل تہا۔ کوئی جائے پناہ نظر نہین آتی تھی۔ بارش تھوڑی دیر کے بعد ژالون سے تبدیل ہوگئی اولے اتنے بڑے بڑے تھے کہ اونٹ ڈرکر بہاگ گئے نصف گہنٹے بیشتر جو وادی بالکل خشک تھی اب پانی کی رو اوسمین نہایت زور سے بہتی تھی۔ ہمنے ایک مکان پر ٹہرنیکا قصد کیا جو کسیقدر بلندی پر واقع تہا۔ وہان سے ہم موضع ہروا کو آگئے۔ دوسرے روز ہم سفت انطلہ مین پہونچے یہان ہمکو مکان ملگیا۔ وہان کچھہ آرام کرکے ہم پہر تآئیز کی طرف چلے جو عدن سے روانہ ہونیکے ایک ہفتہ بعد وہان دوپہر کو پہونچے۔ تآئیز کا متصرف یہ سُنکر کہ میری کتابین ضبط کیگئی ہین۔ بہت افسوس کیا مگر کہنے لگا کہ قانون یہی ہے۔ اوسنے مجھے اجازت دی کہ کتابون کو وہان سے منگوالون تاکہ اونکا معائینہ ہوسکے۔ جو بات یہان چند سطرون مین لکھی ہے اسکے انتظار مین چار روز صرف ہوے۔ کتابین آنے پر مع صندوق کے وزن کرکے محصول لگایا گیا جسکی قیمت ۴ ہزار پیاسٹر مقرر کرکے محصول ۲۰۸ پیاسٹر لیا گیا (پیاسٹر ۲۰ کا ہوتا ہے)

زویمر سیاح لکھتا ہے کہ تآئیز مین شرقی سیاح اکثر نہین آتے۔ لیکن یہ نہایت دلچسپ مقام ہے۔ آبادی ۵ ہزار ہے۔ ایک متصرف رہتا ہے۔ جسکی حکومت صوبہ حدیدہ سے سرحد عدن تک بشمولیت مخہ و شیخ سید ہے۔ تآئیز کے ۵ دروازے ہین۔ ایک دروازہ بندکردیا گیا ہے۔ اور پانچ ہی بڑی مسجدین ہین۔ سب سے بڑی مسجد کا نام المظفر ہے اسکے دو بڑے مینار اور بارہ خوبصورت گنبذ ہین۔

تائیز ایک زمانہ مین علم و فضیلت کا مرکز تہا۔ اور اوسکے کتب خانے تمام عرب مین مشہور تھے۔ یہان بڑا بازار نہین مگر چار پانچ یورپین دوکانون مین جو یونانی کی ہین تہذیب کی کل معمولی اشیا دستیاب ہوسکتی ہین۔ ایک عالیشان حمام اور ایک فوجی ہاسپٹل عثمانی قبضہ پر شاہد ہین۔ قلعہ مین ۱۳سو سپاہی رہتے ہین اور متصرف کا نفیس اور آرام دہ محل شہر کے باہر بنا ہوا ہے۔ ۲۶ جولائی کو مین تائیز سے چلا سواری کیلئے ایک خچر تہا۔ تیسرے روز ہم لحب مین پہنچے۔ مجھے یہان زبردستی شہر سے باہر اوتار اگیا۔ کیونکہ گارڈ کو ہدایت تھی کہ مجھے شہر دیکھنے کی اجازت نہ دیجائے مینے یہ سلوک بہت بیچینی سے برداشت کیا میرے نوکر کو قید کرلیا گیا۔ کیونکہ اوسنے راستہ مین دیہات کے نام بتائے تھے۔ مینے حاکم سے درخواست کی۔ اور اپنے پروانجات راہداری کی بنا پر شہر مین سیر کرنے کے حق اور اپنے نوکر کی رہائی کا خواستگار ہوا۔ کچھ دیر بعد میری دونون درخواستین منظور کی گئین۔ اس سے ظاہر ہے کہ یمن کے حکام اجنبیون سے بدظن رہتے ہین۔ سنیچر کے روز بارہ گھنٹے کے بعد ہم لوگ یرم مین داخل ہوے۔ اور اسباب کیلئے اونٹ کا انتظار کرنے لگے۔ یہ ملک پُر فضا اور زرخیز تہا اور ہر جگہہ قہوہ کے باغات اور قات کے جھنڈ دکھائی دیتے تھے۔ یرم مین ۲سو مکانات ہین۔ اس مین ایک قلعہ اور بعض عالیشان عمارات ہین۔ عدن سے یرم کو جو سڑک گئی ہے۔ یمن کے تمام حصون سے اس کی سبزی نہایت عمدہ ہے۔ یہان کوہسار اور وادیون پر سبزی، نباتات اور پہول عجب خوشنما معلوم ہوتے ہین۔ طرح طرح کے خودرو پہول نظر آتے ہین۔ گویا یہ حصہ بہشت برین کا نمونہ ہے۔

۲۹ جولائی کو اتوار تہا۔ اور یرم مین اسروز سخت سردی تھی۔ صبح کے وقت ٹمپریچر ۵۲ درجے تک اتر گئی تھی اور رات کیوقت دو کمبل اوڑہنے کی ضرورت ہوئی۔ یرم کے تاجر بہ سبب سردی کے ۹ بجے اپنی دوکانین کہولتے تھے۔ جب ہم یرم سے آگے کو روانہ ہوئے تو ایک بڑی سنگین سل کے پاس سے گذرے جسپر ایک بے قاعدہ سا نقش ہے۔ عرب اوسکو حضرت علیؓ کا نقش قدم کہتے ہین

جو عرب بیابان سے گذرتے ہین اور پہر تل چڑہتے ہین۔ راستہ ہمارا نشیب و فراز سے گذرتا ہوا یریم سے صنعا تک بلند میدان زیادہ ہموار ہے۔ جو اور گندم کے کہیت آج بہت نظر آئے۔ یہان اونٹونکے ذریعہ ہل جوتا کرتے ہین۔ تہنے ذمار مین مقام کیا جو سطح سمندر سے ۹ ہزار فیٹ بلند ہو یہ ایک بڑا شہر ہے اور اس مین ۲ مینار دار مسجدین اور ایک بڑا بازار ہے۔ مکانات پتہر کے بلند سہ منزلہ اور چہار منزلہ ہین۔ جو بہت ستہرے اور عمدہ ہین۔ اندر کی طرف اس مین سفید ی پہری ہوئی ہو اور کہڑکیون مین شیشے کی بجائے ہرن کے شفاف جسم پہیرے گئے ہین۔ ذمار سے سڑک شمال مشرق مین مناخر اور لنگیل پر سے ولآن کی طرف جاتی ہے۔ اور بہر شمال کی جانب صنعا کی طرف ذمار سے ولآن تک ۳۵ میل فاصلہ ہے۔ اور وہان سے یمن کے پایہ تخت صنعا تک ۱۸ میل کا فاصلہ ہے۔ صنعا کے قریب ترکی توپخانہ کیلئے سڑکین عمدہ حالت مین رکہی جاتی ہین۔ گو اس شہر مین پہیہ دار گاڑیان نہین چلتین۔ ۱۶ اگست روز پنجشنبہ کو ہم یہنی زرواے سے صنعا مین داخل ہوے۔ ۲ سال قبل جب مین حدیدہ سے آیا تہا تو دوسری جانب سے اس شہر مین داخل ہوا تہا۔ اسوقت عربی بغاوت ہو رہی تہی۔ اور اب مین خود قید تہا۔ مجہے چوکی مین ایک پولس مین کے حوالہ کیا گیا تا وقتیکہ والی میرے مقدمہ کی تحقیقات نہ کرے۔ میرے ایک عدن کے یونانی دوست نے میری ضمانت دی۔ اور مین رہا کیا گیا۔ ۱۹ روز تک مین شہر کی سیر کرتا۔ اور یہودیون سے ملتا رہا۔ ۴ اگست کو مین علی الصباح قریہ روضہ کی طرف ہوا خوری کیلئے گیا جو صنعا سے ۸ میل کے فاصلہ پر خوبصورت باغات کے درمیان واقع ہے۔ روضہ سے ایک کاروانی راستہ نجران کو گیا ہے۔ اس مقام سے جانب شمال ایک دلکش منظر پیش نظر تہا۔ ایک زرخیز سطح مرتفع افق تک پہیلی ہوئی تہی۔ مسافر دور دراز کے سفر کے بعد ترکی حکومت سے آزاد ہوکر وہان مین پہنچ سکتا ہے۔ مگر مین دیوالیہ ہو رہا تہا۔ اسلئے ملک مین سے گذرنا ناممکن تہا۔ میرے مفلس ہونے کی وجہ یہ تہی کہ یریم کے قہوہ خانہ مین

میرا روپیہ چوری ہوگیا تہا۔ اور میں صنعا میں مقروض ہو رہا تہا۔ میرے لئے سوائے درویش کی صورت اختیار کرنے کے سفر کا کوئی اور طریقہ نہ تہا۔ ۳۱ اگست کو میں صنعا سے حدیدہ کی طرف روانہ ہوا۔ میں نے گورنمنٹ عثمانیہ سے ۲۰ ڈالر قرض لئے۔ اس وعدہ پر کہ امریکن قونصل خانہ میں ادا کر دونگا۔ ہم معمولی ڈاک کے راستہ پر سفر کرنے لگے۔ ستعان اور بنعان کے درمیان سطح مرتفع ایک چراگاہ ہے۔ بدو لوگ پتھر کے مکانوں میں رہتے ہیں اور اپنے بیشمار ریوڑونکو وسیع میدان میں پالتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں اونٹ گائے اور بہیڑ چر رہے تھے۔ بنعان کے بعد ساحل کی طرف نہایت مشکل سے اُترنا ہوا۔ پہاڑی راستہ سیڑھیوں کی شکل میں تھا۔ اسکو سڑک کہہ نہیں سکتے جابجا پُلیں اور قدرتی محرابیں آتی تہیں۔ زرخیز کوہستانی ڈاہلوانیں ہر طرف میں تہیں۔ جسکو دیکھنے سے سوئیزر لینڈ کی وادیاں یاد آتی تہیں۔ سوق الخمیس کے قریب ایک مقام پر پہاڑ کے چاروں طرف ۶ ہزار فیٹ کی بلندی تک چبوترے بنے ہوئے ہیں۔ ان چبوتروں کے بنانے میں بہت محنت اور ثابت قدمی نظر آتی ہے۔ چبوتروں کی دیواریں ۵ سے ۸ فیٹ تک بلند ہیں۔ مگر پہاڑوں کی چوٹیوں کے پاس بلندی ۱۵ سے ۸۰ فیٹ تک بھی چلے گئی ہے۔ یہ کہردرے پتھروں سے بنائے گئے ہیں اور بغیر چونہ اور پلستر کے قائم ہیں۔ ہر ایک دیوار پر اس کی بلندی سے دگنا چوڑا چبوترا ہوتا ہے مجال نہیں کہ کسی چبوترے میں سوراخ تک نظر آئے۔ یمن میں بارش کے دو موسم ہیں۔ بہار اور خزان۔ چنانچہ آب پاشی کے حوضوں میں پانی کثرت سے رہتا ہے۔ مگر باوجود زمین کی بیحد زرخیزی۔ اور باشندوں کی حیرت انگیز محنت و مشقت کے اکثر لوگ نہایت مفلس دیکھے گئے۔ اونکی خوراک ناقص اور لباس کپڑے خراب تھے۔ اس صوبہ میں گورنمنٹ کسی قدر ٹیکس زیادہ وصول کرتی ہے سوق الخامس یا خمیس ایک غلیظ موضع پہاڑ کی بلندی پر ہے جسکی اونچائی سطح سمندر سے ۹۵۰۰ فیٹ بلند ہے۔ یہاں سے مسفاک اور وادی دونوں کے راستہ سے منافہ کی طرف سڑک گئی ہے

جسکی بلندی ۷۰۰ فیٹ ہے۔ یہ موضع ایک مختصر ٹیلے پر واقع ہے۔ منافہ قہوہ کی تجارت کا ایک مرکز ہے۔ اسکی آبادی ۱۰ ہزار نفوس کی ہے جسمین ایک ثلث یہودی (اور باقی مسلمان ہین) ہین یہان چار یونانی تاجر ہین ۲ ہزار ترکی فوج رہتی ہے۔ منافہ سے ساحل بحر تک دو روز کا راستہ ہو اونٹ ۲ روز مین چلے جاتے ہین۔ پہلی منزل محجلہ جو بلند پہاڑون کے دامن مین واقع ہے وہان سے باجیل جسکی آبادی ۱ ہزار ہے۔ باجیل کے باشندے تمام گورے ہین اور وہان کی بڑی دستکاری کپڑا رنگنا ہے۔ یہان دہقان لڑکیان منہ پر نقاب نہین ڈالتین۔ مگر وہ صاف باطن ہوتی ہین۔

کپتان جی۔ اے لیچ میان کا لکچر

شمال مشرقی عرب مین سب سے آخری سیاح کپتن جی لے لیچ میان متعلقہ رائل سکس رجمنٹ نے اپنے سفر کے بعد جو لنڈن کے رائل جیوگرافیکل سوسائٹی مین اپنا لکچر دیا تھا۔ میرے خیال مین یہ آخری سیاح ہے اسکے بعد ابتک کوئی دوسرا سیاح عرب کے حالات دریافت کرنے کیلئے نہین نکلا۔ کپتن صاحب کہتے ہین کہ میرا ارادہ پہلے ہی تھا کہ مین حائل (جبل شمر) سے القاسم ہوتا ہوا ریاض کو جاؤن (اس راستہ پر ان سے پہلے دو ایک یوروپین سیاحون نے اپنا سفر کیا ہے) مگر چند ایسے مشکلات پیش آئے کہ مجھے یہ ارادہ قطعی ترک کرنا پڑا۔ لیکن اتفاق نے مجھکو امیر حائل ابن الرشید کے کیمپ تک پہونچا دیا۔ امیر موصوف دوسرے عرب قبائل کی بہ نسبت زیادہ طاقتور اور بارسوخ شخص ہے۔ اسلئے اس سفر کے حالات زیادہ دلچسپ ہونگے۔

یوروپین سیاح جو جبل شمر کی امارت گاہ تک پہونچے ہین وہ بالکل گنتی کے ہین۔ انمین سب سے آخر بیرن نولڈ ہے جو ۱۸۹۳ء مین گیا تھا۔ اوسکے آگے ۸ سیاح ادھر جا چکے ہین۔ یہ سب حائل کو شمال یا مغرب سے آئے اور انمین ۴ بغداد کو واپس چلے گئے جنکے نام یہ ہین۔ والن ۱۸۴۵ء مین بلنٹس ۱۸۷۹ء مین۔ ہیوبر ۱۸۸۱ء مین اور بیرن نولڈ ۱۸۹۳ء مین سیتام اون تین راستون مین سے شاید کسی ایک پر سفر کئے ہونگے۔ جو حائل سے مشہد علی (نجف) اور بغداد کو گئے ہین۔

گذشتہ موسم خزان مین قبائل شمر کے لوگ ایک بڑی تعداد مین دریائے فرات کو عبور کر کے جزائر عراق مین چراگاہونکی تلاش مین آئے۔ میری اگلی دوستی کے لحاظ سے اونکے شیخ نے مجکو اجازت دی کہ مین اونکے ساتھ جب وہ حائل کو وابس چلین تو ہمراہ جا سکتا ہون۔

مین ۶ جنوری ۱۹۱۴ء کو بغداد چھوڑ کر کربلا سے ۶ میل کے فاصلہ پر مقام شامی مین بدوٴن سے آملا۔ اونکا کمپ ابو وابس نامی تالاب کے کنارے واقع تہا (یہ تالاب ایشیائے ترکی کے نقشہ پر جو رائل جیوگرافیکل سوسائٹی نے شائع کیا ہے بتلایا گیا ہے) کل کمپ مین ۲ سو خیمے تھے اونمین جبل شمر کے چار بڑے قبائل شامل تھے ان چارون مین عُبدہ قبیلہ کی تعداد زیادہ تھی۔ ہم آہستہ آہستہ جنوب مغرب کی طرف سفر کرتے ہوئے ضلع الوادیان کو پار ہوئے۔ یہ ضلع جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کنکرون سے بھرا ہوا ریگستان ہے جسمین مسلسل وادیان مشرق اور شمال مشرق کی طرف جاتی ہوئی ملتی ہین جو دریائے فرات مین ملگئی ہین۔ حال کے سیاح جنکو ان وادیون سے گذرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ بھی کہینگے کہ اکثر یہ وادیان راستہ ہی کے ریگ مین جذب ہوجاتی ہین۔ کوئی وادی دریائے فرات تک جا کر نہین ملتی ہے۔ یا یہ سب ایک ہوکر رہجاتی ہے۔ مین نے جس وادی مین سفر کیا تہا وہ ایک ہی تھی اور اسکا نام وادی الخار تہا۔ اسکو مینے ہی سب سے پہلے دریافت کیا ہے اور اسکے دریافت کرنے سے جغرافیائی معلومات مین ایک مزیدار اضافہ کا باعث ہوا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جوف اور نجف کے درمیان تھوڑے تھوڑے دور بران وادیون مین میدان فرات کے نزدیک پانی مل سکیگا۔ بدو کہتے ہین کہ وادی الخار کا سرچشمہ جوف کے نزدیک واقع ہے۔ اور یہ بحر النجف مین شامل ہوتی ہے۔ اس وادی کا دامن ۴-۱ اور ۵ میل تک چوڑا ہے۔ ہمنے اس وادی کے کنارے کنارے برابر ۱۳ روز تک سفر کیا۔ موسم خزان کی بارش کے بعد پانی اسمین چند ہفتون تک رہتا ہے۔ اور اکثر جگہہ پر ہمیشہ سال بھر کسی موسم مین چند قدم کہودنے سے پانی میسر آسکتا ہے۔ اگر اس سے قطع نظر کیجائے تو ضلع الوادیان

ایک بے آب و گیاہ بنجر زمین ہے۔ کیونکہ ہمکو ۱۸ دن کے سفر مین صرف ۶ کنوئین ملے۔

۵ر فبروری کو ہم سامت کے کنوئین پر پہنچے جو حائل اور شہد علی کے راستہ پر مغربی حد پر واقع ہے۔ اکثر نقشون مین اس راستہ کو درب الغزال کے نام سے لکہا گیا ہے۔ حالانکہ عرب اس نام سے بالکل ناواقف ہین۔ یہ راستہ سب راستون سے لنبا اور بالکل غیر آباد ہے۔ مگر دوسرے راستون کی بہ نسبت یہ زیادہ محفوظ ہے۔ سیاح والن حائل سے واپس ہوتے وقت یہان سے ۱۸۴۵ء مین گذرا تہا۔ ہم جسوقت یہان پہنچے تو وادی فرات کے میدانی عربون کا کیامپ تہا۔ یہ لوگ موسم بہار مین ریگستانون مین اپنے بکرے اور ریوڑون کے لئے چراگاہ کی تلاش مین نکلتے ہین اُنکے پاس اونٹ نہین ہوتے۔ اور یہ لوگ اوایل موسم گرما مین جب بہار ختم ہونے لگتی ہے تو واپس ہوتے ہین۔ یہ لوگ بدوٗون کی نسبت خوب مسلح رہتے ہین اور ہمیشہ ابن الرشید کے اون کاروانکو جو شہد علی کو جاتے ہین لوٹ لیا کرتے ہین۔ سامت سے جب ہم اوس راستہ پر گذرے جو خازل کے کنوٗون کے قریب جاتا ہے۔ تو جیسے جیسے ہم آگے بڑہتے تھے زمین زیادہ سخت اور سنگلاخ ہوتی جاتی تہی اور اکثر اسکا سلسلہ پانی کے بہاؤ سے ٹوٹ جاتا تہا۔ المجامیر کے نزدیک ہمکو ایک اور وادی ملی جسکا نام السیب تہا اور یہہ بحر النجف مین داخل ہوتی ہے۔ المجامیر کے نزدیک ہمکو سینکڑون ٹیلے جنکی چوٹیان چپٹی تہین ملے۔ ہوا کے سبب انکی مٹی اوڑ گئی تہی اور یہ برہنہ ہو گئے تھے بعض بعض تو ۴۵ فیٹ تک بلند تھے۔ یہ تمام ملک قبیلۂ عنیزہ کے قبضہ مین اسطرح ہے کہ یہ لوگ یہانکی چراگاہ اور پانی پر مالکانہ حقوق رکھتے ہین۔ قبیلۂ عنیزہ اور قبیلۂ شمر مین موروثی دشمنی چلی آتی ہے۔ مگر ریگستانی اصول کے بموجب ان دونون مین ایک معاہدہ ہو چکا ہے۔ کہ عنیزائی لوگ قبیلۂ شمر کے افراد کو جنکے ساتھ مین سفر کر رہا تہا سلامتی سے گذر جانے دین۔ حائل کے نزدیک ہم فرقۂ سلالب کے چند لوگون سے ملے جنسے سُنا گیا کہ قبیلۂ عنیازی سوائے ایک فرقہ کے جو جوب طرف امیر ابن الرشید پر حملہ کی غرض سے بڑہ رہا ہے۔ ۳۰ مہینے قبل قبائل شمر

کا ایک فرقہ رویلہ نامی جو جوف کے نزدیک رہتا تہا جوف پر حملہ کرکے اسپر قابض ہوگیا۔ ابن الرشید کے بیٹے کو قتل کرکے انکا شیخ ابن سیلان نامی نے اپنے بیٹے کو وہان کا حاکم مقرر کردیا۔ اس جرأت پر قبیلہ عنزہ اب حائل پر حملہ کرنے کی نیت سے بڑہ رہا ہے۔ اور ابن مسعود امیر ریاض بھی اونکی کمک کو جنوب کی طرف سے آرہا ہے۔ ۱۲ فروری کو علی الصباح ہمنے عنزہ قبیلہ کے لوگون کو دیکہا۔ مگر بدقسمتی سے فرقہ رویلہ جو معاہدہ سے ناواقف تہا۔ بالکل قریب آگیا۔ اونکے سوارون نے ہمپر (شمر) حملہ کرکے تمام ہونے تک کل سامان کو لوٹ لیا۔ مین اور تین آدمی اوسنے نظر بچاکر امارت گاہ تک پہنچگئے جہان امیر محمد بیگ مجہسے بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اس مذکورہ بالا لڑائی کا حال امیر موصوف کو جب معلوم ہوا تو اوسنے فوراً کوشش کرکے تمام مال و اسباب جو لوٹ لیگئے تھے واپس منگالیا۔ عنزہ قبیلہ اسوقت تمام قبائل مین سب سے بڑا ہے شیخ نے مجہسے کہا کہ مین نے کبھی اس قبیلہ کی اتنی بڑی تعداد کو نہین دیکھا جو آج میدان جنگ مین شامل ہوئی تھی۔ ریگستان مین جہان تک نظر جاتی تھی عربونکا ایک دریا اُمڈا چلا آرہا تہا۔ ہر ایک فرقہ جدا جدا اپنی اپنی راہ پر بڑھ رہا تہا۔ قاعدہ کے بموجب سوار سب سے آگے تھے اور اونکے بعد سانڈنی سوار اور اونکے بعد چیدہ سوارونکی جماعت جسمین فرقہ رویلہ کا ایک محمل نظر آیا جو شترمرغ کے پرون سے ڈہنپا ہوا تہا۔ یہ ایک لکڑی کی نشست گاہ تھی جسمین اونکے شیخ کی ایک نا کتخدا لڑکی بیٹھی ہوئی میدان جنگ مین رزمیہ اشعار بڑے درد مند لہجے مین سُنا کر لڑنے والونکے حوصلے بڑہا رہی تھی۔ بدوؤن کی لڑائی مین اکثر اس قسم کا محمل ساتھ رہتا تہا۔ مگر آجکل سوائے فرقہ رویلہ کے اور کسی مین یہ رواج نہین ہے۔ یہ لوگ قبیلہ شمر سے لڑتے ہوئے تیسرے دن درب الزبیدہ نامی راستہ پر جمیمہ گاؤن مین پہونچے۔ درب زبیدہ پر جو مشہد علی سے حائل ہوتا ہوا جبل شمر پر سے مدینہ منورہ جاتا ہے۔ اسپر وہ حاجی سفر کرتے ہیں جو ایران اور بغداد سے (کربلائے معلے ہوتے ہوے) آتے ہین سیاح بلنٹ اور مسز بلنٹ حائل سے واپس ہوتے وقت اسی راستے سے گذرے تھے۔ اس راستہ کا نام خلیفہ

خلیفہ ہارون الرشید کی چاہتی بیوی زبیدہ خاتون کے نام پر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اسی خاتون نے اس ریگستانی راستہ مین مسافرون کے آرام کیلئے کنوئین اور سرائین بنوائے تھے۔ کئے بار حملہ آورون نے اور وہابیون نے خصوصاً ان کنوؤنکو توڑ دیا۔ اب فقط ایک کنوان باقی ہے۔ یہ کنوان چونکہ ایک نشیب مین واقع ہے اس سبب سے پانی اس مین ہرطرف سے آکر جمع ہوتا ہے۔ اُترنے کیلئے سیڑھیان لگی ہوئی ہین۔ اور کنارے پر جانورونکو پانی پلانے کیلئے حوض بنے ہین۔ یہ کنوان ۹۰ فیٹ گول ۲۰ فیٹ عمیق ہے۔

ہمکو جمیمہ مین خبر ملی کہ امیر ابن الرشید حائل سے دو دن کے فاصلہ پر ہے۔ یہ خبر سُنتے ہی عنیزائیون نے اپنا جنگی کمپ درست کرلیا۔ اس نشیب مین جہان کنوان تہا۔ مین نے سرسری طور پر ۲ ہزار خیمے شمار کئے انہین ہر روز دریائے فرات کے میدانی عربون کے قبائل لوٹ مار کی حرص سے آکر جمع ہوجاتے تھے۔ یہ لوگ بہ نسبت بدؤن کے زیادہ مسلح اور طاقتور ہین اور میدان جنگ سے نہین بہاگتے ہین جیساکہ بدو کرتے ہین۔ میدانی عربونکا جب کوئی گروہ کمپ مین داخل ہوتا تہا تو انکی آمد کی خوشی اور خیر مقدم مین بدو اپنی بندوقون سے دہوان دہار فیر کرتے تھے۔ یہ گروہ جب آتا تو سیدہا شیخ کے خیمہ کے پاس جاکر نعرۂ جنگ بلند کرتا اور لوگ ناچتے گاتے اور بندوقین اُڑاتے تھے۔ انکو یہ بھی معلوم نہ تہا کہ انکی گولیان کہان گرتی ہین ان باتون سے پایا جاتا ہے کہ عنیازی بالکل ناتجربکار ہین۔ اسطرح جب چند دن گذر گئے تو ایکروز یکایک بہت بہاری فائرنگ کی آواز آئی۔ ہر ایک نے یہی سمجہا کہ میدانی عربونکا کوئی تازہ گروہ آیا ہوگا۔ مگر یہ دراصل امیر ابن الرشید تہا جو یکایک اسطور سے آگیا۔ اندہیرا ہوجانے کی وجہ سے اس کمپ پر حملہ نہ کرسکا دوسرے روز علی الصباح قبیلۂ شمر کے سردار نے عنیزائیون پر حملہ کردیا اور کل مال و اسباب لوٹ لئے۔ عنیزائی فرار ہونے لگے۔ صرف مرنے اور لاشون سے پتہ چلتا تہا کہ عنیازی قبیلہ کا عالیشان و وسیع کمپ اسجگہ نصب تہا بلحاظ حمیت ابن الرشید نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص عنیازیون کے خیمونکو ہاتھ نہ لگائے۔ اس واقعہ کے بعد مین ابن الرشید کے کیامپ کو ایر یلے مین جا گیا۔ یہانکا کنوان شکستہ ہے۔

حائل کا موجودہ امیر سعود ابن الرشید اپنے باپ امیر عبدالعزیز کے ۱۹۰۶ء میں میدان جنگ مین مارے جانے کے بعد اوسکا جانشین بنا۔ کمپ مین داخل ہوتے ہی مین امیر کی خدمت مین پہونچایا گیا۔ امیر سعود کی عمر (اسوقت) ۱۲ سال کی تھی۔ یہ نہایت خوبصورت اور عمدہ سوار ہے۔ زامل ابن سبحان اسکے بازو بیٹھا ہوا تہا۔ اور یہی امارت کا سرپرست ہے۔ اسکی عمر تقریباً ۲۴ سال کی ہوگی۔ باوجود اس کم عمری کے اس طرح کا دماغ والا شخص ابتک کوئی امارت حائل مین نہین گذرا۔

اگلے دنومین تمباکو کثرت سے استعمال ہوتا تہا۔ مگر بعد مین موقوف ہوگیا۔ مگر اب پہر اسکا استعمال شروع ہوگیا ہے۔ یہانتک کہ امیر کے دیوان مین کئی ایک لوگ سگریٹ پی رہے تھے۔ جب مین زامل بن سبحان کے خیمہ کو گیا تو وہ ایک عمدہ سگریٹ پیتا ہوا بیٹھا تہا۔ مجھسے مصافحہ کے بعد گنجفہ کہیلنے کی آرزو کیا۔ جسنے ترکی طریقہ پر یہ کہیل کہیلا۔ آجکل امارت حائل کے پولیٹکل اور مذہبی تعلقات بدلگئے ہین۔ اب وہان پر وہابی اثر دن بدن کم ہوتا چلا ہے۔ اور وہ اگلی عداوت اور دشمنی جو دولت علیہ عثمانیہ کے ساتھ وابستہ تھی اب دوستی سے مبدل ہوگئی ہے۔ زامل بن سبحان جب کبھی آستانہ کو خط لکھتا ہے تو دولتنا کے خطاب سے مخاطب کرتا ہے۔ یہانکا فوجی طریقہ اسطرح ہے کہ فی گہر ایک مرد انتخاب کرلیا جاتا ہے اور بعض بڑے بڑے خاندانون سے دو دو شخص بھی لے لئے جاتے ہین۔ ان لوگونکو ہتھیار ولباس کی علاوہ ماہوار قریب ۱۱½ روپیہ کے ملتا ہے۔ اونکو بوقت جنگ مال غنیمت مین سوائی گہوڑونکے باقی تمام چیزین لوٹ لینے کی اجازت ہے۔ اکثر فوج اون لوگون سے بنائی جاتی ہے جو ابن الرشید کے خاندانی غلام ہین یہ لوگ اچھی طرح مسلح اور عمدہ سوار ہین۔ قبیلۂ شمر کے کیمپ مین کل خیمہ سفید کپانو بیر کے اور عنیازی بدوؤن کے خیمے سیاہ بالون کے تھے۔ عنیازی بدو جنگ مین زیادہ تر لوٹ مار پر خیال رکہتے ہین۔ مگر شمر کے لوگ جبتک دشمن کو مار نہ لین اسپر خیال نہین کرتے۔ عام قیدیونکا سر کاٹ لیا جاتا ہے مگر شیوخ کو کبھی کبھی (ایک خاص معاہدے سے) معاف بھی کردیا جاتا ہے۔ خاص مہمانونکو ایک علٰحدہ خیمہ

دیا جاتا ہے۔ اور عام مہمان کل ایک خیمہ مین رکہے جاتے ہین۔ مگر سبکو کہانا امیر کے باورچی خانہ سے دیا جاتا ہے۔ عام مہمانون کی تعداد کسی وقت ۶۰ اور ۷۰ سے کم نہین ہوتی۔ ہر شب امیر کے دیوان خاص مین مجلس قائم ہوتی ہے جسمین زیادہ تر تاریخی واقعات اور جنگی تذکرے رہتے ہین جو اس قبیلہ مین آگے ہو چکے ہین۔ ان مجلسونمین شاعر قصیدہ پڑہتے اور انعام پاتے ہین۔ اگر اونکو انعام نہین ملتا ہے تو ہجو لکھکر دشمن کے قبائل مین جاکر پڑہتے ہین (ایسا کرنیسے فریق اول بدنامی کا باعث ہے۔ اسلئے اونکو انعام دیکر خوش کرتے ہین) حائل کے لوگ نماز کے بڑے پابند ہین۔ حتیٰ کہ کیمپ مین بھی برابر پانچوقت موذن اذان دیتا ہے۔ اور مسجد مین لوگون کی حاضری لیجاتی ہے۔ غیر حاضر لوگونکو سزا دیجاتی ہے۔ باوجود پابندی صوم وصلوٰۃ کے انمین عراقی عربون کے مانند مذہبی تعصب بالکل نہین ہے۔ میرے پنج ہفتہ قیام مین مین نے کسیکو مذہب عیسائی کے خلاف کچھہ کہتے ہوے نہین سنا۔ مجلس مین بھی اسکا تذکرہ نہین ہوتا۔ اگر کوئی شخص مذہبی معاملات مین۔ مجھسے کوئی سوال کرتا تہا تو شیوخ اور خود آل اوسکو روک دیا کرتے تھے علما اکثر میرے خیمہ مین آکر میرے ساتھہ کہانا کہاتے اور چاء پیتے تھے۔ جسوقت مین امیر سے رخصت ہوا تو انمین اکثر مجھسے آکر ملے۔ اونہون نے اپنے اس برتاؤ اور چلن سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ وہ عیسائیونکو اہل تشیع پر ترجیح دیتے ہین۔ اور عیسائیون کے یہان کہانا شیعون کے یہان کہانے سے بہتر سمجھتے ہین۔

اس عرصہ مین ہمارا کاروان مختصر منازل طے کرتا ہوا جبیرا کی سنگلاخ زمین مین داخل ہوا۔ جبیرا نفود اور شام کے درمیان ہے۔ پانی یہان کثرت سے ملتا ہے۔ اکثر جگہہ شکستہ سنگی عمارات ہین اور انکی تعداد ۴۰ اور ۵۰ کے درمیان ہے۔ قرائین سے معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہہ کسی وقت بڑی آبادی تھی۔ بدو کہتے ہین کہ اسلام کے آگے سے یہ جگہہ آباد تھی مگر قحط کی وجہ سے ویران ہوگئی ہے وسط مارچ مین ہمارے قافلے نے جبیرا عبور کر لینا (۔۔۔) کے مشہور کنوؤن پر قیام کیا جو نفود اور جبیرا کے درمیان ایک وادی مین واقع ہین۔ یہ کنوئین پانچ یا چھہ میل کے وسیع قطعہ مین

سفید پتھروں سے بنے ہوئے ۲۰ سے ۳۰ فیٹ تک عمیق ہیں۔ مگر نیچے پانی کی گہرائی بشکل ۱۰ فیٹ سے زیادہ ہوگی۔ اسکے قریب ہیں بہت سے سنگی عمارات کے کھنڈرات ہیں۔ ان کنوؤں پر اب تک سوائے میرے دوسرا کوئی یوروپین سیاح نہیں گذرا ہے۔ ہوبر اور والن یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر سے گذرے ہیں۔ بدوی عرب کہتے ہیں کہ اس ریگستان ہیں جب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا گذر ہوا تو وہ پیاس سے بیتاب ہوگئے کہیں پانی نہیں ملا۔ تب اپنے ماتحت جنوں کو حکم دیکر ایک گھنٹے کے عرصہ میں ان کنوؤں کو طیار کروایا تھا۔ ایسی سنگلاخ اور سخت زمین ہیں انسانی ہاتھ کچھ کام نہیں کرسکتے ہیں۔ لینا درب السلام راستہ پر ہے۔ یہ راستہ حائل کے مشرق جانب سے مشہد علی کو جاتا ہے ہمکو اسجگہہ حاجیوں کا ایک کاروان ملا جو مدینہ (منورہ) سے مشہد علی کو واپس جا رہا تھا۔ ملک کی بدنظمی کی وجہ سے اس راستہ پر ۲ سال سے آمد و رفت موقوف ہے۔ لوگ آجکل براہ سمندر یا دمشق ہوکر جانا اچھا سمجھتے ہیں۔ چونکہ اس راستہ سے حج کو جانے ہیں امیر ابن الرشید اور اہل حائل کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اسلئے وہ اس راستہ کی بہت حفاظت کرتے ہیں اور محصول بالکل کم لگایا جاتا ہے۔ اگلے دنوں ہیں حائل کے حکمران حجاج کو لوٹ کر بالکل تباہ و تاراج کردیتے تھے۔ مگر آجکل فی کس محصول صرف ۲۴ روپیہ لیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ حاجیوں کو مدینہ (منورہ) سے مشہد علی تک اونٹ کا کرایہ تقریباً ۵۵ (میری رائے ہیں یہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ مدینۂ منورہ سے مکۂ معظمہ تک ۳۰۰ سو میل کے فاصلہ کو ۵۵ روپیہ لئے جاتے ہیں تو اس قدر دور و دراز مقام کیلئے کیونکر ۲۴ روپیہ ہونگے) ہوتے ہیں۔ ان کاروانوں میں زیادہ تر تعداد شیعوں کی ہوتی ہے۔ جنسے عرب بہت نفرت کرتے ہیں۔ قافلۂ حج سے جدا ہوکر ہم نفوذ پہونچے۔ یہ ریگستان جسکو یہاں والے نفوذ کہتے ہیں ہجیرا اور لینا کنوؤں کی وادی کے درمیان دس میل چوڑا ہے۔ یہاں کی زمین زیادہ سنگلاخ اور سخت ہے۔ ریگ بالکل ہلکی سرخ رنگ کی ننذار ہے۔ مگر بدو کہتے ہیں کہ یہ نسبت شمال کے زیادہ سرخ ہے۔ یہاں نشیب و فراز اسطرح ہے کہ بالکل تھوڑی

فاصلہ کے اندر دو تین سو فیٹ کا فرق پایا جاتا ہے۔ موسم گرما میں بدو یہان زیادہ تر آتے ہین کیونکہ یہان اونکے جانورون کیلئے کثرت سے چارہ ملتا ہے۔ مختلف بوٹیان اور پہولدار درخت بھی کثرت سے ہین۔ مین نے زائل بن سبحان سے کئے دفعہ درخواست کی کہ وہ مجکو حائل تک جو یہان سے ۳ دن کی راہ پر ہے بہیجدے۔ مگر اُسنے ہر دفعہ یہی کہکر ٹالدیا کہ آجکل راستہ مخدوش ہے۔ دراصل اوسکا ارادہ مجکو حائل بہیجنے کا نہین تہا۔ چنانچہ ایکدن علی الصباح اُسنے مجکو بلواکر کہا کہ ایک قافلہ یہان سے زبیر کو جو بصرہ کے نزدیک ہے جانیوالا ہے ہم اوسکے ساتھ فوراً واپس چلے جاؤ اور اوسنے یہہ بھی کہا کہ اگر مین واپس نہ جاؤن تو میرا کل مال اور جان اوسکے قبضہ مین ہے۔ گذشتہ سیاحونکی حالت دیکھتے ہوئے مجھے نہایت تعجب ہوا کہ میرا مال کسطرح ابتک حفاظت سے ہے شیوخ نے کئے بار مجھسے کئے ایک چیزین منگواکر دیکہین مگر احتیاط سے واپس کردیا کرتے ہے۔ مگر دوسرون سے اتنی بات مجھے معلوم کرادی گئی کہ فلان فلان چیز قابل تحفہ ہین (اس اشارے پر بکہرار کو لازم تہا کہ اوس احسان کے بدلے مین جو اوسنے ان بدوی اعراب کے زیر حمایت اتنے روز آرام سے رہا ہے ساری چیزین دیدیتا۔ بدون نے نہایت ہی شریفانہ برتاؤ کیا کہ اوسکو نہ لوٹا ورنہ بقول اُسکے کل جان و مال اوسکا اونکے قبضہ مین ہی تہا) غرض مین دوستانہ طور پر اونسے رخصت ہوکر قسم کے ایک قافلہ کے ساتھ ارتاوی کو واپس ہوا۔ ارتاوی بریدہ سکیس شیوخ کے درمیان واقع ہے۔ ہم جلد جلد سفر کرتے ہوئے نفود سے گذر کر بحیرا ہوتے ہوی درات پہونچے اور وہان سے بے آب و گیاہ کنکرون کے ریگستان کو قطع کرتے ہوی ہم سیعون یا شقائل منتفیق کے فسیح کے کیمپ مین پہونچے۔ یہ قبائل جزائر عراق کے جنوبی حصہ مین رہتے ہین۔ انکی تعداد بہت بڑی ہے اور یہ بہت طاقتور ہین۔ سیعون پاشا اسوقت جنگی کیمپ مین مبارک بن صباح اور ابن سعود امیر ریاض کے حکم کا انتظار کررہا تہا۔ یہ دونون امیر اوسپر چند دن پیشتر حملہ آور ہوے تہے۔ مگر سخت نقصان کیساتھ پسپا کردئے گئے۔ واقعی عربون کیلئے یہ ایک بہت بڑا نقصان تہا کیونکہ میدان

جنگ مین قریب لاشون کے پڑے گئے تھے۔ پھر یہ خبر پہونچی کہ مبارک اور ابن سعود پر حملہ کرنے کے لئے طیار ہوکر آرہے ہین۔ سیدون پاشا کے ہمراہ رہکر مین نے ایک ایسا واقعہ دیکھا جو دوسرے سیاحون نے اسکا بالکل ذکر نہین کیا ہے۔ اگر لڑائی مین دشمن کا کوئی آدمی قید ہوجاتا ہے تو اوسکی رہائی کیلیے اوسی قبیلہ کا ایک شخص رات کیوقت گرفتار کرنے والے قبیلہ کے شیخ کے خیمہ پر آکر اسکی ہجو مین اشعار گاتا ہر جسمین اپنے قیدی اور قبیلہ کی بہت تعریف رہتی ہے۔ ایسا واقعہ کبھی کبھی درپیش ہوتا ہے تو اوسکی بہت شہرت ہوجاتی ہے اور اسطرح سے چھڑالانے والیکی تمام قبیلہ مین زیادہ تعریف ہوتی ہے۔

سیدون پاشا میرے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ مین وہان سے سفر کرتا ہوا دریائی فرات پر تمو اکے قریب گیا جہان سے میدان بغداد کے شیعو نمین ہوتا ہوا بغداد آگیا۔ دوران سفر مین سلیاب عربون کے بہت سے حالات معلوم کئے جنکا حال دوسرونکو بہت کم معلوم ہے۔ تعجب سے سُنا جائیگا کہ یہ عرب صدیون کے آگے کے حالات کو بخوبی جانتے ہین اور یورپ مین کی نسبت کچھ بھی نہین جانتے بسلایب ہمیشہ پانچ چھے کی تعداد مین سفر کرتے ہین۔ اونکے پاس صرف گدہے اور خچر ہوتے ہین۔ یہ لوگ مشہور کنوؤن پر نہین آتے بلکہ ہمیشہ غیر معلوم جگہ پانی کی تلاش کرتے اور وہان قیام کرتے ہین لہذا اونکو ملک کے چپہ چپہ کی خبر ہے۔ اونکا لباس ایک لنبی عبا اور شکار کیوقت اوسپر ایک قسم کا جبہ پہنتے ہین جس سے وہ غزالون کے مندون کے قریب پہونچ جاتے ہین۔ عرب اس قبیلہ کی بڑی تعریف کرتے ہین کہ انکی بود وباش اور خوراک اچھی ہے۔ یہ ہمیشہ گوشت کہاتے ہین۔ دہی پیتے ہین انکے حالات سوای بنی قحطان کے جو جنوب مغربی عرب مین بستے ہین باقی سب قبائل کو معلوم ہین۔ (دلیچ میان)

نامعلوم عرب

سفر حجاز کو جانے کے قبل ہی سے مجھے اس بات کا زیادہ شوق رہا کہ جتنی معلومات عرب کی مجھے وہان ملین حاصل کرون۔ اسی خیال سے مین بہت سی انگریزی کتابین اور یوروپین سیاحون کے سفرنامونکو دیکھتا رہا۔ اتفاق سے مجکو ایک انگریزی کتاب پیٹریشن آف عربیہ مین نامعلوم

حصہ عرب کا حال دیکھکر خیال ہوا کہ اگر ممکن ہو تو اس حصہ کے مزید حالات حجاج سے دریافت کرون افسوس کہ مجکو زبان کی ناواقفیت سے اس مین پوری کامیابی نہین ہوسکی مگر جو کچھہ کہ میری اس حصہ کی متعلق تحقیقات ہے وہ ناظرین کی آگاہی کیلئے پیش کرتا ہون۔ روئی زمین کے ہر حصہ پر یورپین سیاحون نے اپنی معلومات کو وسیع کرنے کے خیال سے آئے دن تکالیف اوٹھا کر جاتے ہین۔ یہان تک کہ قطب شمالی وجنوبی کے نزدیک تک ہو آئے۔ اور بہتون نے اپنی عزیز جانونکو ایسی تحقیقات و نہین کہو دیا۔ مگر ملک عرب مین اونکو اسقدر کامیابی نہین ہوئی جسقدر کہ ہونی چاہیے تھی۔

ملک عرب نے اپنے جغرافیائی راز کو صرف اپنے نامعلوم اقطاع مین پوشیدہ رکہا ہے۔ ایسی سرزمین جسکی قدرتی بناوٹ نامحدود ہو۔ جہان ریگ موج در موج تودونکی شکل مین پہیل گئی ہو۔ جہان نے مین اپنی فطرتی حالت کی وجہ عجیب قسم کی شکل پیدا کرلی ہو۔ جہانکے نباتات ومعدنیات سے دنیا ناواقف ہو اور جہان بڑے بڑے دریا اور نہرین نہ ہون۔ وہان ایک سیاح کو اپنی دلچسپی کا کل سامان مہیا ہو اور اوسکے روبرو زمین کا ایک خوشنما منظر موجود ہو۔ اور ساتہہ ہی اوسکو اپنی موت وزندگی کا مرحلہ کسی نامعلوم ریگستان یا بے آب وگیاہ میدان پر طے کرنا ہو تو اکثر ان وادیون مین وہ بات بہول جاتے ہین جسکی دریافت کیلئے اسقدر دور ودراز کا سفر طے کرکے آتے ہین۔ اور کبہی فتحمند ہوکر واپس بہی جاتے ہین۔ مگر حصہ نامعلوم عرب ایسا نہین ہے۔ اسکے شمالی حصہ کے ہزار ہا میل سے مغربی آنکہین خوب ناآشنا ہین۔ مگر سیاح چونکہ دلدلی نفود کے دونون کنارون سے گذرے ہین لہذا وہ اندرونی حصص کا فرضی نقشہ بنا لیے ہین۔ ممکن ہے کہ یہ بالکل غلط ہو۔ اور اوس مین آبادی کثرت سے ہو؛ یہ نامعلوم حصہ صوبہ حجاز، عسیر ابو عریش، حضرموت، عمان اور ترکی صوبہ نجد کی سرحدون سے ملا ہوا ہے۔ گویا یہ سب اوسکی حدود ہین۔ ان حدود کا متعدد یورپین سیاحون نے جنکے نام کسی اور جگہ لکہا ہون مختصر پیمانہ پر نقشہ بہی بنایا ہے۔ جنمین بعضون کے پاس بالکل ناکافی سامان نقشہ کشی کا تہا۔ اور ابہی تک وہان کے دریا

تالاب اور پہاڑون کی نسبت یقینی طور پر کچھہ معلوم نہ ہوا - اور جو چیز معلوم ہوئی ہے وہ پبلک کے روبرو پیش کردیگئی ہے - یہ نامعلوم حصہ عرب تھوڑا عرصہ ہوا کہ بالکل نزدیک سے دیکھا گیا - گو دیکھنے والونکی تعداد بالکل گنتی کی ہے (تاہم اونکے خیال مین) اچھی طرح دیکھ لی گئی ہے - زمین وسیع ہے مگر ناکافی سامانکی وجہ سے اسکا صحیح نقشہ اوتر نہ سکا - سچ پوچھو تو اگر سائنٹفک نظر سے اسکو دیکھا جائے تو عرب کا حال کچھہ بھی معلوم نہین ہوا ہے - کل جزیرہ نما کا ۱/۱۰ سوان حصہ بھی ریاضی حساب سے صحیح طور پر معلوم نہین کیا گیا - اور نہ صحیح نقشہ اسکا کسی نے ابتک بنایا کسی جگہہ کا لانٹیٹوڈ یا لانگی ٹیوڈ یقینی طور سے قائم نہین کیا گیا یون تو برائے نام بہت سے لوگون نے ابزرویشن لیا ہے - میرے خیال مین ملک عرب کا ٹرینگولیشن کیا جائے تو موجودہ مقامات عرب مین بہت کچھہ فرق دکھائی دیگا - بڑے بڑے شہر اور قصبات اپنی فرضی مقررکردہ جگہہ سے کوسون دور جا پڑینگے - کرنل پیلی صاحب نے ۱۸۶۵ء مین چند مقامات پر ابزرویشن لیا تہا مگر اوس مین بھی بہت سی غلطیان تھین - کیونکہ یہ کام بہت جلدی مین کیا گیا تہا - بس اسی بنا پر اگلے سیاحون نے اپنی عقل کے زور پر اندرونی حصص کا اندازہ لگا لیا ہے - پہاڑ اور وادیون کے نقشجات موقعہ پر نہین بنائے گئے ہین اسلئے اگر اون سے رہنمائی کا کام لیا جائیگا تو ضرور غلطی ملیگی - مین اس مختصر سفر مین جو فقط جدہ سے مکہ معظمہ و طائف شریف اور پھر مکہ سے مدینہ منورہ و دمشق تک - میری عمیق نظر سے برابر زمین کو دیکھتا گیا تو کسی جگہہ پر بھی موجودہ نقشہ کے مطابق نہین پایا ہون - اگر ملک عرب کا صحیح نقشہ بنایا جائیگا تو موجودہ نقشہ کو وارض پر بہت کچھہ تبدیلیان کرنی پڑینگی -

ابھی ہم عرب کے بہت سے حصص شمالی وجنوبی کے حالات سے بالکل ناواقف ہین اور اونکو حدود بھی صحیح طور پر معلوم نہین ہوئے ہین - شمالی نفود کے وسیع ریگستان سے قطع نظر کرتے ہوئے کل مغربی میدان اور جانب جنوب سمندر کی طرف زمین کا ڈھلاؤ - اور جبل شیر اسے یمن تک کے حالات

بھی ہم بے خبر ہین چونکہ اس وسیع قطع میں آتش فشان مادہ شامل ہے۔ اسلئے یہ جغرافیہ دان اصحاب کیلئے کچھ
کم حیرت کا باعث نہین۔ نفود کی دوسری جانب نامعلوم میدان سینکڑون میل خلیج فارس تک پہیلا ہوا
ہے۔ جو سطح سمندر سے دو میل اونچا ہو گا۔ حرب اور عتیبہ کے وسیع میدان جنمین سے نجدی قافلے مکہ معظمہ
اور مدینہ منورہ کو جاتے ہین حضرموت کا شمالی حصہ۔ مہرا اور گارا کے قطعات اور ساحل خلیج کے سرے
کا حال بھی ہمکو مفصل معلوم نہین ہوا ہے۔ جہانتک دیکہا گیا ہے سیاحان یوروپ کا قدم زیادہ تر جنوب
وسط عرب مین پڑا ہے۔ مگر اس کنواری زمین مین جسکا مین نے ابھی ذکر کیا ہے۔ ابھی تک کسی یوروپین
سیاح کا قدم نہین پڑا۔ اگر یہ ہو جاتا تو پہر کل جزیرہ نما کا راز افشا ہو جاتا ۔ اسوقت تک یوروپین سیاح
عرب مین چار سمت سے داخل ہوے ہین۔ مگر اونکے درمیان ایک ایسا قطعہ حائل ہے جسکا طول شمالاً
وجنوباً ۶۵۰ میل اور عرض شرقاً وغرباً ۸۵۰ میل اور رقبہ ساڑہے پانچ لاکہ اور پچیس ہزار کے قریب
قریب ہے۔ یا کل عرب کے تقریباً نصف حصہ تک پہیلا ہوا ہے۔ اتنا وسیع نامعلوم حصہ ضرور کئی ایک
جغرافیائی راز پوشیدہ رکھتا ہو گا۔ جسکا حال ہم بالکل نہین جانتے۔ گو جغرافیہ دانون نے اوس حصہ کا نقشہ
گمانی نقشہ بنایا ہے۔ مگر وہ کسی طرح قابل یقین نہین ہو سکتا۔ بغیر اچھی طرح اوسکو دیکھے کے ہم ہرگز نہین
کہہ سکتے کہ وہان کیا ہے اور کیا نہین ہے کوئی دریا یا تالاب ہے یا نہین اگر ہے تو کسطرف بہتا ہے۔ اور
زمین کا ڈہلاؤ یا چڑہاؤ کس طرف ہے۔ البتہ میری دریافت مین کسی قدر پتہ یہ لگا کہ اس وسیع اور نامعلوم
قطعہ مین ایک بہت بڑی جہیل ہے۔ جسکے چارون طرف کثرت سے آبادی ہے۔ سینکڑون بدوی ب
اوس طرف کے امسال حج اکبری کی وجہ سے آئے تھے۔ اونکی زبانی یہ بھی پتہ لگا کہ وہ لوگ اوس جہیل سے
طائف شریف ہوتے ہوے مکہ معظمہ کو ۱۷ روز مین پہونچے۔ اوس جہیل سے وہ پہلے وادی بحران کو
آئے۔ اوسکے بعد بیشہ اور تربہ کی وادیون سے گذرتے ہوے طائف پہونچے اور وہان سے میدان
عرفات مین آگئے۔ فرض کر لیا کہ وہان پانی بکثرت ہے تو وہان کون قبائل آباد ہین یا صرف غیر آباد ریت

کے ٹیلے یا بڑے بڑے پہاڑوں کے سوا کچھ ہی یا نہیں تو جبتک اس نامعلوم حصہ کو اچھی طرح نہ دیکھ لیا جائیگا اسکا کچھ بھی حال نہیں کھلنے کا نہ یہ معلوم ہوگا کہ حضر موت کی ندیون اور نجد کے جنوبی نہرو نکا چشمہ کہان ہے۔ مینے یہ بھی سُنا کہ یہ جھیل بہت بڑی ہے۔ ایک بدو کے شیخ نے مجھسے منا مین کہا کہ اگر کوئی سانڈنی سوار اس جھیل کے اطراف پہرنا چاہے تو دو دن مین اسکا چکر مشکل سے لگا سکتا ہے اور یہ بھی سُنا گیا کہ اس جھیل کا پانی شیرین ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی نامعلوم قطعہ کے شمال مین۔ کلب۔ قسحطان آل مورا قبائل کے بدو آباد ہین اور جنوب مین قبائل عوامی جنیہ، گارا، مہرا، کتھیرا رہتے ہین۔ ممکن ہو کہ قبیلہ زماد کے اور بھی کوئی شاخین وہان آباد ہون۔ آگے اس نامعلوم حصہ مین ہو کر حج کو قافلے آیا کرتے تھے۔ مگر اب سوائے حج اکبری یا کوئی خاص سال کے لوگ اس نامعلوم قطعہ سے نہین آتے۔ اکثر سوداگر یمن سے عمان یا شمالی نجد کو اسی صحرای ربع الخالی سے ہو کر گذرتے ہین۔ حضر موت کو اسی حصہ مین سے ہو کر جاتے ہین۔ زمین کی فطرت اسبات کا پتہ دے رہی ہے کہ ضرور اس نامعلوم قطعہ مین آتش فشان مادہ موجود ہے۔ اور جزیرہ نما کے باقی حصہ مین بہت کم۔ ایک یوروپین سیاح لکھتا ہے کہ "یہہ نامعلوم حصہ خدا جانے دراصل ریگستان ہے یا صرف اطراف اسکے ریگ نظر آرہی ہے۔ زمین نشیب مین واقع ہے۔ یا چڑہاؤ مین۔ اسمین بڑے بڑے پہاڑ اور عمیق وادئین ہین یا نہین درحقیقت اسکا راز ایسا ہی سربستہ ہے جیسا کہ قرون وسطی مین تہا۔ مین اس نامعلوم قطعہ کو دو حصون مین تقسیم کرتا ہون تا کہ ہمکو ہو جائے کہ کونسا حصہ بہ نسبت دوسرے کے زیادہ نامعلوم ہے۔ شمال یا شمال مغربی حصہ مین معلوم ہوتا ہے کہ یہان سیرابی مین بھی ہوگی۔ جنوبی و مشرقی حصہ مین معلوم ہوتا ہے کہ ایک وسیع ریگستان ہوگا۔ پہلا قطع قریبًا ۳ سو میل چوڑا ہے جو نجران سے حریق (نجد) تک پہیلا ہوا ہے۔ جسکے شمال مین حنیفہ مکہ روڈ ہے۔ اندرونی راستون سے ایک رسیجر پالگریو افلاج کو جاتے وقت گیا تہا۔ کرنل پیلی کے معلومات سے جو اسنے ۱۸۶۵ء مین کویت مین جمع کیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ وادی دواسیر کا ایک ٹکڑا ہے۔ مگر پالگریو کا بیان ہے کہ

اس نامعلوم قطعہ اور وادی دواسیر کے درمیان ایک سیراب زمین ۲۰ میل چوڑی حائل ہے اور یہ قطعہ ۳ سو میل چوڑا حدود نجران تک پھیلا ہوا ہے۔ جنوبی جانب زیادہ تر ریگستان ہی ہے۔ اس قطعہ مین کنوئین اور سیراب نمین بھی کہین کہین ہے جنمین جاہل متعصب اور کینہ ور قبائل آباد ہین۔ اونکے گھر کھجور کے پتون سے بنے ہوی ہین اور اون کاروانونکا جو نجد سے یمن کو جاتے ہین یہ لوگ سامان خورد ونوش مہیا کرتے ہین۔ سیاح ڈوٹی لکھتا ہے کہ "وہانکی زمین ریگستانی ہے اور پانی صرف کنوؤن سے ملتا ہے۔ ان وادیوئین وہ لوگ آباد ہین جو عرب کے مشہور مہمان نواز بدو افلاج اور دواسیر کے لوگ ہین۔ اور کل مسافت ریاض سے وادی بشہ یعنے عسیر کے مشرقی حدود تک ۲۱ دنکی ہے۔ اگر کوئی پرند اس سرے سے اوس سرے تک اڑکر جاوے تو اوسکو ۵۰ ۴ میل طے کرنا ہوگا۔ سنا گیا کہ عنقریب اس نامعلوم قطعہ کا حال بذریعہ ہوائی جہاز کے دریافت کیا جائیگا جسکے لئے ایک فرنچ سیاح کوشش کر رہا ہے۔ سیاح ہالوی لکھتا ہے کہ "مین وادی دواسیر کے جنوب مین نجران کی طرف ۱۸۷۰ء مین گیا تہا۔ اوسکے بیان سے سابقہ بیانات کی تصدیق ہوتی ہے کہ یمن سے نجد تک کاروانی راستہ ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ریگستان کی ایک تنگ وادی نجران کو وادی دواسیر سے جدا کرتی ہے۔ اور نجران کی نہرین جنکو وہ وادی ہوتہ مین دیکھا تہا جو مشرق کی سمت بہتے تھے دواسیر کی نہروئین ملگئی ہین۔

سیاح جدفو کا بیان ہے کہ عسیر کی نہرین دواسیر کو وادی بشہ مین ہوکر آتی ہین اسکا اور ہالوی کا بیان اگر صحیح مان لیا جائے تو کوئی شک باقی نہین رہتا کہ ان نہرونکا مجمع نامعلوم جزیرہ نما کے وسط مین ضرور کوئی تالاب یا دریا کی صورت مین واقع ہے۔ جسکا پتہ ابھی فلبی نے کر لیا ہے۔ ایک فرنچ سیاح اپنے نقشہ مین اس پانی کے مجمع کو "جو مادر" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ ہمکو فی الحال یہ سوال آئندہ سیاحون کیلئے چھوڑ دینا چاہیے" انشاء اللہ کوئی دن ضرور ایسا آئیگا کہ کسی کسی سیاح کو ایک ایسا راستہ ملجائیگا جو عسیر، ولوی تراب۔ اور وادی بشہ کو شمال مشرقی طرف سے جاتا ہو۔ یا نجران سے وادی دواسیر کو آتا ہو۔

یہہ راستے یقیناً ریگستان مین سے نہین بلکہ میدان مین سے گذرتے ہین۔ جیسا کہ مجکو اون حجاج سے معلوم ہوا ہے جو وادی ترابہ اور بشہ سے آئے تھے۔ وہ کیا ہی خوش قسمت انسان ہوگا جو ملک عرب کی آب و ہوا اور نامعلوم زمین کی شکل کا مسئلہ حل کریگا۔ اوسی کیساتھ اوسکو یہ بھی دریافت کرنا ہوگا کہ کیا جنوبی نجد کے پہاڑونکا سلسلہ عسیر کے پہاڑون سے ملتا ہے یا نہین۔

موجودہ نقشونمین ایک لنبا سلسلہ پہاڑونکا طائف سے وادی حنیفہ تک چلا گیا ہے۔ اور مین نے ایک ترکی نقشہ دیکہا تہا اوسمین بھی قریب قریب اسی طرح پر بتایا گیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمکو یہ دریافت کرنا چاہئے کہ یہ پہاڑی سلسلہ کے ڈہلوان کا نشیبی حصہ اس وسیع نامعلوم قطع کی حد ہے یا نہین۔ جسکو ربع الخالی کہتے ہین۔ علامہ ابو الفداء لکھتا ہے کہ "یہ قطعہ خالص کھجورون کے درختون سے بہرا ہوا ہے۔ اس مین دو نہرین ہین اور یہ مقام یمامہ سے ۳ دن اور الحسا (یعنے ہفہوف) سے بھی ۳ ہی دن کے راستہ پر واقع ہے۔ کتاب جہان نما بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

سیاح پیلی ۱۸۶۵ء مین ریاض کے راستہ پر قبیلہ السوار کے چند آدمیون سے ملکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جبل عابرین یا۔ یا برین۔ جنوبی ریگستان مین واقع ہے۔ یہ کسی زمانہ قدیم مین بالکل سرسبز شاداب شہر تہا۔ اب صرف کہنڈر باقی ہین۔ مگر نہرون مین ابھی تک پانی باقی ہے۔ جس سے سالانہ فصل کھجور کی ہوتی ہے اور یہ مقام ابھی تک بدؤنکا تفرج گاہ ہے۔

اسی بیان کی تائید سیاح مائلیس نے ۱۸۷۶ء مین جب وہ عمان مین تہا کسی ایک قبیلہ کے شیخ سے سنا۔ مگر وہ کہتا ہے کہ یہ شہر ملیریا اور بخار کی وجہ سے ویران ہوگیا۔

وادی عابرین جسکا ذکر ابو الفداء نے بھی کیا ہے۔ اتنا دور مغرب طرف نہین ہے جیسا کہ اسٹیلر کے نقشہ پر بتایا گیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ ۵۰ اور ۴۹ لانگی ٹیوڈ کے درمیان ہوگی۔ اور اوسکی آب و ہوا شمال مغرب میں عراق سے اور مشرق سے دلدل سبقہ سے جو خلیج مین خور الدوان کو

پاس داخل ہوتی ہے ملتی جلتی ہوگی۔ حریق بھی اسی طرح نا معلوم عرب مین واقع ہے۔

پالگریو یمامہ مین یہ سنا تہا کہ حریق ایک گرم مگر سرسبز زمین ہے مگر ظاہراطور پر وادی حنیفہ ہی کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے اور یہ حصہ مشرق اور جنوب طرف پہیلا ہوا ہے۔ اور یہ بھی سُنا گیا کہ یہ حصہ اس نا معلوم قطعہ کے اندر بہت دور تک چلا گیا ہے۔ جہان پر کا تارا اور عمان کے حدود ختم ہوتے ہین۔

میرے خیال مین اس نا معلوم زمین کا آباد حصہ نہ صرف دواسیر وافلاج کی حدود سے ملا ہے بلکہ اس بڑے ریگستان کے اندر جسکو ربع الخالی کہتے ہین کُے ایسے سیراب اور آباد قطعے ہونگے دواسیر سے جنوب مشرق کی طرف ایک سیراب قطعہ وادی یبرین کے نام سے واقع ہے۔ جسکا ذکر مسلمان جغرافیہ دانون نے بھی کیا ہے۔

یمامہ اور خرجہ کے امیر جو قرون وسطی مین ان وادیون پر حکمران تہے اکثر حریق کو جاتے تھے اور انکی امارت گاہ حوطہ مین تھی۔ یہ شہر آجکل وادی حنیفہ کے بڑے شہرون مین شمار ہوتا ہے۔ دوتی اور رزلڈ دونون اسکو عنیزہ کے مانند بڑا اور عالیشان شہر خیال کرتے ہین۔ کیونکہ وہان کے شیوخ کو امیر کبیر مین بہت بارسوخ پائے ہین۔

پالگریو حریق کی نہرونکو وادی حنیفہ سے الگ دوسری وادیون مین بتلاتا ہے مگر پلس کہتا ہے کہ یہ نہرین سبقہ مین جاکر ملجاتی ہین اور وہان سے خلیج بسن مین گرتی ہین۔ اس حالت مین ہمکو حنیفہ کا انبار اور پالگریو کے بیان کو وہ وادین مین سے کونسی بات صحیح ہے معلوم نہین۔ لہذا اسکو ترجیح دیجائیگی کہ حریق کی نہرین اپنا سرچشمہ اوسی جگہہ رکہتی ہین۔ جہان سے جنوبی نجد کی نہرین نکلتی ہین۔ اور یمامہ کے نالے جنکا ذکر پیلی نے کیا ہے۔ وادی دواسیر سے نہین آتے بلکہ وادی حنیفہ ہی کا ایک حصہ ہین۔ یہ سب اپنا سرچشمہ وادی افتان مین رکہتی ہین۔ جو وادی یمامہ کو دو حصون مین جدا کرتی ہے۔ ایسی حالت مین ہم کہسکتے ہین کہ وادی عابرین یا تو حنیفہ کی نہرون سے فاصلہ پر واقع ہے یا ان نہرون کے پاس ہے جو مغرب طرف سے

آتی ہین۔ یقیناً اب بھی کہا جائیگا کہ یہ تمام دواسیر کی نہرو نکا ہی حصہ ہونگے جو حنیفہ کی نہرون مین ملگئے ہین جو دلدل شبقہ مین ملکر خور الدوان کے پاس خلیج بین مین گرتے ہین۔ ان نہرونکی آب و ہوا خواہ کچھہ ہی ہو مگر نشانات کا سلسلہ ہمین بتلا رہا ہے کہ نجد کی سیراب زمین کے جنوب مین ضرور پانی موجود ہے۔ جہان عمان سے دواسیر کو اور وہان سے معزب طرف طائف اور مکہ کو راستہ جاتا ہے۔ اسی راستہ پر اس سال یعنے سنہ ۱۹۱۱ء مین بہت سے حجاج عمان سے بشہ و وادی ترو بہ ہوتے ہوے مکہ معظمہ داخل ہوی ہین۔

حاجی خلیفہ اپنی کتاب جہان نما مین لکھتا ہے کہ "آجکل بھی ایک سیدھا راستہ عمان سے مکہ کو ۱۲ دن مین جاتا ہے اور یہ راستہ کسی جگہہ بھی نجد اور یمن کے راستہ سے نہین ملا ہے۔ ہمارے پاس اس راستہ کے بہت سے معلومات ہین"

پالگریو کہتا ہے کہ وہ کاتا رمین دو نہایت ہشیار بدوٗن سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ "یمن سے عمان کو ۳ ماہ مین آئے اور اونکو راستہ مین مسلسل سیراب زمین ملتی گئی۔ بعض جگہہ آبادی نہ تھی مگر کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ اور بعض سیراب زمین کالے بدوٗن کے قبضہ مین تھی" میلس اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ بیرما مین وہ سنا کہ ایک نجدی امیر سعود ابن صالو نے سنہ ۱۸۰۸ء مین ۵۶ منزلین کرتا ہوا بحران سے ابوتہابی کو جو خلیج پرڈاکوٗون کے ساحل پر ہے آیا تہا۔ اوسکا بیان ہے کہ آخیر امنازل تک بافراط پانی ملتا ہے۔

نامعلوم عرب کا دوسرا حصہ

وادی عابرین اور اوسکے سیراب حصہ کے جنوب مغرب اور مشرق طرف سے دوسرا حصہ اس نامعلوم قطعہ کا شروع ہوتا ہے جو کل موجودہ نقشونمین گریٹ ڈسرٹ (جسکو عربی مین ربع الخالی کہتے ہین) لکہا ہے۔ ہالوے اور وریڈ لکھتے ہین کہ اسکے مغربی حصہ کو حضرموت اور بحران مین آطلیف کہتے ہین۔ وسطی اور مشرقی حصہ کو دہانہ کہتے ہین۔ پیلی لکہتا ہے کہ عرب مین دہانہ اوس ریگستان کو کہتے ہین جو بالکل سخت اور دشوار گذار ہو۔ اسکا رقبہ تقریباً ۳ لاکھہ میل مربع ہے

تین سیاحونکا دعوی ہے کہ وہ اس وحشت ناک زمین کے حصہ کو دور سے دیکھے ہین۔ وشسٹیڈ ۱۸۳۶ء
مین عمان کے جبل آخدار کی چوٹی پر سے دیکھا ہے ۔ ورنیڈ ۱۸۴۳ء مین وادی حضرموت کی ایک چوٹی
پر سے دیکھا ہے۔ ہالوے ۱۸۷۰ء مین جب وہ جوف سے نجران کو جارہا تہا۔ وہ اپنے سفرنامہ مین یون
لکھتا ہے کہ یہ ایک وسیع ریگ کی دریا ہے۔ جو حد نظر تک ہمکو نظر آئی جب اس وسیع ریگستان کی طرف نظر
اوٹھتی تھی تو ہمارا جسم کانپ جاتا تہا۔ مگر ان مین کوئی بھی یقینی طور پر یہ نہین کہتا کہ وہ اس ریگستان
کے اصلی حصہ کو دیکھا ہے۔ وسٹیڈ جبل آخدار سے سوائے ایک وسیع ریگستان کے اور کچہہ نہین دیکھا۔ ہالوے
کو مغرب طرف سو میل کے فاصلہ پر کچہہ سیراب زمین کا شبہ ہوا۔ ہرچس لکھتا ہے کہ وریڈ اصلی آخطف کو
نہین پہونچا کیونکہ وہ جہانتک گیا تہا اوسکا نام بحر الصفی ہے اور آخطف اس سے بہت دور شمال مین
واقع ہے۔ ہالوے کا بیان اس باب مین بالکل کمزور ہے کیونکہ وہ صرف اپنے راہ نما بدوون کی زبانی سنکر
لکھا ہے۔ خواہ کچہہ ہی ہو مذکورہ بالا تین سیاحونکی چشم دید شہادت و دیگر عربی سیاحونکی تحریرات قریب
قریب ایک ہی ہین۔ سیاح ڈوٹی لکھتا ہے کہ مین کبھی کسی عرب کو اس خطرناک زمین کا حال بیان کرتے
ہوے نہین سنا۔ عرب کہتے ہین کہ نفود ہی ایک ایسا وسیع ملک ہے جہان ہم ۴۰ میل کی ایک ایک منزل
کرتے ہوے موسم بہار مین جا سکتے ہین۔

سیاح یونگ بنی قحطان اور وادی دواسیر کے عربون کے بیانات پر یقین کرکے لکھتا ہے کہ یہ
جنوبی ریگستان بالکل غیر آباد ہے اور اون لوگون نے کبھی کسی کو وہان جاتے یا آتے ہوے نہ دیکھا اور نہ
سنا۔ آخر مین وان ڈان برگ کی تحریر ان کل باتونکا فیصلہ کر دیتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مین اس نامعلوم
ریگستان کی جنوب مین رہنے والے چند عربون سے ملا جنکی تمام عمر مسافری اور سیاحت مین گذری اونکے
بیانات سے بھی پتہ لگا کہ اس وسیع ریگستان مین آبادی اور سرسبز و شاداب زمین کے حصے بھی ہین۔ انکے
مطابق برٹن اور بالگریو بھی لکھتے ہین۔ برٹن اپنے سفر حج کے اختتام پر جو خط رائل جوگرافیکل سوسائٹی کے

سکرٹری کے نام لکھا ہتا اوسمین لکھتا ہے کہ اس بڑے ریگستان کو جو ہمارے نقشہ مین غیر آباد اور ربع الخالی کے نام سے لکھا گیا ہے۔ مینے سُنا ہے کہ اوسکے اندر بہت بڑی آبادی ہے جنمین سخت جفاکش لوگ رہتے ہین۔ مگر ایک جفاکش سیاح اسکی سیاحت کرسکتا ہے اور یہان اوس سیاح کو چھوٹے پہاڑ وادئین اور ریگ کے ٹیلے پہر سخت مٹی کے میدان پر جنمین جاڑے کی برسات مین بہت کم سبزی اوگتی ہے۔ گذرنا پڑیگا۔

مین مدینۂ منورہ مین ایک شخص سے سُنا کہ یہان سے ایک راستہ حضرموت کو اس وحشتناک ریگستان مین سے ہوکر گذرتا ہے تو مین اوسطرف جانیکا خیال کیا تو میرے بدو مجکو باگل سمجھنے لگے۔ پالگریو اپنے سفرنامہ مین اس قطعہ کو نفود ہی کا ایک حصہ کہتا ہے اور آل مورا کی زبانی جنسے وہ الحسا مین ملا ہتا سنا کہ "وہان نہ مین جو سیراب زمینین ہین۔ کل اسی قبیلہ کے ماتحت ہے جہان بوٹیان اور جہاڑیان اور کہجور کے درخت کنوؤن کے پاس ہوتے ہین۔ ان کنوؤن مین صرف اسقدر پانی ہوتا ہے کہ وقت پر دو ایک راہگیر بدوؤنکو جو تشنگی سے جان بلب ہوجاتے ہین بچالیتے ہین۔ مگر یہ کنوئین عام مسافرونکی تشنگی کو ہرگز نہین بجہاسکتے۔ جو راستہ کہ عمان سے یمن کو جاتا ہے اس مین بہی بہت سے سرسبز و شاداب حصے اس ریگستان مین ملتے ہین۔ وادی حضرموت کے دامن مین بھی ایسی بہت سی زمین ملتی ہے جہان پہاڑی سلسلہ ریگستان کو قطع کردیا ہے۔

پس جو کچھ کہ اوپر مذکور ہوا ہے اوس ریگستان کا سرسری خاکہ ہے۔ ہمکو اس قطعہ کی نسبت آجتک صرف اتنا ہی معلوم ہوا ہے جتنا کہ دسوین صدی عیسوی مین سیاحونکو معلوم تہا۔ سترہوین صدی مین حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب جہان نما مین لکہا ہے کہ ہم قیاس کرسکتے ہین کہ نفود کی ریگستان کے مانند ہی ایک ریگ کا بہت بڑا قطعہ ہوگا۔ اور زمین کی بناوٹ اوسطح پر ہوگی جیسی کہ شمالی ریگستان مین ہے۔ ہان ہمکو یہ بھی یقین ہے کہ ریگ یہان زیادہ اور گہری ہے۔ مگر جنوب مغرب مین کچھ کم

جس سے اسکا نام مغرب مین مالکف رکھا گیا ہے۔ اس حالت مین ریگستان کا مشرقی حصہ ہی اصلی دہانہ ہوسکتا ہے۔ ریگ موج در موج وسیع ہوتی ہوی جبل آجدار کی نہرون تک پہونچگئی ہے یہ بھی یقینا کہہ سکتے ہین کہ ریگستان کا زیادہ حصہ حضر موت کے شمال مین ہے جسکو نجد کہتے ہین جو کہتری بدوونکا مسکن ہے اور مشرقی قطعہ مین قبیلۂ مہارا کے بدوی قبائل آباد ہین۔ وہ کہیکر لینے ہبل کے درختونکی بدولت اونٹ پالتے ہین۔ اور ہر تیسرے یا چوتھے دن راستہ مین مسافرونکو پانی مہیا کرتے ہین اور یہ لوگ نجد سے مہارا کو ۲۵ منزلون مین جاتے ہین۔

مین اس مضمون کو پہلے دیکھ چکا تھا اور میرے نزدیک اسکی ایک نقل موجود تھی۔ مینے مدینۂ منورہ اور مکہ معظمہ مین جب اس دہانہ کی نسبت لوگون سے دریافت کیا تو نتیجہ میری دریافت کا آخر نکلا کہ مدینۂ منورہ سے لوگ اب بھی اس وسیع ریگستان مین سے گذر کر جا سکتے ہین۔ اور اس مین آبادی بھی بہت ہے۔ مکہ معظمہ یا طائف سے ہوکر بھی راستہ جاتا ہے۔ ایک دو اونٹ اس مین ہرگز نہین جاسکتے ایک زبردست اونٹون کے قافلے کے ساتھ ایک جفاکش سیاح اس راستہ پر جا سکتا ہے۔ والی طائف وادی بیشہ تک پہونچا دیگا۔ اہل نجران آگے کو پہونچا دینگے۔ مگر اس سفر مین دو ایک رفیق عمدہ ہونے چاہئے۔ ڈاکٹری پیشہ یا سوداگری اشیا لیکر اوپر آدمی جا سکتا ہے۔ میری رائے مین دس ہزار روپیہ کے خرچ سے اس مشن کو کامیابی ہوسکتی ہے۔ اس سے کم روپیہ لیکر ربع الخالی سے گذرنے کا خیال کرنا سراسر حماقت ہے۔ تین یا چار طرف سے سیاح اس مین جا سکتے ہین۔ باقی علم عبداللہ۔ آئندہ دس سال کے اندر ضرور اس وسیع و وحشت ناک نامعلوم قطعہ کا حال دنیا پر ظاہر ہوجائیگا۔ اور اس معلوم کرنے والے کے سینہ کو یوروپ کے حکمران چاندی اور سونے کے تمغون سے جگمگا دینگے۔

باد سموم عرب مین اکثر قسم کی باد سموم چلتی ہے جسکا ذکر اکثر سیاحان یوروپ نے بھی کیا ہے۔ اون مقامات پر جہان درخت کم ہین یا جو صحرائے ریگ کے قریب ہین گرمی بشدت ہوتی ہے۔ علاوہ گرمی

کے صحرائے عرب مین ایک قسم کی لو چلتی ہے جسمین سوائے سمیت کے ایک اور تکلیف یہ ہوتی ہے کہ لو کے ساتھ آندہی اور اندہی کیساتھ ریگ اوڑ کر ایک جگہہ سے دوسرے جگہہ پر پہاڑون کے پہاڑ بنجاتے ہین ایسے موقعہ پر اگر کوئی قافلہ صحرا مین ہوتا ہے تو کل انسان اور حیوان آندہی کے ختم ہونے تک اوندہے ریت پر لیٹ جاتے ہین۔ یہی باد سموم اور قلت آب دو چیزین ہین جو عربستان مین قافلونکی بربادی کا باعث ہوتی ہین۔ باد سموم کی آمد کے آثار قافلہ پر فوراً ظاہر ہو جاتے ہین آسمان پر جانب افق پہلے ایک سُرخی آتی ہے اوسکے بعد تاریکی پہر زردی۔ یہی وقت سر پر پاؤن رکہکر بہاگنے کا ہے اگر طوفان کے گرد و غبار مین قافلہ نے راہ گم نہ کی تو وہ کسی پتھر کے نیچے یا کسی غار مین جا چہپتا ہے ورنہ موت کے حوالے ہوتا ہے۔

پالگریو اور دیگر یورپین سیاح اس ہوا کی حالت ایسی بیان کرتے ہین۔ یہ ہوا جب چلنے لگتی ہے تو اونٹ زمین پر لیٹ جاتے ہین اونکی لانبی گردنین ایسی ڈہیلی ڈالدیتے ہین جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسوقت جان کنی کی حالت مین پہونچگئے ہین۔

پالگریو کا بیان ہے کہ ایک مقام پر اوسکو اس ہوا سے اتفاق ہوا وہ کیسو گز کے فاصلہ پر تہا کہ ہوا کے جہونکے زیادہ گرم اور تند ہوگئے۔ افق پر سیاہی چہاگئی اور اندہیرا سا معلوم ہونے لگا اور اس تاریکی مین ہوا کے گرم جہونکے شروع ہوگئے گویا کیسی جلتے ہوئے پہاڑ سے نکلرہے تھے باوجود ہماری تمام کوششونکے ہمارے اونٹ غش کہا کر اپنے گہٹنے زمین پر جہکائے اور ادہر باد سموم کا طوفان زور پکڑ گیا۔ ہم بہی اپنے ساتھیون کے مانند زمین پر اوندہے لیٹ کر اپنے چہرے ڈہانپ لئے۔ کرۂ ہوا اسقدر تاریک اور گرمی اسقدر جانسوز تہی کہ یہی معلوم ہوتا تہا کہ خدا نے دوزخ کو زمین پر اوتار دیا ہے۔ ہم اسطرح قریباً ۱۰ منٹ زمین پر پڑے رہے اور سُرخ آہن کی سی گرم ہوا ہمارے اوپر سے گذرتی رہی۔ کچہہ دیر بعد جسم نیم مردہ کی طرح اوٹہکر اپنے چہرونسے نقاب اوٹہائے۔ مجہے اپنے ساتہیونکی شکلین ایسی نظر آئین کہ گویا ابہی

تپرون سے نکلکر آئے ہین - اور بلاشبہ میری صورت بھی اونسے کم نہ ہوگی جو مجھے نظر نہین آتی تھی۔ اونٹون کو دیکھا تو وہ ابھی اپنی گردنین لانبی کئے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے ہین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ وہ بندوق کی گولیون سے زخمی ہوگئے ہین - تھوڑی دیر بعد اول مطلع صاف ہونے لگا اور بتدریج اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اور تعجب ہے کہ جب تک بادسموم محسوس ہوتی رہی - ہوا ریت اور غبار سے بالکل صاف تھی۔

عرب کی حالت قبل بعثت

جزیرہ نمائی عرب کے جنوب پر سلطنت حبش کا اور مشرقی حصہ پر سلطنت فارس کا اور شمالی اقطاع پر سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تہا۔ اور اندرونی ملک آزاد تہا حبش اور قسطنطنیہ کا مذہب عیسائیت تہا مگر عقاید مین بہت بڑا فرق تہا جس سے یہی معلوم ہوتا تہا کہ گویا دو مذہب ہین اور فارس کا مذہب زرتشتی تہا - ہر ایک سلطنت عرب مین اپنے مذہب کی اشاعت اور قیام کی ساعی تھی۔ اسلئے عرب صرف مختلف اغراض و مقاصد کا سلطنتونکی انقلابات کا آماج گاہ تہا۔ بلکہ مختلف مذہب کے تاثرات متضادہ کا بھی تختہ مشق تہا۔ اندرون ملک جسمین مکہ اور مدینہ بھی شامل ہین خود مختار تہا مگر خود مختاری نے اون پر بہت برا اثر ڈالا تہا۔ خود مختاری سے خودسری پیدا ہوگئی تھی۔ اونہون نے اپنی شجاعت و جرأت کا نشانہ اپنے ہی بھائیونکو بنا رکہا تہا۔

جب حضور انور رسول خدا اس ملک مین مبعوث ہوئے تو آپنے اور آپکے خلفاؤن نے شمالی عرب کو شاہ قسطنطنیہ کی بند مملوکیت سے اور مشرقی عرب کو کسرائے ایران کے حلقۂ غلامی سے اور جنوبی عرب کو حبش کے طوق بندگی سے نجات دلائی۔

اور اندرون عرب و حجاز مقدس مین خود رہکر اسلامی سکہ جمایا جو آجتک ایسا مضبوط جما ہے کہ قیامت تک بھی اسکو کوئی بدل نہین سکتا عادت قدیمی کے موافق اسوقت بھی وسط عرب کے لوگ خودمختار و آزاد ہین مگر اونکی یہ آزادی اگلی جہالت کے موافق نہین ہے۔

فوری تغیر بعثت کے آگے اور پیچھے کے حالات کو ملاکر دیکھا جاوے تو چند ہی روز کے عرصہ مین

ایک غوری تغیر معلوم ہوگا جسکو دیکھکر متعصب سے متعصب مذاہب کے افراد کو بھی سر تسلیم خم کئے بغیر چارہ نہین ہے یہ کون نہین جانتا ہے کہ عبد اللہ بن سلامؓ یہودیت۔ زبیر بن عبد اللہ عیسائیت عثمان بن طلحہ ابراہیمیت کی مسندہائے امامت کو چھوڑ چھوڑ کر اسلام کے خادم شمار کئے جانے پر مفتخر ہین۔ یہودیونکا زرخرید غلام سلمان فارسی منا اہل البیت کے درجہ پر فائض ہوجاتا ہے اور بت پرستون کے زرخرید غلام بلال حبشیؓ کو فاروق اعظم بھی جسکی ہیبت وسطوت سے قیصر وکسرے کے اندام پر لرزہ تھا سید کہکر پکار رہا ہے۔ رنگتون زبانونکا اختلاف قومیت کا تفرقہ ملکی خصوصیات کا امتیاز سب کچھہ جاتا رہا ہے۔ حسب ونسب کی شرافت کا زبان پر لانا کمینگی کی دلیل بنگیا ہے۔ دین واحد نے سبکو ملت واحد بنا کر ایک ہی دلولہ دلون مین۔ ایک ہی جوش طبیعتونمین۔ ایک ہی خیال دماغون مین ایک ہی آوازہ توحید زبانون پر جاری کردیا ہے۔ دشمن دوست بنگئے ہین اور جان نثاری پر آمادہ ہین۔ وہ عمرو بن عاص جو حبش مین نجاشی کے پاس قریش کا سفیر بنکر گیا تھا کہ مہاجر مسلمانونکو بطور اکسترادیش (اسیرگی) ملزمون کے حاصل کرے چند سال کے بعد بادشاہ عمان کے پاس داعی اسلام بنکر جاتا ہے۔ اور ہزارون اشخاص کے مسلمان ہوجانے کی بشارت جناب نبویؐ مین لاتا ہے۔ وہ خالد بن ولید جو جنگ احد مین بت پرستونکی رسالونکی کمانڈ کرتا ہوا مسلمانونکو تباہ کرنا اپنی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد سمجھتا تھا کچھہ عرصے کے بعد خود بخود حاضر ہوتا ہے۔ لات وعزےٰ کے مندرونکو اپنے ہاتون سے گراتا اور اسلامی فتوحات مین کرنجوما جنرل کا درجہ پاکر سیف اللہ کا معزز خطاب حاصل کرتا ہے۔

(وہ عروہ بن مسعودؓ جو حدیبیہ مین آنحضرتؐ کو مکہ مین داخل ہونیسے روکنے کیلئے قریش کا سفیر بنکر گیا تھا۔ خود بخود مدینۂ منورہ مین حاضر ہوکر اپنی قوم مین دعوت اسلام کی اجازت حاصل کرکے وطن کو جاتا اور اوسی خدمت مین اپنی جان شیرین قربان کردیتا ہے۔

وہ سہیل بن عمروؓ جو معاہدۂ حدیبیہ مین بت پرستونکی جانب سے کمشنر معاہدہ تھا جس نے عہدنامہ

مین اسم پاک محمدؐ کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھے جانے پر انکار کیا تہا مسلمان ہوتا اور وفات نبویؐ کی خبر پاکر بیت اللہ مین کہڑا ہوجاتا اسلام کی صداقت اور دین الٰہی کی تائید مین ایسی زبردست تقریر کرتا ہے۔ جو سینکڑون دل ایمان سے منور ہوجاتے ہین۔

وہ عمر بن خطابؓ جو تلوار لیکر گہر سے آنحضرتؐ کا قتل کرنے کیلئے نکلے تہے۔ وفات نبویؐ کے دن شمشیر برہنہ لیکر کہڑے تہے کہ جو کوئی کہیگا کہ آنحضرتؐ نے وفات پائی ہے تو اوسکا قتل کردونگا۔

وہ وحشیؓ جس نے عم رسول اللہ حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تہا کلیجہ نکالا اعضا کاٹے جنازہ بے حرمت کیا کچہہ دنون کے بعد مسلمان ہوجاتا ہے۔ شرم وخجالت سے حضور انور کے سامنے مُنہ نہین کرتا اور بالآخر مسیلمہ جیسے کذاب کے قتل کو اپنی حرکت سابقہ کی تلافی سمجہتا ہے۔ وہ ابوسفیان بن عبدالمطلبؓ جو حقیقی چچا کا بیٹا ہوکر حضرت رسول خدا کی ہجو مین متواتر اشعار کہا کرتا تہا جذبۂ توفیق سے خدمت مین حاضر ہوتا ہے اور جنگ حُنین کے میدان مین جو شوال ۸ھ ہجری کو ہوا تہا دہی الیلا رکاب نبویؐ تہامے نظر آتا تہا۔

وہ ابوسفیان بن حربؓ جو سات برس تک آنحضرتؐ کے مقابلہ مین فوجین لاتا رہا اور مسلمانون کے خلاف سارے ملک مین آتش فساد بہڑکاتا رہا اسلام لاتا ہے نجران کے علاقۂ عیسائی پر اسلامی حاکم بنکر بہیجا جاتا ہے۔ وہ طفیل بن عمر دوسیؓ جو مکہ مین روئی کے ڈاٹ کانون مین لگا کر پہرتا تہا کہ محمدؐ کی آواز کان مین نہ پہونچے بالآخر اپنے ملک مین گہر گہر پہرتا محمدؐ کی آواز کو سب کے کانون تک پہونچاتا ہے۔ وہ عبدیالیل ثقفیؓ جس نے طائف مین غلامون اور بچونکو حضور پر پتہر مارنے کے لئے مقرر کیا تہا تہوڑے سے عرصہ کے بعد از خود مدینہ مین حاضر ہوتا اور یہان سے اپنے قوم کیلئے جواہر ایمان و ایقان دامن مین بہر کر لیجاتا ہے۔ وہ بریدہ بن الحصیب اسلمیؓ جو قریش سے سو شتر سرخ کے انعام کا وعدہ لیکر آنحضرتؐ کی گرفتاری کیلئے ۷۰ سوارونکا دستہ لیکر گیا چند گہنٹون کے بعد نبیؐ کے سامنے اپنی سفید پگڑی کو نیزے پر باندہے ہوے آنحضرتؐ کا علم بردار بنا ہوا نظر آتا ہے۔ الغرض ایسی مثالون کیلئے دفتر درکار ہین (محمد سلیمان از اہلحدیث)

وادیان عرب مین بڑی بڑی وادیان ہین۔ جو ایوب عربی کے زمانہ سے مشہور چلی آتی ہین۔ یہ وادیان موسم سرما مین لبالب بہر جاتی ہین اور موسم گرما مین بالکل خشک ہو جاتی ہین۔ اسوقت ان کنوؤنکا پانی استعمال کیا جاتا ہے جو وادی کے قعر مین کہودے جاتے ہین۔ وادی برہان جنوب مشرقی سمت مین کوہستانی حوران سے ضلع جوف تک بہتی ہین۔ جو نفود اعظم کم کنارے پر ہے۔ اس مین ایک چہوٹی وادی لرجل شامل ہو جاتی ہے۔ وادی دواسیر جبین نجران کے نالے گرتے ہین۔ تمام ملک اسیر اور جنوبی کوہستان وجبیل سلومہ کے شمال تک کا پانی کہینچ لیجاتی ہے۔ تمام جزیرۂ نمائے عرب مین فقط یہی ایک جہیل ہے۔ عرب کی نہایت مشہور وادی الرّمّا ہے۔ یہ حجاز سے تقریباً ۸ سومیل تک جزیرہ نما مین گذرتی ہوئی جانب شمال مغرب دریائے فرات کی طرف چلی گئی ہے۔ اگر بارش کثرت سے ہوتی تو یہ وادی شط العرب تک پہنچ جاتی اور شمالی عرب کے دریاؤنکو جو اب علحدہ علحدہ ہین ملادیتی ہے۔

اسمائے وادیان عرب

وادی عینونہ	وادی آدم	وادی الحزن	وادی الہادئی
وادی افعال	وادی ام تمائین	وادی اشہر	وادی الرومناب
وادی الاربعہ	وادی الظہور	وادی علی	وادی الیمر
وادی الجفی	وادی الحجر	وادی السیل	وادی المیاب
وادی اسام	وادی الاےسر	وادی عقیق	وادی ابوالقروش
وادی اہل عجیبات	وادی حنین	وادی الریم	وادی الرودا
وادی الاتاب	وادی عمد	وادی الرومہ	وادی حسیم
وادی آخن	وادی الغبرا	وادی الرطی	وادی العجش

وادی بشر	وادی ہوار	وادی ہرسے	وادی رقوب
وادی دیرہ	وادی حوران	وادی شرف	وادی رنایاب
وادی دہورہ	وادی حدار	وادی سنا	وادی صبران
وادی دوان	وادی حلوار	وادی مونا	وادی خوابہ
وادی دواسیر	وادی حنفہ	وادی نابغہ	وادی سربان
وادی وہانہ	وادی عرقہ	وادی مجمع	وادی تسواب
وادی فاطمہ	وادی جوانم	وادی مخیل	وادی شعبہ
وادی غار	وادی جیاح	وادی مبہت	وادی ثبات
وادی غزال	وادی جریدہ	وادی نجران	وادی سمہاق
وادی غدای	وادی کیو	وادی نابل	وادی شبروم
وادی تاریک الغبیر	وادی خورا	وادی رعیث الدین	وادی شلاہی
وادی حمد	وادی کوراب	وادی تلخ آب	وادی سعال
وادی حلان	وادی کراہی	وادی رتقاب	وادی ستر
وادی حضرموت	وادی لایمان	وادی رکوب	وادی سلمہ
وادی حسان	وادی لتاک	وادی راحد	وادی صاد
وادی ہیونہ	وادی مرکب	وادی کنعان	وادی ستر
	وادی ترابہ	وادی یرقہ	

اسمائے صحرائے عرب (یعنے دشتِ عرب)

دشت سغاصہ	دشت نفود	دشت عماد	دشت مجارہ

دشت شماء	دشت دہانہ	دشت قرہ	دشت وہانی یاب
دشت عليب	دشت حسار	دشت والق	دشت ربع الخالی یا دہانہ
	دشت الاخاف	دشت الشانی	

اسمای جبال عرب	تخمیناً اونچائی سطح سمندر سے	اسمای جبال عرب	تخمیناً اونچائی سطح سمندر سے
جبل ازید	۲۴۰۰	جبل ابیاض	۶۰۰۰
جبل ازاحلی	۲۷۰۰	جبل رضان	۴۷۰۰
جبل ابورخ	۳۷۰۰	جبل عناف	۳۱۰۰
جبل ادرب	۳۲۰۰	جبل الشہاب	۴۰۰۰
جبل ابومیاو	۶۹۵۰	جبل عوجب	۳۳۰۰
جبل اتاقہ	۲۳۰۰	جبل المربوب	۴۰۵۰
جبل موجی مل	۴۱۵۰	جبل ابراق	۵۰۰۰
جبل البراب	۳۰۰۰	جبل کامین	۲۳۰۰
جبل انار	۳۱۰۰	جبل البرّہ	۴۵۰۰
جبل مناز	۲۹۰۰	جبل عدولہ	۳۲۵۰
جبل عوارض	۳۳۰۰	جبل الخراق	۴۵۰۰
جبل الازراق	۳۷۰۰	جبل ضغیر	۲۳۰۰
جبل الشرقی	۳۰۵۰	جبل بائل	۲۶۰۰
جبل ابوعقاب	۳۱۵۰	جبل العوسہ	۴۲۰۰
جبل اشارہ	۲۶۰۰	جبل یذاب	۳۲۰۰

جبل ادمادرہ	۳۳۰۰	جبل بس	۳۳۰۰
جبل ارکان	۴۰۰۰	جبل وباغ	۸۲۰۰
جبل آنامین	۳۲۰۰	جبل دہنا بالیر	۶۱۰۰
جبل الائی یاب	۴۰۰۰	جبل دہابہ	۳۱۰۰
جبل اربع	۳۷۰۰	جبل دہارف	۳۰۰۰
جبل ابوشوق	۳۲۰۰	جبل دہام	۳۳۰۰
جبل ابوشتعاق	۴۱۰۰	جبل دہراے	۳۰۰۰
جبل عزوات	۲۳۰۰	جبل دخالی	۳۵۰۰
جبل احمر	۳۲۰۰	جبل دہترم	۵۰۰۰
جبل اسج	۲۳۰۰	جبل التبت	۷۹۰۰
جبل جمک	۲۶۰۰	جبل فراوی	۹۷۰۰
جبل عینہ	۲۱۰۰	جبل فرای	۴۰۰۰
جبل طبجی	۳۲۰۰	جبل قرتین	۳۱۰۰
جبل برق	۳۲۵۰	جبل غمال	۳۶۷۰
جبل تقاراب	۳۲۰۰	جبل غماریہ	۵۵۰۰
جبل برک	۴۳۰۰	جبل غراب	۵۰۰۰
جبل بغانہ	۳۱۰۰	جبل غسوان	۴۵۱۰
جبل برائم	۳۴۵۰	جبل جام	۱۵۵۰
جبل بجائیلہ	۳۱۰۰	جبل حمرا	۳۲۰۰

جبل جلاراب	۷۷۵۰	جبل ازنان	
جبل جبشی	۶۶۰۰	جبل ابن یعقوب	
جبل حمرار	۲۲۰۰	جبل الواد	
جبل خسنجبہ	۳۰۰۰	جبل جبلیہ	
جبل حوران	۴۴۰۰	جبل جباع	
جبل حلوان		جبل جناب	
جبل جبران		جبل جولہ	
جبل حکران		جبل جبوواب	
جبل حلیّت		جبل جہار	
جبل حسلہ		جبل کعبہ	
جبل جبرشی		جبل خان دہراو	
جبل ہدب		جبل خال	
جبل جلوب		جبل کبوشال	
جبل جلوبان		جبل خزاز	
جبل حلیاب		جبل کلاب	
جبل حنلماجس		جبل لالیح	
جبل حالی		جبل لقایت	
جبل حدن		جبل لاد	
جبل جیری		جبل موسے	۷۴۰۰

نام	بلندی	نام	بلندی
جبل مناسیر	۴۰۰۰	جبل راحب	
جبل مامار		جبل ریناخہ	۵۰۰۰
جبل مسلٰی		جبل رّطان	
جبل جدیّہ		جبل رباب	
جبل موتیہ		جبل راف	۳۲۰۰
جبل مکیسر		جبل روات	
جبل متالہ	۳۸۵۰	جبل راحت	۲۲۵۰
جبل غیاب		جبل رضود	۶۰۰۰
جبل مؤتّم		جبل رواف	
جبل محرم		جبل رامق	
جبل مشرق		جبل ریاح	۹۱۰۰
جبل نعامہ		جبل شران	
جبل نضاضیہ		جبل سلوک	
جبل نعمان		جبل شیطان	
جبل احد	۳۷۲۰	جبل سراح	۳۹۰۰
جبل اوّرہ		جبل سمراح	۴۰۰۰
جبل قدم		جبل سفنوات	
جبل قرہ	۵۶۰۰	جبل سیحان	
جبل رامد		جبل ستار	

جبل سعار		جبل شفاع	
جبل سراب		جبل شقاب	
جبل سربل	۶۸۰۰	جبل طوبیک	
جبل ساد		جبل طت لیخ	
جبل خفرار		جبل طغداوی	
جبل شفار		جبل طراہ	
جبل سویقہ		جبل طارات	
جبل شہر	۹۹۰۰	جبل طہیان	۸۴۵۰
جبل شیعبان		جبل اوطہل	۵۱۰۰
جبل صبوح	۵۰۰۰	جبل ام التسایب	
جبل ساق	۲۵۵۰	جبل ام الشمر	۸۴۵۰
جبل سعدیہ	۲۲۰۰	جبل ام طرتیر	۵۱۰۰
جبل شاتل		جبل ام لیلی	
جبل شاہرن		جبل ام قوف	
جبل سلاح		جبل وطر	
جبل سلیام		جبل ویدان	

اسمای قبایل بدویہ معہ مردم شماری

مجکو یہ حساب ایک بدوی شیخ نے جو وسط عرب میں خوب سفر کیا ہوا ہے اور بہت عمر ہے

بیر احسانی کے قرب وجوار میں رہتا ہے بتایا ہے اور اسکی رائے میں یہ تعداد قلیل ہے اس سے بڑھکر مردم شماری ہوگی۔ واللہ اعلم۔ گو یہ قیاسی ہے تاہم قابل اطمینان ضرور ہے۔

الاعظم	۴۰۰۰	الجازیر	۶۰۰۰۰
البلاحس	۱۵,۶۰۰۰	النجیم	۳۰۰۰۰
المعمور	۵۳۰۰	البشاکیر	۴۵۰۰
البحرسا	۱۴,۰۰۰	الدولا	۵۰۰۰۰
الرحان	۱۳,۰۰۰	اولادعلی	۵۰,۰۰۰
المرخاقه	۳۰۲۵۰	الحربه	۴۰۰۰
العلمار	۱۳,۰۰۰	الفواجر	۶۰۰۰
السرویه	۱۶۹۰۰	الجما	۱۵۵۰۰
الشرفار	۸۲۰۰	الشمس	۱۰۰۰۰
الشراره	۲۴,۰۰۰	المخلق	۳۰۵۰۰
الجلات	۱۲,۰۰۰	السلقا	۳۰۰۰۰
المساجید	۳۶,۰۰۰	الوالده	۱۶۰۰۰
الاشیا	۱۰۸۰۰	السبحه	۳۰۲۰۰
المقتفح	۴۹۵۰۰	الضفیر	۲۴۰۰۰
القدمان	۵۰,۰۰۰	الصلیخ	۲۰۰۰۰
الجالید	۱۵,۰۰۰	السوانه	۱۵۰۰۰
الجاجره	۸۵۰۰	السلکه	۳۰,۰۰۰

الفنرہ	۶۵۰۰	الیاہی	۳۰۰۰
الفکاکہ	۱۵۰۰۰	البشارین	۶۰۰۰
الخزابل	۳،۲۵۰	التربئین	۷،۰۰۰
الحسنہ	۲۵۰۰۰	المارس	۵،۰۰۰
التنایلہ	۴۰۰۰	اولاد حمید	۴۰۰۰
الہادیہ	۶۰۰۰	القریشی	۶،۰۰۰
الغایہ	۸۵۰۰	المعز	۴۰۰۰
المزاید	۴۰۰۰	رحجان	۶۵۰۰
الکراد	۳۰۰۰	آل مرہ	۴،۰۰۰
اسمرہ	۵،۵۰۰	الوہابیہ	۷،۰۰۰
الغزہ	۱۴۶۰۰	الخلیفہ	۴،۰۰۰
الصوالحہ	۱۰۰۰۰	آل حمار	۵،۰۰۰
القراشی	۱۷۰۰۰	بنی سخر	۲۸۰۰۰
العوارمہ	۹۰۰۰	بنی ذہب	۵۰۰۰۰
الرحمہ	۳۰۰۰	بنی طے	۱۴۰۰۰
الملقات	۶۰۰۰	بنی عبداللہ	۱۳۵۰۰
المزنبیہ	۷۰۰۰	بنی حرب	۱۳۰۰۰
اولاد سلیمان	۳۰۰۰	بنی عمرو	۷،۵۰۰
الحیوات	۲۵۰۰	بنی تمیم	۳۰۰۰

بنی حطیم	۴۰۰۰	بنی تمر	[illegible]۰۰۰۰
بنی غدیر	۷۰۰۰	بنی عنیزہ	۳۹۰۰۰
بنی واصل	۳۰۰۰	بنی رولہ	۲۰۰۰۰
بنی سوائف	۴۰۰۰	بنی داؤد	۵۰۰۰
بنی عامر	۱۵۰۰۰	بنی عریض	۳۲۰۰۰
بنی یاس	۵۰۰۰	بنی عتیبہ	۱۲۵۰۰
بنی مناس	۲۰۰۰	بنی خالد	۳۶۰۰۰
بنی ایوب	۴۰۰۰	بنی دواسر	۲۸۰۰۰
بنی عوف	۴۰۰۰	بنی حجیر باخر	۲۹۰۰
بنی نعاجیر	۶۰۰۰	بنی فضول	۷۰۰۰
بنی صوارب	۷۰۰۰	بنی آل عیسیٰ	۱۰۰۰
بنی ہویوئیر	۹,۰۰۰	بنی قطان	۶۰۰۰
بنی تبابیش	۴۰۰۰	بنی سبائی	۶۰۰۰
بنی رباطاط	۳۰۰۰	بنی شراق	۳۰۰۰
بنی ہویابس	۷۰۰۰	بنی سلائیل	۵۰۰۰
بنی رشیدہ	۱۰۰۰۰	بنی سالم	۳۰۰۰
بنی ہندیدوا	۴۰۰۰	بنی شتغر	۴۰۰۰
بنی ہوادیر	۳۵۰۰	بنی صبح	۱۷۰۰۰
بنی سفیہ	۷۰۰۰	بنی جہین	۶۰۰۰

بنی فاطمہ	۷۰۰۰	بنی اسمٰعیل	۴,۰۰۰
بنی ہاشم	۲۰۰۰	بنی جیدی	۵,۰۰۰
بنی عطیر	۶,۱۰۰	بنی سلیبہ	۴,۰۰۰
بنی رحجان	۲۰۰۰	بنی تہین	۶,۰۰۰
بنی سلیم	۵۰۰۰	بنی زبید	۵,۰۰۰
بنی سلیمہ	۳۰۰۰		۲۰۲۸۵۰
بنی سیا	۳۰۰۰		۷۳۵۷۵۰
بنی عنیزہ	۳۰۰۰		۴۴۶۵۰۰
بنی شرارت	۴۱۰۰۰		۱۲۳۶۰۰
بنی حویطات	۲۱۰۰۰		
بنی عبیلہ	۴۰۰۰		۱۵,۴۴۷۰۰
بنی ثقیفہ	۴۰۰۰	بنی غطفان	۱۵,۰۰۰
	۱۲۳،۶۰۰		

بڑے شہروں کی آبادی

حوطہ	۵ ہزار	مدینہ	ایک لاکھ ۳۰ ہزار
حائل	۲۰ ہزار	جوف	۴۰ ہزار
بریدہ	۹ ہزار	ستاتا	۱۶ ہزار
مکہ	ایک لاکھ ۵۰ ہزار	خیبر	۴۰ ہزار

تیمہ	۱۳ ہزار	مخالہ	ایک لاکھ ۲۰ ہزار
مجمع	۱۲ ہزار	میوزی	۳۰ ہزار
تومین	۱۵ ہزار	متعاد	۱۲ ہزار
دریمیہ	۴۰ ہزار	سبوان	۱۷ ہزار
عیون	۱۰ ہزار	نیبوع	۶ ہزار
عارض	ایک لاکھ دس ہزار	نخل	۳ ہزار
یمامہ	ایک لاکھ ۳۰ ہزار	صنعار	۱۰ ہزار
حریق	۲۵ ہزار	دمشق	۲ لاکھ ۱۰ ہزار
افلاج	۱۴ ہزار	حوران	ایک لاکھ ۲۰ ہزار
وادی دواسیر	ایک لاکھ	میناب	۵ ہزار
سلیل	۳۰ ہزار	ریاض	ایک لاکھ ۲۰ ہزار
وشیم	۸۰ ہزار	ادم	۹ ہزار
سدیر	ایک لاکھ ۳۰ ہزار	شعاق	۱۰ ہزار
قصیم	۳ لاکھ	خرما	۷ ہزار
المسار	ایک لاکھ ۶۰ ہزار	ہفہوف	۵۰ ہزار
قطیف	ایک لاکھ	مبرز	۲ ہزار
جبل شمر	ایک لاکھ ۶۲ ہزار	جدہ	۲۵ ہزار
شمالی قصیم	۳۵ ہزار	قاصد	۴۰ ہزار
نعمان	۲۵ ہزار	وتنہ	۷ ہزار

کل آبادی تخمیناً ۲ لاکھ ۲۷ ہزار ہے۔ یہہ حساب بھی ایک ایسے شخص کا بتایا ہوا ہے جسنے وسط عرب میں بہت دور دور تک سیاحت کی ہے تاہم میرے خیال میں اس سے زیادہ ہی آبادی ہوگی مگر کم نہین فوجی قوت کل عرب کی اسکا چوتھائی حصہ سمجھنا چاہیئے۔ بروقت جنگ یا مذہبی جہاد کے وقت اسکے تیسرے حصہ تک بھی نوبت پہونچسکتی ہے۔ واللہ اعلم

گورنمنٹ ہند کی خوبیان اور کچھ اپنی تعریف

برٹش گورنمنٹ کی خوبیان قابل شکر اور لایق ستایش ہیں۔ یہہ امر مسلمہ ہے کہ اصولاً دنیا کے کل حکمرانون میں سب سے بہتر حکومت گورنمنٹ برطانیہ ہی مذہبی آزادی ایسی ہے شاید کسی اور ملک میں نہو ہر فرقہ کی جائداد محفوظ۔ اونکا مذہب محفوظ۔ ارکان مذہبی کے ادا کرنے میں ایسی۔ آزادی ہے کہ جس کی بہتر نظیر کسی اسلامی سلطنت کی تاریخ مین بمشکل ملیگی۔

گورنمنٹ برطانیہ کی بدولت اگلے کل بدرسمین جیسے دختر کشی۔ ستی۔ ٹھگون کی جماعت انسانی قربانی۔ ڈاکہ زنی یہہ کل نابود و مفقود ہوگئین ہیں۔ اسکے عوض راستہ صاف اور بے خطر۔ نہرین بکثرت جاری۔ ریل و جہاز کی وجہ سے بری و بحری سفر کی سہولت۔ تار ڈاک خانے بکثرت ہزارہا میل کی خبر ایک ہی گھنٹے میں معلوم کرنا۔ اسکولیں جاری۔ بلحاظ قابلیت ہر شخص کو ملازمت ملنے کا حق حاصل۔ خیراتی شفاخانہ موجود۔ چھاپے خانے بلاتعداد۔ اخبارون کی کثرت۔ چیچک طاعون اور ہیضہ کی حفاظت کیلئے ٹیکہ کا محکمہ۔ امراض متعدی کے واسطے جداگانہ انتظامات۔ نلوں کے ذریعہ پانی کا بہم پہونچانا۔ شہرون اور قصبون مین صفائی کا انتظام۔ تعلیم نسوان کی تحریک وغیرہ وغیرہ موجود ہے۔ ہم کو اس اقرار کرنے مین کوئی عذر نہیں ہے کہ انصاف میں انسانی ہمدردی میں رعایا کی آزادی اور رعایا کو مہذب بنانے میں۔ ملک کی فلاح و بہبود میں۔ ملک کی ترقی میں۔ امن و آسایش میں تجارت مین صنعت میں دنیا کی کوئی گورنمنٹ گورنمنٹ برطانیہ کا مقابلہ نہین کر سکتی۔

اس قدر احسانات کے بدلے اس معیار سے اظہار مسرت نہو تو یہ ستم بھی کفران نعمت اور احسان فراموشی نہیں ہے تو کیا ہے۔ لیکن رعایائے ہند نہ احسان فراموش ہے اور نہ سرکش۔ بلکہ روئی زمین کے تمام ممالک میں سب سے زیادہ مطیع اور غریب وفادار رعایائے ہند ہے۔ فرمانروائے وقت کے کسی حکم سے انحراف کرنا گناہ جانتی ہے۔

یوں تو ہندوستان کی تمام قوموں کی نسبت ہمیں حسن ظن ہے۔ مگر خصوصیت اور وثوق کیساتھ مسلمانوں کی جانب سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اطاعت شعار معاملات دنیوی میں زود یقین اپنے محسن کے سچے جان نثار دنیا کے پردے پر ان سے زیادہ کوئی قوم نہیں۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں ثابت کر دیا کہ اگر حاکم ذرا سی اچھی بات کیا تو مسلمان ایسے وفادار بن جاتے ہیں کہ اوسکی تعریف کے دفتر باندھتے ہیں۔ یوں تو مسلمانوں میں جاہل۔ غافل۔ آمدنی کم اور خرچ زیادہ کرنے والے ضرور ہونگے مگر نمک ناشکر گذار گورنمنٹ ایک بھی نہ ہوگا۔

کبھی مسلمانوں کا وہ زمانہ تھا کہ غیر قوم اور غیر ہند کے لوگ اسلام کی زور و قوت و حشمت و علم و عمل اور بہادری پر رشک کرتے تھے۔ اب بھی بہادری میں انکے کوئی کلام نہیں ہے ساری دنیا بھی انکی بہادری کو جانتی ہے ہر قوم کے افراد حتی کہ مسلمانان ممالک غیر بھی اونکی بہادری کا لوہا مان گئے ہیں۔ لیکن ادبار کی حالت میں اقبال کا ذکر سخت حماقت ہے۔ بقول محترم قوم شمس العلما مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم غفرلہ۔

ہمارا حال ہے از بسکہ قابل عبرت	بیان کیجے تو بہ جائے خون ہو کے جگر
وہی ہیں ہم جو کبھی افسری کے شایاں تھے	وہی ہیں ہم نہیں۔ کہتا ہیں کوئی ذکر
وہی ہیں ہم کہ ہیں کوڑیوں کو اب محتاج	وہی تو ہم ہیں کہ تھے مالک زر و گوہر
وہی تو ہم ہیں کہ تھے مالک حصون و قصور	وہی تو ہم ہیں کہ کبھی محل اور نہ ہے چھپر

وہی تو ہم ہیں کہ تھے مسند و لن پہ جائی گزین — وہی تو ہم ہیں کہ اب فرش خاک ہے بستر
وہی تو ہم ہیں کہ باغ جہاں کی رونق تھے — وہی ہیں ہم خس و خاشاک سے کہیں بدتر
وہی تو ہم ہین کہ اب سب ہیں گئے گذرے — وہی تو ہم ہین کہ اپنا نہ تھا کوئی ہمسر
وہی تو ہم ہیں کہ تھے مالک رقاب امم — وہی تو ہم ہیں کہ اب سب کے ہیں خریدۂ زر
وہی تو ہم ہیں کہ ہے جاہلوں میں اپنا شمار — وہی تو ہم ہیں کہ تھے سب علوم مستحضر
وہی تو ہم ہیں کہ اب پا شکستہ بیٹھے ہیں — وہی تو ہم ہین کہ سیر و سفر کے تھے خوگر
وہی تو ہم ہیں کہ سب ایک سمجھے جاتے تھے — وہی تو ہم ہین کہ ستر ہیں بلکہ دو اوپر
وہی ہیں ہم کہ کبھی ملک داریاں کیں ہین — وہی ہیں ہم کہ سنبھالے نہین سنبھلتا گھر
وہی تو ہم ہین کہ اپنا بھی کچھ شعور نہین — وہی تو ہم ہیں کہ رکھتے تھے غیب تک کی خبر
وہی تو ہم ہیں کہ چار و آنا ہے کتنوں کے — وہی تو ہم ہین کہ اب ہمکو کھا گئی ہے نظر
وہی تو ہم ہیں کہ جس امتحان میں دیکھو فیل — وہی تو ہم ہیں کہ تھے پاس اولین نمبر
لٹے بہت مگر ایسے بھی کم لٹے ہونگے — کہ جن کے پاس نہ دولت رہی نہ علم و ہنر

ہماری احسان شناسی کا اقتضا یہ ہے کہ جس سلطنت کی بے انتہا برکتوں سے ہم نفع اوٹھا رہے ہیں۔ اوسکے اطاعت مند خیرخواہ اور وفادار رعایا بنے رہیں۔ (از مراۃ العرب)